www.ahlehaq.org

مکاشفۃ القلوب

تصنیف
حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ : محمد الیاس عادل

www.ahlehaq.org

مکاشفۃ القلوب

تصنیف

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر ۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

www.ahlehaq.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مکاشفۃ القلوب
مصنف	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	محمد الیاس عادل
ناشر	مشتاق احمد
بااہتمام	سلمان خالد
پروف خوانی	قاری نجم الصبیح
کمپوزنگ	گل گرافکس
پرنٹرز	اسلم عصمت پرنٹرز لاہور
قیمت	

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	33	ارحم الراحمین کی رحمت کا نزول	58
باب ۱۔ خوف وخشیت الٰہی	43	مسافر کی موت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت	59
باب ۲۔ خوف باری تعالیٰ	48	ابن عطاءؒ کا قول	60
خشیت ربانی کا انعام	48	حدیث قدسی	60
تاجر کی توبہ	49	عبادت اور رحمت الٰہی	60
دعائیہ کلمات	52	باب ۴۔ ریاضت اور نفسانی خواہشات	61
باب ۳۔ صبر ومرض	55	درود پاک سے قربت الٰہی کا حصول	61
صبر کی اقسام	55	حضرت مالک بن دینارؒ کی قسم	62
حضرت زکریا علیہ السلام کی آزمائش	55	تیس برس تک صبر	63
حدیث قدسی	56	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول	64
صبر کرنے کا حکم	56	حکیم لقمان کا قول	65
حضرت جنید بغدادیؒ کا قول	56	حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	65
حدیث مبارکہ	57	شیطان کے جال	65
حضرت ضحاکؒ کا قول	57	پیٹ بھر کر کھانے پر تنبیہ	66
گناہ نہ لکھنے کا حکم	57	باب ۵۔ غلبۂ نفس اور دشمنئ ابلیس	67
بیماری میں صبر کا انعام	57	اقوالِ حکمت	67

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ
خواہشات کا ڈنگ	68
شہوات اور صبر	68
نفس کا دھوکہ	69
حضرت حاتمؒ کا قول	69
عارف باللہ کا قول	70
فرمانِ نبوی	70
جہادِ اکبر	70
باب ۶۔ غفلت	72
محبت اور غفلت	72
غفلت کی زندگی	72
موت کے تین قاصد	73
غفلت کی نمازیں	74
عمل سے خالی دعویٰ فضول ہے	75
اطاعت الٰہی کا پھل	75
بندگی کا حق	76
دعویٰ کی سچائی	76
غلام کی بات کا اثر	77
باب ۷۔ فسق، نفاق اور یادِ الٰہی سے غافل ہو جانا	78
قابلِ غور بات	78
مومن اور منافق میں فرق	79
دوزخ کیا ہے	80
اُمت کی فکر	82
جہنمیوں کا حال	82
باب ۸۔ توبہ	84
فاسق کی اقسام	84
کافر و فاجر فاسق میں فرق	85
توبہ کی برکت	85
سچی توبہ	86
قبولیت توبہ کی خوشی	86
عتبہ کی قبولیت توبہ	87
باب ۹۔ محبت	90
دُرود نہ پڑھنے کا نقصان	90
چار باتیں	91
رابعہ بصریؒ کا فرمان	92
حضرت شبلیؒ اور محبت کی دعویدار	92
حضرت علیؓ کا قول	93
حضرت ابراہیم خواصؒ کا قول	93
باب ۱۰۔ محبت و عشق	94
محبت کی حقیقت	94

عنوان	صفحہ
مجنوں کی محبت	95
محبت کیا ہے؟	95
حقیقت کی پہچان	95
محبّ کون ہے	96
حکایت	96
عاشق کی موت	96
عشق کی منزل	97
عاشق کی نشانی	97
عشق الٰہی کا اثر	99
تین باتیں	100
اچھی نصیحت	100
کنجوس منافق	101
حضرت آسیہؓ کی ثابت قدمی	102
فرشتوں کا سایہ	102
حضرت آسیہؓ کی دعا	102
باب ۱۱۔ اطاعت و محبت ربانی و	
اطاعت و محبت رسولؐ	104
حضرت بشر حافیؒ کا بلند مرتبہ	105
عشق الٰہی	106
محبت کے اثرات	106
دل کی غفلت	107
ہر لمحہ ذکر الٰہی کرنا	107
ظاہر و باطن پر اختیار	108
شیخ شبلیؒ کا فرمان	108
ابن حاکمؒ کا فرمان	109
حضرت وہب بن منبہؒ کی دعا	109
ایک ہزار نوافل کی ادائیگی	109
عبادت الٰہی کی جستجو	109
صالح شخص کی پہچان	110
دلوں کا علاج	110
غلام کی تین شرائط	111
رب تعالیٰ کی پہچان	112
حقیقی معرفت	112
باب ۱۲۔ شیطان اور اس کا انجام	114
شیطان کی درخواست	115
شیطان کا انجام	115
آگ کی کرسی	116
شیطان کے مختلف نام	116
فرشتوں کا رونا	117
شیطان کی درخواست	118

عنوان	صفحہ
حضرت آدم علیہ السلام کی عرض	118
شیطان کے حربے	119
باب ۱۳۔ امانت	120
امام قرطبی کا قول	120
حضرت حسنؒ کا قول	121
مجاہدؒ کا قول	121
ایک مثال	121
حضرت ابن عباسؓ کا قول	122
امانت کا مفہوم	122
شعراء کے خیالات	122
ارشادات نبوی	123
فرمان باری تعالیٰ	123
ارشاد نبوی	124
خیانت کی سزا	124
قرض شہید کا بھی معاف نہیں ہوتا	124
باب ۱۴۔ خشوع و خضوع والی نماز	126
خشوع کی کیفیت	128
اعضاء میں سکون	128
حضرت علیؓ کی نماز	128
رنگت بدل جانا	129
حضرت حاتم اصمؒ کی نماز	129
حضرت ابن عباسؓ کا قول	129
ارشاد نبوی	129
نماز کا چور	130
بہترین انعام	130
حضرت عمرؓ کی نماز	130
حضرت خلف بن ایوبؒ کی نماز	130
ولی اللہ کی نماز	131
باب ۱۵۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر	132
حدیث قدسی	134
دین سے نکلے ہوئے لوگ	134
نیکی کی ترغیب کا صحیح طریقہ	135
برائی سے روکنے کی تاکید	135
شہداء سے افضل ترین لوگ	136
جنت کا ٹھکانہ	136
سب سے اچھا عمل	137
اللہ کے دشمنوں سے تعلق رکھنے کی سزا	137
ہر حالت میں نیکی کا حکم	138
باب ۱۶۔ شیطان کی دشمنی	139

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اللہ اور شیطان کے راستے	139	شیطان کا آخری وار	152
شیطان کی چال	140	شیطان کا وسوسے ڈالنا	152
شیطان کا سوال	141	باب ۱۷۔ امانت اور توبہ	153
انسانی قلب کا دشمن	141	درود شریف کی برکت	153
شیطان کا ہتھیار	142	امانت کا مفہوم	154
شیطان کے پھندے	142	فرمان نبوی	154
شیطان کی نصیحت	143	امانت اُٹھ جائے گی	155
جلد بازی کی عادت	143	توبہ کرنا واجب ہے	155
شیطان کا شریک مشاورت ہونا	144	اللہ تعالیٰ کی خوشی	156
متفقہ مشورہ	145	توبہ کی سہولت	156
حضرت علیؓ کی جانثاری	145	ارشادات نبوی ﷺ	156
حضرت علیؓ کے اشعار	145	حبشی کا انتقال	157
دشمنوں کی شرمندگی	146	ہر وقت توبہ قبول ہوتی ہے	158
ہجرت کے ساتھی	147	توبہ کا بار بار قبول ہو جانا	158
ہجرت کی تیاری	147	صرف اللہ تعالیٰ ہی گناہوں سے بچاتا ہے	158
سامان سفر	148	توبہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا	158
تعاقب	149	توبہ کی قبولیت	159
غار کی التجا	149	توبہ کی قبولیت کا پھل	159
غار ثور میں قیام	149	توبہ کا لکھا جانا	159
ابوبکر صدیقؓ کی جانثاری	151	توبہ کرنا فرض عین ہے	160

عنوان	صفحہ
توبۃ النصوح	160
پکی اور سچی توبہ	160
کفن چور کی توبہ	161
سخت گنہگار کی توبہ	162
سب سے زیادہ پسندیدہ آواز	163
حضرت ذوالنونؒ کا فرمان	163
باب ۱۸۔ رحم کی فضیلت	165
رحم کا مفہوم	165
قافلہ کی حفاظت	166
صحابہ کرامؓ کی شفقت	166
رحم کے فضائل	167
مومن کی نیت	168
شہد اور راکھ	168
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عمل	169
جنت میں داخلے کے اسباب	169
باب ۱۹۔ فضیلت دُرود پاک کامل	
نماز کی فضیلت	171
نماز کی پرسش	171
نماز میں خضوع وخشوع	172
نماز کی چوری	172
نماز کی اہمیت	173
دیدار الٰہی کی سعادت	173
نماز کی صحیح ادائیگی	173
توجہ و یکسوئی سے نماز پڑھنے والوں کی	174
تعریف	174
درست نماز	175
نماز پڑھنے کی جگہ	175
سونے کی انگوٹھی	176
باغ میں نماز پڑھنے سے رکعات بھولنا	176
نماز میں توجہ	176
باب ۲۰۔ غیبت	178
غیبت کی مذمت	178
غیبت سے بچنے کا حکم	179
چغل خور کا حشر	179
مچھلی کی زبان کا نہ ہونا	180
چغل خوری سے عذاب قبر	180
زنا سے بُرا گناہ	180
غیبت کا عذاب	181
ہرگز غیبت نہ کرو	181
غیبت کی بدبو	182

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غیبت کرنے والے کی توبہ کا معاملہ	183	آسمان کے دروازوں کے بندش	195
باب ۲۱۔ زکوٰۃ	184	رحمت الٰہی سے دُوری	195
مالداروں کی رسوائی	185	رحم کی التجا	195
اپنے آپ پر ظلم	185	گناہوں کی زیادتی کا نقصان	196
زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر عذاب قبر	185	صلہ رحمی کرنے کا حکم	196
فرمان نبوی	187	پسندیدہ عمل	197
باب ۲۲۔ زنا	188	جہنم سے دور کرنے والا عمل	197
زنا کے چھ مصائب	189	صلہ رحمی کا اجر' درازی عمر کی وجہ	197
شیطان کی پسند	189	بہترین شخص کی نشانی	198
زانی کا ایمان نکل جاتا ہے	189	اچھی باتیں	198
جنت کی خوشبو سے محرومی	189	زیادہ ثواب کا حصول	198
اٹھارہ شیطانوں کا ساتھ	190	توبہ کی قبولیت	199
لواطت کا آغاز	190	صلہ رحمی کیا ہے	199
لوطی کے نام کا پتھر	190	نیکی کی عادت ڈالنا	199
عذاب الٰہی	191	اللہ تعالیٰ کی مدد	199
باب ۲۳۔ ماں باپ کے حقوق و		بہترین صدقہ	199
صلۂ رحمی	192	حساب کتاب میں آسانی	200
احادیث مبارکہ	193	بہترین اعمال	200
جنت کی خوشبو سے محروم لوگ	194	عزت و مرتبہ میں اضافہ	200
رحمت باری تعالیٰ سے محروم	194	مال و دولت میں اضافہ	201

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب۲۴۔ ماں باپ سے اچھا برتاؤ	202	بخیل دھوکے میں مبتلا ہے	211
پسندیدہ عمل	202	روز قیامت بخیل شرمندہ ہوگا	211
باپ کا حق	202	بخل سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا	212
خدمت والدین کا حکم	202	امام ابوحنیفہؒ کا فرمان	213
حج وعمرہ جہاد کا ثواب	202	شیطان کا پسندیدہ شخص	213
جنت کا حصول	203	باب۲۶۔ لمبی اُمید	214
جنت کا دروازہ	203	دو چیزوں کے غلبہ کا نقصان	214
لمبی عمر کا راز	204	تین چیزوں کی ضمانت	214
رزق سے محرومی کی وجہ	204	حضرت ابوالدرداءؓ کا فرمان	214
اچھے سلوک کی تاکید	204	حضرت علیؓ کا ارشاد	214
والدین کی خدمت سے جنت کا حصول	204	حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت	215
سب سے زیادہ حسن سلوک کا حقدار	206	مجاہدؒ کا قول	215
رضائے الٰہی کا حصول	206	حقیقی حیا	215
بہترین نیکی	207	اللہ تعالیٰ سے شرم کرنے کا حکم	216
والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا	207	لمبی امید پر کام کرنا	216
اچھے اعمال کا وسیلہ۔	207	اُمید اور موت	216
باب۲۵۔ زکوٰۃ و بُخل	209	زندگی کی اُمید	217
پانچ مصائب سے پناہ مانگنا	209	باب۲۷۔ عبادت الٰہی و ترکِ حرام	218
بخل کی مذمت	210	اطاعت کا مفہوم	218
بخیل کی عادت	210	اصل اطاعت	218

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کی پہچان	218	موت کو یاد کرنے کا حکم	230
اللہ تعالیٰ کا ذکر	219	سب سے زیادہ باعزت	231
عظمت الٰہی کا یقین	219	موت کا انتظار	231
ایمان کی اقسام	220	موت و آخرت کا ذکر	231
اخلاص کی حقیقت	220	سنگ دلی کا علاج	232
توکل کی حقیقت	221	موت کے ذکر پر جسمانی کیفیت	232
رضا کا مفہوم	221	موت سے بچنا ممکن نہیں	232
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد	222	ہر لمحہ موت کی یاد	233
نظر کا تیر	223	دائمی نعمتوں کا سوال کرو	233
نگاہ کی حفاظت کرنا	223	موت کو یاد کرنے کا فائدہ	233
دل کے لیے نقصان دہ اعضاء	223	موت کے لیے تیاری	233
شیطان کا جال	224	عبرتناک اشعار	234
ایمان کی حقیقت	224	اہل قبور سے سوال اور ان کا جواب	235
اچھی نصیحت	224	قبر کا ایک کتبہ	236
تقویٰ کی نشانی	226	ایک طبیب کی قبر کا کتبہ	237
صبر کی اقسام	228	ایک اور قبر کا کتبہ	238
باب ۲۸۔ موت کا ذکر	229	باب ۲۹۔ آسمانوں کا تذکرہ	239
شہید کے ساتھ حشر	229	کائنات کی تخلیق	239
مومن کے لیے تحفہ	229	اہل دانش کا قول	239
مسلمان کے لیے کفارہ	230	آسمانوں کی رنگت اور نام	240

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بیت المعمور کی عمارت	240	دنیا کی التجا	251
زمین کی افضلیت	240	رفع حاجت کی جگہ کی تلاش	251
سات ستاروں کی تفصیل	241	دنیاداروں کا انجام	252
اللہ تعالیٰ کی حکمت	241	مومن کے لیے خوف	252
باب ۳۰۔ عرش، کرسی، مقرب ملائکہ		دنیا کی زندگی مختصر ہے	252
توکل اور رزق	242	پچاس صدیوں کا درجہ	253
عرش الٰہی کی حقیقت	243	ترکِ دنیا کا اجر	253
توکل کا اصل مفہوم	243	طالب دنیا کا انجام	254
تقریب الٰہی کا حصول	244	دنیا بُرا گھر ہے	254
اصل روزی رساں	244	دنیا فتنہ ہے	254
تین باتوں کی ضمانت	244	دنیا سے محبت رکھنے کا انجام	255
فرشتے عرش الٰہی نہ اُٹھا سکے	246	ہر کمال کو زوال ہے	255
باب ۳۱۔ مذمتِ دنیا و ترک دنیا	247	دنیا سے دشمنی رکھو	256
دنیا کی وقعت	247	آخرت کو ترجیح دو	256
حضرت ابوبکرؓ کے رونے کا سبب	247	اچھی نصیحت	256
دنیا کیا ہے؟	248	دین کی سلامتی کا راز	257
باقی رہنے والی چیز	249	سب سے بڑا گناہ	258
دنیا کی حقیقت	250	چھ عادات	258
فرمان باری تعالیٰ	250	کامیاب ترین لوگ	259
دنیا چھوٹی اور فانی ہے	251	نجات کی راہ	259

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اپنے آپ کو برباد نہ کرو	259	مال غنیمت اور سامان غفلت	267
زمانہ اور دنیا	260	سب سے اچھا گھر	267
عقل مندوں کی باتیں	260	دنیا دار کی حالت	267
دنیا میں مشغولیت سے بچو	261	دنیا دار لوگ	268
باقی رہنے والی چیز	261	دنیا کی زندگی دھوکہ ہے	268
دنیا میں ہر کوئی مہمان ہے	261	دنیا بُری اور اچھی	269
دنیا سے محبت کی علامت	262	انسان کی بے خبری	269
دنیا کی اصل	262	تین حسرتیں	270
حضرت لقمان کی نصیحت	263	حقیقی مالداری	270
آخر دنیا سے کوچ کرنا ہے	263	دنیا کی بے قدری کرو	270
دنیا کے تین حصے	263	دنیا کو حقیر نہ جانو	271
دنیا مُردار ہے	263	حقیقی غلبہ	271
تمام برائیوں کی بنیاد	265	دنیا کی محبت	271
دنیا کی تعریف	265	دنیا اور آخرت	272
حکیمانہ بات	265	دنیا ایک ویران گھر ہے	272
دو سوکنیں	266	اپنی امیدوں میں کمی کرو	272
بے پرواہ لوگ	266	دنیا کا بُرا نام	272
دنیا حاصل نہ کرو	266	عقل مند تین ہیں	273
دنیا میں رہنے کا طریقہ	266	شیطان کے مرید	273

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دنیا کی چھ چیزیں	274	سب سے بہتر مال	286
باب ۳۲۔ مذمتِ دُنیا	275	حضرت ابو حازمؒ کی حاجات	287
ایک تارک دنیا کی نصیحت	276	دانش مندوں کے اقوال	287
حضرت حسن بصریؒ کی نصیحت	276	زیادہ خواہش نہ رکھو	289
صالحین کی نشانی	278	لالچی بے وقوف ہوتا ہے	289
دنیا دھوکے کا مقام ہے	278	زریں اشعار	290
یہ دنیا چند روزہ ہے	279	دلوں سے علم کا نکل جانا	291
حکمت کی باتیں	280	باب ۳۴۔ فضیلت فقراء	292
اس دنیا کی زندگی دائمی نہیں	281	نادان دنیا کو پسند کرتا ہے	292
انسان ایک مسافر ہے	281	دنیا دنیا داروں کی ہے	292
اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت فرمائی	282	اللہ تعالیٰ کا کرم	292
باب ۳۳۔ قناعت کی فضیلت	283	زمین و آسمان کے امین	293
انسان کی لالچ کی انتہا نہیں	283	مطمئن دل والے	293
دنیا کی حرص نہ کرو	284	اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی	293
غنی اور عادل کون؟	284	جنت و دوزخ کے مکین	294
روزی ہر ایک کی مقرر ہے	285	صالحین کی نشانی	295
لالچ نہ کرو	285	فقراء کی شان میں آیت مبارکہ	295
لوگوں سے سوال نہ کرو	285	فقراء سے محبت کا اجر	296
حقیقی دولت مند	286	جنت میں بلند مرتبہ	297

عنوان	صفحہ
فقراء جنت کے بادشاہ ہیں	298
جنتی عورتوں کی سردار	298
فقراء سے دشمنی کا نقصان	299
فقراء جنت میں پہلے داخل ہوں گے	299
بغیر حساب جنت میں داخلہ	299
فقراء سے محبت صالحین کا طریقہ ہے	300
اللہ تعالیٰ کی دشمنی سے ڈرو	300
فقراء جیسی زندگی گزارو	301
اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی	301
قناعت اصلی دولت ہے	302
صرف ایک روٹی	303
تھوڑے پر قناعت	303
باعث نجات	304
باب ۳۵۔ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز بنانا اور میدان حشر	306
کفار سے تعلقات نہ رکھو	30
کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں	306
اچھے ساتھی کی مثال	307
اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں	307

عنوان	صفحہ
زمین کی گواہی	309
باب ۳۶۔ صور کا پھونکا جانا اور مرنے کے بعد اُٹھنا	310
جب صور پھونکا جائے گا	310
صور پھونکتے وقت لوگوں کی حالت	310
حشر کا میدان	311
قیامت کے دن کی ہولناکی	312
نفسا نفسی کا عالم	312
لوگوں کی تین حالتیں	313
خوف و ہراس کا دن	313
باب ۳۷۔ مخلوق کے فیصلے	315
مفلس کی نشانی	315
نیکیوں سے خالی شخص	315
روز محشر کافر کی خواہش	316
ہر زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا	316
اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے	317
اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم	318
مقام غور	319
بدترین شخص	319

عنوان	صفحہ
باب ۳۸۔ مذمت مال و دولت	321
مال دولت کی محبت کا نقصان	321
باقی رہنے والا مال	322
انسان کے تین دوست	323
پل صراط پر مالدار کی کیفیت	323
مال و دولت سے اجتناب	324
مال کی محبت نقصان پہنچاتی ہے	324
اللہ تعالیٰ ہی حقیقی سرپرست ہے	325
دو مصیبتیں	326
باب ۳۹۔ اعمال و میزان اور جہنم کی آگ	327
آخرت کو یاد کر کے رونا	327
میزان پر اعمال کا تولا جانا	328
ذکر قیامت کا خوف	328
مقام غور	329
جہنم کی ہولنا کی	329
عذاب جہنم کی تفصیل	321
ریا کاری کا عذاب	321
دوزخ کی وسعت	321
جہنم کی گہرائی	332

عنوان	صفحہ
جہنم کے درجات	332
دوزخ کا عذاب	332
دوزخ کی آگ	333
دوزخیوں کی سانس اور پیپ	333
جہنمیوں کا طعام	334
جہنمیوں کی نا اُمیدی	336
مسلسل عذاب	336
گنجے سانپ کا عذاب	336
جہنمیوں کے اجسام	337
جہنمیوں کا رونا	338
جہنمیوں کی چیخ و پکار	338
موت کا خاتمہ	340
مقام غور	340
حضرت داؤد علیہ السلام کی التجا	342
مقام غور	342
اے انسان ہوش کر	342
باب ۴۰۔ اطاعت کی فضیلت	344
مقام غور	344
اللہ کے محبوب بندے	345
تین چیزیں	346

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اللہ کے مشتاق بندے	347	متکبر کو قربت نبوی حاصل نہ ہوگی	363
قلبی نگاہوں سے دیکھنا	350	متکبر کو پیپ پلائی جائے گی	364
اللہ تعالیٰ سے خالص محبت رکھنا	350	متکبرین ذلیل ہیں	364
باب ۴۱۔ شکر	353	متکبر کا ٹھکانہ	364
حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام		متکبر کی عقل کم ہوتی ہے	365
کا شکر کے لیے عبادت الٰہی کرنا	355	شیطان کے جال	365
پتھر کا رونا	356	متکبر پر رحمت الٰہی نہیں ہوتی	366
شکر گزاروں کے لیے روز قیامت جھنڈا	357	زمین پر اکڑ کر نہ چلو	367
اللہ تعالیٰ کی رضا	357	جوانی پر نہ اتراؤ	367
اعضائے جسمانی کا شکریہ	358	شیطان کے بھائی	368
شکر الٰہی کرنا عبادت ہے	358	انسان کی ابتداء وانتہاء	368
شکر ادا کرنے کے لیے وفد کا آنا	359	باب ۴۳۔ زندگی کے متعلق غور وفکر	370
باب ۴۲۔ تکبر کی مذمت	360	ذات باری تعالیٰ میں غور وفکر نہ کرو	371
مذمتِ تکبر میں احادیث مبارکہ	361	محبت میں اضافہ	372
متکبر دوزخ میں جائے گا	361	عجب ترین بات	372
تین گنہگاروں پر دوزخ کا عذاب	362	غور وفکر کرنا	373
متکبر بہت بُرا ہے	362	باب ۴۴۔ موت کی شدت	378
متکبر موت کو بھول جاتا ہے	363	موت کی تکلیف کا حال	378
حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت	363	موت کی تلخی اور آسانی	379
متکبر جہنمی ہے	363	موت کی تین سختیاں	380

عنوان	صفحہ
ملک الموت کی شکل	380
محافظ فرشتوں کا دیکھنا	382
باب ۴۵۔ احوالِ قبر و سوالاتِ قبر	384
قبر کی پکار	384
مُردوں کی باتیں	384
اعمال کی قوت گویائی	385
قدموں کی آہٹ سُننا	386
مومن کی موت پر فرشتوں کا آنا	386
قبر میں سوال و جواب	387
کافر کا آخری وقت	387
مومن کا آخری وقت	388
کافر کی روح کا حال	388
مومن کی قبر کا حال	389
کافر پر اژدھے کا عذاب	389
باب ۴۶۔ علم الیقین اور عین الیقین	391
علم الیقین اور عین الیقین کا فرق	392
نعمتوں کے بارے میں سوال	393
پانی نعمت ربِ جلیل ہے	394
باب ۴۷۔ فضائل ذکر الٰہی	395
عذاب سے نجات دینے والا عمل	397
احادیث مبارکہ کی روشنی میں فضائل	
ذکر الٰہی	397
جنت کے باغوں کی سیر	397
افضل عمل	397
اللہ تعالیٰ کی قربت	398
افضل و اعلیٰ عمل	398
اللہ تعالیٰ کارساز ہے	399
اہل جنت کی حسرت	399
دنیا اور شیطان کی پریشانی	400
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث	400
اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم	401
افضل ترین کلمہ	401
باب ۴۸۔ نماز کے فضائل	403
نماز پنجگانہ	403
گناہوں کا خاتمہ	403
گناہوں کا کفارہ	403
گناہوں کا مِٹ جانا	404
دین کا ستون	405
پسندیدہ عمل	405
جان بوجھ کر نماز چھوڑنا	405

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نیکیوں کا حصول	405	اسلام کی نشانی	419
تنہائی کی عبادت	406	اللہ تعالیٰ کا وعدہ	419
سجدے کی برکات	406	سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا	420
شیطان کا رونا	407	سب سے پسندیدہ عمل	422
سجدوں کی کثرت	407	نماز کی حفاظت	422
باب ۴۹۔ تارکِ نماز اور عذاب الٰہی	408	پانچ انعامات	422
مسلمانوں اور کافر کے مابین فرق	408	پندرہ سزائیں	423
اسلام کی بنیاد	409	موت کے وقت کی سزائیں	423
شرک کا ارتکاب	409	قبر میں سزائیں	423
بے نمازی کا دین	410	میدان حشر میں سزائیں	424
اللہ تعالیٰ کی ناراضی	410	بد بخت اور محروم	425
جہنم کے دروازے پر بے نمازی کا نام	411	قصداً نماز پڑھنے والا زانی سے بھی برا ہے	425
چار فرائض	412	بے وقت نماز پڑھنے کا انجام	426
ترکِ نماز پر وعید	412	مقامِ غور	426
ذکر الٰہی کے معنی	414	باب ۵۰۔ دوزخ کے طبقات اور	
تاخیر سے نماز پڑھنے والے غافل ہیں	414	عذاب	427
جہنم کی وادی ویل	415	سات طبقات	427
بربادی کا باعث فعل	416	جہنم کے سات دروازے	428
جہنم کے عذاب اور جنت عدن	417	جہنم کی آگ کی حِدت	
بے نمازی پر عذاب	419		

عنوان	صفحہ
باب۵۱۔عذاب کی اقسام	430
جہنم کی چنگاریاں	430
جہنم کی گہرائی	431
ریاکاری کا عذاب	431
جہنم کی وادیاں اور گھاٹیاں	431
دوزخ میں دھماکہ	432
دوزخ کا ہتھوڑا	433
دوزخ کا پتھر	433
سات زمینوں کی کیفیت	433
جہنم کے سانپ اور بچھو	434
گرم کھولتا ہوا پانی	434
جہنمی پانی کی بدبو	435
زقوم کیا ہے	436
کافر کے کندھوں کا فاصلہ	437
کافر کی داڑھ	437
کافر کی کھال کی موٹائی	437
دوزخ میں کافر کی زبان کی لمبائی	437
دوزخ میں کافر کا جسم	438
باب۵۲۔گناہوں سے ڈرنے کے فضائل	439
اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید	439
دو چیزیں	439
اللہ تعالیٰ کا خوف	440
حضرت عمرؓ اور خوفِ باری تعالیٰ	441
حضرت زین العابدینؒ کا کانپنا	441
سات اشخاص	442
دو آنکھیں	442
اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کا اجر	442
جہنم کی آگ سے بچنے کا راز	443
امام جعفر صادقؒ کے نصائح	443
عبادت میں مزہ نہ آنے کی وجہ	444
گناہوں کا جھڑنا	445
روزِ قیامت بے خوفی	445
باب۵۳۔توبہ کے فضائل	446
احادیث مبارکہ کی روشنی میں	447
گناہوں کی معافی مانگنا	448
اللہ علیم وخبیر ہے	448
گناہ کا سیاہ نقطہ	449
سیدنا رسول کریمؐ کے نصائح	449
توبہ کی برکات	449

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بہترین توبہ	451	تکبر کی حقیقت	465
بُرائی سے باز رہنے کا اجر	451	تکبر کے باعث فرعون کا انجام	466
باب ۵۴۔ ظلم کی ممانعت	455	جہنم کا ایندھن	467
عجیب بات	456	اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے	467
پانچ اشخاص پر اللہ تعالیٰ کا غضب	457	تکبر کا چہرے سے اظہار	468
اللہ مظلوم کے ساتھ ہے	457	متکبر قاری کی نشانی	468
مظلوم کو اُس کا حق ضرور ملے گا	458	تکبر کی مخالفت	469
حکمت کی بات	459	دوزخی کی نشانی	469
باب ۵۵۔ یتیموں پر ظلم کی ممانعت	460	ناپسندیدہ فعل	49
جو بوؤ گے وہی کاٹو گے	461	باب ۵۷۔ تواضع وقناعت کے فضائل	470
مالِ یتیم کا اچھا نہ سمجھو	462	فرشتوں کی دُعا	470
نقصان دہ باتوں سے بچو	462	دو باتوں کا اختیار	471
اللہ تعالیٰ کا عدل	462	قبولیت نماز کی نشانی	471
سب سے بڑا گناہ	462	تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری	471
جہنم کا عذاب	463	چار عنایات	471
باب ۵۶۔ تکبر کی مذمت	464	تکبر کا خاتمہ	472
سب سے پہلا گناہ	464	عبادت کی حلاوت	472
تکبر اللہ تعالیٰ کی چادر ہے	464	تکبر کرنے والوں کے ساتھ سلوک	472
متکبر کا حشر	464	قناعت کی فضیلت	473
دردناک عذاب	464	افضل چیز	473

عنوان	صفحہ
باب ۵۸۔ فریب دُنیا	477
عقل کی نشانی	478
دنیا سائے کی مانند ہے	479
باب ۵۹۔ مذمتِ دنیا	483
دنیا کے لالچ کا انجام	487
دنیادار کے دشمن	487
باب ۶۰۔ فضائل صدقہ	491
صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی	491
مال کے تین حصے	491
جہنم کی آگ سے بچاؤ	492
صدقہ گناہوں کو ختم کرتا ہے	492
صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے	492
افضل صدقہ	493
سائل کو خالی نہ لوٹاؤ	493
صدقہ کرنے والا عرش کے سایہ میں	493
صدقہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا	493
دوگنا ثواب	494
رشتہ داروں کو صدقہ	495
قرض دینا بھی صدقہ ہے	495
بہتر اسلام	495

عنوان	صفحہ
باب ۶۱۔ مسلمان کی حاجت روائی	497
جہاد کرنے کا ثواب	497
گناہوں کی معافی	497
شفاعت کا حاصل ہونا	498
بغیر حساب جنت میں داخلہ	498
جہنم سے بچاؤ	498
اللہ تعالیٰ کے انعامات	498
حِکمت کی باتیں	499
باب ۶۲۔ فضائل وضو	501
گناہوں کا کفارہ	501
دوگنا ثواب	501
بوقت وضو اللہ تعالیٰ کی یاد	502
دس نیکیاں	502
گناہوں کا خاتمہ	502
جنت کے دروازوں کا کھل جانا	502
باوضو رہنے کا فائدہ	503
وضو کی برکت	503
باب ۶۳۔ فضائل نماز	504
رضائے الٰہی	504
نماز کا شکر	504

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یکسوئی والی نماز	506	روزِ محشر مجرموں کی حالت	512
نماز کے افعال	506	قیامت کے دن کی طوالت	513
علم کی اقسام	508	چار سوال	513
وضو کی تکمیل	508	نبی کی دُعا	514
لباس کی پاکیزگی	508	باب ۶۵۔ دوزخ و میزان	515
پابندیٔ وقت کی حقیقت	508	دوزخ کا احوال	515
قبلہ رُخ ہونے کی شرائط	509	جہنم کی وسعت	516
نیت کا دارومدار	509	جہنم کی آگ کی گرمی	516
تکبیر تحریمہ کی تکمیل	509	جہنم کی گہرائی	517
قیام کی تکمیل	509	جھوٹے کا ٹھکانہ	517
قرأت کی تکمیل	509	جنت اور دوزخ کا مقام	518
رکوع کی تکمیل	509	ترازو کی زبان	518
سجدہ کی تکمیل	510	باب ۶۶۔ مذمتِ تکبر	519
قعدہ کی تکمیل	510	متکبر جنت میں نہیں جائے گا	519
سلام کی تکمیل	510	متکبر اپنا ہی نقصان کرتا ہے	519
اخلاص کی تکمیل	510	متکبر کی رعونت	520
باب ۶۴۔ آفاتِ قیامت	511	کمینہ آدمی ہی تکبر کرتا ہے	522
صور کیا ہے	511	باعث ہلاکت باتیں	522
		شرک اور تکبر کی ممانعت	522

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب ۶۷۔ یتیم سے بھلائی اور ظلم	524	روزِ قیامت سودخور کی حالت	536
سے اجتناب	524	سُود کی بُرائی	537
یتیم کی پرورش کا اجر	525	سود کا سب سے چھوٹا گناہ	537
اچھا اور بُرا گھر	525	عذاب الٰہی کے حقدار	537
جنت میں داخلہ	525	سود اور قحط سالی	538
جہنم سے بچاؤ	526	سُود خوروں کے پیٹ	538
یتیم سے اچھے سلوک پر انعام	526	سُود خوروں کی دُعا	538
باب ۶۸۔ مذمتِ حرام کی کمائی	529	سودخور پر شیطان کا اثر	539
اللہ تعالیٰ پاک ہے	530	سُوروں اور بندروں کی شکل	539
رزق حلال کی تلاش فرض ہے	531	باب ۷۰۔ حقوق العباد کی اہمیت	541
قبولیت دعا کے لیے	531	چار حقوق	541
چوری کا مال خریدنے والا	532	پسند اور ناپسند کا معاملہ	541
اللہ تعالیٰ کی عطا	532	تمام مسلمان ایک جسم ہیں	542
دوزخ اور جنت میں داخلے کے اسباب	533	افضل مسلمان کی نشانی	542
روزِ قیامت چار سوال	533	مسلمان اور مومن کی تعریف	542
دنیا دار العمل ہے	533	راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا اجر	543
حرام مال کمانے والا دوزخی ہے	534	لوگوں کی دو اقسام	543
باب ۶۹۔ ممانعت سُود	535	چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا	544
لعنتی کون ہے؟	535	چغل خور کی بُری عادت	544
سُود کھانا گویا اپنی ماں سے زنا کرنا	535	مسلمان کا ایک حق	544

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت	544	مقام غور	558
درگزر کرنے کا اجر	545	جنت کے متعلق معلومات	558
معاف کرنے کا فائدہ	545	جنت کے دروازے	559
باب ۷۱۔ مذمت خواہشاتِ نفسانی	546	جنت کے درجات	561
تین مہلک باتیں	547	مقام غور	561
خواہش نفسانی سے بچو	547	جنتیوں کے مکانات	562
اپنے نفسوں پر قابو پاؤ	548	باب ۷۳۔ صبر، رضا اور قناعت	564
حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت	548	رضائے الٰہی کا مفہوم	565
عقل کی تخلیق	550	رضائے الٰہی کی حقیقت	565
عقل مندی کی بات	552	رضا کی فضیلت	566
دنیا کی حقیقت	552	رب کی رضا پر راضی	566
اچھائی اور برائی میں فرق	553	صبر کی فضائل	567
تقویٰ اور قناعت	553	جنت کا ایک خزانہ	568
زہد کے مقامات	553	باب ۷۴۔ فضائل توکل	570
زہد کی حقیقت	553	بلند مرتبہ شخص	570
زاہد کون ہے؟	554	متوکل کی فضیلت	570
حکیمانہ قول	555	توکل کرنے کا صحیح طریقہ	571
باب ۷۲۔ جنت اور مراتب اہل		حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل	571
جنت	556	اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے	572
اہل جنت کے حالات	556	اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے	572

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حکمت کی بات	572	نفس سے مقابلہ	582
باب ۷۵۔ فضیلتِ مسجد	574	نفس کو سرزنش	583
مسجد بنانے کا اجر	574	سرکش جانور	583
مسجد سے محبت کا اجر	574	ریاضت کی اقسام	583
فرشتوں کی دعائیں	574	انسان کے تین دشمن	584
مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کا نقصان	575	نفس سے غلبہ کا نقصان	584
مسجد میں روشنی کرنے کا فائدہ	575	صبر وتقویٰ کا اجر	584
زمین کا رونا	575	نفس کی بیماری کا علاج	585
زمین کا فخر	576	باب ۷۷۔ حقیقتِ ایمان ومنافقت	586
باب ۷۶۔ اصحاب کرامت کی		ایمان کامل کی شرائط	586
ریاضت وفضیلت	577	منافق کی نشانیاں	587
چار طریقے	577	دلوں کی کیفیت	587
پہلا طریقہ	577	شرک کی کیفیت	588
دوسرا طریقہ	577	منافقت کیا ہے؟	588
تیسرا طریقہ	579	بُراترین شخص	589
چوتھا طریقہ	580	منافق کا دل اور زبان	589
حاصل کلام	580	مخلوق کے دلوں کی کیفیت	589
پانچ آفات	581	پرندوں کا قیدی	590
جہادِ اکبر	582	نقطۂ فکر	590
مجاہد کی تعریف	582		

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب ۷۸۔ مذمت غیبت و چغلی	592	باب ۸۰۔ محبت اور محاسبۂ نفس	605
غیبت نہ کرنے کا حکم	592	عارف و مُحب کی تعریف	605
غیبت کا انجام	593	محبوب کا پتہ	607
مسلمانوں کی غیبت نہ کرو	593	محبت سے بھرپور دل	607
مُردے کا گوشت کھانا	593	زندگی کا راز	607
چُغل خوری	595	نفس کا محاسبہ	608
چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	596	اچھی نصیحت	608
بدترین لوگ	596	اپنا احتساب	609
روزِ محشر رسوائی	596	باغ وقف کرنا	609
عذابِ قبر	597	نفس کا امتحان	609
آٹھ آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے	597	درست محاسبہ کرنے والا	610
دعا قبول نہ ہونے کی وجہ	597	باب ۸۱۔ آمیزشِ حق و باطل	612
سات سوال	598	مقامِ غور و فکر	613
باب ۷۹۔ عداوتِ شیطان	600	باب ۸۲۔ فضائل نماز باجماعت	615
دو خوف	600	باب ۸۳۔ فضائل نمازِ تہجد	618
شیطان کی گزرگاہ	600	نصف شب کو نماز پڑھنے کی فضیلت	619
شیطان کو بھگانے کا راز	601	قبولیت والی گھڑی	620
شیطان کا ہاتھ	603	اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا	620
شیطان کے راستے	603	رضائے الٰہی کا حصول	620
شیطان کے بہکاوے	603	امراض کا علاج	621

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
زادِراہ کی تیاری	621	حِکمت کی بات	32
زیادہ کھانے کا نقصان	622	تین عادات	632
افضل ترین نماز	623	باب ۸۶۔ ہنسنا اور رونا	634
باب ۸۴۔ سزاءِ علماءِ سُوء	624	موت کو یادرکھا کرو	634
علم کی اقسام	624	حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت	635
علم وحکمت کے راستوں کی صفائی	625	مقامِ غور	635
دائمی سعادت یا ہلاکت	625	تین آنکھیں	636
منافق عالم	625	دل کو سخت کرنے والی چیزیں	636
علم کا ضیاع	625	لباس کے بارے میں احتیاط	636
لوگوں کی چار اقسام	625	لباس پہننے کا طریقہ	637
دل کی موت	626	باب ۸۷۔ قرآن، علم اور علماءِ کرام	638
بےعمل عالم کو عذاب	627	دلوں کے زنگ کا علاج	638
باب ۸۵۔ فضائلِ حُسنِ خلق	629	اسلام کا علمبردار	638
حُسنِ خلق کی تعریف	629	علم اور علماء کی فضیلت	639
سب سے وزنی چیز	629	افضل مومن وعالم	639
دین کیا ہے؟	630	اُمت کی ہلاکت	639
نحوست کیا ہے؟	630	باب ۸۸۔ فضیلت زکوٰۃ ونماز	641
افضل عمل	630	اسلام کی بنیاد	641
افضل ایمان	631	بہترین عادت	642
اعمال کا ضائع ہونا	631		645

عنوان	صفحہ
افضل نیکی	645
جنت کے دروازوں کا کھلنا	645
جنت کی خوشبو	646
والد کی تعظیم	646
والدین کے لیے صدقہ	646
سب سے بڑی نیکی	647
اولاد سے نیکی کرنا	647
بچے کا عقیقہ کرنا	647
اچھا نام رکھنے کا حکم	648
اولاد سے اچھا سلوک کرو	648
باب ۹۰۔ حقوقِ ہمسایہ و مساکین	650
روز محشر پہلا مقدمہ	651
پڑوسیوں کو ستانے کا انجام	651
بُرے پڑوسی پر لعنت ملامت	651
ہمسائیگی کی حدود	651
پڑوسی کے حقوق	652
پڑوسی کی تنگدستی دور کرنا	652
پڑوسیوں کے دیگر حقوق	653
باب ۹۱۔ شرابی پر عذاب	655
شراب نوشی حرام ہے	656

عنوان	صفحہ
شرابی کا ٹھکانہ جہنم ہے	656
شرابی اور شراب کا کاروبار کرنے والے پر عذاب	656
شرابی کی بدحواسی	656
گناہوں کی جڑ شراب	657
فرشتوں کا امتحان	657
باب ۹۲۔ معراج شریف	659
نمازوں کی فرضیت	661
باب ۹۳۔ فضائل جمعۃ المبارک	66
جمعہ یوم عید ہے	663
اللہ تعالیٰ کے دیدار کا دن	664
جہنم سے آزادی کا دن	664
سب دنوں سے افضل	665
باب ۹۴۔ بیوی کے حقوق	666
تین باتوں کی وصیت	666
بیوی سے حسن سلوک کرنا	67
مرد حاکم ہے	670
حِکمت کی بات	671
باب ۹۵۔ خاوند کے حقوق	672
خاوند کی اطاعت کا انعام	672

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جنت میں داخلہ	673	تین چیزوں کی گمشدگی	687
جہنم میں عورتوں کی کثرت	673	ابن مجاہد اور سماع	687
نکاح میں جلدی	673	امام عسقلانیؒ اور سماع	688
خاوند کی اجازت	673	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سماع	688
اللہ تعالیٰ کی قربت	674	رحمت الٰہی کا نزول	689
اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے	675	باب ۹۹۔ خواہشات کی پیروی اور	
نیک بیوی	675	بدعات	690
بیوی کے لیے قابل غور باتیں	676	صراط مستقیم کی اتباع	690
لڑکی کی اچھی تربیت کرنا	676	سیدھا اور غلط راستہ	691
باب ۹۶۔ فضائل جہاد	678	بدعت گمراہی ہے	691
جہاد کے برابر عمل	679	حرام کھیلیں	692
جنت کا حصول	679	باب ۱۱۰۔ فضائل رجب المرجب	694
باب ۹۷۔ شیطان کا مکروفریب	681	اللہ کا مہینہ	694
شیطان کو کمزور کرنا	681	محترم مہینے	695
شیطان کے راستے	682	رجب میں عبادت کا اجر	695
شیطان کا ورغلانا	682	چار کی برکت	695
شیطان کا دھوکہ	683	چار بابرکت راتیں	696
باب ۹۸۔ سماع	685	دعاؤں کی قبولیت	696
سماع کا جواز	686	باب ۱۰۱۔ فضائل شعبان المعظم	697
بزرگوں کا سماع کرنا	686	شعبان میں روزے رکھنا	697

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ
عید کی دو راتیں	698
شفاعت کی شب	698
مغفرت کی شب	699
آزادی کی شب	699
مقدر کی شب	701
باب ۱۰۲۔ فضائل رمضان المبارک	702
قبل از اسلام روزے	702
امام بغوی کا فرمان	703
روزوں کی فرضیت	703
رمضان کی پہلی شب	703
افضل ترین رات	703
روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	705
باب ۱۰۳۔ فضائل لیلۃ القدر	706
ہزار مہینوں سے افضل رات	706
فرشتوں کی دُعا	707
فرشتوں کی عبادت	708
جنت کا مشاہدہ	708
لیلۃ القدر میں عبادت کا اجر	708
باب ۱۰۴۔ فضائل عید الفطر	710
پہلی عید الفطر	710
یوم عید کی عبادت کا ثواب	710
شیطان کا رونا	711
رضائے الٰہی کی دولت	711
باب ۱۰۵۔ فضیلت عشرہ ذی الحجہ	713
پسندیدہ ایام	713
بے شمار اجر وثواب	713
اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی	714
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مہینے	715
بلند مرتبہ شخصیات	715
جنت جن کی مشتاق ہے	715
باب ۱۰۶۔ فضائل عاشورہ	717
عاشورہ کی خصوصیت	717
باب ۱۰۷۔ فضائل ضیافت فقراء	720
اخلاق کی بات	720
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معمول	721
ایمان کی علامت	721
رحمت کے فرشتے	721
نیکوکاروں کی دعوت کرو	722
تقویٰ کی بات	723
سُنت نبوی	723

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب ۱۰۸۔ جنازہ اور قبر	724	دوستی میں افضل	739
جنازوں میں شرکت کرنے والے	725	انصار کی پریشانی	740
جنازہ میں شرکت کے آداب	726	انصار کے متعلق وصیت	742
قبر کا کلام	729	قریش کے لیے وصیت	742
باب ۱۰۹۔ عذابِ دوزخ کا ڈر	730	غسل وکفن کے متعلق وصیت	473
دو چیزیں نہ بھولو	730	ملک الموت کی آمد	477
دوزخ کی کیفیت	730	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد	745
باب ۱۱۰۔ میزان اور پل صراط	734	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو	746
تین مقامات پر حضور ﷺ کی موجودگی	734	جبرائیل علیہ السلام کی آخری آمد	747
میزان کا رکھا جانا	735	حکمت کی بات	748
پل صراط کی کیفیت	735	وصال کا وقت	748
باب ۔ 11 وصال النبی الکریم ﷺ	738	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غمزدہ ہونا	749
اُمت کا والی	738		

☆☆☆

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ انسان کے مرتے ہی اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزیں باقی رہتی ہیں ان میں سے ایک وہ علم ہے جس سے مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ (مسلم شریف)

یہ سال 1986ء کی بات ہے۔ کہ میں طوس میں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ دین اسلام کی اس علمی و دینی شخصیت کے اُمت مسلمہ پر کس قدر احسانات ہیں کہ جنہوں نے اپنی بلند پایہ تصانیف سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا اور ان کی مایہ ناز تصانیف سے انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت انسانیت مستفید ہوتی رہے گی۔ میری سوچوں کے تخیل کا سلسلہ اُس وقت ٹوٹا جب میرے ساتھی میاں غلام صمدانی سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کہاں کھو گئے ہو؟ اس کے ساتھ ہی میاں صاحب نے اپنی جیب سے خوشبو کی ایک شیشی نکالی اور پھر ہم دونوں نے نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک پر خوشبو بکھیر دی، یہ ہماری طرف سے عقیدت کا ایک انداز تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ''مکاشفۃ القلوب'' سے میں استفادہ کر چکا تھا اور آج صاحب کتاب کے حضور حاضری کا شرف بھی حاصل ہو گیا تھا میری سوچوں پر یہ بات غالب ہوتی گئی کہ ''مکاشفۃ القلوب'' کے منفرد طرز اسلوب اور دلنشین ابواب ومضامین کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو اُردو زبان کے خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر قارئین کے سامنے ایک ایسے انداز میں پیش کیا جائے جس سے کتاب کا مفہوم قائم و برقرار رہے اور قاری دلچسپی کی چاشنی کو محسوس کرے چنانچہ اسی سوچ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کتاب ھذا موجودہ شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف گو کہ درجنوں کی تعداد میں ہیں مگر مشہور تصانیف میں ''مکاشفۃ القلوب'' ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے طرز بیان کے اعتبار سے ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنا آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے روشناسی کا باعث ہے۔ چنانچہ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابو حامد، لقب زین الدین ایک قول کے مطابق زین العابدین اور حجۃ الاسلام المعروف غزالی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۴۵۰ء بمطابق ۱۰۵۸ء میں ایران کے شہر طوس کے قصبہ غزال میں ہوئی۔ ایک قول کے مطابق طوس کے قصبہ طاہران میں ہوئی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم طوس میں حاصل کی۔ آپ کے والد محمد بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ۴۶۵ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی۔ والد محترم ایک درویش صفت انسان تھے اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے علم دوست انسان تھے اس لیے اپنے انتقال سے قبل اپنے ایک قریبی دوست عالم دین شیخ احمد بن محمد زازکانی کے سپرد اپنے دونوں بیٹوں کو کرتے ہوئے یہ وصیت فرمائی کہ جو بھی معمولی اثاثہ میرے پاس ہے میرے بیٹوں کی تعلیم اور پرورش پر خرچ کریں۔ اپنے دوست کی اس وصیت کا شیخ احمد بن محمد زازکانی نے حق ادا کر دیا اور علم فقہ کی ابتدائی کتب اپنے زیر سایہ پڑھائیں۔ امام صاحب نے جب ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تو حضرت احمد بن محمد زازکانی نے ان کو طوس کے مدرسہ میں داخل کرا دیا مقصد یہ تھا کہ اس مدرسہ میں داخل ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طوس کے مدرسہ میں داخل ہونے کے بجائے جرجان تشریف لے گئے۔ یہاں پر آپ نے وقت کے مشہور امام ابونصر اسماعیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم کا حصول کیا۔ آپ نے تھوڑی ہی مدت میں علوم متداولہ کی تکمیل و تحصیل کر لی اللہ رب العزت نے آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا اور آپ پر علوم کے خزانے کھول دیئے۔ علوم کے ان تمام خزانوں کو امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دامن میں سمیٹنا شروع کر دیا۔

کچھ مدت تک جرجان میں رہنے کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس طوس

تشریف لے آئے مگر علم کی تشنگی ابھی باقی تھی مزید علم حاصل کرنے کی تڑپ اور لگن دل میں موجزن تھی چنانچہ اپنے مقصد کی تکمیل کی غرض سے نیشاپور تشریف لے گئے۔ نیشاپور ان دنوں علم وفن کا عظیم مرکز تھا۔ بڑے بڑے جید اور قابل ترین اساتذہ کرام نیشاپور میں موجود تھے اور نیشاپور میں مدرسہ نظامیہ اسلامی علوم وفنون کا ایک بہت بڑا ادارہ تھا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عظیم الشان مدرسہ نظامیہ میں اپنے وقت کے مشہور عالم دین علامہ ابوالمعالی جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ داخلہ لے لیا۔ علامہ جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امام الحرمین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ان جیسا بلند پایہ اور عظیم المرتبت عالم دین ان دنوں نیشاپور میں اور کوئی نہ تھا ان کی خدمت میں حاضر رہ کر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر علوم کے علاوہ علم مناظرہ، علم الکلام اور علم فلسفہ کی تکمیل کی اور ان علوم میں اس قدر کمال حاصل کیا کہ علامہ جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین سو شاگردوں میں سب سے سبقت لے گئے اور تھوڑی ہی مدت میں فارغ التحصیل ہونے کی سند حاصل کر لی۔

اس وقت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عمر صرف اٹھائیس برس کی تھی کہ آپ نے تمام علوم اسلامیہ یعنی، فقہ وحدیث تفسیر، علم مناظرہ، علم الکلام، ادبیات، فارسی وعربی، ولائیت اور علم فلسفہ وغیرہ میں درجہ کمال حاصل کر لیا۔ ۴۷۸ھ میں آپ کے استاد محترم امام الحرمین علامہ جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی علم شناسی علم دوستی، قابلیت واہلیت کو دیکھتے ہوئے آپ کو اپنے استاد محترم کی زندگی میں ہی مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں نائب مدرس مقرر کر دیا گیا تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ مدرسہ نظامیہ کے مدرس اعلیٰ کے عہدہ پر فائز کیے گئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی قابلیت کا اعتراف آپ کے استاد محترم امام الحرمین رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی کیا کرتے تھے اور آپ کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''منخول'' تصنیف فرمائی تو اسے اپنے استاد محترم علامہ جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ استاد محترم نے کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا، غزالی! تم نے مجھے زندہ درگور کر دیا ہے۔ یعنی یہ کتاب میری تمام شہرت پر حاوی ہو گئی اور میری شہرت دب کر رہ جائے گی۔ اُستادِ محترم کی زبان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آسمانِ علم وہدایت کا ایک روشن ومنور ستارہ ہیں جس کی روشنی سے تا قیامت انسانیت مستفید ہوتی رہے گی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری علوم کی تحصیل کر لی اور اللہ رب العزت نے آپ پر خصوصی فضل وکرم نازل فرمایا تو پھر اپنی بھرپور توجہ باطنی علوم کے حصول کی طرف مبذول کی چونکہ شروع سے ہی آپ کی طبیعت کا رجحان تصوف کی طرف تھا جن عظیم شخصیات کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی تھی ان کے زیر سایہ تصوف کی لذت کو چکھ چکے تھے اس لیے اب چاہتے تھے کہ تصوف وسلوک کی منازل کسی مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر طے کی جائیں۔ چونکہ چھوٹے بھائی حضرت احمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے ہی تصوف وطریقت کے میدان میں قدم رکھ چکے تھے اس لیے آپ نے بھی علوم ظاہرہ کی تکمیل سے فراغت کے بعد روحانی وباطنی علوم کے حصول کے لیے اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد بن علی الشیخ الزاہد الفارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کا فیض حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی مرشد کامل حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ شافعی کے پیروکار تھے اور فقہ شافعی کے زبردست عالم تھے اپنے مرشد کی بابت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فرماتے ہیں کہ **انی اخذ الطریقة من ابی علی الفارمدی و انتصلت ما کان یشیر الیه من وظائف العبادات و استدامته الذکر الی ان جزت العقبات و تکاف تلک المشاق و حصلت کنت ما اطلبه.**

"میں نے تصوف کا طریقہ شیخ ابوعلی الفارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا ہے اور وظائف وعبادات و ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے، اس طرح مجھے تکالیف سے خلاصی ملی اور مشقتوں سے نجات حاصل ہوئی اور جو کچھ میں نے حاصل کرنا تھا وہ میں نے حاصل کرلیا۔"

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد کامل شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وقت کے مشہور اولیاء کرام کی صحبت کاملہ میں رہ کر فیض حاصل کیا تھا آپ پر خصوصی توجہ حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تھی جن کے آپ داماد بھی تھے۔ ان کے بارے میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عارف وقت اور بے مثل صوفی بزرگ اور لسان العصر تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا اور مجھ پر جو اسرار ورموز ولطائف منکشف ہوئے تھے عرض کر رہا تھا اور اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ میں اپنا حال ان کی ہدایت کے مطابق درست کروں۔ اس لیے کہ آپ ناقد وقت تھے۔ آپ بڑی توجہ اور انہماک سے میری بات سنتے رہے اور جوانی کے جوش اور لڑکپن

کے نخوت کے باعث میرا حال یہ تھا کہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں کھل کر اپنے حال کی ترجمانی ان کے سامنے کروں اور پھر میرے دل میں اس خیال نے بھی سر ابھارا کہ مجھ پر جن اسرار رموز کا انکشاف ہوا ہے شاید اس قدر لطائف ان پر منکشف نہیں ہوئے یہی وجہ ہے کہ آپ میری بات اس قدر غور اور توجہ سے سن رہے ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فراست ولایت سے میری قلبی کیفیت اور آواز کو سمجھ اور سن لیا اور ارشاد فرمایا: اے بیٹے! میری یہ شفقت اور نیاز مندی صرف تیرے ہی لیے نہیں ہے بلکہ ہر اس انسان کے لیے ہے جو اپنے لطائف و معاملات کے حالات مجھے سناتا ہے اور میں ایسی ہی توجہ سے سنتا ہوں میری یہ بات تمہارے ہی لیے خاص نہیں۔ جب آپ کی یہ بات میں نے سنی تو خاموش ہو گیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری شرمندگی کو محسوس کیا تو مجھ سے فرمایا، بیٹا! انسان کو طریقت میں اس سے زیادہ نسبت نہیں کہ جب وہ اس طریق کو اختیار کرتا ہے تو پھر اسے اس کوچہ کے علاوہ اور کسی طرف جانا گوارا نہیں ہوتا اور جب وہ اس منصب سے معزول کر دیا جاتا ہے تو اسے اس کوچہ کے مذاکرات سے بہت خوشی ہوتی ہے۔''

اس کے علاوہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مشہور عالم دین اور ولی اللہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کامل کا فیض بھی حاصل ہوا جو کہ علوم و فنون میں نامور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اشراف قوم میں بلند ترین مرتبہ و مقام رکھتے تھے صاحب کرامت بزرگ تھے ہر کوئی آپ سے حسن عقیدت رکھتا تھا اور آپ کے دیدار کا مشتاق رہتا تھا۔

حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کاملہ کا فیض بھی حاصل کیا تھا اور ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر ریاضت و مشاہدہ میں مشغول رہے۔ حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے عہد کے بدیع المثال لوگوں میں ہوتا تھا آپ کے فضائل بے شمار ہیں عزت و خدمت میں بلند مرتبہ بزرگ تھے پروردگار عالم نے آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل کر رکھا تھا بہت سی کتب کے مصنف بھی تھے آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے کے بعد حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شیخ کامل حضرت ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کا

شرف حاصل کیا تھا اور پھر سلوک وعرفان کی منازل ان کی خدمت میں رہ کے طے کی تھیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ پیر طریقت حضرت شیخ ابوبکر نساان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی باکمال ہستی کی صحبت کاملہ کے فیض سے بھی اپنے قلوب کو منور کیا اور سلوک وعرفان کی منازل طے کرتے ہوئے طریقت وتصوف کے میدان میں باطنی علوم کے خزینوں کو سمیٹا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ شرف وسعادت حاصل تھی کہ آپ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں قرب وقبولیت کا مقام ملا ہوا تھا اس بارے میں مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''نفحات الانس'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اکابرین دین میں سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ میں بیت اللہ شریف کے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا ہوا تھا چند لمحوں کے لیے اس حالت میں باہر آیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہاں پر ایک شخص آیا اس نے صحن میں مصلیٰ بچھایا اور اپنے دامن سے پتھر کی ایک تختی نکال کر سامنے لا رکھی۔ اس پر چند حروف لکھے ہوئے تھے اس نے ان کو چوما اور پھر اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ نماز پڑھنے سے جب فارغ ہوا تو اس تختی کو اُٹھایا اپنے ہاتھ میں لے کر بڑے احترام کے ساتھ اپنی پیشانی پر ملا اور تضرع وزاری کرتا رہا اس کے بعد اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر تختی کو چوم کر آنکھوں پر ملا اور اپنے دامن میں چھپا کر جانے کے لیے اٹھا۔

میں نے اس کی یہ تمام حرکات دیکھیں تو مجھے اس کی یہ حرکات اچھی نہ لگیں اور مجھے کراہت محسوس ہوئی کہ یہ کیا کر رہا ہے میں نے دل میں کہا کہ کاش آج حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں رونق افروز ہوتے اور اہل بدعت کو ان کے مکروہ کاموں کی برائی سے آگاہ فرماتے۔ میں انہی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ مجھے غنودگی آ گئی۔ میں نے ایک وسیع اور کشادہ میدان دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ مخلوق جمع ہے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک کتاب ہے بڑا ہی روح پرور منظر ہے سب لوگ ایک ہی طرف چلے جا رہے ہیں میں نے لوگوں سے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک تخت پر جلوہ فرما ہیں اور دربار عام منعقد ہے۔ مجتہدین اور علماء کرام باریابی کا شرف حاصل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے

نظریات وعقائد کی کتابیں بارگاہ رسالت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ میں بھی اس حلقہ میں جا پہنچا میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آگے بڑھے اور اپنے نظریات وعقائد کی کتاب پڑھنے لگے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مرحبایا شافعی ''اے شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوش رہو''۔ پھر ایک اور بزرگ آگے بڑھے انہوں نے بھی اپنی کتاب پیش کی یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مرحبایا ابوحنیفہ انت امام الاعظم ''اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تم امام اعظم ہو، اسی طرح تمام فقہ کے اماموں میں سے ایک ایک بزرگ آگے بڑھتے اور اپنی اپنی کتابیں پیش کر کے منظوری لیتے جاتے۔

اسی اثناء میں ایک اور شخص آگے بڑھا اس کے ہاتھ میں غیر مجلد کتاب کے اوراق تھے اس کی خواہش تھی کہ وہ بھی ان کو بارگاہ رسالت میں پیش کرے کہ مجمع میں سے ایک بزرگ اٹھ کر تشریف لائے اور اس شخص کو ڈانٹ کر باہر نکال دیا اس شخص کے ہاتھ سے وہ اوراق گر پڑے اس شخص کو دربار نبوی کے ادب احترام کو ملحوظ نہ رکھنے پر نکال باہر کیا گیا۔ اس بزرگ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے شیخ! یہ وہی نظریات ہیں جسے تم نے کعبۃ اللہ میں اس شخص کو نماز کے دوران دیکھا تھا اور تمہیں اس کی حرکات اچھی نہ لگی تھیں یہ اوراق اس شخص کے اعتقادات پر مشتمل تھے اور یہ شخص ان عقائد کا بانی تھا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے جب اس قدر لطف وکرم دیکھا تو لوگوں کے ہجوم کم ہونے پر آگے بڑھا میرے پاس بھی ایک مجلد کتاب تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر اجازت ہو تو پڑھ کر سناؤں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از راہ ترحم اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ یہ کون سی کتاب ہے؟ عرض کیا کہ یہ ''قواعد العقائد'' نامی کتاب ہے جسے محمد بن محمد غزالی نے تصنیف کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں سے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں چند سطور سنائیں اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مناقب وفضائل کا بیان شروع کیا جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں پر تحریر تھا کہ: ''**غزالی می فرمایت اللہ تعالیٰ بعث النبی الامی القریشی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکافئہ العرب والعجم والجن والانس**'' یہ کلمات مبارک سنتے ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی ومسرت سے دمکنے لگا، آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا، محمد غزالی کہاں ہیں؟ باب رحمت

کے دربان نے فوراً محمد غزالی کو پیش کیا، محمد غزالی نے سلام پیش کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت شفقت و محبت سے سلام کا جواب دیا اور اپنا دست مبارک محمد غزالی کی طرف بڑھایا۔ محمد غزالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک چومتے جاتے اور بار بار اپنی آنکھوں سے لگاتے اور والہانہ طور پر اپنے چہرے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر لگاتے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی نشست میں بڑی تفصیل کے ساتھ عقائد و خیالات کو سماعت فرمایا پھر جب میں بیدار ہوا تو میری آنکھوں میں ابھی تک رونے کے اثرات موجود تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو مرتبہ و شان میں نے دیکھا تھا اس کے اثرات زندگی بھر میرے قلب و دماغ پر رہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گراں قدر تصانیف:

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں تصنیف و تالیف کے سلسلہ کا آغاز کیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب آپ جرجان میں شیخ ابونصر اسماعیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم کا حصول کر رہے تھے۔ استاد محترم کے علمی کلام سے استفادہ کرتے ہوئے جو کچھ سنتے اس کے اہم نکات کو ضبط تحریر میں لے آتے اسی دوران آپ نے علم فقہ کے موضوع پر ایک رسالہ مرتب کیا اور اس کا نام "تعلیقہ" رکھا۔ یہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف و تالیف کے میدان میں پہلی کاوش تھی جسے بے حد پذیرائی حاصل ہوئی اور استاد محترم نے بھی آپ کی اس کاوش کو سراہا۔ جب اس قدر حوصلہ افزائی اور پذیرائی ہوئی تو پھر تصنیف و تالیف کا سلسلہ چل نکلا۔ امام صاحب نے اپنی عمر عزیز کے تقریباً ۵۵ برس اس جہان فانی میں گزارے اور اس مدت کے دوران لاتعداد گراں قدر اور مایہ ناز کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے اکثر کتب کو تو بہت ہی شہرت دوام ملی۔ ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مباحث و مناظرے بھی چلتے رہے، سیر و سیاحت میں بھی وقت صرف ہوتا رہا۔ مختلف مسائل و معاملات پر سوالات و جوابات کی مجالس میں بھی وقت دیتے رہے۔ دور دراز سے آنے والے فتاوے کے جواب میں لکھنے میں بھی مشغولیت رہی، باوجود اس قدر مصروفیت و مشغولیت کے بے شمار کتب تصنیف فرمائیں کہا جاتا ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی مگر اب وہ نایاب ہے۔ اسی طرح امام صاحب کی بیشتر تصانیف بھی

نایاب ہیں اور ہماری دسترس سے باہر ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد تقریباً دوسو بتائی جاتی ہے ذیل میں تبرک کے کے طور پر امام صاحب کی تصانیف وتالیفات میں سے تھوڑی سے کتابوں کے اسماء کا بیان کیا جاتا ہے۔

مکاشفۃ القلوب، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین، المنقذ من الضلال، القسطاس المستقیم، نصیحۃ الملوک، البسیط، تہافۃ الفلاسفۃ، المرشد الامین، الوجیز، الوسیط، المستظہر ی، املاء علی مشکل الاحیاء، اسرار الحروف، والحکمات، الاقتصاد فی الاعتقاد، اخلاق الابرار والنجاۃ من الاشرار، اسماء الحسنٰی، ایہا اولد، الجام العوام، اربعین، اسرار اتباع، السنۃ الاسرار الانوار، الالہیۃ بالآیات المتلوۃ، بدایۃ الہدایہ، اسرار معاملات الدین، ماخذ فی الخلافیات بین الحنفیۃ الشافعیہ، یاقوت التاویل فی التفسیر، (۴۰ جلدوں میں)، المعارف العقلیۃ، المنکون فی الاصول، مفصل الخلاف فی اصول القیاس، معیار العلم فی المنطق، المبادی، والغایات، معراج السالکین، مسلم السلاطین، مشکوٰۃ الانوار، مواہم الباطنیۃ، محک النظر، المجالس الفرابیہ، معیار النظر، میزان العمل، المنہج الاعلی، تفرقہ بین الاسلام والزندقۃ، تلبیس ابلیس، تعلیقہ فی فروغ المذہب، بیان القولین للشافعی، تنبیہ الغافلین، تحصین الادلۃ، بیانی فضائح الاباحیۃ، تحصین المآخذ، بدائع الضائع المقفی فی اصول الفقہ، الفرق بین الصالح وغیر الصالح، شرح دائرہ علی بن ابی طالب، کیمیائے سعادت مختصر، عقیدۃ المصباح، اختصار المختصر المزنی منخول، قوائد العقائد، شفاء العلیل فی مسئلہ التعلیل، اللباب المنتحل فی علم الجدل، غور الدور، جواہر القرآن، الرسالہ القدسیۃ، الی علم المسائل، کنز العدۃ، فتاویٰ القربۃ الی اللہ، نمایۃ الفور فی مسائل الدور، فواتح السور، کشف العلوم بالآخرۃ، عجائب صنع اللہ عنقود المختصر، القول الجمیل فی ردعلی من غیر الانجیل، قانون الرسول، القانون الکلی، الفکرۃ والعمرۃ، اسرار مصون، خلاصہ الرسائل، حقیقۃ الرسائل الروح، حجۃ الحق۔

وصال مبارک:۔

حجۃ الاسلام، زبدۃ العارفین، عمدۃ المتکلمین، قدوۃ السالکین، حجۃ العارفین، الوجود الحجت، ابوحامد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجود مسعود سے بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم کی دولت نصیب ہوئی، لاتعداد افراد آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے، ان گنت لوگوں نے

آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو کر سکون قلبی کا خزینہ حاصل کیا، بے شمار عقیدت کیشوں اور ارادت مندوں کے دلوں کی دھڑکن امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی آخر کار وہ وقت آ گیا کہ جو ہر ایک ذی روح پر آتا ہے۔ علم و عرفان کے آسمان کی یہ عظیم شخصیت، طریقت و تصوف کے میدان میں درجہ کمال حاصل کرنے والے ولی کامل ۱۴ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ کو پیر کے دن صبح کے وقت اس دنیائے فانی سے دنیائے باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وصال کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تصنیف ''الثبات عند الممات'' میں آپ کے بھائی حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ

''بھائی جان ابو حامد محمد غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پیر کے دن بوقت فجر وضو کرنے کے بعد فجر کی نماز پڑھی پھر انہوں نے اپنا کفن منگایا اور اس کو بوسہ دیتے ہوئے اپنی آنکھوں سے لگایا اور کہا'' **سمعاً و طاعة**''

''پھر وہ قبلہ رخ ہوئے اور اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار مبارک طوس میں ایران کے مشہور شاعر فردوسی کے مقبرہ کے قریب واقع ہے۔

حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مشہور اور مایہ ناز تصنیف ''مکاشفۃ القلوب'' کو عربی زبان سے اردو زبان میں نہایت خوبصورت دلنشین اور موثر انداز و پیرائے میں ڈھالنے کی سعی کی گئی ہے اس ضمن میں محبت، عقیدت اور ادب کے تقاضوں کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جس سے کتاب ھذا کا حُسن مزید دوبالا ہو گیا ہے۔

محمد الیاس عادل

باب۔۱

خوف وخشیتِ الٰہی

نبی مکرم، سرکار دو عالم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت جل شانہ نے ایک ایسے فرشتہ کی پیدائش فرمائی ہے جس کے دونوں بازو مشرق و مغرب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اس فرشتہ کا سر زیر عرش ہے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ یعنی ساتویں زمین کے نیچے ہیں اس فرشتہ کے پَر ارضِ خاکی پر آباد مخلوق کے برابر ہیں۔ میری اُمت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو پروردگار عالم اس فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ زیریں عرش دریائے نور میں غوطہ لگائے چنانچہ وہ غوطہ لگاتا ہے اور باہر نکل کر اپنے بازوؤں کو جھاڑتا ہے تو اس کے پروں میں سے قطرات گرتے ہیں پروردگار عالم ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ "جسم کی سلامتی تھوڑا کھانے میں ہے اور روح کی سلامتی و بقا گناہ کم کرنے میں ہے اور ایمان کی سلامتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام پڑھنے میں ہے"۔

ارشاد ربانی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

یعنی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرو اور پروردگار عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اور انسان دیکھے کہ آئندہ کے لیے آگے کیا بھیجا۔

یعنی یہ دیکھے کہ روز محشر کے لیے کیا عمل کیا اس آیت مبارکہ کا مقصد و مفہوم یہ ہے کہ

صدقہ کرو اور (دیگر) نیک اعمال کرو تا کہ روزِ محشر ان (اچھے اعمال) کا اجر حاصل ہو اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر اچھی اور بری بات سے آگاہ ہے۔

قیامت کے روز فرشتے، زمین، آسمان، رات اور دن سب گواہی دیں گے کہ انسان نے یہ کام اچھائی کا کیا یا برائی کا۔ اطاعت و تابعداری کی یا نافرمانی کی، حتیٰ کہ انسان کے اپنے (جسم کے) اعضاء بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے، ایمان والے اور تقویٰ اختیار کرنے والے انسان کے حق میں زمین گواہی دے گی۔ چنانچہ زمین اس طرح سے کہے گی "اس انسان نے میری پشت پر نماز ادا کی، روزہ رکھا، حج کی ادائیگی کی، جہاد کیا"۔ یہ سن کر زاہد و متقی شخص بہت زیادہ خوش ہو گا۔ پھر کافر و نافرمان شخص کے خلاف زمین گواہی دیتے ہوئے اس طرح سے کہے گی کہ "اس نے میری پشت پر شرک کیا، زنا کاری کی، شراب پی اور حرام کھایا، اب اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے اگر اللہ رحیم و کریم نے اس پر سخت محاسبہ کیا۔

صاحبِ ایمان کی نشانی:

صاحب ایمان وہ ہے جو اپنے تمام جسمانی اعضاء کے ساتھ اللہ رب العزت سے ڈرتا ہو، جیسا کہ فقیہ ابو اللیث (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ سات باتوں سے خوفِ الٰہی کا پتہ چل جاتا ہے۔

اول: اس کی زبان جھوٹ بولنے، غیبت، چغلی، تہمت اور فضول بولنے سے محفوظ ہو اور ذکر الٰہی کرنے، تلاوت قرآن حکیم کرنے، اور دینی علوم سیکھنے میں مشغول ہو۔

دوم: اس کے دل سے دشمنی، بہتان اور مسلمان بھائیوں کا حسد نکل جائے کیونکہ حسد نیکیوں و کھا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حسد دل کی بدترین بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اور امراضِ قلب کا علاج صرف علم و عمل سے ہی ہو سکتا ہے۔

سوم: اس کی نظر حرام خوری اور حرام لباس وغیرہ سے بچی رہے اور دنیا کی طرف لالچ کی نگاہ

سے نہ دیکھے بلکہ صرف عبرت حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھے اور حرام کی طرف تو کبھی نظر بھی نہ کرے، جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ مَّلَأَ عَيْنَهٗ مِنَ الْحَرَامِ مَلَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَيْنَهٗ مِنَ النَّارِ

"جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آگ سے بھر دے گا"۔

چہارم: اس کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے یہ کبیرہ گناہ ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ مِنَ الْحَرَامِ فِيْ بَطْنِ ابْنِ اٰدَمَ لَعَنَهٗ كُلُّ مَلَكٍ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ مَا دَامَتْ تِلْكَ اللُّقْمَةُ فِيْ بَطْنِهٖ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى تِلْكَ ، الْحَالَةِ فَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ .

"بنی آدم کے شکم میں جب لقمۂ حرام پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرے گا جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا"۔

پنجم: حرام کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بڑھے۔

خوف الٰہی کا انعام:

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (یعنی زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں اس میں صرف وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اسے قبول نہ کرے۔

ششم: اس کا قدم اللہ رب العزت کی نافرمانی میں نہ اٹھے بلکہ صرف اس کی اطاعت و رضا میں رہے، عالموں اور نیکوکاروں کی طرف حرکت کرے۔

ہفتم: انسان کو چاہیے کہ خالص اللہ رب العزت کے لیے عبادت کرے، ریا کاری اور

منافقت سے اجتناب کرے، اگر یہ کرلیا تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگیا جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ

"اور تیرے پروردگار کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کے لیے ہے"۔

دوسری آیت مبارکہ میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ

"بے شک تقویٰ والے امن والے مقام میں ہوں گے"۔

گویا فرمان باری تعالیٰ ہے کہ یہی لوگ روزِ قیامت جہنم سے خلاصی حاصل کریں گے اور صاحب ایمان آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خوف وامید کے درمیان رہے وہی رحمت الٰہیہ کا امیدوار ہوگا اور اس سے مایوس و ناامید نہ رہے گا۔

پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو"۔

پس اللہ رب العزت کی عبادت کرے، بُرے کاموں سے اجتناب کرے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کرے۔

حکایت:

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے حجرے میں تشریف فرما ہوکر زبور پڑھ رہے تھے کہ ایک سُرخ کیڑا مٹی میں سے نکلتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو کس لیے پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو قوت گویائی عطا کی چنانچہ کیڑا بولا اے اللہ کے نبی! میرا دل ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس بات کو ڈال دیا ہے کہ میں روزانہ ایک ہزار مرتبہ یہ تسبیح پڑھا کروں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

''اللہ پاک ہے اور تعریف اللہ کی ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے''۔

جب کہ میری رات اس طرح گزرتی ہے کہ رات کے وقت پروردگار عالم نے میرے دل میں اس بات کو ڈال دیا ہے کہ میں ہر شب کو ایک ہزار مرتبہ یہ (درود پاک) پڑھوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ.

''اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبیٔ امت پر رحمت بھیج اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر سلامتی بھیج۔

اب آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کیا پڑھا کرتے ہیں تاکہ میں بھی آپ سے استفادہ حاصل کروں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس کیڑے کو حقیر سمجھنے پر نادم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور توبہ کی اور اسی پر توکل کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب بھی لغزش کے بارے میں سنتے تو ان کا قلب اس قدر جوش مارتا کہ اس کی آواز بہت دور تک سنی جاتی۔ ان کا یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کیا کبھی دوست بھی دوست سے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اے جبرائیل (علیہ السلام)! جب میں لغزشوں کو یاد کرتا ہوں اور اس کے عذاب پر غور کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی دوستی کو بھول جاتا ہوں۔

اللہ اکبر! جب انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام، صالحین عظام اور زاہدین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا یہ حال ہے تو پھر ہماری حالت کیا ہونی چاہیے۔



باب۔ ۲

خوفِ باری تعالیٰ

فقیہہ ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے ان کی تخلیق فرمائی ہے وہ (اس وقت سے) مسلسل سجدہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے حد خوفزدہ ہیں محشر کے دن جب وہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے۔

سُبْحٰنَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

''اے رب العالمین! تو پاک ہے،ہم تیری عبادت کا حق نہیں ادا کر سکے''۔

ارشاد ربانی ہے۔

یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ

''(وہ فرشتے) اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور انہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں''،یعنی کسی بھی پل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا اقْشَعَرَّ جَسَدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی تَحَاتَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا یَتَحَاتَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا یَتَحَاتَتُ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُھَا.

''اللہ تعالیٰ کے خوف سے جب کوئی بندہ کانپتا ہے تو اس کے جسم سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں کہ جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑتے ہیں''۔

خشیتِ ربانی کا انعام:

ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہوگیا، وہ عورت کسی کام کی غرض سے ایک قافلہ کے

ساتھ سفر پر روانہ ہوئی تو وہ شخص بھی اس کافلہ کے ہمراہ چل پڑا۔ قافلہ جب جنگل میں پہنچا تو رات ہوگئی۔ سب نے جنگل میں ہی پڑاؤ کیا۔ جب تمام لوگ سو گئے تو وہ شخص خاموشی سے اس عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں تجھ سے شدید محبت کرتا ہوں اور میں اسی لیے قافلہ کے ساتھ آرہا ہوں۔ عورت نے اس سے پوچھا، کیا سب لوگ سو گئے ہیں؟ کوئی جاگ تو نہیں رہا؟ وہ شخص یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے قافلے کے گرد چکر لگا کر دیکھا پھر واپس آکر کہنے لگا کہ سب لوگ سو چکے ہیں۔ عورت نے کہا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ کہنے لگا، اللہ تعالیٰ تو کبھی نہیں سوتا نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے اس پر عورت بولی، لوگ تو سارے سو گئے لیکن اللہ تعالیٰ جاگ رہا ہے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس لیے اس سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ اس شخص نے جیسے ہی یہ بات سنی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھا اور برائی سے توبہ کی اور واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا کہتے ہیں کہ جب اس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ سناؤ تم پر کیا گزری؟ جواب دیا کہ میں نے پروردگار عالم کے خوف کی وجہ سے ایک گناہ چھوڑ دیا تھا اللہ رب العزت نے اس (عمل) کے باعث میرے سب گناہوں کو معاف فرما دیا۔

تاجر کی توبہ:

''مجمع اللطائف'' میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو خاصا عیالدار تھا۔ مفلسی میں مبتلا ہوگیا، پریشانی کی حالت میں اس نے اپنی بیوی سے کہا کسی سے کچھ مانگ کر لاؤ، اس کی بیوی ایک تاجر کے پاس گئی اور بچوں کے لیے کھانا طلب کیا، تاجر نے اس سے کہا، اگر تم میری خواہش پوری کر دو تو جو مانگو گی میں تمہیں دوں گا۔ عورت تاجر کی یہ بات سن کر خاموشی سے گھر واپس آگئی۔ بچوں نے جب اپنی ماں کو خالی ہاتھ واپس آتے ہوئے دیکھا تو بھوک سے چلانے لگے اور روتے ہوئے کہنے لگے، اماں جان! ہم بھوک سے بے حال ہو رہے ہیں ہمیں کھانے کے لیے کچھ دو۔ عورت (مجبور ہوکر) پھر اسی تاجر کے پاس پہنچی اور بچوں کی حالت بتاتے ہوئے اس سے کھانا مانگا۔ تاجر نے پھر اپنی بات کو دہرایا۔

عورت نے رضامندی کا اظہار کیا لیکن جب دونوں تنہائی میں پہنچے تو عورت کے جسم پر خوف سے لرزہ طاری ہوگیا۔ تاجر نے پوچھا، تجھے کیا ہوا کس سے ڈر رہی ہو؟ عورت نے کہا میں

اس پروردگار عالم کے خوف سے کانپ رہی ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ تاجر کہنے لگا، جب تم اس قدر مفلسی وتنگی کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتی ہو تو مجھے بھی اس کے خوف سے ڈرنا چاہیے۔ یہ کہہ کر اس نے برائی سے توبہ کی اور عورت کی حاجت پوری کرتے ہوئے اس کو بہت سا مال دے کر واپس بھیجا۔

پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں بن فلاں کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہو اور اس کو بتاؤ کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اس تاجر کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا کہ شاید تم نے کوئی بہت بڑی نیکی کی ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں، تاجر نے جواب میں سارا واقعہ سنا دیا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''میں اپنے کسی بندہ پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا مگر جو میرے عذاب سے دنیا میں بے خوف رہتا ہے اسے میں آخرت میں خوفزدہ کر دوں گا''۔

پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ.

''پس تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو''۔

ایک اور آیت مبارکہ میں آتا ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

''اگر تم مومن ہو تو پھر لوگوں سے نہیں مجھ سے ڈرو''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوفِ ربانی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت مبارکہ سنتے تو خوف سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک روز آپ نے ایک تنکا ہاتھ میں پکڑ کر کہا، کاش! میں ایک تنکا ہوتا اور کوئی

قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے پیدا ہی نہ کرتی۔ آپ خوف الٰہی کے باعث اس قدر روتے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کے باعث دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِى الْفَرْعِ

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں گا۔ اسی طرح جیسے دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا''۔

''وقائق الاخبار'' میں لکھا ہے کہ روز محشر ایک آدمی کو لایا جائے گا جب اس کے اعمال کو تولا جائے گا تو اس کی برائیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا چنانچہ اس کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہوگا اس پر اس کی پلکوں کا ایک بال بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اے پروردگار عالم! تیرے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، ''جو خوفِ باری تعالیٰ سے روتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے''۔ اور میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ اللہ رحیم و کریم کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور اس آدمی کو ایک اشکبار بال کی وجہ سے دوزخ سے بچالیا جائے گا۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام پکاریں گے ''فلاں بن فلاں کو ایک بال کی وجہ سے نجات مل گئی''۔

ہدایۃ الہدایہ میں تحریر ہے کہ قیامت کے روز جب دوزخ کو لایا جائے گا تو اس سے بہت ڈراؤنی آوازیں نکلیں گی جس کے باعث لوگ اس پر سے گزرنے سے گھبرائیں گے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا.

لوگ جب دوزخ کے قریب آئیں گے تو اس سے شدید گرم ہوا آئے گی اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی جو کہ پانچ سو برس کے سفر کی مسافت سے بھی سنی جا سکیں گی اس موقع پر ہر نبی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا جب کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام امتی امتی پکار رہیں ہوں گے۔ اس وقت دوزخ سے ایک انتہائی بلند آگ نمودار ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی طرف بڑھے گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آگ سے مخاطب ہو کر کہے گی، اے آگ! تجھے نماز پڑھنے والوں، صدقہ دینے والوں، روزے رکھنے والوں اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے

والوں کا واسطہ واپس چلی جا۔ لیکن آگ مسلسل بڑھتی رہے گی۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ کہتے ہوئے کہ دوزخ کی آگ اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھ رہی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پانی کا پیش کریں گے اور عرض کریں گے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس سے آگ پر چھینٹے ماریئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی کے چھینٹے آگ پر ماریں گے تو اسی وقت وہ آگ بجھ جائے گی۔ اس پانی کے بارے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمائیں گے کہ یہ کیسا پانی تھا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ آپ کے ان گنہگار اُمتیوں کے آنسو تھے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہے۔ مجھے یہ حکم ملا تھا کہ میں اس پانی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کروں تا کہ آپ اس سے دوزخ کی آگ کو بجھا دیں۔

دعائیہ کلمات:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''یا اللہ! مجھے ایسی آنکھیں مرحمت فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں''۔

عَيْنَيَّ هَلْ لَا تَبْكِيَانِ عَلٰى ذَنْبِيْ

تَنَاثَرَ عُمْرِيْ مِنْ يَدِيْ وَلَا اَدْرِيْ

''اے میری دو آنکھوں! کیوں تم میرے گناہوں پر آنسو نہیں بہاتی ہو؟
میری عمر ضائع ہو گئی ہے اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا''۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ،

''کوئی ایسا بندہ مومن نہیں کہ جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث مکھی کے پَر کے برابر آنسو نکلے اور اس کی تپش اس کے چہرے پر پہنچے اور اسے کبھی دوزخ کی آگ چھوئے''۔

جب محمد بن المنذر رحمۃ اللہ تعالیٰ خوفِ الٰہی کے باعث روتے تو اپنی داڑھی اور چہرے پر آنسو کو ملتے اور یہ کہتے تھے، میں نے سُنا ہے کہ جسم کے جس حصے پر آنسو لگ جائیں گے اسے

دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ہر مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کھاتا رہے اور اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکتا رہے۔

ارشادربانی ہے،

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی o وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی o

''پس جس کسی نے نافرمانی کی اور سب کچھ دنیاوی زندگی کو ہی سمجھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے رہنے (کے) مقام سے ڈرا اور اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پالیا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جو انسان بچنے کا خواہاں ہو اور رحمتِ باری تعالیٰ اور ثواب کا اُمیدوار ہو اُسے چاہیے کہ وہ دنیا کے مصائب پر صبر کرے، عبادتِ الٰہی کرتا رہے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتا رہے۔

زہر الریاض میں ایک حدیث پاک درج ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے فرشتے قسم قسم کی نعمتیں پیش کریں گے اور ان کے لیے فرش بچھائیں گے، منبر رکھیں گے اور ان کو مختلف اقسام کے کھانے اور پھل پیش کریں گے، جنتی اُس وقت حیرت کے عالم میں بیٹھے ہوں گے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا، اے میرے بندو! حیرت زدہ کیوں ہو؟ یہ جنت حیرت کا مقام نہیں۔ اس پر صاحب ایمان عرض گزار ہوں گے، اے رب العالمین! تُو نے اپنے دیدار کا وعدہ کیا تھا جس کا وقت آچکا ہے۔ چنانچہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اُٹھالیے جائیں۔ ملائکہ عرض کریں گے، یا اللہ! یہ کیسے تیرا دیدار کریں گے یہ تو گنہگار تھے؟ اُسی وقت حکم ربانی ہوگا، تم پردے اُٹھادو، یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے طلب گار تھے۔ اُسی وقت حجاب اُٹھا دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہی جنتی سجدہ ریز ہوجائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، سر اُٹھالو یہ جنت دارِ عمل نہیں بلکہ دارِ جزاء ہے۔ چنانچہ وہ اپنے پروردگار کا بے کیف

دیدار کریں گے۔

پروردگار عالم فرمائے گا۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ عِبَادِيْ فَقَدْ رَضِيْتُ عَنْكُمْ فَهَلْ رَضِيْتُمْ عَنِّيْ

''اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں کیا تم بھی مجھ سے راضی ہو''۔

اہل جنت عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے تُو نے تو ہمیں اُن نعمتوں سے نوازا ہے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مقصود یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ الرَّحِيْمٍ

☆☆☆

باب ۔۳

صبر و مرض

جو شخص اس بات کا خواہاں ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے ،ثواب اور رحمت اسے حاصل ہو جائے اور جنتی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی خواہشات سے بچائے اور دنیا کے رنج و مصائب پر صبر کرے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ

''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' (یعنی اس کو پسند کرتا ہے)

صبر کی اقسام:

صبر کی کئی اقسام ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا ،حرام کاموں سے اپنے آپ کو بچانا ،مصائب و آلام پر صبر کرنا اور صدمہ پہنچنے پر صبر کرنا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت پر صبر کرتا ہے اور ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے پروردگار عالم قیامت کے روز اسے تین سو ایسے درجات عطا فرمائے گا کہ ہر درجہ کے درمیان زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر فاصلہ ہوگا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں (سے اپنے آپ کو بچا کر) صبر سے کام لیا تو اسے چھ سو درجات عطا کیے جائیں گے جن میں ہر درجہ کا فاصلہ ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔ جو مصائب و آلام پر صبر کرتا ہے اس کو سات سو درجات عطا کیے جائیں گے جن میں سے ہر درجہ کا فاصلہ عرشِ معلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی آزمائش:

یہودیوں کی چڑھائی کے باعث حضرت زکریا علیہ السلام شہر سے نکل کر روانہ ہوئے

تاکہ کسی جگہ پر چھپ جائیں یہودیوں نے ان کا تعاقب کیا آپ جنگل میں داخل ہو گئے یہودیوں کو نزدیک آتا دیکھ کر آپ نے ایک قریبی درخت سے مخاطب ہو کر کہا، اے درخت! مجھے اپنے اندر پناہ دے، درخت ایک دم چر گیا آپ اس میں داخل ہو کر چھپ گئے۔ یہودی جب اس درخت کے پاس پہنچے تو شیطان نے یہودیوں کو ساری بات سے آگاہ کر دیا اور کہا کہ آری لاکر اس درخت کو چیر دو اور دو ٹکڑے کر دو۔ یہودیوں نے اسی طرح ہی کیا اور یہ محض اس وجہ سے ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے پروردگار سے پناہ مانگنے کی بجائے ایک درخت سے پناہ مانگی اور اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ یہودیوں نے آری سے چیر کر آپ کو دو ٹکڑے کر دیا۔

حدیثِ قدسی:

حدیث قدسی ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے، جب کوئی میرا بندہ مصیبت میں مبتلا ہونے پر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں اور اس کی دُعا کو قبولیت کا شرف عطا کرتا ہوں مگر جو بندہ مصیبت کے وقت میری مخلوق سے مدد طلب کرتا ہے تو میں اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہوں۔

صبر کرنے کا حکم:

کہا جاتا ہے کہ آری جب درخت کاٹتی ہوئی حضرت زکریا علیہ السلام کے دماغ تک پہنچی تو آپ نے ایک آہ بھری، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا، اے زکریا (علیہ السلام)! مصیبت میں صبر کیوں نہ کیا اور اب آہ کرتے ہو، اگر اب دوبارہ منہ سے آہ نکلی تو تمہارا نام صابرین کی فہرست سے مٹا دیا جائے گا، اس پر حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے ہونٹوں کو بند کر لیا اور صبر کرتے ہوئے چر کر دو ٹکڑے ہو گئے لیکن دوبارہ اُف تک نہ کی۔

لہٰذا ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصیبت پر صبر کرے اور شکایت کا ایک حرف تک زبان پر نہ لائے تاکہ اسے دنیا اور آخرت کے عذاب سے خلاصی مل جائے اس دنیا میں سب سے زیادہ مصائب و آلام انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ہی آتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا'' مصائب و آلام عارفین کے

لیے چراغ، مریدین کے لیے بیداری، مومنین کے لیے اصلاح اور غافلین کے لیے ہلاکت ہیں۔ صاحب ایمان مصائب پر صبر کیے بغیر ایمان کی لذت کا مزہ حاصل نہیں کر سکتا"۔

حدیث مبارکہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

"جو شخص ساری رات بیمار رہا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کیا تو وہ شخص اس طرح گناہوں سے پاک ہو جائے گا کہ جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی پیدا کیا ہو"۔

لہٰذا جب تم بیمار ہو جاؤ تو صحت کی خواہش نہ کرو۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص چالیس راتوں میں سے ایک بھی رات رنج و پریشانی میں مبتلا نہ ہوا ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

گناہ نہ لکھنے کا حکم:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب صاحب ایمان بندہ کسی مرض میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کے بائیں کندھے والے فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے گناہوں کو لکھنا بند کر دو۔ دائیں کندھے والے فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں وہ اچھے اعمال لکھو جو اس نے کیے ہیں۔

بیماری میں صبر کا انعام:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے پاس دو فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جا کر دیکھیں میرا بندہ کیا کہتا ہے؟ اگر وہ مریض الحمد اللہ کہتا ہے تو فرشتے اس کا قول بارگاہ الٰہی میں جا کر عرض کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرے بندے کا میرے اوپر حق ہے کہ اگر میں اس کو بیماری کی حالت میں موت دوں تو اسے جنت میں داخل کروں اگر میں نے اسے شفا عطا کی تو اسے پہلے سے بھی اچھی پرورش کرنے والا گوشت اور خون عطا کروں گا اور اس کے گناہوں کے معافی عطا کر دوں گا۔

ارحم الراحمین کی رحمت کا نزول:

بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی بُرا شخص تھا جو بُرے کاموں سے کبھی منع نہ ہوتا تھا۔ جب شہر کے لوگ اس کے بُرے افعال سے بہت زیادہ تنگ آ گئے تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ بنی اسرائیل کے فلاں شہر میں ایک بدکار شخص رہتا ہے اس کو شہر سے باہر نکال دیجئے تا کہ اس کے بُرے کاموں کی وجہ سے پورے شہر پر آگ (کا عذاب) نہ نازل ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (اس مقام کی طرف) تشریف لے گئے اور اس شخص کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ یہ شخص ایک دوسری بستی میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے وہاں سے بھی نکال دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس بستی سے بھی نکال باہر کیا۔ آخر کار وہ شخص ایک ایسے غار میں رہنا شروع ہو گیا کہ جہاں کوئی انسان دکھائی نہ دیتا تھا نہ ہی کوئی جانور یا پرندہ ادھر سے گزرتا تھا غرضیکہ آس پاس کوئی آبادی نہیں تھی اور نہ ہی دور دراز تک سبزے کا نشان تھا۔

وہ شخص اس غار میں آ کر بیمار ہو گیا کوئی بھی انسان اس کی دیکھ بھال کے لیے وہاں پر موجود نہ تھا۔ کمزوری اور نقاہت کے سبب وہ زمین پر گر پڑا اور اپنا سر مٹی پر رکھتے ہوئے کہنے لگا، کاش میری ماں اس وقت میرے پاس ہوتی تو مجھ پر اپنی محبت نچھاور کرتی اور میری اس بے بسی پر آنسو بہاتی، اگر میرا باپ میرے پاس موجود ہوتا تو میری دیکھ بھال اور مدد کرتا، اگر میری بیوی موجود ہوتی تو میری جدائی پر آنسو بہاتی، اگر اس وقت میرے بچے میرے پاس موجود ہوتے تو وہ میری میت پر روتے اور کہتے اے رب العالمین! ہمارے بے بس، بُرے، گنہگار اور مسافر والد کو بخش دے جسے پہلے تو شہر سے نکال دیا گیا پھر دوسری بستی سے بھی نکال دیا گیا آج وہ ایک ویران غار میں اس دنیا سے مایوسی اور ناامیدی کی حالت میں آخرت کی طرف روانہ ہو رہا ہے۔ پھر وہ میرے جنازہ کے ساتھ روتے ہوئے جاتے۔ اس شخص نے کہا، اے میرے پروردگار! تُو نے مجھے میرے ماں باپ اور میرے اہل و عیال سے تو دور کر دیا ہے لیکن مجھے اپنی رحمت سے دور نہ کرنا۔ تُو نے میرے دل کو میرے عزیزوں کی جدائی میں تو جلایا ہے لیکن اب مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں نہ جلانا۔

(پروردگار عالم کی رحمت جوش میں آئی اور) اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کی شکل میں ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجا، اس کی ماں کی شکل میں ایک حُور کو اس کے پاس بھیجا، اس کی بیوی کی شکل

میں ایک حُور کواس کے پاس بھیجا اور اس کے بچوں کی شکل میں غلمانِ جنت کواس کے پاس بھیجا۔ وہ سب اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور اس کو دیکھ کر رونے لگے وہ شخص ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسی خوشی کی حالت میں فوت ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں غار میں جاؤ وہاں پر ہمارے ایک دوست کا انتقال ہو گیا ہے اس کے کفن دفن کا بندوبست کرو۔ پروردگار عالم کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس غار میں تشریف لے گئے۔ غار میں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ وہی شخص مرا ہوا پڑا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے پہلے شہر اور پھر بستی سے نکال باہر کیا تھا۔ اس کے پاس حُوریں تعزیت کرنے والوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارہ اقدس میں عرض کی، یا اللہ! یہ تو وہی شخص ہے جسے میں نے تیرے حکم سے شہر اور پھر بستی سے نکال باہر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں نے اس پر اپنے عزیز و اقارب کی جدائی میں بہت زیادہ روتے اور تڑپنے کے باعث رحم کیا ہے اور اس کے باپ کی شکل میں ایک فرشتہ کواس کے پاس بھیجا، اس کی ماں اور بیوی کی شکل میں حُوروں کواس کے پاس بھیجا، اور اس کے کے بچوں کی شکل میں غلمانِ جنت کواس کے پاس بھیجا جو اس کی غریب الوطنی میں اس کی تکالیف پر روئے پھر جب یہ فوت ہوا تو اس کی بے بسی و لاچاری پر آسمان و زمین والے بھی روئے تو میں ارحم الراحمین کیوں نہ اس کے گناہوں کی معافی عطا کرتا۔

مسافر کی موت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت:

جب کوئی مسافر نزع کی حالت میں ہوتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے یہ بے کس و لاچار مسافر ہے اپنے ماں باپ اور اہل و عیال سے بہت دُور ہے جب اس کا انتقال ہو گا تو کوئی اس پر غمزدہ ہونے والا نہ ہو گا۔ پھر اللہ رب العزت اس کے ماں باپ، اہل و عیال اور عزیز و اقارب کی شکل میں فرشتوں کواس کے پاس بھیج دیتا ہے وہ جب ان کو اپنے پاس دیکھتا ہے تو ان کو اپنے والدین، اہل و عیال اور عزیز و اقارب سمجھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور اسی خوشی کے عالم میں اس کی روح نکل جاتی ہے۔ وہی فرشتے غمزدہ حالت میں اس کے جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کی مغفرت کے لیے قیامت تک دُعا گو رہتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے''۔

ابن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول:

ابن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ انسان کا سچ اور جھوٹ اس کی مصیبت اور خوشی کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جو انسان خوشحالی کی حالت میں تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہے لیکن مصیبت کے وقت آہ و فریاد کرتا ہے وہ جُھوٹا ہے۔ اگر کسی شخص کو دونوں جہانوں کے علم سے نواز دیا جائے پھر اس پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیئے جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کرنے لگے تو پھر اس کا علم و عمل اس کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ثابت ہوگا۔

حدیث قدسی:

ایک حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

'' جو میری قضا پر راضی نہیں اور میری عطا پر شکر ادا نہیں کرتا وہ میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کرلے''۔

عبادت اور رحمتِ الٰہی:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر نے پچاس سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ان کی طرف اللہ رب العزت نے وحی نازل فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے، انہوں نے جواب میں کہا، یا اللہ! میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا پھر یہ مجھے بخشنا کیسا؟ پروردگار عالم کے حکم سے ان کی ایک رگ بند ہوگئی جس کے باعث وہ رات بھر سو نہ سکے۔ صبح ہوئی تو ایک فرشتہ ان کے پاس آیا انہوں نے اپنی رگ بند ہونے کے بارے میں شکایت کی تو فرشتے نے کہا، آپ کا رب فرماتا ہے، تمہاری پچاس برس کی عبادت سے تمہاری یہ ایک شکایت بہت زیادہ ہے۔

☆☆☆

باب ۔ ۴

ریاضت اور نفسانی خواہشات

درود پاک سے قربت الٰہی کا حصول:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! اگر تم یہ خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہاری زبان پر تمہارے کلام سے، تمہارے دل میں تصورات سے، تمہارے جسم میں تمہاری روح سے، تمہاری آنکھوں میں بینائی کے نور سے اور تمہارے کانوں میں سننے کی قوت سے بھی زیادہ نزدیک رہوں تو پھر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود پاک پڑھا کرو،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

ارشاد ربانی ہے۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

”ہر ذی نفس یہ دیکھے کہ اس نے روزِ محشر کے لیے کیا عمل کیے ہیں“۔

اے انسان خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ تیرے شیطان سے بھی بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تجھے برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور تیری خواہشات کی وجہ سے شیطان تجھ پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس لیے تیرا نفس تجھے جھوٹی امیدوں اور دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے۔ جو شخص بے خوف ہو کر غفلت میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے یہ انسان اپنے ہر دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ (اے انسان!) اگر تم نے اس کی مخالفت سے عاجز آ کر اس کی خواہشات کی پیروی کی تو یہ تجھے دوزخ کی آگ میں ڈال کر رہے گا۔ نفس کی واپسی اچھائی کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ تو مصائب کی جڑ، ذلت کا منبع، شیطان کا خزانہ اور ہر بدی کا مقام ہے۔ سوائے پروردگار عالم کے اس کی فتنہ انگیزیوں کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے''۔

ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب کوئی بندہ آخرت کی طلب کی خاطر اپنی سابقہ گزری ہوئی زندگی پر غور و فکر کرتا ہے تو اس کا یہ غور و فکر کرنا اس کے دل کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

تفکر ساعة خير من عبادة سنته

''ایک لحہ کا غور و فکر پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

اس لیے ہر عقل مند کو چاہیے کہ وہ اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگے ۔ جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں غور و فکر کرے اور روز محشر کے لیے توشہ تیار کرے، اپنی امیدوں میں کمی کرے، توبہ میں جلدی کرے، ذکر الٰہی میں مشغول رہے، حرام چیزوں سے احتراز کرے اور نفس کو صبر کے لیے تیار کرے، نفسانی خواہشات کی اطاعت نہ کرے اس لیے کہ نفس ایک بت کی مانند ہے، جو نفس کی اطاعت کرتا ہے وہ بُت کی پوجا کرتا ہے اور جو اخلاص سے عبادت الٰہی کرتا ہے وہ گویا اپنے نفس پر زبردستی کرتا ہے (یعنی نفس کی پرزور مخالفت کرتا ہے)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قسم:

ایک دن حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ کے ایک بازار میں چلے جا رہے تھے کہ آپ کو انجیر دکھائی دیئے دل میں ان کے کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو دکاندار کے پاس جا کر اس سے کہا کہ میرے ان جوتوں کے بدلے میں انجیر دے دو۔ دکاندار نے آپ کے جوتوں کو دیکھا تو کہا، یہ بہت پُرانے ہیں ان کے عوض میں کچھ نہیں مل سکتا۔ دکاندار کی یہ بات سُن کر آپ چل پڑے۔ کسی نے دکاندار سے کہا، تمہیں علم ہے کہ کون بزرگ تھے؟ اس نے کہا، میں نہیں جانتا، اس نے کہا، یہ مشہور بزرگ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ دکاندار نے آپ کا نام سُنا تو اس نے فوری طور پر ایک ٹوکری انجیروں سے بھری اور اپنے غلام کو دیتے ہوئے کہا کہ جا، اگر تجھ سے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سب قبول کر لیں تو اس خدمت کے بدلے میں میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ غلام یہ سنتے ہی ٹوکری اُٹھا کر آپ کے پیچھے

بھاگا اور آپ سے عرض کیا، حضرت! یہ قبول فرما لیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، میں یہ قبول نہیں کروں گا۔ غلام نے کہا، اگر آپ قبول فرمالیں گے تو مجھے آزادی مل جائے گی۔ آپ نے فرمایا، تجھے آزادی مل جائے گی لیکن میں ہلاکت میں پڑ جاؤں گا۔ غلام نے کافی اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دین کے بدلے میں انجیر نہیں کھاؤں گا اور زندگی کی آخری گھڑی تک کبھی بھی انجیر قبول نہیں کروں گا۔

تیس برس تک صبر:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں نزع کے عالم میں اس بات کی خواہش پیدا ہوئی کہ شہد اور دودھ میں گرم روٹی ڈال کر ثرید بنا کر کھاؤں۔ آپ نے خادم کو حکم دیا تو وہ یہ سب کچھ تیار کر کے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ کچھ دیر تک خالی خالی نگاہوں سے ان چیزوں کی طرف دیکھتے رہے اور فرمایا اے نفس! تُو نے تیس برس تک مسلسل صبر کیا، اب اپنی عمر کے اس آخری لمحہ میں تجھ سے صبر نہیں ہو سکتا؟ یہ فرماتے ہوئے آپ نے پیالہ کو پرے کر دیا اور صبر جمیل کرتے ہوئے وصال فرما گئے، سچ ہے کہ اللہ رب العزت کے نیک و صالح بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام، صدیقین، عشاق اور زاہدین کے حالات اسی طرح کے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں،

''جو شخص اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو اکیلا ایک شہر کو فتح کر لیتا ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

''میں اپنے نفس کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ پر ایک ایسے چرواہے کی مانند ہوں جو انہیں ایک طرف سے اکٹھا کرتا ہے تو دوسری طرف سے نکل جاتی ہیں''۔

جس نے اپنے نفس کو نیست و نابود کر دیا اسے رحمت کے کفن میں ملبوس کر کے عزت کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے اور جس نے اپنے ضمیر کو مردہ کر دیا اسے لعنت کے کفن میں ملبوس کر کے عذاب کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

نفس کا مقابلہ:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کر کے اپنے نفس کا مقابلہ کرو۔ ریاضت یہ ہے کہ شب بیداری کرے، گفتگو کم کرے، لوگوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کرے اور کھانا کم کھائے، تھوڑا سونے سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں، تھوڑا بولنے سے انسان مصائب سے بچا رہتا ہے۔ صبر و برداشت کے ساتھ تکالیف جھیلنے سے درجات بلند ہو جاتے ہیں اور کھانا تھوڑا کھانے سے نفسانی شہوات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اس لیے کہ بہت زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور اسے اندھیرے میں مبتلا کر دیتا ہے جب کہ بھوک حکمت کا نور ہے اور پیٹ بھر کر کھانا اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

نَوِّرُوْا قُلُوْبَكُمْ بِالْجُوْعِ وَجَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ وَادِيْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ فَاِنَّ الْاَجْرَ فِيْ ذٰلِكَ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عَمَلٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جُوْعٍ وَّعَطَشٍ وَّلَنْ يَّلِجَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰاتِ مَنْ مَلَاَ بَطْنَهٗ وَفَقَدَ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ

''بھوک سے اپنے دلوں کو منور کرو، اپنے نفس کا مقابلہ بھوک اور پیاس سے کرو اور ہمیشہ بھوک کے ذریعہ سے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو، بھوکے رہنے والے کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے اجر کے برابر اجر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے پیاسے رہنے سے بہتر کوئی عمل نہیں، آسمان کے ملائکہ اس انسان کے بالکل نزدیک نہیں آتے جس نے شکم سیر ہو کر عبادت کی لذت کھو دی ہو''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول:

''منہاج العابدین'' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان درج ہے کہ میں نے جب سے ایمان قبول کیا کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اس لیے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کی لذت حاصل کر سکوں، اور میں نے پروردگار کے دیدار کے شوق میں کبھی جی بھر کر پانی نہیں پیا کیونکہ بہت زیادہ کھانے سے عبادت میں کمی آ جاتی ہے اس لیے کہ انسان جب خوب

پیٹ بھر کر کھالیتا ہے تو اس کا بدن بوجھل ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں نیند بھر جاتی ہے۔ اس کے جسمانی اعضاء سست ہو جاتے ہیں اور اسے کوشش کرنے کے باوجود نیند کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا یوں وہ راستے میں پڑے ہوئے ایک مُردار کی طرح ہو جاتا ہے۔

حکیم لقمان کا قول:

منیۃ المفتی میں درج ہے کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ کھانے اور سونے میں کمی کرو اس لیے کہ جو شخص زیادہ کھاتا ہے اور زیادہ سوتا ہے روزِ محشر نیک اعمال سے اس کا ہاتھ خالی ہوگا۔

حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ کھانے پینے سے اپنے دلوں کو ہلاک نہ کرو کیونکہ کھانے پینے کی زیادتی سے دل مُردہ ہو جاتا ہے جس طرح زیادہ پانی سے کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔

صالحین کا کہنا ہے کہ معدہ ایک ایسی ہنڈیا کی مانند ہے جو اُبلتی رہتی ہے دل پر اس کے بخارات مسلسل پہنچتے رہتے ہیں پھر جب ان بخارات کی کثرت ہو جاتی ہے تو دل میں میلا اور گندہ ہو جاتا ہے۔ کثرت سے کھانا علم وفکر میں کمی کا باعث ہے اور پیٹ بھر کر کھانا ذہانت اور سمجھداری کو ختم کر دیتا ہے۔

شیطان کے جال:

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے ایک مرتبہ شیطان کو دیکھا کہ اس نے بہت سے پھندے اُٹھائے ہوئے ہیں آپ نے اس سے دریافت فرمایا یہ کیا ہیں؟ شیطان نے جواب دیا، یہ وہ شہوات یعنی پھندے ہیں جن سے میں انسانوں کو قابو کرتا ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا میرے لیے بھی کوئی پھندہ ہے؟ شیطان نے کہا، نہیں، لیکن ایک رات آپ نے شِکم سیر ہو کر کھانا کھایا تھا جس کی وجہ سے آپ کو نماز کے لیے سُستی پیدا ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، آج کے بعد میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا، آئندہ میں بھی کبھی کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

یہ اس بابرکت ہستی کا حال ہے کہ جس نے اپنی پوری زندگی میں صرف ایک رات ہی شکم سیر ہو کر کھانا کھایا تھا، اس شخص کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ جو زندگی میں کبھی بھی بھوکا نہیں رہتا اور شکم سیر ہو کر کھاتا ہے اور اس کے باوجود اس بات کا خواہاں ہے کہ وہ عابد و زاہد بن جائے۔

پیٹ بھر کر کھانے پر تنبیہ:

ایک رات حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پیٹ بھر کر جو کی روٹی کھالی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے حاضر نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی، اے یحییٰ (علیہ السلام) کیا تُو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھ لیا ہے یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر کسی اور ہمسائے کو تلاش کر لیا ہے مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! اگر تُو جنت اور دوزخ کو دیکھ لے تو آنسوؤں کی بجائے خون بہائے اور اس گدڑی کی بجائے لوہے کے کپڑے پہنے۔



باب ۔۵

غلبۂ نفس اور دشمنئ ابلیس

عقل وشعور رکھنے والے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ شہوات کے خاتمہ کے لیے بھوکا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن نفس کے لیے بھوک ایک قہر ہے کھانے اور پینے کی زیادتی کرنے اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے ہی شیطان کو غلبہ حاصل ہوتا ہے (یعنی خواہشات اور پیٹ بھر کر کھانا شیطان کے پھندے ہیں)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ،

''تمہارے جسم میں شیطان خون کی طرح گردش کرتا ہے اس لیے بھوک کے ذریعے اس کے ان راستوں کو بند کرو''۔

بے شک روز محشر اللہ تعالیٰ کی زیادہ قربت اسے حاصل ہوگی جس نے زیادہ بھوک پیاس برداشت کی ہوگی اور انسان کے لیے سب سے زیادہ بربادی کا باعث بننے والی چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں۔ اس پیٹ کی وجہ سے ہی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا جنت سے زمین میں اتارے گئے۔ پروردگار عالم نے انہیں (خاص) درخت (کا پھل) کھانے سے منع کیا تھا مگر انہوں نے پیٹ کی خواہشات کے غلبہ کے باعث اسے کھالیا۔ دراصل پیٹ ہی شہوات کا سرچشمہ اور جائے قیام ہے۔

اقوالِ حکمت:

ایک دانشمند کا کہنا ہے کہ جس انسان کا نفس اس پر غلبہ پالے وہ شہوات کا قیدی ہو جاتا ہے اور برائیوں کا تابع ہو جاتا ہے اس کا دل تمام اچھی باتوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ جس نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوات کا پانی دیا اس نے اپنے قلب میں شرمندگی کی فصل کاشت کی۔ پروردگار عالم نے تین اقسام کی مخلوق کی پیدائش فرمائی ہے۔

اول: فرشتوں کی پیدائش فرمائی ان کو عقل عطا فرمائی لیکن ان کو شہوات سے پاک و صاف رکھا۔

دوم: جانوروں کی پیدائش فرمائی، ان کو شہوت عطا کی لیکن عقل سے محروم رکھا۔

سوم: انسان کو تخلیق کیا، ان کو عقل اور شہوت دونوں عطا فرمائیں۔ اب جس انسان کی شہوت اس کی عقل پر غلبہ پالیتی ہے تو وہ حیوانوں سے بدتر ہے اور جس انسان کی عقل اس کی شہوت پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے تو وہ فرشتوں سے بہتر ہے۔

خواہشات کا ڈنگ:

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ لسکام کے پہاڑ پر موجود تھا وہاں پر مجھے انار دکھائی دیئے تو میں میرے دل میں انہیں کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ایک انار اُٹھا کر میں نے کاٹا لیکن وہ کھٹا نکلا، چنانچہ میں نے اسے زمین پر پھینک دیا اور روانہ ہو گیا، تھوڑی دور جا کر مجھے زمین پر پڑا ہوا ایک ایسا شخص نظر آیا جس کے جسم پر بھڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے السلام علیکم کہا تو اس نے میرا نام لے کر سلام کا جواب دیا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا، آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے جواب دیا، جو اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ میں نے کہا، پھر تو بارگاہِ الٰہی میں تمہارا بہت بلند مقام ہے، تم اپنے جسم پر چمٹی ہوئی بھڑوں کو دور کیے جانے کی دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس نے کہا، مجھے علم ہے کہ تمہارا مرتبہ بھی بارگاہ الٰہی میں بہت بلند ہے، تم نے کیوں نہ یہ دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے انار کھانے کی خواہش سے محفوظ رکھتا اس لیے کہ بھڑوں کی تکلیف تو اس دنیا کا عذاب ہے لیکن انار کھانے کی وجہ سے آخرت کی تکلیف ایک (دائمی) عذاب ہے۔ بھڑیں تو جسم پر ڈنگ لگاتی ہیں لیکن خواہشات دل کو ڈس لیتی ہیں۔ اس نصیحت آموز کلام کو سُن کر میں نے وہاں سے روانگی اختیار کی۔

شہوات اور صبر:

شہوت، بادشاہوں کو مفلس اور صبر فقراء کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ کیا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ ملاحظہ نہیں کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام صبر کے باعث مصر کے حکمران ہوئے اور زلیخا خواہشات کی وجہ سے عاجز اور رسوا ہوئی اور بینائی سے محروم بڑھیا بن

گئی کیونکہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر نہ کر سکی تھی۔

نفس کا دھوکہ:

حضرت ابوالحسن رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے انتقال کے دو برس بعد ان کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ ان کے جسم پر جہنمی تارکول کا لباس تھا۔ میں نے کہا، ابا جان! کیا وجہ ہے کہ میں جہنمیوں کے لباس میں آپ کو دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا، اے بیٹا! مجھے میرے نفس نے جہنم میں ڈال دیا۔ اس کے دھوکہ میں کبھی نہ آنا۔

انی ابتلیت باربع وما سلطوا
الالشدۃ شقوتی وعنائی
ابلیس والدنیا و نفسی والھویٰ
کیف الخلاص و کلھم اعدائی
واری الھویٰ تدعوا الیہ خواطری
فی ظلمۃ الشھوات والاراء

یعنی مجھے ان چار دشمنوں نے گھیر رکھا ہے جو میری بدقسمتی اور گناہوں کی کثرت کے باعث مجھ پر غلبہ پا چکے ہیں۔

ابلیس، دنیا اور نفس اور خواہشات ان سے مجھے کیسے خلاصی حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ یہ چاروں میری جان کے دشمن ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ نفسانی خواہشات مجھے اپنی طرف بلاتی ہیں اور شہوات ولذات کی تاریکی گڑھے میں ڈالتی ہیں۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس میرا اصطبل ہے، میرا ہتھیار علم ہے، میرا گناہ میری مایوسی ہے، میرا دشمن ابلیس ہے اور میں اپنے نفس کو دھوکہ میں ڈالے رکھتا ہوں

عارف باللہ کا قول:

ایک عارف باللہ کا کہنا ہے کہ جہاد کی تین اقسام ہیں۔

اول: کافروں کے ساتھ جہاد کرنا اور یہ ظاہری جہاد ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

''اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں''۔

دوم: جاہلوں اور مخالفوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد کرنا، ارشاد ربانی ہے،

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے مناظرہ کرو''۔

سوم: نفس مارہ کے ساتھ جہاد کرنا جو کہ بُرائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ارشاد ربانی ہے،

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں گے ہم انہیں اپنے رستے بتا دیتے ہیں''۔

فرمانِ نبوی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

اَفْضَلُ الْجِهَادِ جِهَادُ النَّفْسِ

''افضل ترین جہاد نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے''۔

جہادِ اکبر:

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کفار کے ساتھ) جہاد کرنے کے بعد واپس آتے تو فرماتے ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آ گئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شیطان، خواہشات اور نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے اس لیے بڑا اور افضل کہا کہ نفس کے ساتھ جہاد مسلسل جاری رہتا ہے اور کفار کے ساتھ کبھی کبھار ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ لڑتے ہوئے دشمن سامنے دکھائی دیتا ہے جب کہ (نفس

کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے) شیطان دکھائی نہیں دیتا اور نظر آنے والے دشمن کے برعکس دکھائی نہ دینے والے دشمن سے لڑنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کفار کے ساتھ لڑنے والے لڑتے ہوئے اس کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہوتی لیکن شیطان سے جہاد کرنے میں نفس اور خواہشات کا شمار شیطان کی مددگار قوتوں میں ہوتا ہے۔ اس لیے یہ مقابلہ شدید ہوتا ہے۔ مزید یہ وجہ بھی ہے کہ اگر جہاد کرنے والا کافر کو موت کے گھاٹ اتار دے تو اسے فتح کے ساتھ ساتھ مال غنیمت بھی ملتا ہے اور اگر شہادت مل جائے تو جنت کا حق دار ہو جاتا ہے لیکن جہاد اکبر میں انسان شیطان کو قتل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر شیطان بندے کو ہلاک کر دے اور سیدھی راہ سے بھٹکا دے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حق دار بن جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک قول ہے کہ جنگ کے روز جس کا گھوڑا بھاگ جائے وہ کفار کے ہتھے چڑھ جاتا ہے لیکن جس کا ایمان بھاگ جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے اور جو کفار کے ہاتھ لگ جاتا ہے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں نہیں پہنائی جاتیں اسے بھوکا، پیاسا اور برہنہ نہیں کیا جاتا لیکن جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ کر دیا جاتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر جکڑ دیئے جاتے ہیں اس کے پاؤں آگ کی بیڑیوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ اس کا کھانا پینا اور لباس دوزخ کی آگ سے بنایا جاتا ہے۔



باب۔٦

غفلت

غفلت سے شرمندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور نعمت ضائع ہو جاتی ہے، جذبۂ خدمت کم ہو جاتا ہے۔ حسد بڑھ جاتا ہے اور ملامت اور ندامت کی زیادتی ہو جاتی ہے۔

سب سے بڑی پشیمانی:

ایک صالح مرد نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب سے بڑی پشیمانی کون سی ہے؟ استاد نے کہا، سب سے بڑی پشیمانی (وہ ہے جو) غفلت (کی وجہ سے ہوتی) ہے۔

محبت اور غفلت:

روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارہ اقدس میں کھڑا کر کے فرمایا، اے اپنے دعویٰ میں جھوٹے! تُو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر مجھ سے غفلت اختیار کر لی۔

؎ انت فی غفلۃ وقلبک ساھی
ذھب العمرو الذنوب کماھی

''تُو غفلت میں پڑا ہوا ہے اور تیرا دل بھولنے والا ہے، تیری عمر گزر گئی اور گناہ ویسے کے ویسے پڑے ہوئے ہیں''۔

غفلت کی زندگی:

ایک نیک شخص نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابا جان! آپ کیسے ہیں

اور کس حال میں ہیں؟ باپ نے کہا، ہم نے غفلت میں عمر گزار دی اور غفلت ہی میں فوت ہو گئے۔

موت کے تین قاصد:

''زہرالریاض'' میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مابین رشتہ اخوت قائم تھا۔ ایک روز حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا، ملاقات کے لیے آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کے لیے آئے ہو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا، مجھے ایک (ضروری) بات کہنی ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، فرمائیے کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا، جب میری موت (کا وقت) قریب آجائے تو میری روح قبض کرنے سے پہلے مجھے بتا دینا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا، میں (اس مقصد کے لیے) آپ کے پاس آنے سے قبل دو تین قاصد آپ کے پاس بھیجوں گا۔ پھر جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا قت آخر آیا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لیے آن موجود ہوئے تو آپ نے فرمایا، تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ اپنے آنے سے قبل میرے پاس قاصد روانہ کرو گے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا، میں نے بالکل اسی طرح ہی کیا تھا۔ پہلے تو آپ کے بالوں کی سیاہی سفیدی میں تبدیل ہوئی یہ پہلا قاصد تھا۔ پھر جسم کی پھرتی اور طاقت ختم ہو گئی، یہ دوسر قاصد تھا۔ اس کے بعد آپ کی کمر جھک گئی، یہ تیسرا قاصد تھا۔ اے یعقوب (علیہ السلام)! موت سے قبل میرے یہ تین قاصد ہر انسان کے پاس آتے ہیں۔

مضى الدهر و الايام الذنب حاصل

وجاء رسول الموت و القلب غافل

''زمانہ اور دن چلے گئے اور گناہ رہ گئے موت کا پیامبر آپہنچا اور دل غفلت میں ہی رہا۔''

نعيمك فى الدنيا غرور حسرة

وعيشك فى الدنيا محال وباطل

دنیا کی نعمتیں صرف دھوکہ اور فریب ہیں اور تیرا دنیا میں ہمیشہ رہنا ناممکن اور صرف جھوٹ ہے''۔

غفلت کی نمازیں:

حضرت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک نیک آدمی کی عیادت کی غرض سے گیا جو کہ بیمار تھے اور مشائخ عظام میں سے تھے ان کے شاگردان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت شیخ رورہے تھے میں نے ان سے پوچھا، اے شیخ! کیا آپ دنیا کے لیے رو رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، ہرگز نہیں۔ میں تو اپنی نمازوں کے رہ جانے پر رورہا ہوں میں نے کہا، آپ تو عابد وزاہد شخص تھے پھر نمازیں کیسے رہ گئیں؟ ارشاد فرمایا، میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور غفلت میں ہی اپنا سر ہر سجدہ سے اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں ہی اس دنیا سے جارہا ہوں۔ پھر ایک گہرا سانس لیا اور یہ اشعار پڑھے۔

تفکرت فی حشری ویوم قیامتی

واصبح خدی فی المقابر ثاویا

میں نے اپنے حشر قیامت کے دن اور قبر کے بارے میں غور وفکر کیا۔

فریدا وحیدا بعد عزو رفعة

رهینا یحرمی والتراب وسادیا

''جو عزت ومرتبہ والے جسم کے ساتھ خاک میں پڑا ہوگا اور مٹی ہی اس کا تکیہ ہوگی''۔

تفکرت فی طول الحساب وعرضه

وذل مقامی حین اعطی کتابیا

''میں نے یوم حساب کی طوالت کے متعلق غور وفکر کیا اور اس وقت کی رسوائی کے بارے میں سوچا جب مجھے نامہ اعمال دیا جائے گا''۔

ولکن رجائی فیک ربی وخالقی

بانک تعفو یا الٰهی خطائیا

''لیکن اے پروردگار! میری امیدیں تیری رحمت کے ساتھ وابستہ ہیں تو ہی مجھے پیدا کرنے والا اور میرے گناہوں کی معافی عطا کرنے والا ہے''۔

عمل سے خالی دعویٰ فضول ہے:

عیون الاخبار میں تحریر ہے کہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، لوگ تین باتیں صرف زبانی کرتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے برعکس ہوتا ہے۔

اول: یہ کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں مگر بندوں جیسی بندگی نہیں کرتے بلکہ آزادلوگوں کی طرح اپنی منشاء کے مطابق چلتے ہیں۔

دوم: ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں رزق عطا فرماتا ہے مگر ان کے قلوب دنیا اور دنیا کا مال اکٹھا کرنے کے بغیر اطمینان نہیں پکڑتے اور یہ ان کا دعویٰ کے بالکل خلاف ہے۔

سوم: کہتے ہیں کہ آخرکار ہمیں مرنا ہے لیکن عمل ایسے کرتے ہیں کہ جیسے ان کو کبھی نہیں مرنا۔

اے مخاطب! ذرا غور تو کر، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس منہ کے ساتھ جائے گا اور کس زبان سے جواب دے گا؟ جب تجھ سے ہر چھوٹی اور بڑی بات کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ان سوالوں کے لیے ابھی سے تیاری کرلے اور درست جواب تلاش کرلے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

"اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ اس کی خبر رکھتا ہے اور اس کا اسے علم ہے جو کچھ تم کرتے ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اس کے احکامات کو ترک نہ کریں اور ہر حال میں اس کو خدائے وحدہ لاشریک سمجھیں۔

اطاعت الٰہی کا پھل:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ عرش الٰہی کے پائے پر لکھا ہوا ہے کہ میں اس کی بات مانوں گا جو میری اطاعت کرے گا، جو مجھ سے محبت کرے گا میں اسے اپنا محبوب بناؤں گا جو مجھ سے مانگے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو مجھ سے بخشش مانگے گا میں اس کو بخش دوں گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد مبارک کی روشنی میں ہر سمجھدار اور عقل وفہم رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خوف اور مکمل خلوص کے ساتھ عبادت الٰہی میں مشغولیت اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اس کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے جو کچھ مل گیا ہے اس پر قناعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میری قضا پر راضی نہیں، مصائب پر صبر نہیں کرتا نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور میری عطا پر قناعت نہیں کرتا وہ میرے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کر لے۔

بندگی کا حق:

کسی شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ حیرت ہے کہ مجھے عبادت میں مزا نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ (پھر ارشاد فرمایا) بندگی کا حق یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے لیے سب چیزوں کو چھوڑ دیا جائے۔

ایک شخص نے حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ مجھے عبادت میں مزا نہیں آتا۔ انہوں نے فرمایا، یہ اس وجہ سے ہے کہ تو اطاعت کی بندگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کر پھر تجھے عبادت میں مزہ وسرور آئے گا۔

دعویٰ کی سچائی:

ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا جب ''ایاک نعبد'' پر پہنچا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کر رہا ہوں۔ اسے غیبی آواز سنائی دی، تُو نے جھوٹ بولا ہے، تُو مخلوق کی عبادت کر رہا ہے۔ اس پر اس نے لوگوں سے قطع تعلق اختیار کر لی۔ پھر نماز پڑھنی شروع کی جب پھر ایاک نعبد پر پہنچا تو دل میں پھر وہی خیال آیا۔ غیبی آواز آئی تُو اپنے مال کی عبادت کرتا ہے، اس نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا۔ جب پھر اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو اسے خیال آیا کہ اب میں واقعی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہوں۔ غیبی آواز آئی، تم جھوٹ بولتے ہو تم تو اپنے کپڑوں کی عبادت کر رہے ہو۔ اس پر اس شخص نے اپنے جسم پر موجود لباس کے علاوہ باقی تمام کپڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیئے اس کے

بعد پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو پھر دل میں پہلے والا خیال آیا، غیبی آواز آئی، اب تم نے سچا دعویٰ کیا ہے۔

غلام کی بات کا اثر:

''رونق المجالس'' میں تحریر ہے کہ ایک شخص کے پیسے گم ہو گئے اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ ان کو کون لے گیا ہے۔ جب اس شخص نے نماز پڑھنی شروع کی تو اسے یاد آ گیا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی اس نے غلام کو آواز دی اور کہا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور پیسے لے کر آؤ۔ غلام نے دریافت کیا، یہ آپ کو کب یاد آیا۔ اس نے جواب دیا، مجھے نماز پڑھتے ہوئے یاد آیا۔ غلام بولا، پھر تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے نماز نہیں پڑھی بلکہ پیسے کے لیے پڑھی۔ اس بات کا سننا تھا کہ اس شخص نے غلام کو آزاد کر دیا۔

ہر سمجھدار کو چاہیے کہ وہ دنیا ترک کر دے اور عبادت الٰہی کرتا رہے مستقبل کے متعلق سوچتا رہے اور اپنی عاقبت سنوارنے میں لگا رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ.

''جو کوئی عاقبت کی کھیتی کی فکر کرتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کی فکر کرتا ہے، ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے لیکن آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔

یعنی (دنیا کے طالب) شخص کے دل سے آخرت کی محبت نکال دی جاتی ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چالیس ہزار دینار کھلم کھلا اور چالیس ہزار دینار خفیہ طور پر خرچ کر دیئے حتیٰ کہ ان کے پاس کچھ بھی باقی نہ بچا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار دنیا اور اس کی شہوات سے مکمل طور پر اجتناب کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو جہیز ملا تھا وہ مینڈھے کی رنگی ہوئی کھال سے بنا ہوا ایک مشکیزہ اور کھجور کی چھال سے بھرا ہو چمڑے کا ایک تکیہ تھا۔

☆☆☆

باب ۔ ۷

فسق ، نفاق اور یادِ الٰہی سے غافل ہو جانا

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری جوان بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے میری تمنا ہے کہ میں اسے خواب میں دیکھوں۔ اس مقصد کے لیے آپ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے ، آپ نے اسے ایک دُعا بتا دی۔ رات کو اس عورت نے وہ دُعا پڑھی (اور سو گئی) خواب میں اس نے اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی بیٹی نے دوزخی تارکول کے کپڑے پہن رکھے ہیں اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ صبح کے وقت عورت پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ بہت غمگین ہوئے پھر ایک مدت کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس لڑکی کو جنت میں دیکھا تو اس کے سر پر تاج تھا، وہ آپ سے مخاطب ہوئی کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ میں اُسی عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور میری حالت کے بارے میں آپ کو بتایا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہاری حالت میں تبدیلی کیسے واقع ہوئی؟ لڑکی نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ ایک نیک آدمی قبرستان کے نزدیک سے گزرا اور اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود پاک پڑھا۔ اس کے درود پاک پڑھنے کی برکت کے طفیل قبرستان کے پانچ سو مُردوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب قبر سے نجات عطا فرمائی۔

قابل غور بات:

یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک شخص کے ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھنے کی برکت کے طفیل اس قدر لوگوں کو بخش دیا گیا اور جو شخص پچاس برس تک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود پاک پڑھتا رہا ہو کیا اسے قیامت کے دن نہیں بخشا جائے گا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ

''اور ان کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا''۔

مقصد یہ ہے کہ ان منافقین کی مانند جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کی، دنیا کی عیش و عشرت میں کھو گئے تم بھی نافرمان نہ ہو جانا۔

مومن اور منافق میں فرق:

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مومن اور منافق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، مومن کی توجہ نماز اور روزے کی طرف مبذول رہتی ہے جب کہ منافق کی توجہ جانوروں کی مانند کھانے پینے کی طرف لگتی رہتی ہے وہ نماز اور روزہ کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔ مومن اللہ تعالیٰ کے رستے میں صدقہ و خیرات کرتا رہتا ہے اور بخشش کا طالب رہتا ہے اس کے برعکس منافق حرص و ہوس میں لگا رہتا ہے، مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہیں کھاتا جب کہ منافق اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی سے ڈرتا ہے، مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید وابستہ نہیں رکھتا جب کہ منافق اللہ تعالیٰ کے سوا ساری مخلوق کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مومن مال پر دین کو ترجیح دیتا ہے جب کہ منافق دین کے مقابلے میں مال کو ترجیح دیتا ہے، مومن نیک عمل کر کے بھی بارگاہ الٰہی میں روتا رہتا ہے جب کہ منافق بُرائی کرتا ہے اور اس پر خوش بھی ہوتا ہے۔ مومن تنہائی پسند ہوتا ہے جب کہ منافق ہجوم اور میل جول کو پسند کرتا ہے، مومن کاشت کرتا ہے اور فصل کی بربادی سے خوفزدہ رہتا ہے جب کہ منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد کاٹنے کی خواہش رکھتا ہے، مومن دین کی خاطر نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے، برائیوں سے منع کرتا ہے اور سدھارتا ہے جب کہ منافق اپنے رعب داب اور شان و شوکت کے لیے فتنہ وفساد پیدا کرتا ہے اور اچھے کاموں سے منع کرتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے،

ترجمہ: ''منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے سے ہیں نیکی سے روکتے اور برائی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو

بھلا دیا، بے شک منافقین ہی فاسق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے لیے نارِ جہنم کا وعدہ کیا ہے یہ ان کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے''۔

ایک اور مقام پر ان کے متعلق یوں ارشاد فرمایا،

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمام منافقین اور کفار کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے''۔

یعنی اگر ان کی موت کفر اور نفاق پر ہو تو (انہیں جہنم میں جمع کر دے گا) پروردگار عالم نے اپنے اس فرمان میں منافقین کا ذکر اس لیے پہلے کیا ہے کہ یہ کافروں سے بھی زیادہ بد بخت ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ٹھکانہ دوزخ بنا دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

ترجمہ: ''بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے اور ان کا ہرگز کوئی مددگار نہیں ہوگا''۔

لغت میں منافق کا لفظ نافق ایربوع سے نکلا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگلی چوہے کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک کو نافقاء کہتے ہیں اور دوسرے کو قاصعاء کہتے ہیں۔ ایک سوراخ داخل ہونے کے لیے اور دوسرا باہر نکلنے کے لیے ہوتا ہے۔ ایک سوراخ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرے سے بھاگتا ہے۔ منافق کو بھی اسی لیے منافق کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر تو مسلمانوں کے حلیے میں ہوتا ہے لیکن کفر کی طرف بھاگ نکلتا ہے ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ منافق کی مثال ایک ایسی نووارد بکری کی مانند ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو کبھی ایک ریوڑ کی طرف جا گھسے اور کبھی دوسرے ریوڑ میں جا گھسے یعنی وہ کسی ایک ریوڑ میں نہیں ٹھہرتی بالکل یونہی منافق بھی نہ تو مکمل طور پر مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے اور نہ کفار میں۔

دوزخ کیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا اور اس کے سات دروازے رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ

''اور اس کے سات دروازے ہیں''۔

اس کا ہر ایک دروازہ لوہے کا ہے جس پر لعنت لکھی ہوئی ہے ان دروازوں کا ظاہر تانبے کا جب کہ باطن سیسے کا بنا ہوا ہے۔ اس کی گہرائی تک عذاب اور اس کی بلندی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اس کا فرش تانبے، لوہے، سیسے اور شیشے کا بنا ہوا ہے۔ اس کے مکینوں کے لیے دائیں بائیں اوپر نیچے آگ ہی آگ ہے اس کے حصے اوپر سے نیچے کی طرف ہیں اور سب سے نچلا حصہ منافقین کا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے جہنم کے حالات اور اس کی حدت وتپش کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کرنے کے بعد اسے ایک ہزار برس تک دہکایا تو دوزخ (کی آگ) سُرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ہزار برس تک دہکایا تو سفید ہوگئی، اس کو پھر ہزار برس تک دہکایا تو وہ مکمل طور پر سیاہ اور تاریک ہوگئی۔ اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے اگر دوزخیوں کا ایک کپڑا بھی دنیا والوں کے سامنے آجائے تو سب مخلوق ہلاک ہو جائے اور اگر دوزخ کے پانی میں سے ایک ڈول دنیا کے سارے پانی میں شامل کر دیا جائے تو جو بھی اسے چکھے وہ ہلاک ہو جائے اور اگر دوزخ کی زنجیروں کا ایک ٹکڑا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے فرمایا ہے۔

فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا

''پھر زنجیر سے جس کا ناپ ستر گز ہے جکڑ دو''۔

زنجیر کے ہر ٹکڑے کی لمبائی مشرق ومغرب کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے اگر اسے دنیا کے کسی بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائے اور اگر کسی دوزخی کو دوزخ سے باہر نکال کر اس دنیا میں لایا جائے تو اس کی بدبو سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ بتاؤ کیا دوزخ کے دروازے ہمارے دروازوں کی طرح ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! نہیں بلکہ وہ مختلف (تہہ در تہہ) حصوں میں بنائے گئے ہیں یعنی کچھ اوپر اور کچھ نیچے ہیں ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک کی مسافت ستر برس

کی ہے اور ہر دروازہ پہلے دروازہ سے ستر گنا گرم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دروازوں میں رہنے والوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ سب سے نیچے والے حصہ کا نام ہاویہ ہے اور یہ منافقین کے لیے ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ

''بے شک منافقین سب سے آخری طبقہ میں ہوں گے''۔

دوسرے حصے میں شرکت کرنے والے ہوں گے اس کا نام جحیم ہے۔ تیسرے حصہ کا نام سقر ہے جس میں مرتدین ہوں گے۔ چوتھے کا نام لظیٰ ہے اس میں شیطان اور اس کے پیروکار مجوسی ہوں گے، پانچویں کا نام حطمہ ہے یہ یہودیوں کے لیے ہے، چھٹے کا نام سعیر ہے اور یہ نصاریٰ کے لیے ہے، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خاموشی اختیار کر لی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! کیا تم ساتویں طبقے کے مکینوں کے بارے میں مجھے نہیں بتاؤ گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بارے میں نہ ہی پوچھئے۔ آپ نے فرمایا، اس کے متعلق بھی بتادو، اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ طبقہ آپ کے اُن اُمتیوں کے لیے ہے جنھوں نے کبیرہ گناہ کیے اور توبہ کیے بغیر انتقال کر گئے۔

اُمت کی فکر:

روایت ہے کہ جب اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے بارے میں بہت فکرمند ہوئے اور بہت زیادہ روئے اس لیے جسے اللہ تعالیٰ کی شدید پکڑ اور اس کے قہر وغضب کا علم ہے اسے چاہیے کہ وہ ڈرتا ہے اور اپنے گناہوں پر روتا رہے اس سے پیشتر کہ اس پر مصائب ٹوٹیں اور ہیبت ناک مقام کو دیکھنا پڑے۔ اس کا پردہ کھول دیا جائے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا جائے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم ہو۔

جہنمیوں کا حال:

دوزخ کے اندر کتنے بوڑھے ایسے ہیں جو فریاد کرتے ہیں؟ کتنے جوان ہیں جو اپنی

ضائع کردہ جوانی کو یاد کر کے آہ وفغاں کرتے ہیں کتنی ایسی عورتیں ہیں جو اپنی گزری ہوئی زندگی میں کیے گئے بُرے کاموں کو یاد کر کے چیخ و پکار کرتی ہوئی روتی ہیں حالانکہ ان کے جسم اور شکلیں سیاہ ہو چکی ہیں ان کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں، نہ ان بوڑھوں کی عزت کی جائے گی اور نہ جوانوں پر رحم کیا جائے گا اور نہ ان عورتوں کی پردہ پوشی ہوگی۔

اے اللہ! ہمیں جہنم کی آگ اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ہمیں ہر اس کام سے بچا جو آگ میں لے جائے، ہمیں اپنی رحمت کے طفیل صالحین کے ساتھ جنت میں داخل فرما، اے عزیز! اے غفار! اے اللہ، ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما، ہمیں خوف سے خلاصی عطا فرمایا، ہمیں گناہوں سے بچا اور اور اپنے سامنے ذلیل و شرمندہ ہونے سے محفوظ رکھ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے، الرحم الراحمین اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر سلام ہو۔



باب۔۸

توبہ

ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے۔ ارشاد ربانی ہے،

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

''ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو توبۃ النصوح''۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے،

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ

''اور تم ان کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو پس پُشت ڈال کر انہوں نے اپنے حال پر رحم نہیں کیا اور اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچایا اور عاقبت کے لیے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

'' جو کوئی اللہ تعالیٰ کا دیدار چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دیدار چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا دیدار پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا''۔

ارشاد ربانی ہے،

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ ''یہ فاسق لوگ ہیں''۔

یعنی ایسے ہی لوگ نافرمان اور عہد کو توڑنے والے ہیں، رحمت ومغفرت اور ہدایت کے رستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔

فاسق کی اقسام:

فاسق کی دو اقسام ہیں۔ (۱) کافر فاسق (۲) فاجر فاسق

کافر فاسق اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتا وہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کا طلب گار ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ

یعنی اللہ رب العالمین کے احکام کی اطاعت سے خارج ہو گیا فاجر فاسق اسے کہتے ہیں جو شراب نوشی کرتا ہے، حرام مال کھاتا ہے، بدکاریاں کرتا ہے عبادت کو ترک کر کے گناہ آلودہ زندگی گزارتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

کافر و فاجر فاسق میں فرق:

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے فاسق کافر کی بخشش کلمہ شہادت پڑھنے اور تائب ہونے کے بغیر ناممکن ہے جب کہ فاسق فاجر کی بخشش مرنے سے قبل توبہ کر لینے اور اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کرنے سے ممکن ہے۔ کیونکہ جس گناہ کا تعلق نفسانی خواہشات سے ہو اس کی بخشش ہو سکتی ہے اور جس گناہ کا تعلق تکبر اور غرور سے ہو اس کی معافی ممکن نہیں، شیطان کے نافرمان ہونے کی وجہ بھی غرور و تکبر تھا۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ مرنے سے قبل اپنے گناہوں سے توبہ کر لے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معافی عطا فرما دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ

''اور اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ معاف فرماتا ہے''۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

''گناہوں سے تائب ہونے والا اس طرح ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔

توبہ کی برکت:

ایک شخص جب بھی کوئی گناہ کرتا تو اس گناہ کو ایک رجسٹر میں لکھ دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کوئی گناہ کیا اور اس کو لکھنے کے لیے رجسٹر کھولا تو رجسٹر میں سوائے آیت مبارکہ کے اور کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا۔

فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ

''پس اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے''۔

یعنی توبہ کی برکت کے طفیل شرک کی جگہ ایمان، زنا کی جگہ بخشش، گناہ کی جگہ نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

سچی توبہ:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کو ایک نوجوان دکھائی دیا جو اپنے کپڑوں کے نیچے شراب کی بوتل چھپا کر چلا آ رہا تھا، آپ نے اس سے دریافت فرمایا، اے نوجوان! اس بوتل میں کیا لے جا رہے ہو؟ نوجوان شرم کے باعث یہ نہ کہہ سکا کہ اس بوتل میں شراب ہے مگر اس نے اپنے دل میں اسی وقت دعا مانگی، یا اللہ! مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا ہونے سے بچا لے، میرے عیب کی پردہ پوشی کر لے، میں آئندہ کبھی شراب نوشی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد نوجوان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، امیر المومنین! اس میں سرکہ ہے، آپ نے فرمایا، مجھے دکھاؤ آپ نے جب دیکھا تو بوتل میں سرکہ ہی تھا۔

اے انسان! ذرا سوچ کہ ایک بندے نے صرف بندے کے ڈر سے سچی توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شراب کو سرکہ بنا دیا اور اگر کوئی گنہگار اپنے گناہوں پر نادم ہو کر سچی توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کی شراب کو نیکیوں کے سرکہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ (یعنی اس کے گناہوں کو مٹا کر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایسا صرف سچی توبہ سے ہی ممکن ہے)۔

قبولیت توبہ کی خوشی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد باہر نکلا تو راستے میں ایک عورت نے مجھ سے دریافت کیا کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میں توبہ کر سکتی ہوں؟ میں نے اس سے پوچھا، تم نے کیا گناہ کیا ہے؟ عورت نے کہا، میں نے بدکاری کا ارتکاب کیا تھا اور پھر جب اس زنا کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے ہلاک کر دیا۔ میں نے کہا، تُو تو برباد ہو گئی تیرے لیے

کوئی توبہ (کی گنجائش) نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی وہ عورت بے ہوش ہو کر گر گئی اور میں اپنے رستے پر چل پڑا۔ پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بغیر پوچھے کیوں یہ بات کہہ دی۔ اس پر میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بتایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، تم نے بہت بُرا کیا، کیا تم اس آیت کے بارے میں نہیں جانتے؟

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ

''اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود بنا کر نہیں پکارتے پس یہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں اس عورت کو ڈھونڈنے کی غرض سے باہر نکلا اور ہر ایک سے اس عورت کے بارے میں پوچھنا شروع کیا اور اس قدر پریشان ہوا کہ بچوں نے مجھے دیوانہ سمجھنا شروع کر دیا آخر کار مجھے وہ عورت مل گئی جب میں نے اسے (مذکورہ) آیت سنائی تو اُس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور بولی، میں نے اپنا باغ اللہ تعالیٰ اور رسول کے لیے صدقہ کر دیا۔

عتبہ کی قبولیتِ توبہ:

عتبہ الغلام ایک ایسے نوجوان تھے جو بدکاری اور شراب نوشی میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مجلس میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان فرما رہے تھے،

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

''کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے ڈریں''۔

آپ نے اس آیت مبارکہ کی ایسی تفسیر فرمائی کہ لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ مجلس میں ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر کہا، اے صالح بزرگ! کیا مجھ جیسے بدکار کی توبہ بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کی معافی عطا فرما دے گا۔ یہ بات

جب عتبہ الغلام نے سنی تو ان کے چہرے کی رنگت زرد ہوگئی اور کانپنے لگے پھر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش آیا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس آئے اور یہ اشعار پڑھے۔

ایا شا بالرب العرش عاصی

اقدری ما جزاء ذوی المعاصی

"اے پروردگار عالم کے نافرمان! تُو جانتا ہے کہ نافرمانی کی سزا کیا ہے؟

سعیر للحصاۃ لھا زفیر

وغیظ یوم یوخذ بالنواصی

"نافرمانوں کے لیے پرشور جہنم ہے اور حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی ہے۔

فان تصبر علی النیران فاعصہ

والا کن عن العصیان قاصی

"اگر تو نار جہنم پر راضی ہے تو بے شک گناہ کرتا رہ۔ ورنہ گناہوں سے رک جا۔

وفیما کسبت من خطایا

رھنت النفس فاجھد فی الخلاصی

"تو نے اپنے گناہوں کے عوض اپنی جان کو رہن رکھ دیا ہے اس کو چھڑانے کی کوشش کر۔

عتبہ نے پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا۔ ہوش میں آیا تو کہنے لگا،

اے شیخ! کیا مجھ بد بخت کی رب رحیم توبہ قبول کرے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں! عتبہ نے سر اٹھا کر اس وقت تین دعائیں مانگیں

(۱) اے اللہ! اگر تو نے میرے گناہ کو معاف کر کے میری توبہ قبول کر لی ہے تو ایسے حافظے اور عقل سے میری عزت افزائی فرما کہ میں قرآن مجید اور علوم دین میں سے جو بھی سنوں وہ بھول نہ سکو۔

(۲) اے اللہ! مجھے ایسی آواز عنایت فرما کہ میری قرأت سن کر سخت سے سخت دل بھی موم ہو جائے۔

(۳) اے اللہ! مجھے رزق حلال ایسے طریقہ سے عطا فرما جس کا میں تصور بھی نہ کر سکوں۔

اللہ نے عتبہ کی تینوں دعائیں قبول فرمائیں اس کی فہم وفراست بڑھ گئی۔ اور اس کی تلاوتِ قرآن پاک سُن کر ہر گنہگار گناہوں سے توبہ کر لیتا تھا اور اس کے گھر میں روزانہ شوربہ کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں (غیب سے) پہنچ جاتی تھیں اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون رکھ جاتا ہے اور عتبہ غلام کی پوری زندگی اسی طرح ہی ہوتا رہا۔ یہ اس شخص کا حال ہے کہ جس نے پروردگار عالم سے اپنا تعلق قائم کر لیا تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا

"بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

کسی عالم سے سوال پوچھا گیا جب بندہ توبہ کرتا ہے اسے اپنی توبہ کی قبولیت یا غیر قبول ہونے کا پتہ چل جاتا ہے؟ عالم نے جواب دیا ہاں۔ ایسی کچھ نشانیاں ہیں جن سے توبہ کی قبولیت کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک رکھتا ہے اس کے دل سے خوشی کافور ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ہر آن موجود سمجھنا شروع ہو جاتا ہے، وہ نیکوکاروں کے نزدیک اور بُروں سے دور رہنا شروع ہو جاتا ہے۔ دنیا کی تھوڑی سے نعمت کو بھی عظیم اور آخرت کے لیے اپنی کثیر نیکیوں کو بھی بہت کم خیال کرتا ہے اپنے دل کو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول اور اپنی زبان کو (فضول گوئی سے) بند رکھتا ہے اپنے سابقہ گناہوں پر غور وفکر کرتے ہوئے ہمیشہ نادم رہتا ہے اور (اس ضمن میں) اپنے لیے غم اور پریشانی کو لازم کر لیتا ہے۔

☆☆☆

باب ۔۹

محبت

کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے جنگل میں ایک بد شکل چیز کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ اس نے دریافت کیا تجھ سے چھٹکارے کی بھی کوئی صورت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود پاک پڑھنا۔

جیسا کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

''مجھ پر دُرود بھیجنا پُل صراط کے لیے نور (روشنی) ہے جو جُمعہ کے روز مجھ پر اسی مرتبہ دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے''۔

دُرود پاک نہ پڑھنے کا نقصان:

ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود پاک میں غفلت کرتا تھا ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے ناراض ہیں۔ اسی لیے آپ نے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا، نہیں میں تجھے پہچانتا ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے؟ علماء کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علماء نے سچ اور درست کہا ہے لیکن تو نے مجھ پر دُرود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی۔ میرا کوئی امتی جتنا مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اسے اتنا ہی میں پہچانتا ہوں یہ بات اس شخص کے دل میں اتر گئی اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے پھر خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی سعادت حاصل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محب بن گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

"اے رسول! ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی (اطاعت) کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔"

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں یہ کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹوں کی طرح ہیں اور اس سے شدید محبت کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری جانب اس کا پیامبر ہوں اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی حجت بن کر آیا ہوں میری پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کی معافی عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ایمان والوں کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہوں اس کی عبادت کریں اور اس کی رضا کے امیدوار رہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایمان والوں کے ساتھ محبت یہ ہے کہ وہ ان کی تعریف کرے انہیں اجر عطا فرمائے ان کے گناہوں کی معافی عطا فرمائے اور انہیں اپنی رحمت کے طفیل نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عزت سے نوازے۔

چار باتیں:

جو کوئی چار باتوں کو چھوڑے بغیر چار باتوں کا دعویٰ کرے وہ شخص جھوٹا ہے۔

(۱) جو جنت کی محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن نیکی نہیں کرتا۔

(۲) جو شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دعویٰ دار تو ہے لیکن علماء وصلحاء کو دوست نہیں رکھتا۔

(۳) جو آگ سے (جہنم سے) ڈرنے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا۔

(۴) جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار تو ہے لیکن تکالیف پر شاکی ہے۔

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا فرمان:

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں۔

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ

ھذا العمری فی القیاس بدیع

''تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے بظاہر تو اس کی محبت کا دعویدار ہے۔ مجھے زندگی کی قسم یہ انوکھی بات ہے۔

لو کان حبک صادقا لاطعنہ

ان المحب لمن یحب مطیع

''اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا، کیونکہ عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

دراصل محبت کی علامت محبوب کے اشارہ پر ہی اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ اس کی خلاف ورزی کرنے میں ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور محبت کی دعویدار:

کچھ لوگ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں دیکھ کر پتھر مارے تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اس پر آپ نے انہیں کہا تم تو محبت کے دعویدار ہو میری اتنی تکلیف کو بھی برداشت نہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اہل محبت سے الفت کا جام پیا تو یہ وسیع زمین اور شہر تنگ ہو گئے انہوں نے اللہ کو ایسے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہے وہ اس کی عظمت میں خود رفتہ اور اس کی قدرت میں حیران ہیں جنہوں نے الفت کا جام پیا وہ اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے اس کی بارگاہ میں مناجات ہی کی بدولت سب کچھ حاصل کیا پھر یہ شعر پڑھا:

ذکر المحبۃ یا مولائی اشکرنی

وھل رأیت محبا غیر سکران

''اے میرے مولا تیری محبت کی یاد نے مجھے بے خود بنا دیا کیا تو نے کسی ایسے محبّ کو دیکھا ہے جو مدہوش نہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جب اونٹ مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک وہ گھاس وغیرہ کچھ نہیں کھاتا اور اس پر پہلے سے دوگنا بوجھ لاد دیا جائے تو وہ بھی اٹھا لیتا ہے کیونکہ اس کا دل اپنے محبوب کی یاد میں تڑپتا ہے اسے چارے کی خواہش نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے بھاری بوجھ اٹھانے میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ جب اونٹ اپنے محبوب کی یاد میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ کیا تو نے بھی کبھی اپنی ناجائز خواہشات کو چھوڑا ہے کیا کبھی کھانا پینا بند کیا ہے۔ کیا اپنے وجود پر کبھی بار گراں ڈالا ہے؟ اگر تم نے نہیں کیا تو تمہارا اظہار الفت کرنا بالکل جھوٹ ہے یہ تمہیں دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔ یہ بات نہ مخلوق کے نزدیک فائدہ مند ہے اور نہ ہی خالق کے حضور فائدہ مند ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جو جنت کی طلب رکھتا ہو وہ نیکیوں میں جلدی کرتا ہے جو دوزخ سے ڈرتا ہے وہ خود کو ناجائز خواہشات سے دور رکھتا ہے اور جسے موت کا یقین ہو وہ لذات دنیا سے منہ موڑ لیتا ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول:

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

محبت ارادوں کو ختم کر دینے تمام صفات اور حاجات کو مردہ کر دینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں ڈبو دینے کا نام ہے۔



باب ۔۱۰

محبت و عشق

کسی بھی پسندیدہ چیز کی طرف طبیعت کے میلان ہو جانے کو محبت کہا جاتا ہے اور اس میلان میں بہت زیادہ شدت پیدا ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے محبوب کا بے دام غلام بن جاتا ہے اور اس پر اپنی ہر قیمتی چیز کو قربان کر دیتا ہے۔ زلیخا کی مثال دیکھئے کہ وہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مبتلا ہوئی تو اس نے اپنا حُسن و جمال اور مال و دولت سب کچھ قربان کر دیا۔ زلیخا کے پاس ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر جواہرات اور ہار تھے جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں خرچ کر دیئے۔ اس سے جب بھی کوئی یہ کہتا کہ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اس کو قیمتی ہار دے دیتی یہاں تک کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا اس نے ہر چیز کو حضرت یوسف علیہ السلام پر قربان کر دیا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شدید محبت میں سب کچھ بھلا بیٹھی اگر آسمان کی طرف نگاہ کرتی تو اسے ہر ستارے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا نام دکھائی دیتا تھا۔

محبت کی حقیقت:

کہا جاتا ہے کہ زلیخا نے جب ایمان قبول کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے شادی کر لی تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں اس حد تک مشغول و مصروف ہوگئی کہ اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اگر دن کے وقت اپنے پاس بلاتے تو رات کو آنے کا کہہ دیتی اور اگر رات کے وقت بلاتے تو دن کو آنے کا وعدہ کرتی۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا، زلیخا! تم تو میری محبت میں دیوانی تھی؟ کہا، یہ تو اس وقت کی بات ہے جب میں محبت کی حقیقت سے آگاہ نہ تھی اب جب کہ میں نے محبت کی حقیقت کو جان لیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا سب کی محبت میرے دل سے نکل گئی اور اس محبت میں مجھے آپ کی شرکت بھی گوارا نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے اور فرمایا

ہے کہ تیرے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوں گے اور پروردگار عالم دونوں کو نبوت عطا فرمائے گا۔ زلیخا نے کہا، اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے تو پھر میں اس کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہوں۔

مجنوں کی محبت:

کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، لیلیٰ۔ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہہ دیا کہ لیلیٰ مرگئی۔ مجنوں نے جواب دیا کہ لیلیٰ نہیں مر سکتی وہ تو میرے دل میں موجود ہے اور میں ہی لیلیٰ ہوں۔ ایک دن لیلیٰ کے گھر کے پاس سے مجنوں کا گزر ہوا تو آسمان پر ستاروں کی طرف نگاہ کرتے ہوئے گزرا کسی نے کہا، نیچے دیکھو شاید تمہیں لیلیٰ دکھائی دے جائے مجنوں نے کہا، میرے لیے یہی بات کافی ہے کہ لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستاروں کو میں دیکھ رہا ہوں۔

محبت کیا ہے؟

حضرت منصور حلاج کو قید میں پڑے ہوئے جب اٹھارہ دن گزر گئے تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے پاس جا کر ان سے سوال کیا، اے منصور! محبت کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا، یہ سوال کل مجھ سے پوچھنا، چنانچہ جب دوسرا دن ہوا اور منصور کو قید خانے سے نکال کر مقتل کی طرف لے جا رہے تھے تو منصور نے وہاں پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھ کر کہا، شبلی! محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہو جانا ہے۔

حقیقت کی پہچان:

منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس رمز کو جان لیا کہ:

الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

''سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہر چیز باطل ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حق ہے تو وہ اپنے نام تک کو بھول گئے اور پھر جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ تو کہا میں حق ہوں۔

مُحب کون ہے؟

منتہیٰ میں ہے کہ محبت کی سچائی کا اظہار تین باتوں سے ہوتا ہے۔

(۱) عاشق محبوب کی باتوں کو سب کی باتوں سے اچھا سمجھتا ہے۔

(۲) وہ محبوب کی محفل کو تمام محافل سے اچھا سمجھتا ہے۔

(۳) وہ اس کی خوشی کو دوسروں کی خوشی پر ترجیح دیتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ عشق دراصل پردہ دری کرنے والا اور رازوں کو ظاہر کرنے والا ہے اور وجد ذکر کی حلاوت کے وقت روح کے غلبۂ شوق کا بوجھ اُٹھانے سے قاصر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وجد کی حالت میں اگر انسان کے جسم کا کوئی عضو بھی کاٹ دیا جائے تو اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

حکایت:

ایک شخص دریائے فرات میں نہا رہا تھا کسی آدمی کو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہوئے سنا۔

وَامْتَا زُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○

اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔

اس شخص نے یہ سُنا تو تڑپ اُٹھا اور ڈوب کر چل بسا۔

عاشق کی موت:

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں میں نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ جو یہ چاہتا ہے کہ عاشقوں کی سی موت مرے تو اسے اس طرح سے مرنا چاہئے (اس لیے کہ عشق میں موت کے بغیر کوئی مزہ نہیں ہے) یہ کہتے ہوئے اس نے چھلانگ لگا دی۔ جب لوگوں نے اسے اُٹھایا تو فوت ہو چکا تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام تصوف ہے۔

عشق کی منزل:

''زہرالریاض'' میں تحریر ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خانہ کعبہ میں گیا تو مجھے وہاں ستون کے نزدیک ایک برہنہ نوجوان مریض پڑا ہوا دکھائی دیا اس کے غمزدہ دل سے روتے ہوئے آہیں نکل رہیں تھیں۔ اس کے پاس جا کر میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک عاشق ہوں۔ اس کی بات میری سمجھ میں آ گئی اور میں نے کہا کہ تیری طرح میں بھی عاشق ہوں۔ یہ سُن کر اس نے رونا شروع کر دیا اس کو روتے دیکھ کر میں بھی رو پڑا۔ اس نے مجھے کہا، تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے جواب دیا میں اس لیے رو رہا ہوں کہ تیری اور میری بیماری ایک ہے۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور وہ انتقال کر گیا۔ میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور اور کفن لانے کی غرض سے چل دیا۔ کفن لے کر جب میں واپس وہاں پر آیا تو مجھے وہ جوان دکھائی نہ دیا۔ اس پر میرے مُنہ سے بے ساختہ یہ کلمہ نکل سُبحان اللہ۔ اچانک غیب سے ایک آواز آئی، اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان نے اس کو بہت تلاش کیا لیکن اسے ڈھونڈ نہ سکا۔ مالکِ دوزخ نے اسے تلاش کیا لیکن اس کو نہ پا سکا۔ رضوانِ جنت نے بھی اس کی تلاش کی لیکن نہ پا سکا۔ میں نے پوچھا کہ پھر وہ کہاں چلا گیا، آواز آئی،

هُوَ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

وہ اپنے عشق، عبادت کی کثرت اور توبہ میں جلدی کرنے کے باعث اپنے قادرِ حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہے۔

عاشق کی نشانی:

کسی شیخ سے عاشق کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟

انہوں نے کہا عاشق وہ ہے جو میل ملاپ سے دور ہو اور تنہائی پسند ہو۔ غور و فکر میں ڈوب کر خاموش رہے جب تلاش کیا جائے تو ملے نہ جب بلایا جائے تو سنے نہ جب باتیں کریں نہ سمجھے، جب مصیبت آئے تو غم زدہ ہو، نہ بھوک اور نہ برہنگی کا احساس کرے نہ کسی کی دھمکیوں سے مرغوب ہو۔ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرے اس کی رحمت سے محبت رکھے نہ دنیا کے لیے دنیا والوں سے جھگڑتا ہو۔

ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامات عشق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا تخدعن فللحبیب دلائل

ولدمن دیه تخف الحبیب وسائل

دھوکہ تو نہ دے اس لیے کہ محبوب کے پاس دلائل اور عاشق کے پاس محبوب کے تحفوں کے وسائل ہیں۔

منها تنعمه بمر بلائه

وسروره فی کل ماحو فاعل

ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی سخت آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کچھ کرتا ہے اس پر وہ خوش ہوتا ہے۔

فالمنح منه عطیئة مقبولة

والعقر اکرام وبرّ عاجل

اس کی طرف منع کرنا بھی عطیہ ہے اور فقر اس کی عزت افزائی اور ایک فوری نیکی ہے۔

ومن الدلائل ان تریٰ فی عزمه

طوع الحبیب وان الح العاذل

اور ایک نشانی ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کا پختہ ارادہ رکھتا ہے۔ اگرچہ ملامت کرنے والے ملامت کرتے رہیں۔

ومن الدلائل ان یری متبسما

والقلب فیه من الحبیب بلائل

اور ایک نشانی یہ ہے کہ تم اسے مسکراتا ہوا ہی دیکھو گے اگرچہ اس کے دل میں محبوب کی جانب سے آگ سُلگ رہی ہوتی ہے۔

ومن الدلائل ان یری متفهما
لکلام من یخطی لدیہ السائل

اور ایک نشانی یہ ہے کہ تم اسے خطا کاروں کی باتیں سمجھنے والا پاؤ گے۔

ومن الدلائل ان یری متقشفا
متحفظا من کل ما ھو قائل

اور ایک نشانی یہ ہے کہ اسے تم ہر اُس بات کی حفاظت کرنے والا پاؤ گے جسے وہ کہتا ہے

عشق الٰہی کا اثر:

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے نوجوان کے نزدیک سے گزرے جو باغ میں پانی لگا رہا تھا اس نے آپ سے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ رب العزت اپنے عشق کا ایک ذرہ مجھے مرحمت فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک ذرہ تو بہت زیادہ ہے تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس نے کہا، تو پھر نصف ذرہ ہی عطا فرما دے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے دُعا مانگی، یا اللہ! اسے اپنے عشق کا نصف ذرہ مرحمت فرما دے۔ یہ دُعا مانگنے کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔

کافی عرصہ کے بعد ایک دن پھر اسی راستہ سے آپ کا گزر ہوا اور اس جوان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور پہاڑوں پر چلا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے دُعا مانگی، یا اللہ! اس جوان سے میرا سامنا کرا دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہ جوان پہاڑ کی ایک چوٹی پر کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھے جا رہا ہے۔ آپ نے اسے سلام کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی موجود ہو وہ کس طرح انسانوں کی بات سُن سکتا ہے۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! اگر اسے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے احساس تک نہ ہو گا۔

تین باتیں:

جو کوئی تین باتوں کا دعویدار ہو مگر خود اپنے آپ کو تین چیزوں سے پاک نہ رکھے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

(۱) جو ذکر الٰہی کی حلاوت حاصل کر لینے کا دعویدار ہو لیکن دنیا سے بھی محبت رکھتا ہو۔

(۲) جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویدار ہو لیکن لوگوں سے اپنی تعظیم کا خواہاں ہو۔

(۳) جو اپنے خالق کی محبت کا دعویدار ہو لیکن اپنے نفس کو نیچا نہ دکھاتا ہو۔

ارشادنبوی:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بہت جلد میری اُمت پر ایسا وقت آئے گا جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو فراموش کر دیں گے۔

(۱) دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔

(۲) مال سے محبت کریں گے اور یوم حساب کو فراموش کر دیں گے۔

(۳) مخلوق سے محبت کریں لیکن خالق کو فراموش کر دیں گے۔

(۴) گناہوں سے محبت کریں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔

(۵) مکانات سے محبت کریں گے اور قبروں کو بھول جائیں گے۔

اچھی نصیحت:

حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نوجوان کو اس طرح سے نصیحت فرمائی کہ اے جوان! تیری جوانی تجھے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ کتنے جوان ایسے تھے کہ جنہوں نے توبہ کرنے میں دیر کر دی اور اپنی امیدوں کو لمبا کر دیا موت کو یاد نہ رکھا اور یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کرلیں گے، پرسوں توبہ کرلیں گے حتیٰ کہ اسی غفلت میں انہیں موت نے آلیا اور وہ اندھیری قبر میں چلے گئے ان کو نہ مال نے، نہ غلاموں نے، نہ اولاد نے اور نہ ہی والدین نے کوئی فائدہ دیا۔

ارشادربانی ہے،

لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝

''اس دن مال اور اولاد کوئی فائدہ نہیں دیں گے، سوائے اس کے کہ وہ قلب سلیم کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو''۔

اے اللہ! ہمیں موت سے قبل توبہ کی توفیق عطا فرما، ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار فرما اور حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔

مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر ساعت توبہ کرتا رہے اور اپنے سابقہ گناہوں پر نادم رہے معمولی سی متاعِ دنیا پر خوش رہے، دنیاوی مشاغل کو بھول کر آخرت کی فکر میں مبتلا رہے اور خلوصِ دل سے پروردگار عالم کی عبادت میں مشغول رہے۔

کنجوس منافق:

ایک منافق کنجوس نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر تم نے کسی کو کچھ دیا تو میری طرف سے تمہیں طلاق ہے۔ ایک دن اس کے دروازہ پر ایک سائل نے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا کہ مجھے کچھ دو۔ کنجوس منافق کی بیوی نے اس کو تین روٹیاں دے دیں۔ وہ سائل واپس پلٹا تو اُسے کنجوس نے دیکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے یہ روٹیاں دی ہیں؟ اس نے اس کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں سے ملی ہیں، وہ منافق فوری طور پر اپنے گھر میں گیا اور اپنی بیوی سے کہا، کیا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ کسی کو بھی کچھ نہیں دینا۔ بیوی نے جواب دیا کہ اس نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا اس لیے میں اسے رد نہ کر سکی۔ کنجوس منافق نے یہ سُن کر تنور میں آگ بھڑکائی اور پھر جب آگ خوب بھڑک اُٹھی تو اپنی بیوی سے کہا کہ اُٹھو اور اللہ کے نام پر اس تنور میں اپنے آپ کو ڈال دو۔ عورت اُٹھ کر کھڑی ہوئی اور اپنے زیورات پہن کر تنور کی طرف چل دی۔ کنجوس نے کہا، زیورات تو اِدھر ہی چھوڑ کر جاؤ۔ عورت نے جواب دیا، آج میری ملاقات میرے محبوب سے ہے اور اس کے سامنے بناؤ سنگھار کر کے جاؤں گی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو تنور میں گرا لیا۔ اس بدبخت نے تنور کے اوپر ڈھکن دے دیا اور خود چلا گیا۔ تین دن گزرنے کے بعد منافق نے تنور کا ڈھکن اُٹھایا اور اندر جھانک کر دیکھا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے عورت بالکل صحیح وسلامت اس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ غیب سے ایک آواز آئی، کیا تُو نہیں جانتا کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی ثابت قدمی:

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند فرعون سے اپنے ایمان کو مخفی رکھا ہوا تھا۔ فرعون کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ ان کو سخت ترین سزا دی جائے تا کہ حضرت آسیہ (رضی اللہ عنہا) اپنے عقیدے سے منحرف ہو جائیں مگر حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ اس پر فرعون نے کیل منگوائے اور ان کے جسم میں کیل ٹھونک دیئے گئے۔ فرعون نے ان سے کہا کہ اب بھی وقت ہے ایمان کو چھوڑ دو لیکن حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تو میرے جسم پر قابو پا سکتے ہو مگر میرا دل میرے پروردگار کی حفاظت میں ہے اگر تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو تو پھر بھی میرے ایمان میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

اسی اثناء میں وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام گزرے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر پوچھا، میرا پروردگار مجھ سے خوش ہے یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تمہارے انتظار میں ہیں اور اللہ رب العزت تجھ پر فخر فرماتا ہے۔ اس سے سوال کر تیری ہر دُعا قبول ہوگی۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا مانگی، اے میرے پروردگار! میرے لیے جنت میں اپنی رحمت کے سایہ تلے مکان بنادے۔ فرعون اور اس کے مظالم اور ان ظالم لوگوں سے مجھے خلاصی عطا فرما۔

فرشتوں کا سایہ:

حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دھوپ میں سزا دی جاتی تھی پھر جب لوگ واپس چلے جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کر دیا کرتے تھے اور وہ جنت میں اپنے گھر کو دیکھا کرتی تھیں۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی دعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرعون نے جب اپنی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دھوپ میں لٹا کر ان کے جسم میں چار میخیں لگوائیں اور ان کے سینے پر چکی رکھ دی تو حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دعا مانگی۔

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

''اے میرے پروردگار! اپنی رحمت کی طفیل جنت میں میرے لیے گھر بنا''۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کے سبب اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرعون سے نہایت عزت کے ساتھ خلاصی عطا فرمائی اور ان کو جنت نصیب فرمائی جہاں پر وہ جس طرح چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مصائب و آلام کی حالت میں پروردگار عالم کی پناہ مانگنا اور اس سے التجا کرنا اور نجات کی دعا مانگنا اہل ایمان اور صالحین کا طریقہ ہے۔



باب ۔۱۱

اطاعت ومحبت ربانی واطاعت ومحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ارشاد ربانی ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

''فرمادیجئے اے نبی! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب رکھے گا''۔

اے بندے! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے خوب اچھی طرح جان لو کہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور اطاعت ان کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بندوں کی محبت، رحمت اور بخشش عطا فرماتا ہے۔

جب بندہ اس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ حقیقی کمالات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو جاتی ہے اور پھر یہ اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور وہ جن باتوں کا اقرار کرتا ہے ان کاموں سے اس محبت میں زیادتی ہو یہی وجہ ہے کہ محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اس کو عبادت الٰہی میں خلوص اور سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ ہم پروردگار عالم سے محبت کرتے ہیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی،

یعنی سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا بلند مرتبہ:

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا،

''بشر حافی جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے ہم عصروں پر بلند مرتبہ کیوں عطا کیا''؟
عرض کیا ''نہیں'' آپ نے فرمایا اس لیے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو۔ دوستوں کو نصیحت کرتے ہو میری سنت اور اہل سنت سے محبت کرتے ہو، اپنے دوستوں سے حسن سلوک کرتے ہو۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

''جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا''۔

شرعة الاسلام اور آثار مشہورہ میں ہے کہ جب مذہب میں فتنے پیدا ہو جائیں گے اور مخلوق میں پراگندگی رونما ہو جائے تو اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا ثواب سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا''۔

پوچھا گیا ''انکار کون کرے گا؟''

آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنتی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے انکار کیا۔ ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہیں وہ گناہ ہے۔

ایک عارف کامل کا فرمان ہے: اگر تو کسی پیر کو ہوا میں اڑتا پانی پر چلتا آگ وغیرہ کھاتا دیکھے لیکن وہ اللہ کے کسی فرض نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی سنت کا تارک ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا دعویٰ محبت غلط ہے اس کی کرامت شعبدہ بازی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے ''کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و تابعداری میں ہے۔

حضرت احمد اطواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی کے بغیر ہر ایک عمل باطل و رائیگاں ہے جیسا کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، جس نے میری سُنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

عشقِ الٰہی:

ایک شخص نے کسی دیوانے کو خلافِ توقع عمل کرتے ہوئے دیکھا تو وہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے عشاق ہیں جن میں کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے ہیں، کچھ دانشمند ہیں اور کچھ دیوانے ہیں اور جس شخص کو تم نے دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں دیوانہ ہے۔

محبت کے اثرات:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیل ہو گئے۔ان کے مرض کے اسباب کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں چل رہا تھا۔ہمیں کسی نے ایک قابل طبیب کے متعلق بتایا تو ہم ان کا پیشاب اس طبیب کے پاس لے کر گئے۔طبیب نے تھوڑی دیر تک توجہ سے اسے دیکھا اور پھر کہا، یہ تو کسی عاشق کا پیشاب لگتا ہے اس کی یہ بات سنتے ہیں میں بے ہوش ہو گیا اور بوتل میرے ہاتھ سے گر گئی، اس کے بعد جب میں واپس آیا تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سارا واقعہ سنایا، وہ مسکرائے اور فرمایا، اسے اللہ سمجھے! اس نے یہ کیسے جان لیا؟ میں نے دریافت کیا، کیا محبت کا اثر پیشاب میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے؟ ارشاد فرمایا، ہاں۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم سے یہ پوچھا جائے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم خاموشی اختیار کر لو کیونکہ اگر تم انکار میں جواب دو گے تو یہ کفر ہو گا اور اگر ہاں کہو گے تو تمہارے اندر عشاق جیسی کوئی صفت موجود ہی نہیں ہے اس لیے خاموشی اختیار

کر کے (اللہ تعالیٰ کی) ناراضی سے بچ جاؤ۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمان ہے

''جو شخص اللہ کے دوست کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ جو اللہ کا احترام کرنے والے کا احترام کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کا احترام کرتا ہے''۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اللہ کی محبت کی نشانی قرآن کی محبت ہے۔ حُبِّ اللہ اور حُبِّ قرآن کی نشانی حب نبی ہے، حُبِّ نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت ہے۔ حُبِّ سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے۔ آخرت کی محبت سے دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض معمولی مالِ دنیا پر قناعت اور آخرت کے لیے دنیا کو خرچ کرتا ہے۔''

حضرت ابو الحسن زنجانی کا قول ہے۔ عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں آنکھ، دل اور زبان۔ آنکھ عبرت کے لیے، دل غور وفکر کرنے کے لیے اور زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کے لیے ہو۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

اللہ کا تم بہت زیادہ ذکر کرو اور اس کی تسبیح بیان صبح و شام کرو۔

دل کی غفلت:

حضرت عبداللہ اور احمد بن حرب ایک جگہ اکٹھے تھے وہاں احمد بن حرب نے خشک گھاس کا ٹکڑا کاٹا۔ حضرت عبداللہ نے کہا تجھے پانچ چیزیں حاصل ہوگئی ہیں۔ یعنی تیرے فعل سے تیرا دل اللہ کی تسبیح سے غافل ہوا۔ نفس کو ماسوا اللہ کے دوسرے کاموں کی عادت ڈالی۔ اپنے نفس کے لیے راستہ بنایا ہے اب وہ تیرے پیچھے پڑے گا تو نے نفس کو اللہ کی تسبیح سے روکا۔ قیامت کے دن اسے بارگاہ الٰہی پیش ہوتے وقت ایک جواز حاصل ہوگیا۔

ہر لمحہ ذکر الٰہی کرنا:

حضرت شیخ سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے پاس میں نے پسے ہوئے ستو دیکھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ سوائے ستو کے کچھ اور کیوں نہیں تناول فرماتے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے کھانا چبانے اور ستو پینے کا ستر تسبیحات کا حساب لگایا ہے اور چالیس برس ہو چکے ہیں کہ میں نے روٹی کھانا چھوڑ دی ہوئی ہے تا کہ ان تسبیحات کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ روز میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو مہینے میں صرف ایک مرتبہ کھاتے تھے۔ اکثر اوقات یہ ہوتا کہ وہ ستر روز تک بھی کچھ نہیں کھاتے اور جب کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے اور جب بھوکے رہتے تو طاقتور ہو جاتے تھے۔

حضرت ابوحماد الاسود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیس سال تک کعبہ کی مجاوری کی لیکن ان کو کسی نے بھی کھاتے پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے ایک لحہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی۔

ظاہر و باطن پر اختیار:

حضرت عمرو بن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر سے سوائے تین کاموں کے کبھی بھی باہر نہیں نکلتے تھے۔ نماز جماعت کی ادائیگی کے لیے بیماروں کی عیادت کے لیے اور جنازوں میں شامل ہونے کے لیے اور ارشاد فرماتے کہ مجھے لوگ (اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ) چوری اور رہزنی کرتے ہوئے دکھائی دیئے ہیں جب کہ عمر ایک بہترین اور بیش قیمت جوہر ہے جس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اس لیے اس سے آخرت کے لیے خزانہ اکٹھا کرنا چاہیے اور آخرت کے طالب کے لیے لازم ہے کہ وہ دنیا میں عبادت وریاضت کرے تا کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جائے ظاہر و باطن پر مکمل کنٹرول حاصل کیے بغیر حالت کی حفاظت کرنا انتہائی دشوار ہے۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادت وریاضت کی ابتداء میں جب مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوتا تو میں اپنی آنکھوں میں نمک کی سلائی پھیر لیتا اور جب نیند کا غلبہ شدید ہو جاتا تو اپنی آنکھوں میں نمک ڈال لیتا۔

ابن حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت ابراہیم بن حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد پر نیند کا غلبہ طاری ہوجاتا تو وہ دریا میں کود جاتے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے تیرتے۔ دریا میں موجود مچھلیاں سُن کر جمع ہوجاتیں اور وہ بھی تسبیح کرنا شروع کردیتیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پروردگار عالم سے دعا مانگی کہ میری رات کی نیند ختم کردے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی دعا قبول ہوئی اور چالیس سال تک انہیں نیند نہ آئی۔ (اور وہ ساری ساری رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے)

ایک ہزار نوافل کی ادائیگی:

حضرت حسن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آپ کو ٹخنوں سے لے کر گھٹنوں تک تیرہ مقامات سے بیڑیوں میں جکڑ رکھا تھا اور وہ اسی حالت میں رات دن ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے۔

عبادت الٰہی کی جستجو:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شروع شروع میں جب بازار میں تشریف لے جاتے تو اپنی دکان کھول کر اس میں پردہ ڈال دیتے اور چار سو نوافل پڑھنے کے بعد دکان بند کر دیتے اور گھر واپس چلے آتے۔

حضرت حبشی بن داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

ہر اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ باوضو رہے جب اس کا وضو ٹوٹ جائے تو فوری طور پر وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑھے اور جب بھی بیٹھے تو قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے۔ خلوص قلب اور توجہ و یکسوئی کے ساتھ اس بات کا تصور رکھے کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور کے سامنے بیٹھا ہے، اپنے کاموں میں تحمل اور بردباری کو ملحوظ خاطر رکھے۔ تکالیف برداشت کرے لیکن برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہے

ریاکاری اور خودنمائی کے نزدیک نہ بھٹکے اس لیے کہ خود بینی شیطان کی صفت ہے اپنے آپ کو حقیر سمجھے اور نیک لوگوں کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھے کیونکہ جو کوئی صالح لوگوں کا احترام نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہتا ہے اور جو شخص عبادت کی عظمت وحرمت سے آگاہی نہیں رکھتا اس کے دل سے اللہ تعالیٰ عبادت کا مزہ وحلاوت نکال لیتا ہے۔

صالح شخص کی پہچان:

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اے ابوعلی! نیک آدمی کیسا ہوتا ہے؟ فرمایا، جب اس کی نیت میں نصیحت، دل میں خوف الٰہی، گفتگو میں سچائی اور اس کے اعضاء سے اچھے کام ہی صادر ہوتے ہوں۔

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، اے احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! اگر آپ تمام لوگوں سے زیادہ متقی بننا چاہتے ہیں تو دنیا سے بے رغبت ہو جائیں اور آخرت کی رغبت کریں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا، یا اللہ! دنیا سے کس طرح بے رغبت ہو جاؤں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، دنیا کے مال سے صرف ضرورت کے مطابق اشیائے خورد ونوش اور وہ لباس جو پہننے کے لیے کافی ہو لے لیں اور کل کے لیے جمع کر کے نہ رکھیں اور میرے ذکر پر ہمیشگی اختیار کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت کیا کہ ذکر پر کیسے دوام ہو؟ ارشاد ہوا کہ لوگوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھیں اور نماز اور بھوک کو اپنی غذا اپنا لیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

"دنیا سے کنارہ کشی جسم وجان کی تازگی ہے اور دنیا کی طرف راغب ہونے سے غم والم میں اضافہ ہوتا ہے، ہر برائی کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور کنارہ کشی ہر بھلائی اور برکت کی جڑ ہے۔"

دلوں کا علاج:

یک نیک شخص ایک ایسی جماعت کے قریب سے گزرا جہاں پر ایک طبیب امراض اور دوائیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ اس نیک شخص نے اس سے پوچھا، اے جسموں

کے طبیب! کیا تُو دِلوں کا علاج بھی کر سکتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں مجھے بتاؤ دل کو کیا مرض لاحق ہے؟ نیک شخص نے کہا گناہوں کی تاریکی نے اس کو سخت کر دیا ہوا ہے۔ طبیب نے کہا، اس کا علاج تو یہ ہے کہ صبح وشام بارگاہ الٰہی میں عجز کے ساتھ زاری کرے، توبہ کرے، پروردگار عالم جو کہ غفور ورحیم ہے اس کی اطاعت کی جستجو کرے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے دوا تو اس کی یہ ہے اور شفا پروردگار کے پاس ہے۔ اس نیک شخص نے یہ سُنا تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور روتے ہوئے کہنے لگا تُو واقعی بہت اچھا معالج ہے تُو نے بہت اچھا علاج بتایا ہے جولا جواب ہے، طبیب نے کہا، یہ اس دل کا علاج ہے تو توبہ کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہو۔

غلام کی تین شرائط:

ایک آدمی نے ایک غلام کو خریدا تو غلام نے اس سے کہا، اے میرے آقا! میری تین شرائط ہیں۔

(۱) جب فرض نماز کا وقت ہو جائے تو مجھے اس کی ادائیگی سے منع نہ کرنا۔

(۲) دن کے وقت جو چاہو مجھ سے کام لو لیکن رات کے وقت نہیں۔

(۳) مجھے اپنے گھر میں ایسا کمرہ دینا جہاں میرے علاوہ کوئی اور نہ آئے۔

آقا نے تینوں شرائط کو قبول کر لیا اور کہا کہ تم خود ہی گھر میں رہنے کے لیے کسی کمرے کو منتخب کر لو۔ غلام نے ایک خراب وخستہ سا کمرہ اپنے لیے پسند کر لیا۔ اس شخص نے کہا، تم نے اس خراب کمرے کو کیوں منتخب کیا ہے؟ غلام نے کہا، اے میرے آقا! یہ خراب کمرہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک باغ ہے چنانچہ وہ دن کے وقت اپنے آقا کی خدمت میں مصروف رہتا اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ ایک شب اس کے مالک کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام سجدہ ریز ہے اس کے سر پر ایک نورانی قندیل ہوا میں معلق ہے اور غلام آہ وزاری کے ساتھ مناجات کرتے ہوئے کہہ رہا ہے اے اللہ! تُو نے میرے آقا کی خدمت کا حق مجھ پر واجب کر دیا ہے اگر مجھ پر یہ ذمہ داری نہ ہوتی تو میں رات دن تیری عبادت میں مشغول رہتا، اے باری تعالیٰ! میرا عذر قبول فرما لے۔ اس کا آقا ساری رات اسے عبادت کرتے

ہوئے دیکھتا رہا جب صبح ہوگئی تو قندیل بجھ گئی اور آسمان کی طرف چلی گئی اس کے ساتھ ہی کمرے کی چھت پہلے کی طرح ہموار ہوگئی۔ اس شخص نے واپس آکر اپنی بیوی کو ساری بات بتائی، اگلی شب وہ اپنی بیوی کے ہمراہ وہاں پر آیا دیکھا تو غلام سجدہ کی حالت میں تھا اور ایک نورانی قندیل اس کے سر پر روشن تھی وہ دونوں وہاں پر کھڑے ہوکر اسے دیکھتے رہے اور روتے رہے۔ صبح کے وقت انہوں نے غلام کو بلایا اور اس سے کہا کہ ہم تجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد کرتے ہیں تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فراغت حاصل ہو سکے۔ غلام نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا،

یا صاحب السر ان السر قد ظهرا

ولا ارید حیاتی بعد ما اشتهرا

"اے صاحبِ راز! راز فاش ہوگیا اور اب میں اس بھید کے ظاہر ہونے اور شہرت کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا۔"

پھر اس نے کہا، اے اللہ! مجھے موت عطا فرما دے اور وہ گر کر انتقال کر گیا۔ بے شک نیک، عاشق اور پروردگار عالم کے طالب لوگوں کے احوال اسی طرح کے ہی ہوتے ہیں۔

ربِ تعالیٰ کی پہچان:

زہر الریاض میں تحریر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بہت اچھا دوست تھا ایک مرتبہ اس نے آپ سے کہا، اے موسیٰ (علیہ السلام)! بارگاہ الٰہی میں میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت سے نوازے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی تو ان کا دوست آبادی سے علیحدگی اختیار کر کے پہاڑوں میں جنگلی جانوروں کے درمیان چلا گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا اللہ! میرا وہ دوست کدھر چلا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) جو مجھے حقیقی طور پر پہچان لیتا ہے وہ کبھی مخلوق کی دوستی کو پسند نہیں کرتا۔

حقیقی معرفت:

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بازار

میں اکٹھے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک عورت بڑے زور کے ساتھ ان سے ٹکرائی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، پروردگار کی قسم! اس کا مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سُبحان اللہ! آپ کا جسم تو میرے ساتھ ہے لیکن دل کہاں ہے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے خالہ کے بیٹے! میرا دل اگر ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہیں پہچانا۔

کہتے ہیں کہ حقیقی معرفت یہ ہے کہ انسان دنیا و آخرت کو ترک کر کے صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہو جائے اور ایسی شراب محبت پئے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بغیر اسے ہوش نہ آئے ایسا انسان ہی ہدایت یافتہ ہے۔



باب ۱۲

شیطان اور اس کا انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ٥

''پس اگر وہ اعراض کریں تو اللہ کفار کو پسند نہیں کرتا''۔

یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت سے منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہ ہی معاف فرمائے گا اور نہ ہی ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ جس طرح کہ کفر و تکبر کے باعث شیطان کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے قبول فرمائی کہ انہوں نے اپنی خطا کا اعتراف کر لیا، شرمندگی کا اظہار کیا اور اپنے نفس کو ملامت کیا، اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اصل میں کوئی گناہ نہیں کیا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام مرتبۂ نبوت پر فائز ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی ہر طرح کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں البتہ یہ لغزش کی شکل تھی اس لیے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا نے بارگاہ الٰہی میں اپنی خطا پر شرمساری کا اظہار کیا اور دعا مانگی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا پر نادم ہوئے اور توبہ میں جلدی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طلب گار ہوئے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے،

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ ٥

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

شیطان نے نہ تو اپنے جُرم کا اعتراف کیا نہ شرمندگی کا اظہار کیا، نہ ہی اپنے نفس کو ملامت کیا اور نہ ہی توبہ کرنے میں تیزی دکھائی بلکہ غرور وتکبر کے باعث اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اگر کسی کی حالت شیطان کی طرح کی ہوگی (یعنی وہ غرور وتکبر میں مبتلا ہوگا) تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اس کے برعکس اگر کوئی حضرت آدم علیہ السلام کی مانند کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی۔ اس لیے کہ جو گناہ انسانی خواہشات سے تعلق رکھتا ہو اس کی معافی ہو سکتی ہے اور جس گناہ کا تعلق غرور وتکبر اور خود بینی سے ہو اس کی معافی ممکن نہیں ہوتی۔ شیطان کا یہی گناہ تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کا تعلق نفس کی خواہش سے تھا۔

شیطان کی درخواست:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ شیطان حاضر ہوا اور آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبر بنایا ہے اور آپ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں! لیکن تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے کہیے کہ تیری ایک مخلوق تیری بارگاہ میں توبہ کی خواہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس سے کہو کہ میں نے تیری خواہش کو منظور کیا لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرلو۔ جب تم سجدہ کرلو گے تو تمہاری توبہ قبول کرلی جائے گی اور تیرے گناہوں کی معافی عطا کر دی جائے گی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات شیطان کو بتائی تو وہ طیش میں آگ بگولہ ہو گیا اور تکبر سے بولا، اے موسیٰ! آدم کو تو میں نے جنت میں سجدہ نہیں کیا تو اب ان کی قبر کو سجدہ کیسے کروں۔

شیطان کا انجام:

ایک روایت میں آتا ہے کہ دوزخ میں شیطان کو سخت عذاب دے کر پوچھا جائے گا کہ اللہ کا عذاب کیسا ہے؟ تو وہ کہے گا بہت شدید۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ہیں انہیں سجدہ کرلو اور گزشتہ اعمال پر معذرت کرلو تاکہ تیری بخشش ہو جائے لیکن شیطان سجدہ کرنے سے انکار کر دے گا پھر اس پر عام جہنمیوں کی نسبت ستر ہزار گنا زیادہ

عذاب نازل کیا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لاکھ سال بعد شیطان کو آگ سے نکال کر اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم دے گا لیکن وہ مسلسل انکار کرتا رہے گا اور اسے بار بار دوزخ میں ڈالا جاتا رہے گا۔

اے اللہ کے بندو! اگر تم شیطان سے خلاصی و چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دامن کو تھام لو اور اسی سے پناہ مانگو۔

آگ کی کُرسی:

محشر کے دن آگ کی ایک کرسی شیطان کے لیے بچھائی جائے گی۔ شیطان کو اس پر بٹھا دیا جائے گا تمام شیاطین اور کفار وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ شیطان گدھے کی طرح چیختے ہوئے کہے گا اے جہنمیو! تم نے اپنے پروردگار کے وعدے کو کیسا پایا؟ سب کہیں گے بالکل سچ پایا۔ پھر وہ کہے گا میں آج کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو اور اس کے پیروکاروں کو آگ کے ڈنڈے مارو، پس کبھی بھی وہاں سے نکلنے کا حکم ان کو نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ چالیس برس تک جہنم (کی گہرائی) میں گرتا رہے گا۔

مروی ہے کہ شیطان کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق پہنا کر آگ کی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ دوزخ کے فرشتوں کو حکم دے گا، اس کی کرسی کو جہنم میں دھکیل دو لیکن وہ کوشش کے باوجود ایسا نہیں کر سکیں گے، تب جبرائیل علیہ السلام کو اسی ہزار فرشتوں کے ساتھ اسے دھکیلنے کا حکم ملے گا لیکن وہ بھی بے بس ہو جائیں گے، پھر اسرافیل پھر عزرائیل کو فرشتوں کی اسی ہزار کی جماعت کے ساتھ حکم ملے گا لیکن وہ بھی نہیں دھکیل سکیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میرے پیدا کردہ فرشتوں سے دگنے فرشتے بھی آجائیں تو بھی اسے نہیں ہلا سکیں گے کیونکہ اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا ہے (اس کے بوجھ کی وجہ سے یہ اسے نہیں ہلا سکتے)۔

شیطان کے مختلف نام:

پہلے آسمان پر شیطان کا نام عابد تھا جب کہ دوسرے پر زاہد، تیسرے آسمان پر عارف،

چوتھے پر ولی، پانچویں پر متقی، چھٹے پر عزازیل اور لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس تھا۔ وہ اپنے انجام سے بے پرواہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا، اے اللہ! تُو اسے مجھ پر فضیلت عطا کرتا ہے میں تو اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تُو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جو میں چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ شیطان نے خود کو حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر خیال کیا اور نفرت و تکبر کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور سر اُٹھایا تو دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا تو انہوں نے دوبارہ سجدہ شکر ادا کیا۔ شیطان بدستور منہ پھیرے کھڑا رہا اسے اپنی اس حرکت پر کوئی ندامت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل اس طرح سے مسخ کر دی کہ اس کا منہ خنزیر کی مانند، سر اونٹ کی سر کی مانند جب کہ اس کا سینہ بڑے اونٹ کی کوہاں کی طرح کر دیا اور اس کا چہرہ اس طرح بنا دیا کہ جیسے بندر کا چہرہ ہو، پھٹی اور اُبھری ہوئی آنکھیں، اس کے نتھنے اس طرح کھلے ہوئے کہ جیسے حجام کا کوزہ ہو، اس کے ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی مانند لٹکے ہوئے، دانت خنزیر کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں بال صرف سات، اسی صورت میں اسے جنت سے باہر نکال دیا گیا بلکہ آسمان و زمین سے دور ویرانوں کی طرف پھینک دیا گیا، وہ اب اپنے کفر کی وجہ سے زمین پر چھپ چھپ کر آتا ہے اور قیامت تک کے لیے لعنت کا حق دار بن گیا ہے۔ شیطان ...... خوبصورت، حسین، عالم و فاضل، عبادت گزار، فرشتوں کا سردار، مقربین کا سرخیل تھا لیکن اسے کوئی چیز اللہ کے غضب سے نہ بچا سکی، بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے۔ (تکبر کی وجہ سے ابلیس کا یہ انجام ہوا اور تکبر بہت ہی بُری چیز ہے)۔

فرشتوں کا رونا:

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کی پکڑ کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام رو دیئے، پروردگار عالم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا اے باری تعالیٰ! ہم تیری پکڑ کے خوف سے روتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری پکڑ سے (خوف زدہ ہو کر) اسی طرح روتے رہنا۔

شیطان کی درخواست:

روایت میں آتا ہے کہ شیطان نے رب تعالیٰ سے کہا، اے باری تعالیٰ! آدم کے باعث تُو نے مجھے جنت سے نکال دیا تو اب مجھے تو آدم کی اولاد پر غلبہ وقدرت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ میں نے تجھے آدم (علیہ السلام) کی اولاد پر قدرت عطا کی لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا جو کہ معصوم ہیں، شیطان نے کہا، تھوڑی سے مزید قدرت عطا فرمادے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، جتنی اولاد آدم (علیہ السلام) کی ہوگی اس قدر ہی اولاد تیری بھی ہوگی۔ شیطان نے کہا مجھے مزید غلبہ عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے سینے تیرا ٹھکانہ ہوں گے تو خون کی طرح ان میں پھرے گا۔ کہا کچھ مزید، ارشاد ہوا، اپنے سواروں اور پیدل ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر کے انہیں حرام کی کمائی پر آمادہ کرنا، انہیں حیض کے دنوں میں مجامعت کی طرف راغب کر کے حرام اولاد پیدا کرنے میں ملوث کرنا۔ حرام کاموں کے ذرائع پیدا کرنا، ان کے بچوں کے مشرکانہ نام رکھوانا جیسا کہ عبدالعزیٰ وغیرہ۔ باطل ادیان پیش کر کے اور برے کاموں کے ذریعہ گمراہی میں مبتلا کرنا، ان سے جھوٹے وعدے کرنا اور تسلی دینا کہ یہ بت تجھے بخشوا لیں گے اپنے باپ داد کی کرامتوں پر فخر و بھروسہ کرتے ہوئے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کر کے توبہ میں تاخیر کروانا۔ اور یہ سب کچھ ڈرانے کے طور پر تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ. ''تم جیسا چاہو عمل کرو''

حضرت آدم علیہ السلام کی عرض:

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے رب العالمین! تُو نے ابلیس کو میری اولاد پر مسلط کر دیا۔ اب تیری مدد و رحمت کے بغیر اس سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تیرے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کے ساتھ میں محافظ فرشتہ رکھوں گا، عرض کیا کچھ مزید عطا فرمایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ان کو ایک نیکی کا ثواب دگنا عطا کیا جائے گا۔ عرض کیا مزید۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے آخری دم تک ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ عرض کیا کچھ مزید عطا فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں ان کو معافی دیتا رہوں گا۔ (چاہے جتنے بھی انہوں نے گناہ کیے ہوں گے) میں بے پرواہ ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے پروردگار! بس یہ کافی ہے۔

شیطان کے حربے:

ابلیس نے کہا، یا اللہ! آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں تُو نے نبی مبعوث فرمائے۔ ان پر کتابیں نازل فرمائیں، میرے پیغمبر اور کتابیں کون سی ہیں؟ ارشاد ہوا، تیرے رسول کاہن ہیں اور تیری کتابیں گوندنے والے نشانات ہیں جب کہ جھوٹ تیرا کلام اور تیری حدیثیں، تیرے پڑھنے کی کتاب (گندے اور بے ہودہ) شعر، باجے تیرے مؤذن، بازار تیری مسجد، حمام تیرا گھر، جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو وہ تیرا کھانا۔ شراب تیرا پینا اور تیرا جال اور شکار عورتیں ہیں۔



باب ۔۱۳

امانت

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

''ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا''۔

یعنی ان کو خوف لاحق ہوا کہ وہ اس امانت کا بوجھ اس کے حق کے مطابق اُٹھا نہ سکیں گے اور عذاب کے حقدار قرار ہوں گے یا ان کو خیانت کا خطرہ پید ہوا۔ اس آیت مبارکہ میں امانت سے مراد ایسی عبارت اور فرائض کی ادائیگی ہے کہ جن کے ادا کرنے اور نہ کرنے پر ثواب اور عذاب کا دارومدار ہے۔

امام قرطبی کا قول:

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول اور جمہور کے قول کے مطابق دین کی تمام شرائط وعبادات کا نام امانت ہے البتہ اس کی شرح میں کچھ اختلاف ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس سے مراد اموال کی امانت ہے. جس طرح کہ امانت کے طور پر رکھا ہوا مال وغیرہ۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ تمام فرائض میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل مال کی امانت ہے اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک غسل جنابت امانت ہے جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی شرم گاہ کو پیدا کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ جو میں تجھے دے رہا ہوں یہ امانت ہے۔ اسے بُرائی سے محفوظ رکھنا۔ اگر تو اس کی حفاظت کرے گا تو میں تیری حفاظت کروں گا۔ اس لیے شرم گاہ، کان، زبان، پیٹ، ہاتھ اور پاؤں سب امانت ہیں اور جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی گئی تو وہ اور کائنات میں موجود تمام چیزیں شدید بے قرار ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا، اگر تم اچھے کام کرو گے تو تمہیں ثواب ملے گا اور اگر بُرے کام کرو گے تو سزا دوں گا اس پر انہوں نے اس کو اُٹھانے سے معذرت کر لی۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان پر امانت پیش کی گئی تو انہوں نے فرمایا میں اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں۔

اس بات کو یاد رکھئے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو امانت قبول کرنے یا قبول نہ کرے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس ضمن میں ان کو قبول کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اگر ان کو لازمی طور پر قبول کرنے کا حکم دیا جاتا تو پھر وہ ضرور امانت کا یہ بوجھ اُٹھاتے۔

ایک مثال:

جناب قفال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ''عرض'' یعنی امانت پیش کرنا اصل میں ایک مثال دینا ہے یعنی آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر ان کی بہت زیادہ عظیم جسامت کے باوجود ان پر اگر شریعت مطہرہ کے احکامات کی ذمہ داری ڈالی جاتی تو جزاء و عذاب کے باعث ان پر بہت گراں ہوتی کیونکہ یہ تکلیف ہی ایسی مہتم بالشان ہے کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں کا عاجز آجانا عین ممکن ہے لیکن اسے انسان نے قبول کر لیا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ آدم علیہ السلام پر اس وقت یہ امانت پیش کی گئی جب کہ میثاق کے وقت ان کی اولاد کو ان کی صلب سے ننھی منھی صورتوں میں نکالا گیا تو آدم علیہ السلام نے یہ بارِ امانت قبول کر لیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے، اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھا کر اپنے آپ پر ظلم کیا اور وہ اس بارِ گراں کا اندازہ نہ لگا سکا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے یہ امانت پیش کی گئی اور فرمایا گیا جو کچھ اس میں ہے اسے پوری طرح قبول کرو اگر تو نے اطاعت کی تو میں تجھے بخش دوں گا اگر نافرمانی کی تو عذاب دوں گا، آدم علیہ السلام نے عرض کیا رب العالمین! میں نے اسے مکمل طور پر قبول کیا اور اسی دن عصر سے رات تک کا وقت ہی گزرا تھا کہ انہوں نے شجرۂ (ممنوعہ) کو کھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا۔ آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدھی راہ دکھائی۔

امانت کا مفہوم:

حقیقت میں امانت ایمان سے مشتق ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کی امانت کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

"اس کا ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس کا دین نہیں جو عہد کو پورا کرنے والا نہ ہو"۔

شعراء کے خیالات:

اس ضمن میں ایک شاعر کہتا ہے کہ:

تبا لمن رضی الخانة مهيحا　　　　وازورعن صون الامانة جانبه

اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے جو خیانت کو اپنی پناہ گاہ بنائے اور امانت کی حفاظت سے کنارہ کشی کرے۔

رفض الديانة والمروة فاغتدى　　　　ترى عليه من الزمان مصائبه

اس نے دیانت ومروت کو چھوڑ دیا تو اس پر زمانہ کے مصائب لگا تار ٹوٹنے لگے۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے،

اخبر من رضی الخيانة شمة　　　　ان لا يرى الاصريح حوادث

خیانت کرنا جس کی عادت بن جائے وہ اس قابل ہے کہ حوادث زمانہ کا شکار ہو جائے

مـــازالـــت الازراء ينـــول بـــوسهـــا ابـــدا بـــغـــادر ذمة اونـــاكـــت

جو شخص بدعہدی یا عہد شکنی کرتا ہے، اس پر لگاتار مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں۔

ارشادات نبوی:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

''میری اُمت تب تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ امانت کو غنیمت نہ سمجھے اور صدقہ کو جرمانہ نہ سمجھے''۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

''جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت واپس کرو اور جو تم سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرو''۔

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے''۔

یعنی اسے جب کوئی راز کی بات بتاتا ہے تو وہ اسے دوسرے لوگوں تک پہنچادیتا ہے یا امانت واپس کرنے سے انکار کردیتا ہے یا امانت کی حفاظت نہیں کرتا یا اسے استعمال کرتا ہے۔ امانت کی حفاظت کرنا مقرب ملائکہ، انبیاء کرام اور صالحین کا طریقہ ہے۔

فرمان باری تعالیٰ:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا.

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کرو''۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں۔

یہ شریعت کی اصل ہے اور اس کے مخاطب عام مکلف حکام وغیرہ ہیں، پس حکمرانوں پر

لازم ہے کہ وہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کریں اور حق کو غالب کریں۔ یہ امانت ہے اور مسلمانوں کے اموال خصوصاً یتیموں کے اموال کی حفاظت کریں۔ علماء کرام پر لازم ہے کہ وہ عوام الناس کو دین کی تعلیم دیں۔ یہ امانت ہے جس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کا انتخاب کیا ہے والد کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کی اچھی تربیت کرے کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے۔

ارشاد نبوی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ

''تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعایا کے متعلق جواب دہ ہے۔''

یعنی ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

خیانت کی سزا:

زہر الریاض میں ہے روز محشر ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے فلاں شخص کی امانت لوٹائی تھی؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ تعالیٰ حکم دے گا اور فرشتہ اسے دوزخ کی طرف لے جائے گا، وہاں وہ دوزخ کی گہرائی میں اس امانت کو رکھا ہوا دیکھے گا، وہ اس امانت کی طرف گرے گا اور ستر برس کے بعد وہاں پہنچے گا، پھر وہ امانت اٹھا کر اوپر آئے گا، جب وہ دوزخ کے کنارے پر پہنچے گا تو اس کا پاؤں پھسل جائے گا اور وہ پھر دوزخ کی گہرائی میں گر جائے گا اسی طرح وہ گرتا رہے گا اور چڑھتا رہے گا یہاں تک کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے اسے پروردگار عالم کی رحمت حاصل ہو جائے گی اور امانت کا مالک اس سے راضی ہو جائے گا۔

قرض شہید کا بھی معاف نہیں ہوتا:

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں موجود تھے کہ ایک جنازہ نماز پڑھنے کی غرض سے لایا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر پوچھا، اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کی گئی تین دینار تب آپ نے نماز پڑھائی ، ایک اور جنازہ لایا گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ، پھر تیسرا جنازہ لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے فرمایا اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا، تم اس کی نماز ادا کرلو مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شاکر و صابر، ایمان اور امید ثواب لے کر آگے بڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جب وہ شخص وہاں سے چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا اللہ تعالیٰ قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ کی معافی عطا کر دیتا ہے۔



باب ۔۱۴

خشوع وخضوع والی نماز

ارشاد باری تعالیٰ ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

''وہ اہل ایمان نجات حاصل کریں گے جو اپنی نمازیں (خضوع و) خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

علماء کے نزدیک خشوع دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض نے اسے افعال قلب جیسا کہ خوف اور ڈر بعض نے اسے ظاہری اعضاء کے افعال میں شمار کیا ہے۔ مثلاً اطمینان سے کھڑا ہونا، بے توجہی سے اجتناب اور بے پروائی سے بچنا۔ خشوع کے بارے میں دوسرا اختلاف یہ ہے کہ یہ فرائض میں داخل ہے یا فضائل میں جو اسے فرائض نماز میں سمجھتے ہیں وہ اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں۔

لَيْسَ لِعَبْدٍ مِنْ صَلَاتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ

بندے کا نماز میں وہی حصہ ہے وہ خوب سمجھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

لَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ. تم غفلت کرنے والے نہ بنو۔

اس کو دلیل بنا کر خشوع کو فرائض نماز میں شمار کیا ہے:

امام بیہقی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز ادا فرماتے تو آسمان کی طرف نظر فرماتے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اس روایت میں مسند عبدالرزاق میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ کو خشوع کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ مبارک کو سجدہ گاہ کی طرف کرلیا۔

حاکم اور بیہقی نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے تو آسمان کی طرف نگاہ فرماتے جس پر اس آیت کا نزول ہوا۔ تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس کو جھکالیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی؟ یعنی نماز انسان کو گناہوں سے پاک کردیتی ہے اور گناہ کبیرہ کے سوا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز شعوری قلب کے ساتھ پڑھی جائے۔ خشوع کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''جس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہ آیا تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں''۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

نماز کا فرض ہونا اور حج اور اس کے مناسک کا حکم دیئے جانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اگر ان فرائض کی ادائیگی میں دل میں اللہ کی عظمت اور ہیبت نہ ہو تو اس عبادت کی کوئی وقعت نہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

''جس کی نماز اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکے اسے اللہ تعالیٰ کی دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں''۔

خشوع کی کیفیت:

حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے انسان! اگر تو چاہے کہ اپنے اللہ تعالیٰ کے پاس بغیر اذن اور بغیر ترجمان کے جائے تو جا سکتا ہے، پوچھا گیا، وہ کیسے، مکمل وضو کرو اور اس کی بارگاہ میں داخل ہو جاؤ، گویا تو بغیر اذن اپنے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ گیا۔ پھر بغیر ترجمان کے باتیں شروع کر دو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے اور جب نماز کا وقت ہوتا، تو آپ ایسے ہو جاتے، گویا وہ ہمیں پہچانتے بھی نہ تھے اور ہم انہیں پہچانتے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایسی مشغولیت ہو جاتی۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا جس میں بدن کے ساتھ ساتھ بندے کا دل بھی حاضر نہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو ان کے دل کی دھڑکن کافی فاصلے سے سنائی دیتی۔

حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھتے، ان کے آنسو مسلسل رخساروں پر گر کر داڑھی پر گرتے۔

اعضاء میں سکون:

ایک شخص کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی حالت میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا، تو فرمایا! اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو اس کے اعضاء میں بھی سکون ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز:

نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو جاتی تھی اور آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین! آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی اس امانت کو ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی تھی لیکن انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے اسے اٹھا لیا۔

رنگت بدل جانا:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب وضو کرتے تو ان کی رنگت تبدیل ہو جاتی۔ گھر والے اس بارے میں پوچھتے کہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے تو آپ جواب میں فرماتے کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے روبرو حاضر ہونے کے لیے تیار ہو رہا ہوں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز:

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں ٹھیک طرح سے وضو کر کے جس جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے وہاں آجاتا ہوں۔ جب میرے اعضا پرسکون ہو جاتے ہیں، تو میں نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرا حال یہ ہوتا ہے کہ کعبہ سامنے پل صراط قدموں کے نیچے، جنت دائیں اور دوزخ بائیں طرف، ملک الموت کو پیچھے کھڑا محسوس کرتا ہوں۔ اس نماز کو آخری نماز تصور کرتا ہوں پھر خوف وامید کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔ تصدیق دل سے تکبیر کہتا ہوں۔ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں۔ بڑی انکساری سے رکوع اور خشوع سے سجدہ کرتا ہوں۔ بائیں ران پر بیٹھا ہوں۔ بائیں پاؤں کو بچھا کر دایاں پاؤں کھڑا کرتا ہوں سراپا خلوص ہونے کے باوجود بھی میں نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوئی یا نہیں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ وہ دو رکعتیں جو خشوع وخضوع سے پڑھی جائیں وہ غافل دل والے کی رات بھر کی عبادت سے بہتر ہیں۔

ارشاد نبوی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

"آخری زمانہ میں کچھ لوگ میری اُمت کے ایسے (بھی) ہوں گے جو مساجد میں آکر مجالس قائم کریں گے۔ دنیا اور دنیاوی محبت کا ذکر کریں گے ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا ان کی اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں ہے"۔

نماز کا چور:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو بدترین چور کے بارے میں بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا وہ نماز چرانے والے ہیں۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی چوری کیسے ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا وہ رکوع اور سجود ٹھیک طرح نہیں کریں گے۔

بہترین انعام:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے بروز قیامت سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا اگر نمازیں مکمل ہوں گی تو باقی کاموں کا حساب آسان ہو جائے گا اور اگر نمازوں میں کمی کی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا، دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ ان سے اس کی فرض نمازیں پوری کردو۔

حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے،

”بندے کے لیے بہترین انعام دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق حاصل ہونے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز ادا کرنے لگتے تو آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور دانت بجنا شروع ہو جاتے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا اب امانت ادا کرنے اور فرض کی ادائیگی کا وقت نزدیک آگیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کی ادائیگی کس طرح کروں۔

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز:

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ انہیں کسی بھڑ نے کاٹ لیا اور خون بہنے لگا لیکن انہیں احساس تک نہ ہوا یہاں تک کہ ابن سعید آئے اور انہوں نے آپ کو بتایا اور خون آلود کپڑا دھویا، پوچھا گیا آپ کو بھڑ نے کاٹ لیا اور خون بھی بہا لیکن آپ کو پتہ نہ چلا؟

آپ نے جواب دیا اسے کیا پتہ ہوگا جو اللہ رب العزت کے روبرو کھڑا ہو، اس کے پیچھے ملک الموت ہو، بائیں طرف دوزخ اور پاؤں کے نیچے پل صراط ہو۔

ولی اللہ کی نماز:

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے زاہد اور عابد تھے ان کے ہاتھ پر ایسا زخم آ گیا۔ اطباء نے ہاتھ کو کاٹنا ضروری قرار دیا تو آپ نے فرمایا ''کاٹ دو''

اطباء نے کہا آپ کو رسیوں میں جکڑے بغیر ممکن نہ ہوگا۔ فرمایا نہیں جب میں نماز شروع کروں تو ہاتھ کاٹ لینا، چنانچہ نماز میں ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور ان کو احساس تک نہ ہوا۔

☆☆☆

باب ۔۱۵

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

''جب کوئی بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سانسوں سے ایک سفید بادل پیدا کرتا ہے، پھر اس بادل کو دریائے رحمت میں غوطہ زن ہونے کا حکم ملتا ہے، اس کے بعد اسے برسنے کا حکم ملتا ہے، اس کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ سونا، جو پہاڑوں پر گرتا ہے اس سے چاندی پیدا کرتا ہے اور جو قطرہ کسی کافر پر گرتا ہے اسے ایمان کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ .

''لوگوں کی ہدایت کے لیے تمہیں بہترین اُمت بنا کر پیدا کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام دوسری امتوں پر فضیلت کا بیان ہے اور امت اسلامیہ علی الاطلاق تمام امتوں سے بہتر ہے اور دوسری امتوں کی نسبت اس کی ابتداء انتہاء دونوں بہتر ہیں اگر چہ ذاتی طور پر کچھ ہستیاں بہت زیادہ فضیلت وکمال کی مالک تھیں جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق احادیث موجود ہیں۔ اُخْـرِجَـتْ کا معنی ہے جمع اوقات میں لوگوں کے نفع اور خیر خواہی کے لیے ممتاز حیثیت دے کر انہیں بھیجا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جملہ مستانفہ ہے، اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امت اسلامیہ کی فضیلت اس لیے ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں؟ اگر وہ اس راستے سے ہٹ جائیں تو ان کی فضیلت باقی نہیں رہے گی وہ کافروں سے جہاد کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام لے آئیں اس لیے انہیں غیروں پر ترجیح دی گئی، فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وہ اللہ کی توحید کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ کیونکہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تسلیم نہیں کیا اس لیے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کردہ معجزہ بیاں آیات کو اللہ کی طرف سے نہیں سمجھتا ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے چاہیے کہ ہاتھوں کی طاقت سے مٹادے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے یعنی یہ ایمان والوں کا کمزور ترین فعل ہے۔

بعض علماء کا فرمان ہے قوت سے برائی کا خاتمہ کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے، زبان سے علماء کی اور دل سے عوام کی۔

بعض کا کہنا ہے کہ جو بھی اس پر قادر ہو اس پر لازم آتا ہے کہ اسے بدل دے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝

''اور نیکی و تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو لیکن برائی اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔

کسی کو نیکی کی طرف راغب کرنا اور بھلائی کی راہ آسان کرنا، حتی الوسع برائی اور ظلم کو بند کرنا سب تعاون ہے ایک حدیث قدسی ہے۔ جب کسی نے میری سنت کی خلاف ورزی کرنے والے کو ڈانٹ پلائی۔ اللہ اس کا دل ایمان اور اطمینان سے بھر دے گا جو ایسے شخص کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بے خوف کر دے گا۔ اور جس نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے

روکا وہ زمین پر اللہ تعالیٰ، کتاب اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بہت جلد ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے شخص کی نسبت گدھے کا مردار زیادہ پسند ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جو اپنے بھائی کو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے اس کا اجر کیا ہے؟ فرمایا میں اس کی بات یعنی ہر کلمہ پر سال کی عبادت لکھ دیتا ہوں اور میری رحمت کو اسے دوزخ میں جلانے پر شرمندگی ہوگی۔

حدیث قدسی:

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان اس جیسا نہ بن جو توبہ میں تاخیر کرتا ہے، امیدیں لمبی رکھتا ہے اور بغیر کسی عمل کے آخرت کی طرف لوٹتا ہے، باتیں نیکوں کی کرتا ہے، عمل منافقوں جیسا کرتا ہے، اگر اسے دے دیا جائے تو قناعت نہیں کرتا، اگر نہ دیا جائے تو صبر نہیں کرتا، وہ دوسروں کو برائیوں سے روکتا ہے لیکن خود نہیں رُکتا۔

دین سے نکلے ہوئے لوگ:

اس مقام پر ایک حدیث پاک کا ذکر کرنا نہایت مناسب ہے حدیث پاک کا ذکر کرنے سے قبل اس کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرے لیے آسمان پر سے گرنا آسان ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کسی جھوٹ بات کو منسوب کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد حدیث پاک بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخری زمانے میں نوعمر اور کم عقل لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی ظاہری طور پر وہ اچھی باتیں کہیں گے مگر ان کے حلق سے ایمان نیچے نہیں اُترے گا وہ اس طرح دین سے نکلے ہوں گے کہ جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دینا ان کے قتل کا قیامت کے دن بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔
(بخاری جلد دوم ص ۲۲۴)

نیکی کی ترغیب کا صحیح طریقہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

معراج کی شب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمی ایسے دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟" انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہوئے خود کو بھول جاتے تھے۔ باری تعالیٰ ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو نیز تم کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟"

اس لیے ایمان والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں لیکن اپنے آپ کو بھی نہ بھولنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

"اور صاحب ایمان مرد اور ایمان دار عورتیں ایک دوسرے کے وہ ساتھی ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔"

اس آیت میں ایمانداروں کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں جو کوئی نیکی کا حکم دینا چھوڑ دے وہ آیت کے مصداق ایمانداروں سے خود بخود نکل گیا۔

اللہ تعالیٰ نے نیکی کے حکم کو چھوڑنے والوں کے بارے میں فرمایا:

كَانُوْا لَايَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

"وہ برائی سے نہ روکتے جسے وہ کرتے تھے۔ برا ہے وہ جو کرتے ہیں۔"

برائی سے روکنے کی تاکید:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دیتے رہنا

اور برائی سے روکتے رہنا ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے حاکم مقرر کردے گا جو تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کرے گا۔ تمہارے بچوں پر رحم نہیں کرے گا۔ تمہارے بڑے بلائیں گے لیکن ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ وہ مددگار طلب کریں گے مگر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ مغفرت چاہیں گے مگر ان کی مغفرت نہیں ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قریہ والوں پر عذاب بھیجا۔ ان میں اسی ہزار ایسے بھی تھے جنہوں نے انبیاء کی طرح نیک عمل کیے تھے۔ دریافت کیا یہ کیسے ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کے لیے کسی کو برا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع کرتے تھے۔

شہداء سے افضل ترین لوگ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا۔ مشرکین سے لڑنے کے علاوہ کوئی اور بھی جہاد ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں! اے ابوبکر، اللہ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہداء سے افضل ہیں۔ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان پر فخر فرماتا ہے۔ ان کے لیے جنت سنواری جاتی ہے۔ جیسے ام سلمٰی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سنوارا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، وہ نیکی کا حکم دینے والے برائیوں سے منع کرنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی محبت رکھنے والے ہیں۔

جنت میں ٹھکانہ:

پھر ارشاد ہوا مجھے اس پروردگار کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ایسا شخص جنت میں تمام بالاخانوں سے اوپر حتیٰ کہ شہداء کے بالاخانوں سے بھی اوپر ایک بالاخانے میں ہوگا جس کے یاقوت اور سبز زمرد کے تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا۔ اور وہاں پر تین سو پاک دامن حوروں سے ان کا نکاح کیا جائے گا۔ جب وہ کسی ایک حور کی طرف متوجہ ہوگا وہ کہے گی تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم نے نیکی کا حکم دیا۔ اور برائی سے روکا تھا؟ دوسری کہے گی آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں آپ نے نیکی کا حکم کیا تھا اور برائی سے روکا تھا۔

سب سے اچھا عمل:

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! کیا تو نے میری خاطر عمل کیا؟ آپ نے جواباً کہا یا اللہ! میں نے تیرے لیے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقات دیئے تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا تیری حمد کی، تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ نماز تیری دلیل، روزہ تیرے لیے ڈھال ہے، صدقہ تیرے لیے سایہ، تسبیح تیرے لیے جنت سایہ فگن درخت میری کتاب پڑھنا تیرے لیے حور قصور ہیں ذکر کرنا تیرے لیے نور ہے۔ مجھے بتا کہ میرے لیے تُو نے کیا عمل کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے پروردگار! اب مجھے بتلا وہ کونسا عمل ہے جو تیرے لیے کروں؟ پھر ارشاد ہوا کیا تو نے کبھی میری خاطر کسی سے دوستی اور میری خاطر کسی سے دشمنی رکھی۔ اس پر آپ سمجھ گئے کہ اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا سب سے اچھا عمل ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی بارگاہ میں کون سا شہید افضل ہے۔ فرمایا وہ جو ظالم حاکم کے پاس گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں وہ قتل ہوا۔ اگر قتل نہ کیا گیا زندہ رہا تو اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں سب سے افضل شہید وہ شخص ہے جو کسی ظالم کے پاس گیا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس پر اسے قتل کر دیا گیا۔ اس شہید کا جنت میں مقام حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہوگا۔

اللہ کے دشمنوں سے تعلق رکھنے کی سزا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں تمہاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بُروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کی، نیکوں کا کیا قصور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہوں نے میرے دشمنوں کو دشمن نہیں سمجھا

اور یہ آپس میں میل ملاپ سے رہتے رہے۔

ہر حالت میں نیکی کا حکم کرو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہیے جب ہم پوری طرح نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہیے جب ہم پوری طرح برائیوں سے کنارہ کش ہو جائیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ تم پوری طرح عمل نہ کرسکو تم برائیوں سے منع کرتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر اس سے کنارہ کش نہ ہو سکے ہو۔

ایک نیک شخص نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کا طلب گار رہے کیونکہ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی تکالیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔



باب ۔۱۶

شیطان کی دشمنی

ہر اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عالموں اور نیک لوگوں سے محبت رکھے، ان کی مجالس میں بیٹھتا رہے، جو کچھ نہ جانتا ہو، وہ ان سے دریافت کرتا رہے ان کی پند و نصائح سے مستفید ہوتا رہے۔ برے کاموں سے بچتا رہے اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا.

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، اسے دشمن ہی بناؤ۔

یعنی عبادت الٰہی کر کے اس سے دشمنی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی پیروی نہ کرو اور سچے دل سے ہمہ وقت اپنے عقائد و اعمال کی اس سے حفاظت کرو۔ جب تم کوئی کام کرو تو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ بعض اوقات اعمال میں ریا داخل ہو جاتا ہے اور برائیاں اچھی طرح نظر آتی ہیں، یہ سب شیطان کے باعث ہوتا ہے اس لیے اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے رہو۔

اللہ اور شیطان کے راستے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچ کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لکیر کی داہنی اور بائیں طرف چند مزید لکیریں کھینچی اور ارشاد فرمایا کہ یہ راستے شیطان کے ہیں جن پر بیٹھ کر وہ لوگوں کو بلاتا رہتا ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ.

"اور یہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تم اسی پر چلنا دیگر راستوں پر نہ چلنا (یعنی ان میں تمیز کرنا اگر تم نے دوسرے راستے اختیار کیے تو اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں شیطان کے بہت سے راستوں سے آگاہ فرمایا۔

شیطان کی چال:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ شیطان نے بنی اسرائیل کے ایک عابدو زاہد شخص کو سیدھی راہ سے ہٹانے کی غرض سے یہ چال چلی کہ ایک لڑکی کو پیٹ کے عارضہ میں مبتلا کر دیا اور اس کے گھر والوں کے دلوں میں خیال ڈال دیا کہ اس بیماری کا علاج زاہد کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے چنانچہ وہ لوگ زاہد کے پاس آئے لیکن اس نے لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا مگر ان کی بار بار کی التجاؤں پر اس کا دل پسیج گیا اور اس نے لڑکی کو علاج کے لیے اپنے پاس ٹھہرا لیا، جب وہ لڑکی زاہد کے پاس جاتی، شیطان اسے انتہائی خوبصورت انداز میں پیش کرتا حتیٰ کہ زاہد کے قدم ڈگمگا گئے اور اس نے لڑکی سے صحبت کی جس سے لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اب شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ یہ تو بہت بُری بات ہوئی، میری بڑی بدنامی ہو گی اس لیے اسے قتل کر کے دفن کر دینا چاہیے، جب اس کے گھر والے پوچھنے آئیں گے تو کہہ دوں گا وہ مر گئی۔ چنانچہ شیطان کے بہکاوے میں آکر زاہد نے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا، ادھر لڑکی کے گھر والوں کے دلوں میں شیطان نے یہ خیال ڈال دیا کہ اسے زاہد نے قتل کر کے دفن کر دیا ہے اس پر وہ زاہد کے پاس آئے اور لڑکی کے بارے میں پوچھا زاہد نے کہا وہ مر گئی ہے مگر ان لوگوں نے اپنے وسوسے کے مطابق زاہد پر سختی کی اور اس سے اعتراف کرا لیا کہ اس نے لڑکی کو قتل کیا ہے، انہوں نے اسے پکڑ لیا اور قصاص میں قتل کرنے لگے اس وقت شیطان ظاہر ہوا اور زاہد سے بولا میں نے اسے پیٹ کے مرض میں مبتلا کیا تھا اور میں نے ہی اس کے گھر والوں کے دلوں میں تیرے جرم کا خیال ڈالا تھا، اب تو میرا کہنا مان لے، میں تجھے بچا لوں گا۔ زاہد نے پوچھا کیا کروں؟ شیطان بولا مجھے دو سجدے کر لے، چنانچہ زاہد نے جان بچانے کی خاطر شیطان کو سجدہ کر لیا، تو شیطان یہ کہتا ہوا وہاں سے چل دیا کہ میں تیرے اس کام سے بری ہوں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِئٓءٌ مِّنْكَ.

شیطان کی طرح جس نے انسان سے کہا کفر کر جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بری ہوں۔

شیطان کا سوال:

ایک مرتبہ شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تیرا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسے چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا، اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں بھیج دے، کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف کے بعد جواب دیا اے شخص! اگر اس نے تجھے تیری مرضی کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر اس نے تجھے اپنے ارادہ قدرت کے تحت پیدا کیا پھر اس کی مرضی ہے جو کرے۔ شیطان شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ اور کہنے لگا یہی سوال کر کے میں نے ستر ہزار عابدین کو گمراہی کے گڑھے میں گرا دیا ہے۔

انسانی قلب کا دشمن:

انسان کا دل ایک قلعہ کی طرح ہے اور شیطان ایک دشمن ہے جو قلعہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ قلعہ کی حفاظت دروازوں کو بند کیے بغیر اور تمام راستوں اور رخنوں کی نگرانی کے بغیر نہیں ہو سکتی اور یہ فرض وہی پورا کر سکتا ہے جو ان راستوں کا عالم ہو لہٰذا دل کو شیطانی وساوس کی یلغار سے محفوظ رکھنا ہر عقل مند کے لیے ضروری ہی نہیں بلکہ ایک فرض عین ہے چونکہ شیطان کی یلغار کا مقابلہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کی تمام گزرگاہوں کا علم نہ ہو۔ لہٰذا ان گزرگاہوں سے علم سب سے ضروری ہے اور یہ گزرگاہیں انسان ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں، جیسے غصہ اور شہوت کیونکہ غصہ عقل کو ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب عقل ماند پڑ جاتی ہے تو شیطان لشکر انسان پر زبردست حملہ کر دیتا ہے، جونہی انسان غضبناک ہوتا ہے، شیطان اس سے ایسے کھیلتا ہے، جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

ایک اللہ کے بندے نے شیطان سے دریافت کیا کہ یہ بتلا کہ تو انسان کو کیسے قابو کر لیتا ہے تو شیطان نے کہا میں اسے غصہ اور اس کی شہوت کے وقت مغلوب کرتا ہوں شیطان کے راستوں میں ایک راستہ حرص اور حسد کا بھی ہے کیونکہ حرص انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

لہٰذا شیطان اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے تمام برائیوں کو حرص کے ساتھ خوبصورت انداز سے پیش کرتا ہے اور وہ اسے اچھائیاں سمجھ کو قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

شیطان کا ہتھیار:

مروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے ہر جنس کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کیا اور خود بھی سوار ہوئے تو آپ نے ایک اجنبی بوڑھے کو دیکھ کر پوچھا تمہیں کس نے کشتی میں سوار کیا ہے؟ اس نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں پر قبضہ کرلوں، اس وقت ان کے دل میرے ساتھ اور بدن آپ کے ساتھ ہوں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! اے ملعون! نکل جا! شیطان بولا اے نوح! پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہوں تین تمہیں بتلاؤں گا اور دو نہیں بتلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی آپ کہیں کہ مجھے تین کو جاننے کی ضرورت نہیں تو مجھے صرف وہی دو بتلا دے۔ شیطان بولا دو ایسی ہیں جو مجھے کبھی جھوٹا نہیں کرتیں اور نہ ہی کبھی ناکام کرتی ہیں اور انہیں سے میں لوگوں کو تباہ و برباد کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک حسد ہے اور دوسری حرص۔ اسی حسد کے باعث تو میں دربار الٰہی سے نکالا گیا ہوں اور لعنتی ہوا اور حرص کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو منع کردہ چیز کی تمنا پیدا ہوئی اور میری امنگ پوری ہوگئی شیطان کا ایک راستہ انسان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اگرچہ وہ رزق حلال سے ہی بھرا گیا ہو کیونکہ پیٹ کا بھر جانا شہوتوں کو بھڑکاتا ہے اور یہ شیطان کا اوزار ہے۔

شیطان کے پھندے:

مروی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ابلیس کو دیکھا وہ بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ ابلیس نے کہا یہ وہ پھندے ہیں جن سے انسان کو پھانستا ہوں۔ آپ نے پوچھا کبھی مجھ پر بھی تو نے پھندا ڈالا ہے۔ ابلیس نے کہا آپ جب بھی سیر ہو کر کھا لیتے ہیں میں آپ کو ذکر و نماز سے سست کر دیتا ہوں، آپ نے پوچھا اور کچھ؟ کہا بس! تب آپ نے قسم کھائی کہ میں پھر کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا ابلیس کا ایک راستہ مال و متاع دنیا پر فریفتگی ہے۔ کیونکہ، شیطان جب انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل دیکھتا ہے و انہیں اور زیادہ خوبصورت طریقہ سے اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ مکانات کی

تعمیر چھتوں اور دیواروں کی آرائش وزیبائش میں الجھائے رکھتا ہے اور اسے زرق برق لباس، بہترین سواریوں اور لمبی عمر کی جھوٹی امیدیں دل میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی صراط مستقیم پر واپسی دشوار اور پھر مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایک امید کے بعد دوسری امید بڑھاتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت آ جاتا ہے۔ اور وہ اسی شیطانی راستے پر چلتے ہوئے اور خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے اس ناپائیدار دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

شیطان کی نصیحت:

شیطان کے قبضے کی ایک راہ لوگوں سے امیدیں وابستہ کرنا ہے حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہاری کسی نصیحت کی حاجت نہیں ہے۔ شیطان بولا تم سن تو لو اگر یہ اچھی ہوئی تو اسے یاد رکھنا ورنہ چھوڑ دینا۔ وہ بات یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اپنی حاجات کسی انسان کے سامنے پیش نہ کرنا اور اس بات کو مدنظر رکھنا کہ غصہ کے وقت تمہاری کیا حالت ہوتی ہے کیونکہ مجھے غصہ کی حالت میں ہی انسان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

جلد بازی کی عادت:

شیطان کا ایک راستہ انسان کا ثابت قدمی چھوڑ دینا اور جلد بازی کی طرف اس کا راغب ہونا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، جلد بازی شیطانی کام ہے اور تحمل و بردباری اللہ کا عطیہ ہے۔ جلد بازی میں انسان کو شیطان ایسے طریقے سے برائی کی طرف راغب کرتا ہے کہ انسان کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔ مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیطان کے تمام چیلے اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ آج تمام بت سرنگوں ہو گئے ہیں، شیطان نے کہا لگتا ہے کوئی بہت بڑا واقعہ پیش آیا ہے، تم یہیں ٹھہرو میں پتہ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے مشرق و مغرب کا چکر لگایا لیکن کچھ بھی معلوم نہ کر سکا، حتیٰ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش تک پہنچا اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کہ فرشتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گرد اکٹھے ہیں، وہ واپس اپنے چیلوں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ گزشتہ رات ایک نبی کی ولادت ہوئی

ہے، میں ہر بچہ کی پیدائش کے وقت موجود ہوتا ہوں لیکن مجھے ان کی ولادت کا بالکل علم نہیں ہوا لہٰذا اس رات کے بعد بتوں کی عبادت ختم ہو جائے گی اس لیے اب انسان پر جلد بازی اور لاپروائی کے وقت حملہ آور ہو جاؤ۔

شیطان کا شریکِ مشاورت ہونا:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ قریش مکہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہجرت کرتے اور بہت سے قبیلوں کے لوگوں کو اسلام قبول کرتے دیکھا تو ان کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہجرت نہ کر جائیں اور وہاں اپنی حمایت میں ایک زبردست جماعت کر کے ہمیں شکست نہ دے دیں۔ چنانچہ یہ لوگ دارالندوئ میں جمع ہوئے۔ دارالندوئ قصی بن کلاب کا مکان تھا۔ یہ دارالندوئ اس لیے کہلاتا تھا کہ یہاں قریش اپنے تمام ضروری امور سرانجام دیتے اور منصوبے تیار کرتے تھے۔ اس دارالندوئ میں چالیس سالہ قریشی کے علاوہ کوئی اور شخص کم عمر قریشی داخل نہیں ہو سکتا تھا یہ سب لوگ ابوجہل کے ساتھ ہفتہ کے دن جمع ہوئے اس لیے ہفتہ کو دھوکے اور فریب کا دن کہا گیا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ شیطان مشیر کے طور پر شرکت کرتا تھا۔ اس لعنتی کے شامل ہونے کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ جب قریش مکہ دارالندوئ کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک باوقار بوڑھا کھردرا سا کمبل لپیٹے کھڑا ہے ایک روایت یہ ہے کہ طلسمان کی ریشمی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگا میں نجد کا شیخ ہوں تم نے جو ارادہ کیا ہے میں نے وہ سن لیا ہے اور میں اس لیے آیا کہ تمہیں کوئی مفید مشورہ دوں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اندر داخل ہو گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ایک روایت ہے کہ سو آدمی تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ پندرہ آدمی تھے۔ ابوالبختری نے مشورہ دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوہے کے ایک قلعہ میں بند کر دو اور اس وقت تک انتظار کرو جب ان کا انجام بھی پہلے شعراء جیسا ہو جائے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ بات غلط ہے اللہ کی قسم اگر تم انہیں آہنی دروازے کے پیچھے بھی بند کر دو تو وہاں سے نکل کر اپنے اصحاب کے ہاں پہنچ جائیں گے۔ ابوالاسود ربیعہ بن عمرو العامری نے مشورہ دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ جہاں بھی جائے ہمیں کوئی پرواہ نہیں، بس ہمارے شہروں میں نہ رہے۔ شیخ نجدی نے اس مشورے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اچھی باتیں، ان کی شیریں بیانی اور لوگوں کا ان پر پروانہ وار نثار ہونا نہیں دیکھا؟ اگر تم ان کو جلاوطن کر کے مطمئن ہو گئے تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلطی ہوگی، وہ کسی اور قبیلہ میں چلے جائیں گے۔ اور اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لے گا اور اپنے ماننے والوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ تم پر غلبہ حاصل کرے گا۔ تمہارے یہ شان وشوکت ختم ہو جائیں گے۔ اور وہ تمہارے ساتھ جو چاہیں گے کریں گے، کوئی دوسرا پیش کرو۔

متفقہ مشورہ:

ابوجہل نے کہا میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے جو کسی نے بھی نہیں پیش کی وہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک صاحب حسب ونسب بہادر نوجوان لیا جائے اور یہ سب مل کر یکبارگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تلواروں سے بھرپور وار کریں اور ان کو قتل کر دیں، ہماری بھی خلاصی ہو جائے گی اور بنو عبد مناف تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور وہ صرف دیت لے لیں گے جسے تمام قبائل مل کر ادا کر دیں گے، شیخ نجدی لعنتی نے اس مشورہ پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا یہ بات ہوئی نا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانثاری:

چنانچہ اس مشورے کو متفقہ طور پر مان لیا گیا اور سب لوگ گھروں کو چلے گئے ادھر حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ ہمیشہ آرام فرماتے ہیں۔ جب رات ہوئی تو قریش کے جوان بیت اطہر کے گرد چکر لگانے لگے اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے کہ آپ باہر آئیں اور وہ یکبارگی حملہ کر دیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر اس رات سلایا اور ان پر سبز رنگ کی ایک چادر ڈال دی جو بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ اور عیدین کے موقعوں پر اوڑھا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کی تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اپنے احساسات کو ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

ترجمہ(۱): میں نے اپنی جان سے اس کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل ہے جو ہر طواف کرنے والے اور حجر اسود کو چومنے والے سے بہترین ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کے فریب کا پتہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب سے بچالیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رات نہایت سکون سے گزاری۔

(۴) میں قریش کے روبرو سویا ہوا تھا اس طرح سے میں خود کو قتل وقید ہونے پر آمادہ کیے ہوئے تھا۔

دشمنوں کی شرمندگی:

پروردگار عالم نے ان قریشی نوجوانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام قریش کے جیالوں پر خاک ڈالتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

اسی اثنا میں ایک شخص وہاں آیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا محمد کا انتظار کر رہے ہیں اس نے کہا واللہ وہ تمہارے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل وخوار کیا ہے اب تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ اب جو انہوں نے اپنے سروں کو ہاتھ لگایا تو سب کے سروں میں خاک پڑی ہوئی تھی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر اوڑھے سوتا دیکھ کر یہی کہتے رہے کہ واللہ! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے، ان کو دیکھ کر یہ لوگ بہت شرمسار ہوئے اور کہنے لگے اس شخص نے واقعی ٹھیک کہا تھا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ ۝

''اور جب کافر آپ کے بارے میں تدبیر کر رہے تھے کہ وہ آپ کو شدید زخمی یا قتل کر دیں گے۔

اشعار: گھبراؤ نہیں ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر شے ایک وقت معین تک رہتی ہے
قسمت ہم سے زیادہ باخبر ہے اور ہماری تدبیروں پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب رہتی ہے

ہجرت کی اجازت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ:

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا. (بنی اسرائیل)

''اور کہ دیجئے اے میرے پروردگار! مجھے سچی طرح داخل فرما اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ عطا فرما''۔

میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت کی اجازت عطا فرمائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی ہجرت کا ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نہ کو منتخب فرمائیں۔

ہجرت کے ساتھی:

حاکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے تو انہوں نے کہا حضرت ابو بکر صدیق۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہجرت کے بارے میں بتلایا اور فرمایا تم میرے بعد یہیں رہنا اور لوگوں کی امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔

ہجرت کی تیاری:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور دوپہر کا وقت تھا، اور طبرانی نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں دو مرتبہ صبح اور شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے لیکن

اس روز زوال کے وقت تشریف لائے، میں نے اپنے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا ابا جان! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آج خلاف چہرہ اقدس پر کپڑا لپیٹے تشریف لائے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور کسی ضروری کام کی غرض سے اس وقت تشریف لائے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت لے کر اندر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے چارپائی خالی کر دی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہو گئے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو باہر بھیج دیا جائے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عائشہ اور اسماء آپ ہی کا گھرانہ ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں، یہ میری بیٹیاں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اللہ رب العزت نے ہجرت کی اجازت عطا فرمائی ہے اور تم میرے ساتھ رہو گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سنتے ہیں شدت جذبات سے رو پڑے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ان سواریوں میں سے ایک سواری پسند فرما لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت ادا کر کے لوں گا۔

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو ایک مجھے فروخت کر دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دے کر اس لیے سواری حاصل کی تا کہ آپ کو ہجرت کی مکمل فضیلت حاصل ہو جائے، اور جان و مال کی قربانی سے اس کا آغاز ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے جلدی جلدی سامانِ سفر تیار کیا، ایک روایت ہے ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے بہترین سامانِ سفر تیار کیا اور اسے ایک تھیلے میں ڈال دیا۔

سامانِ سفر:

واقدی کی روایت ہے کہ زادِ راہ میں ایک بھنی ہوئی بکری تھی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی کمر کا پٹکا پھاڑ کر تھیلے کا منہ باندھا تھا جس کی وجہ سے انہیں ''ذات النطاقین'' کا خطاب بارگاہِ رسالت سے ملا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور میں تین راتیں گزاریں اس غار میں ثور بن عبد مناف

نے قیام کیا تھا اسی وجہ سے اسے غارِ ثور کہا جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کی پچھلی کھڑکی سے رات کے وقت نکل کر غار کی طرف چلے تھے۔ راستہ میں ابو جہل چلا آرہا تھا لیکن اس کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا اور آپ خیریت کے ساتھ تشریف لے گئے۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ پانچ ہزار درہم لے کر گئے تھے۔

تعاقب:

صبح کو جب اہل قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پایا تو انہوں نے مکہ مکرمہ کے چاروں اطراف تلاش کیا اور ہر طرف سراغ لگانے والے بھیجے جو لوگ غارِ ثور کی طرف جا رہے تھے انہوں نے آپ کے قدموں کے نشان تلاش کر لیے اور غارِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے لیکن جب غارِ ثور کے نزدیک پہنچے تو نشان ختم ہو گئے قریش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے بہت سیخ پا تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متلاشیوں کے لیے سو اونٹ انعام میں مقرر کیے تھے۔

غار کی التجا:

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ جبل شبیر نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی تھی کہ آپ میری پیٹھ سے اتر جائیں، مجھے خوف ہے کہ کہیں لوگ آپ کو شہید نہ کر دیں اور مجھے عذاب نہ دیا جائے۔ غار حرا نے التجا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائیے۔

غارِ ثور میں قیام:

روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غارِ ثور میں داخل ہوئے، اللہ تعالیٰ نے غار کے دروازے پر ایک جھاڑی اگا دی جس نے ان حضرات کو کفار کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکڑے نے غار کے منہ پر جالا بن دیا اور جنگلی کبوتروں نے اپنا گھونسلا بنا دیا یہ سب کچھ کفار مکہ کو غار کی تلاشی سے باز رکھنے کے لیے

کیا گیا۔ ان دونوں جنگلی کبوتروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے بے مثال اجر سے نوازا کہ آج تک حرم پاک میں جتنے کبوتر ہیں وہ انہی دو کی اولاد ہیں۔ جیسے انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کی تھی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی حرم میں ان کے شکار پر پابندی لگا دی۔ قریش نے نوجوان ڈنڈے، لاٹھیاں اور تلواریں سنبھالے چاروں اطراف میں پھیل گئے۔ جن میں سے کچھ غار کی طرف جانکلے۔ انہوں نے وہاں کبوتروں کا گھونسلا اور اس میں انڈے رکھے دیکھے تو واپس چلے گئے اور کہنے لگے ہم نے غار کے منہ پر کبوتروں کا گھونسلا اور اس میں انڈے رکھے دیکھے ہیں اگر وہاں کوئی داخل ہوتا تو ضرور کبوتر اڑ جاتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی یہ باتیں سنیں اور سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ناکام واپس کیا ہے۔ کسی نے کہا غار میں جا کر دیکھو تو سہی، جواب میں امیہ بن خلف نے کہا غار میں داخل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، تمہیں غار کے منہ پر مکڑی کا جو جالا نظر آتا ہے وہ تو محمد کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو یہ جالا اور انڈے ٹوٹ جاتے۔ اصل میں یہ اہل قریش کو مقابلہ میں شکست دینے سے بھی بڑا معجزہ تھا۔ کس قدر غور کا مقام ہے کہ مطلوب کیسے کامیاب اور متلاشی کیسے گمراہ ہوئے مکڑی نے تلاش وجستجو کی راہ ہی مسدود کردی اور غار کا منہ یوں بن گیا کہ تلاش کرنے والوں کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور مکڑی کو بے مثال شرف حاصل ہوا۔ ابن نقیب نے اس ضمن میں کیا خوب کہا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بُنا جو خوبصورتی میں یکتا ہے لیکن مکڑی ان سے لاکھوں درجہ بہتر ہے کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر غار ثور کے دہانے پر جالا بُنا تھا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم غار میں تھے میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا، ابو بکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

بعض سیرت نگاروں نے تحریر کیا ہے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ ادھر سے داخل ہوں گے تو ہم ادھر سے نکل جائیں گے۔ صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب غار کی اس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ قریب سمندر بہہ رہا ہے اور کنارے پر کشتی بندھی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا ایسا کیوں؟ عرض کیا مجھے گھات میں بیٹھے دشمن کا خیال آتا ہے تو میں آگے ہو جاتا ہوں کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ اگر کوئی وار کرے تو وہ مجھ پر ہو رب ذوالجلال کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میری جان آپ پر قربان ہو، اور آپ سلامت رہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانثاری:

جب غار کے نزدیک پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! رُکیے میں پہلے غار کو صاف کرلوں۔ چنانچہ اندر جا کر ہاتھوں سے ٹٹول کر غار کو صاف کرنا شروع کیا جہاں کہیں کوئی سوراخ دکھائی دیا وہاں کپڑا پھاڑ پھاڑ کر اس کو بند کر دیتے حتیٰ کہ سارا کپڑا ختم ہو گیا۔ اور ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ وہاں آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا تا کہ کوئی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سوراخ سے ایک سانپ نے ڈس لیا لیکن آپ نے پاؤں کو جنبش نہ دی اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ نہ کھل جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل پیدا نہ ہو۔ شدت تکلیف سے آپ کے آنسو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ اقدس پر پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی، فرمایا! ابوبکر کیا بات ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ نے ڈس لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر ختم ہو گیا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے۔ (اشعار)

ریشم کے کیڑوں سے ریشم حاصل کر کے عمدہ قسم کا لباس تیار کیا جاتا ہے مگر مکڑی کو اس بارے میں زیادہ فخر ناز حاصل ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے غار ثور پر جالا بنا تھا۔

شیطان کا آخری وار:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعرات کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت کی تین راتیں غار ثور میں گزار کر یکم ربیع الاول شب بروز منگل وہاں سے روانہ ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ پہنچے۔ زکریا نامی ایک مشہور زاہد گزرا ہے سخت بیماری کے بعد جب اس پر سکرات کا حملہ ہوا تو اس کے دوست نے اسے کلمہ کی تلقین کی لیکن اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا، دوست نے دوسری مرتبہ تلقین کی مگر اس نے ادھر سے ادھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ تلقین کی تو اس زاہد نے کہا میں نہیں کہتا۔ دوست یہ سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب زاہد کو تھوڑا افاقہ ہوا، اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا تم نے مجھ سے کچھ کہا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے تم کو کلمہ کی تلقین کی تھی لیکن تم نے دو مرتبہ منہ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ کہا ''میں نہیں کہتا'' زاہد نے کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس شیطان پانی کا پیالہ لے کر آیا اور دائیں طرف کھڑا ہو کر مجھے وہ پانی دکھاتے ہوئے کہنے لگا تمہیں پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا کہو عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔ میں نے منہ پھیر لیا تو دوسری طرف سے آ کر کہنے لگا، میں نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ ''عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں'' کہنے کے لیے کہا تو میں نے کہا کہ میں نہیں کہتا۔ اس پر اس نے پانی کا پیالہ زمین پر پھینک دیا اور بھاگ اُٹھا۔ یہ الفاظ تو میں نے شیطان سے کہے تھے اس کے بعد زاہد نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔

شیطان کا وسوسے ڈالنا:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے انسانی قلب میں شیطان کی جگہ دکھا دے کہ وہ کس طرح وسوسے دل میں ڈالتا ہے چنانچہ اس نے خواب میں ایک ایسا آدمی دیکھا جس کا اندر اور باہر شیشے کی طرح صاف تھا شیطان کو دیکھا کہ اس کے بائیں کندھے پر بیٹھا اس نے اپنی لمبی ناک کو اس کے دل میں داخل کیا اور وسوسے ڈالنے لگا۔ جب وہ آدمی ذکر اللہ کرتا تو وہ پیچھے ہٹ جاتا اے پروردگار عالم! بوسیلہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شیطان مردود کے تسلط سے محفوظ رکھ۔ حاسد زبان سے نجات عطا فرما۔ اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق مرحمت فرما۔

☆☆☆

باب ۔۱۷

امانت اور توبہ

درود شریف کی برکت:

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے مروی ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جو ہر قدم پر درود پاک پڑھ رہا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے کہا اے جوان! تم تسبیح و تہلیل کی بجائے صرف درود پاک ہی پڑھ رہے ہو کیا اس کی کوئی وجہ ہے؟ جوان نے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا سفیان ثوری! اس نے کہا اگر آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کو اس بارے میں نہ بتاتا، واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حج کی نیت سے روانہ ہوا، راستہ میں ایک جگہ میرا والد شدید بیمار ہو گیا، میں نے کافی جدو جہد کی لیکن اسے موت سے نہ بچا سکا، موت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ کر ان کا چہرہ ڈھانپ دیا، اسی غم کی حالت میں میری آنکھیں نیند سے بھر گئیں اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں میں نے ایک ایسے خوبصورت کو دیکھا جو خوبصورتی میں بے مثال تھا، اس کا لباس نفاست کا آئینہ دار تھا اور اس کے وجود اطہر سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی وہ نازک خرامی کے ساتھ آیا اور میرے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ہاتھ سے چہرے کی جانب اشارہ کیا تو میرے والد کا چہرہ سفید ہو گیا جب وہ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے دامن تھام کر عرض کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے اس غریب الوطنی میں میرے والد کی لاج رکھ لی، آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا تم مجھے نہیں پہچانتے ہو؟ میں صاحب قرآن اللہ کا نبی محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں، تیرا والد اگرچہ بہت گنہگار تھا لیکن مجھ پر بکثرت درود پاک بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے مدد مانگی اور میں اس شخص کا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے فریادرس ہوں! جوان نے کہا اس کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ میرے

والد کے چہرے کی رنگت سفید ہو چکی تھی۔

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ علیہ و سے مروی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا (گویا) اس نے جنت کی راہ کھودی۔

امانت کا مفہوم:

امانت، امن سے اخذ کیا گیا ہے اور کوئی شخص حق کو ترک کر کے محفوظ نہیں رہتا۔ امانت کی ضد خیانت ہے، جو خون سے مشتق ہے۔ جس کا مفہوم ہے کم کرنا، کیونکہ اگر کسی چیز میں خیانت کی جائے تو وہ چیز کم ہو جائے گی۔

فرمان نبوی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرما ہے کہ دھوکہ، فریب اور خیانت دوزخیوں کا طریقہ ہے۔ مزید ارشاد فرمایا جس نے لوگوں کے ساتھ معاملات میں ظلم سے کام نہیں لیا اور ان سے جھوٹ نہیں بولا، اس کی آرزوئیں پوری ہو گئیں، انصاف ظاہر ہو گیا اور اس سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہو گیا۔ ایک اعرابی نے قوم کی تعریف میں کہا ہے، وہ امین ہیں کسی کے ساتھ فریب نہیں کرتے، کسی مسلمان کی عزت کو خراب نہیں کرتے اور ان کے ذمہ کسی کا حق باقی نہیں ہے، وہ بہترین قوم ہیں۔ جن لوگوں کی اعرابی نے تعریف کی وہ گزر چکے ہیں، اب تو انسانی لباس میں بھیڑیے پھرتے ہیں، جیسے کہ کسی نے کہا ہے۔

بِمَنْ یَّثِقِ الْاِنْسَانُ فِیْمَا یَنُوْبُ   وَمِنْ اَیْنَ لِلْحُرِّ الْکَرِیْمِ صِحَاب

اس شخص کے لیے جو آسمان پر اس کی اناہتوں کے باوجود اعتماد کرتا ہے تو پھر عزت دار آزاد شخص کے لیے ٹھکانا کہاں رہے گا۔

وَقَدْ صَارَ ھٰذَا النَّاسُ اِلَّا اَقَلُّھم   ذِئَابًا عَلٰی اَجْسَادِھِنَّ ثِیَابُ

چند افراد کو چھوڑ کر باقی تمام لوگ انسانی لباس میں بھیڑیئے دکھائی دیتے ہیں۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے،

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُقَالُ عِنْدَ فِرَاقِهِمْ ۔۔۔ لَيْتَ الْبِلَادُ دَمَا يَهَا تَتَصَلَّح

وہ لوگ رخصت ہو گئے جن کی جدائی میں کہا جاتا تھا کاش یہ شہر ویران ہو جائے اور قیامت برپا ہو جاتی۔

امانت اُٹھ جائے گی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عنقریب امانت اٹھالی جائے گی، لوگ آپس میں تجارت کریں گے لیکن امین کوئی نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی امین ہے، یعنی امین آدمی تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔

توبہ کرنا واجب ہے:

قرآن وحدیث سے توبہ کا واجب ہونا ثابت ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:۳۱)

اور اے ایمان دارو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو، تاکہ تم فلاح حاصل کر سکو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے حضور خالص توبہ کرو۔

"نصوح" لفظ "نصح" سے ماخوذ ہے جس کے معنی خالص اللہ کے لیے توبہ کرنا ہے جو تمام عیوب سے پاک ہو۔ توبہ کی فضیلت اس ارشاد سے صاف واضح ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (البقرہ:۲۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ،

"توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے اور توبہ کرنے والا اس انسان کی مانند ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔"

اللہ تعالیٰ کی خوشی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اس انسان کی توبہ سے زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ جو ہلاکت خیز زمین میں اپنی سواری پر اشیائے خوردونوش لاد کر سفر کر رہا ہو، اور وہاں آرام کرنے کے لیے رک جائے۔ وہ سر رکھے تو اسے نیند آجائے۔ جب سو کر اٹھے تو اس کی سواری سامان کے ساتھ غائب ہو اور وہ اس کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے بدحال ہو کر اسی جگہ واپس آجائے جہاں وہ پہلے سویا تھا اور موت کے انتظار میں اپنے بازو کا تکیہ بنا کر لیٹ جائے، اب جو وہ جاگا تو اس نے دیکھا اس کی سواری اور سامان اس کے پاس موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سواری والے شخص سے بھی زیادہ مسرت ہوتی ہے جس کا سامان جاگنے کے بعد اسے مل گیا ہے۔

توبہ کی سہولت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو ملائکہ نے انہیں مبارک باد پیش کی۔ جبریل ومیکائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اے آدم! آپ نے توبہ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اگر اس توبہ کی قبولیت کے بعد پروردگار سے پھر سوال کرنا پڑا تو کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے آدم! تو نے اپنی اولاد کو محنت اور دکھ تکلیف کا وارث بنایا اور ہم نے انہیں توبہ عطا فرمائی۔ جو بھی مجھے پکارے گا میں تیری طرح اس کی پکار سنوں گا، جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا۔ میں اسے ناامید نہیں کروں گا کیونکہ میں قریب ہوں، دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوں۔ میں توبہ کرنے والوں کو ان کی قبروں سے اس طرح اٹھاؤں گا کہ وہ ہنستے مسکراتے ہوئے آئیں گے، ان کی دعائیں مقبول ہوں گی۔

ارشادات نبوی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت رات کے گنہ گاروں کے لیے صبح تک اور دن کے گنہ گاروں کے لیے رات تک دراز رہتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔''

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اگر تم نے آسمان کے ستاروں کے برابر بھی گناہ کر لیے اور بعد ازاں شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔''

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرما ہے،

''بعض اوقات آدمی گناہ کرتا ہے پھر اسی گناہ کے سبب وہ جنت میں چلا جاتا ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کے فوراً بعد اس کی آنکھیں بارگاہ الٰہی میں اشکبار ہونے سے۔''

ارشاد نبوی ہے،

''ندامت گناہوں کا کفارہ ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔''

حبشی کا انتقال:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک حبشی نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

میں خطائیں کرتا ہوں، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ کچھ دور جا کر واپس لوٹ آیا اور دریافت کیا کہ جب میں گناہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! حبشی نے یہ سنا تو اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

ہر وقت توبہ قبول ہوتی ہے:

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو لعین قرار دیا تو اس نے قیامت تک کے لیے مہلت مانگی، اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی تو وہ کہنے لگا مجھے تیرے عزت وجلال کی قسم جب تک انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہے گا میں اسے گناہوں پر اکساتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا۔

ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، نیکیاں گناہوں کو اس طرح دور لے جاتی ہیں جیسے پانی میل کو بہا کر لے جاتا ہے۔

توبہ کا بار بار قبول ہو جانا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اِنَّہٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا پھر توبہ کر لیتا پھر گناہ کرتا اور پھر توبہ کر لیتا تھا۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے گنہگاروں کو خوش خبری دے دو، اگر وہ توبہ کریں تو میں قبول کرلوں گا، صدیقین کو متنبہ کر دیجئے اگر میں نے اعمال کا وزن کیا تو انہیں عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے جو گناہوں کی یاد میں شرمندہ ہو گیا اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ گیا، اس کے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی گناہوں سے بچاتا ہے:

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی سے لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اگر تو نے دوبارہ خطا کی تو میرے عذاب سے نہ بچ سکو گے انہوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو تو ہی ہے اور میں، میں ہی ہوں۔ تیری عزت کی قسم اگر تو نے مجھے گناہوں سے نہ بچایا تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ چنانچہ اللہ نے ان کو گناہوں کے تصور سے بھی محفوظ فرما دیا۔

توبہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا میں گناہ کر کے بہت شرمندہ ہوں کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا، جب دوبارہ اس شخص کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں کھولے بھی جاتے ہیں اور بند بھی کیے جاتے ہیں سوائے توبہ کے دروازے کے، وہ کبھی بھی بند نہیں ہوتا، عمل کرتا رہ اور

پروردگار کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

توبہ کی قبولیت:

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان شخص نے بیس برس تک متواتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، پھر بیس برس گناہ کرتا رہا، ایک روز شیشہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بڑھاپے کے آثار نظر آئے، وہ بہت پریشان ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ! میں نے بیس برس تیری عبادت کی، پھر بیس برس گناہوں میں گزارے، اب اگر میں تیری طرف لوٹ آؤں تو مجھے قبول کرے گا؟ اس نے ہاتف غیبی کی آواز سنی، کہ تو نے ہم سے محبت کی، ہم نے تجھے محبوب بنایا، تو نے ہمیں چھوڑ دیا ہم نے تمہیں چھوڑ دیا، تو نے گناہ کیے ہم نے مہلت دے دی۔ اب اگر تو ہماری بارگاہ میں لوٹے گا تو تمہیں قبولیت کا شرف عطا کیا جائے گا۔

توبہ کی قبولیت کا پھل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

''جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے محافظ فرشتے اس کے سابقہ گناہوں کو بھول جاتے ہیں اس کے اعضائے جسمانی اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں زمین کا وہ حصہ جس پر اس سے گناہ سرزد ہوا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے اس کے گناہوں کو بھلا دیتے ہیں، قیامت کے روز جب وہ آئے گا تو اس کے گناہوں کی شہادت دینے والا کوئی نہ ہوگا۔

توبہ کا لکھا جانا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مخلوق کی تخلیق سے چار ہزار سال پہلے، عرش کے چاروں اطراف تحریر کر دیا گیا تھا کہ

اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صٰلِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے عمل کیے، میں اسے بخشنے والا ہوں۔

توبہ کرنا فرض عین ہے:

ہر چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کرنا فرض عین ہے اس لیے کے چھوٹے گناہ مسلسل کرنے سے انسان بڑے گناہ کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ۔(آل عمران:۱۳۵)

اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں۔

توبۃ النصوح:

توبۂ نصوح اسے کہتے ہیں کہ انسان ظاہر و باطن سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے، جو شخص ظاہری طور پر توبہ کرتا ہے اس کی مثال ایسے مردار کی ہے جس پر ریشم و کمخواب کی چادریں ڈال دی گئی ہوں اور لوگ اسے حیرانی سے دیکھ رہے ہوں، جب اس سے چادریں ہٹالی جائیں تو لوگ منہ پھیر کر چل دیں، اسی طرح لوگ عبادت ریائی کرنے والوں کو حیرت کی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں مگر قیامت کا دن ہوگا تو ان کے فریب کا پردہ چاک کر دیا جائے گا اور فرشتے منہ پھیر کر چل دیں گے۔ چنانچہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ،اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

پکی اور سچی توبہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قیامت کے روز بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے لیکن ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی ہوگی اس لیے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو شرمندگی سے مضبوط نہیں کیا ہوگا ،توبہ کے بعد گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ نہیں کیا ہوگا ،مظالم کو اپنی حتی الوسع طاقت تک دور نہیں کیا ہوگا اور آسان کاموں کے جواز کے ضمن میں جو کام انہوں نے کیے ہیں اور ان سے طلب مغفرت میں انہوں نے کوئی اہتمام نہیں کیا اور ان کے لیے یہ بات آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گناہوں کو بھلا دینا بہت بڑی مصیبت ہے ہر ذی شعور کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرے، اور اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

يَـاأَيُّهَـا الْـمُـذْنِـبُ الْـمُـحْـصِـيْ جَـرَائِـمَـهٗ
لَاتَـنْـسَ ذَنْبَـکَ وَاذْکُـرْ مِـنْـهُ مَـاسَلَفَا

اے گناہوں کوشمار کرنے والے گناہ گار اپنے جرائم کو مت بھول اور اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کرتا رہ۔

وَتُـبْ اِلَـى الـلّٰـهِ قَبْـلَ الْمَوْتِ وَانْـزَجِرْ
يَـاعَـاصِـيًـا وَاعْـتَـرِفْ اِنْ کُنْـتَ مُقْـتَـرِفَـا

موت سے پہلے اپنے پروردگار! کی طرف رجوع کر لے اور گناہوں سے رک جا۔ اور اعتراف گناہ کر لے۔

کفن چور کی توبہ:

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عمر! کیوں روتے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ زاری نے میرا جگر جلا دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اندر لاؤ! جب جوان خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے جوان تم کس لیے رو رہے ہو؟ عرض کی حضور میں نے اپنے گناہوں کی زیادتی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ڈر سے رو رہا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ آپ نے دوبارہ پوچھا۔ عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ارشاد فرمایا اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا۔ نوجوان بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کیا میرا گناہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الٰہی؟ عرض کی میرا گناہ، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ تعالیٰ! عرض کی اللہ بہت بڑا ہے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک بہت بڑے جرائم کو اللہ تعالیٰ ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مجھے اپنا گناہ تو بتلاؤ، عرض

کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم بتلاؤ! عرض کی حضور میں سات برس سے کفن چراتا رہا ہوں، انصار کی ایک لڑکی مرگئی تو میں اس کا کفن چرانے کے لیے قبرستان گیا۔ میں نے قبر کھود کر کفن چرالیا۔ اور چل پڑا، کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھ پر شیطان غالب آ گیا اور میں الٹے قدم واپس پہنچا اور لڑکی سے زنا کیا۔ میں نے زنا کر کے ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی اے نوجوان اللہ تجھے غارت کرے، تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے تو نے مجھے مردوں کی جماعت سے برہنہ کر دیا اور بارگاہ رب العزت میں ناپاک کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ سنا تو فرمایا، دور ہو جا تو جہنم کے قابل ہے اس پر وہ جوان روتا ہوا اللہ سے استغفار کرتے ہوئے نکل گیا۔ چالیس راتیں توبہ کرتا رہا چالیس راتوں کے بعد اس نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آدم اور ابراہیم علیہما السلام کے پروردگار اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو اپنے حبیب اور ان کے اصحاب کو بتا دے ورنہ مجھ پر آسمان سے آگ برسا کر جلا دے لیکن آخرت کے عذاب سے بچالے۔''

روایت بیان کی گئی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا:

''حضور! آپ کا پروردگار آپ کو سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا آپ نے مخلوق پیدا کی؟''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا ''نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا اور روزی دی'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس نوجوان کی توبہ قبول کر لی۔۔ آپ نے اس نوجوان کو بلایا اور اس کی توبہ کی قبولیت کی خوشخبری اس کو سنائی۔

سخت گنہگار کی توبہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص ایسا تھا جو اپنی توبہ پر کبھی قائم نہیں رہتا تھا۔ جب بھی وہ توبہ کرتا اسے توڑ دیتا حتیٰ کہ اسے اس حال میں بیس برس گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی میرے اس بندے کو کہہ دو میں تجھ سے سخت خفا

ہوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو اللہ کا پیغام دیا تو وہ بہت غمزدہ ہوا اور جنگلوں کی طرف نکل گیا، وہاں جا کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے رب العالمین تیری رحمت ختم ہو گئی یا میرے گناہوں سے تیری مغفرت کے خزانے ختم ہو گئے۔ یا بندوں پر تیری نگاہ کرم نہیں رہی؟ تیرے عفو و درگزر سے کونسا گناہ بڑا ہے؟ تو کریم ہے۔ میں بخیل ہوں۔ کیا میرا بخل تیرے کرم پر غالب آ گیا ہے؟ اگر تو نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا تو وہ کس کے دروازے پر جائیں گے؟ اے رب قادر و قہار! اگر تیری بخشش جاتی رہی اور میرے لیے عذاب ہی رہ گیا تو تمام گناہ گاروں کا عذاب مجھے دیدے، میں ان پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاؤ اور میرے بندے سے کہہ دو کہ تو نے میرے کمال قدرت اور عفو و درگزر کی حقیقت کو جان لیا ہے، اگر تیرے گناہوں سے زمین بھر بھی جائے تب بھی میں تجھے معاف کر دوں گا۔

سب سے زیادہ پسندیدہ آواز:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم کے نزدیک گنہگار توبہ کرنے والے کی آواز سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی آواز نہیں ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں جو چاہتا ہے مجھ سے مانگ، میری بارگاہ میں تیرا مرتبہ میرے بعض ملائکہ کے برابر ہے، میں تیرے دائیں بائیں اوپر ہوں اور میں تیرے دل کی دھڑکن سے زیادہ نزدیک ہوں، اے فرشتو! تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کی بخشش کر دی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بندے ہیں جنہوں نے گناہوں کے پودے لگائے انہیں توبہ کا پانی دیا اور حسرت و ندامت کا پھل کھایا، وہ دیوانگی کے بغیر دیوانے کہلائے اور بغیر کسی مشقت کے لذتیں حاصل کیں، یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت رکھنے والے فصیح و بلیغ حضرات ہیں اور بے مثال ہیں، انہوں نے محبت کے جام پیئے اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی دولت سے مالا مال ہوئے پھر عالم ملکوت میں ان کے دل غمزدہ ہو گئے اور عالم جبروت کے حجابات کی سیر نے ان کے افکار کو جلا عطا کی، انہوں نے ندامت کے خیموں میں قیام کیا، اپنے گناہوں کے اعمال

نا ے کو پڑھا اور گریہ زاری میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ وہ اپنے تقویٰ کے باعث زہد کے اعلیٰ مراتب پر متمکن ہوئے، انہوں نے ترک دنیا کی تلخی کو شیریں جانا اور سخت بستروں کو انتہائی نرم جانا حتیٰ کہ انہوں نے راہ نجات اور سلامتی کے راستے کو پالیا، ان کی ارواح کو جنت کے باغوں میں جگہ ملی اور ابدی زندگی کے حقدار قرار پائے، انہوں نے آہ و بکاء کی خندقوں کو پھلانگ دیا اور تمناؤں کے پلوں کو عبور کر گئے یہاں تک کہ وہ علم کے ہمسائے ہوئے اور حکمت و دانائی کے تالاب سے سیراب ہوئے، وہ فہم و فراست کی کشتیوں میں سوار ہوئے، انہوں نے سلامتی کے دریا میں نجات کی دولت سے قلعے تعمیر کیے اور آسائش کے باغات اور عزت و کرامت کے خزینوں کے مالک بن گئے۔



باب ۔۱۸

رحم کی فضیلت

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ رحم کرنے والا ہی جنت میں جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ ہم تمام رحم کرنے والے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو اپنے آپ پر رحم کرے وہ رحیم نہیں بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے آپ پر اور دوسروں پر رحم کرے۔

رحم کا مفہوم:

اپنے آپ پر رحم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرے اور خلوص دل سے عبادت کرے تاکہ خود کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لے رحم کرے اور دوسرں پر رحم کرنا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں''۔

اور جانوروں پر رحم اس طرح سے ہے کہ ان کی طاقت کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ ایک آدمی سفر میں تھا اسے شدید پیاس لگی اس نے کنواں دیکھا وہاں جا کر اپنی پیاس بجھائی جب وہ اپنی تشنگی دور کر چکا تو پاس ہی کتے کو پیاسا دیکھا تو کنوئیں سے اپنے جوتے میں پانی بھر بھر کر اسے پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس رحم کے باعث بخش دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے سوال کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانوروں پر رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر ذی روح پر رحم کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔

قافلہ کی حفاظت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت فرما رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک قافلہ سے ہوا آپ کو خطرہ پیدا ہوا کہیں کوئی ان کا سامان نہ چرالے، راستے میں انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے پوچھا امیر المومنین !اس وقت کہاں تشریف لے جارہے ہیں آپ نے فرمایا ایک قافلہ نزدیک ہی اترا ہے مجھے اندیشہ ہے کہیں کوئی چوران کا سامان نہ لے جائے چلوان کی حفاظت کریں۔ یہ دونوں حضرات قافلہ کے نزدیک جا کر بیٹھ گئے اور ساری رات پہرہ دیتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے قافلہ والو! نماز کے لیے اٹھو! جب قافلہ والے جاگ پڑے تو یہ حضرات واپس چلے آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شفقت:

ہم پر لازم آتا ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی وہ آپس میں رحیم وکریم ہیں کہہ کر فرمائی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے والے ہیں۔حتیٰ کہ ذمی کافر بھی ان کی شفقت سے محروم نہ رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک ضعیف ذمی کو در بدر بھیک مانگتے دیکھا تو فرمایا ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جوانی میں تجھ سے جزیہ لیتے رہے۔ بڑھاپے میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا۔آپ نے اسی وقت بیت المال سے اس کا روزینہ مقرر فرمادیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صبح ابطح کی وادی میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو دیکھا پوچھا امیر المومنین ! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟

فرمایا بیت المال کا ایک اونٹ گم ہوگیا ہے اسے تلاش کررہا ہوں میں نے کہا آپ نے بعد میں آنے والے اپنے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابوالحسن ! مجھے ملامت نہ کرو اس ذات کی قسم جس نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اگر دریائے فرات کے کنارے

ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مرجائے تو قیامت کے دن اس کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا، اور نہ ہی اس بد بخت حاکم کا کوئی مقام ہے جس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا۔

رحم کے فضائل:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''میری امت کے افراد نماز، روزوں کی زیادتی کے باعث نہیں بلکہ دلوں کی سلامتی سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔''

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''جو رحم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

''جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا جو کسی کو معاف نہیں کرتا اسے بھی معاف نہیں کیا جاتا،''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مسلمانوں کے تم پر چار حقوق ہیں۔

(۱) اپنے محسن کی مدد کرو۔

(۲) گنہگار کے لیے بخشش مانگو۔

(۳) مریض کی عیادت کرو۔

(۴) توبہ کرنے والوں کو دوست رکھو۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے پوچھا، اے باری تعالیٰ تو نے کس وجہ سے مجھے اپنا صفی بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مخلوق پر تیرے رحم کرنے کی بدولت۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں سے چڑیاں خریدتے اور پھر انہیں چھوڑ کر

فرماتے جاؤ آزاد زندگی گزارو۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ،

''تمام مسلمان رحمت، شفقت اور محبت میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم اس درد اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

مومن کی نیت:

بنی اسرائیل سخت قحط میں مبتلا تھے کہ ایک عابد کا ریت کے ٹیلے سے گزر ہوا تو اس کے دل میں خیال آیا کاش یہ ریت کا ٹیلا آٹے کا ٹیلہ ہوتا اور میں اس سے بنی اسرائیل کے پیٹ بھرواتا، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی کی طرف وحی بھیجی، میرے اس بندہ سے کہہ دو تجھے اس ٹیلے کے برابر بنی اسرائیل کو آٹا کھلانے سے جتنا ثواب ملتا ہم نے تمہاری اس نیت کی بدولت ہی اتنا ثواب دے دیا ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

شہد اور راکھ:

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جا رہے تھے۔ آپ نے شیطان کو دیکھا ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے میں راکھ لیے چلا جا رہا تھا، آپ نے دریافت کیا اے دشمن خدا! یہ شہد اور راکھ تیرے کس کام آتی ہے، شیطان نے کہا شہد غیبت کرنے والوں کے ہونٹوں پر لگاتا ہوں تاکہ وہ اور آگے بڑھیں، راکھ یتیموں کے چہروں پر ملتا ہوں تاکہ لوگ ان سے متنفر ہو جائیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جب یتیم کو دکھ دیا جاتا ہے تو اس کے رونے سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! اس یتیم کو جس کا باپ منوں مٹی تلے دفن ہو چکا ہے کس نے رلایا ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کہ جس نے یتیم کے لباس اور کھانے پینے کی ذمہ داری لے لی، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہشت کو واجب کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عمل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے سے پہلے میل دو میل کا چکر لگا کر مہمان تلاش کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام رو پڑے، پوچھا گیا آپ کیوں روئے آپ نے فرمایا ایک ہفتہ گیا، میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، جو کسی بھوکے کو اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے کسی بھوکے سے کھانا روک لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص سے اپنا فضل و کرم روک لے گا اور اسے عذاب میں مبتلا کریگا۔

جنت میں داخلے کے اسباب:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

سخی اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے، بخیل اللہ تعالیٰ جنت اور لوگوں سے دور ہوتا لیکن جہنم کے قریب ہوتا ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، عابد بخیل سے زیادہ پسند ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز چار اشخاص بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

(۱) وہ عالم جو باعمل ہو۔

(۲) وہ حاجی جو حج کے بعد موت تک گناہوں سے بچا رہا۔

(۳) شہید جو اسلام کا کلمہ بلند کرتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔

(۴) وہ سخی جو مال حلال کمائے اور (بغیر ریا کاری کے) اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔

ان کا آپس میں جھگڑا ہوا کہ پہلے جنت میں کون داخل ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مال و دولت کی نعمت سے مالا مال کر دیا تا کہ وہ لوگوں کو

فائدہ پہنچاتے رہیں جو شخص دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں پس وپیش کرتے ہوئے بخل سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مال ودولت کی نعمت چھین کر دوسروں کو عطا کر دیتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین تک لٹک رہی ہیں جس نے ان میں سے ایک کو تھام لیا وہ شاخ اسے جنت میں لے جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا صبر اور سخاوت۔

حضرت مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ اپنے جد امجد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھلانا، سلام کرنا اور خوش اخلاقی سے پیش آنا مغفرت کے اسباب میں سے ہے۔



باب ۔۱۹

فضیلت دُرود پاک
اور
کامل نماز کی فضیلت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے ایک ایسا فرشتہ آسمانوں پر دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی خدمت میں ستر ہزار فرشتے صف باندھے حاضر تھے اللہ تعالیٰ اس کے ہر سانس سے ایک فرشتہ کی پیدائش فرماتا ہے۔ میں نے اسے ابھی ابھی شکستہ پروں کے ساتھ کوہِ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہا کہ تم بارگاہ الٰہی میں میری سفارش کرو۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا قصور ہے؟ اس نے جواب دیا، معراج کی شب جب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری گزری تو میں تخت پر بیٹھا رہا اور تعظیم کی غرض سے کھڑا نہ ہوا۔ جس کی وجہ سے پروردگار عالم نے مجھے اس جگہ پر عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، میں نے بارگاہ الٰہی میں رو رو کر اس کی سفارش کی تو اللہ رب العزت نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس سے کہہ دو کہ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجے۔ چنانچہ اس فرشتہ نے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود پاک بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا قصور معاف فرما دیا اور اس کے نئے پر بھی پیدا فرما دیئے۔

نماز کی پُرسش:

روایت ہے کہ بروز محشر سب سے قبل بندے کی نمازیں دیکھی جائیں گی اگر اس کی نمازیں پوری ہوں گی تو نمازوں سمیت اس کے سارے اعمال قبول کر لیے جائیں گے، اگر نمازیں

مکمل نہ ہوئیں تو نمازوں سمیت اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

فرض نماز ترازو کی طرح ہے جس نے انہیں پورا کیا وہ کامیاب رہا۔ حضرت یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور کی نماز اس طرح برابر ہوتی تھی جیسے وہ تلی ہوئی ہو۔

نماز میں خشوع وخضوع:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

میری امت کے دو اشخاص نماز پڑھیں گے۔ ان کے رکوع وسجود ایک جیسے ہوں گے۔ لیکن ان کی نمازوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا، ایک میں خشوع ہوگا اور دوسری بغیر خشوع ہوگی۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس بندے پر نگاہ رحمت نہیں ڈالے گا جس نے رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کیا، فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے وقت پر نماز پڑھی، وضو درست کیا اور رکوع وسجود کو خشوع وخضوع سے مکمل کیا اس کی نماز سفید براق کی شکل میں آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے! جیسے تو نے میری محافظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے مگر جس نے نماز وقت پر نہ پڑھی نہ وضو ہی صحیح کیا اور اپنے رکوع وسجود کو خشوع سے آراستہ نہ کیا، اس کی نماز کالی سیاہ شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے۔ جیسے تو نے مجھے خراب کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی خراب کرے، حتیٰ کہ اسے پرانے کپڑے کی مانند لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

نماز کی چوری:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

بدترین شخص نماز کا چور ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، نماز ایک پیمانہ ہے جس نے اسے پورا کر دیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس میں کمی کی اس کے لیے عذاب ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے نمازی تاجر کی مانند ہے تاجر کو اسی مال سے نفع حاصل ہوتا ہے جو خالص ہو، اس

طرح نمازی کی عبادت بھی فرائض کوادا کیے بغیر فائدہ مند نہیں ہوتی۔

نماز کی اہمیت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کے وقت فرماتے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو آگ جلائی ہے اٹھو اسے نماز کے ذریعہ بجھا دو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، نماز سکون اور تواضع کے ساتھ ہے، جو اپنی نماز کی وجہ سے فحش اور برے کاموں سے باز نہ آیا، اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ ہو جاتا ہے پس غفلت سے ادا کی ہوئی نماز اسے برائیوں سے باز نہیں رکھتی، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، بہت سے ایسے نمازی ہیں جن کو نمازوں سے تھکن اور تکلیف کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ ان نمازیوں کی جانب ہے جو غفلت سے نماز ادا کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، بندہ کا نماز میں وہی حصہ ہے جسے وہ پوری توجہ سے ادا کرتا ہے۔

عارفین کا کہنا ہے کہ نماز چار چیزوں کا نام ہے، علم سے آغاز، حیا کے ساتھ قیام، تعظیم سے ادائیگی اور خوف الٰہی کے ساتھ اس کا اختتام۔ بعض مشائخ کہتے ہیں، جس کا دل نماز کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اس کی نماز فاسد ہے۔

دیدار الٰہی کی سعادت:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

جنت میں اَلْاَفْیَحْ یعنی کشادہ نہر ہے اس میں ایسی حوریں ہیں جو زعفران سے پیدا کی گئی ہیں یہ موتیوں سے دل بہلاتی رہتی ہیں۔ یہ ستر ہزار زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں ان کی آواز داؤد علیہ السلام کی لحن سے زیادہ خوبصورت ہے اور یہ کہتی ہیں ہم ان کے لیے ہیں جو خضوع اور خشوع کے ساتھ قلب کی حضوری سے نماز ادا کرے۔ ارشاد ربانی ہے، میں ایسے نمازی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دوں گا اور اسے اپنے دیدار کا شرف عطا فرماؤں گا جو خضوع اور خشوع سے نماز ادا کرتا ہے۔

نماز کی صحیح ادائیگی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے موسیٰ! جب تو دل شکستہ ہو

کر میرا ذکر کرتا ہے تو میں تجھے یاد کرتا ہوں، مکمل اطمینان اور خشوع سے میرا ذکر کیا کر، اپنی زبان کو دل کا تابعدار بنا، میری بارگاہ میں حقیر بندے کی طرح حاضری دے، خوف زدہ دل سے مجھے پکار اور سچائی کی زبان سے مجھے یاد کرتا رہ۔

ایک اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اپنی امت کے گنہگاروں سے کہہ دو میرا ذکر نہ کریں، میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جو میرا ذکر کرے گا، میں اسے یاد کروں گا، یہ جب مجھے یاد کرتے ہیں تو میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔

یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو گنہگار ہیں لیکن یادالٰہی سے غافل نہیں، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو بدکار بھی ہیں اور یادالٰہی سے بھی غافل ہیں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ انسان نماز میں جس قدر سکون واطمینان اور لذت وسرور حاصل کرتا ہے، اسی قدر قیامت کے روز وہ پرسکون ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء سے اس کا اظہار ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں خشوع نہیں اس کی نماز ضائع ہے۔

توجہ ویکسوئی سے نماز پڑھنے والوں کی تعریف:

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں خضوع اور خشوع کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ. اپنی نماز میں خشوع کرنے والے

عَلٰی صَلٰوتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ . اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

عَلٰی صَلٰوتِہِمْ دَائِمُوْن. اپنی نمازوں کو دوام بخشتے ہیں

کسی کا کہنا ہے کہ نمازی تو بہت ہیں لیکن خشوع سے نماز ادا کرنے والے کم ہیں۔ حاجی تو بہت ہیں مگر نیک سیرت کم ہیں۔ پرندے بہت ہیں لیکن بلبلیں کم ہیں۔ عالم تو بہت ہیں لیکن عامل کم ہیں۔

درست نماز:

درست نماز خشوع، خضوع اور انکساری کا نام ہے یہی قبولیت کی نشانی ہے جیسا کہ نماز کے جواز کی شرائط ہیں اسی طرح قبول ہونے کی بھی شرائط ہیں۔ جواز کی شرائط فرائض کی ادائیگی ہے اور قبولیت کے لیے خشوع و پرہیز گاری ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے،

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ. (المومنون:۱-۲)

وہ اہل ایمان جو کامیاب ہوئے وہ ہیں جو اپنی نماز خشوع اور خضوع سے ادا کرتے ہیں۔

پرہیز گاری کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ. (المائدہ)

اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو قبول کرتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس نے مکمل خشوع کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جس طرح ولادت کے روز پاک تھا۔

نماز پڑھنے کی جگہ:

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں غلط خیالات کے باعث حقیقی معنوں میں دل نماز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اس لیے ان تصورات سے خلاصی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سے خلاصی کے کئی طریقے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ نماز اندھیرے میں پڑھی جائے یا ایسی جگہ پر نماز ادا کی جائے جہاں مکمل طور پر سکوت ہو، نیچے فرش رنگین نہ ہو اور نمازی نے منقش لباس نہ پہنا ہو اس لیے کہ جیسے ہی ان چیزوں پر نگاہ پڑتی ہے تو انسان کی توجہ اس طرف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھیجی ہوئی منقش قمیض میں نماز ادا فرمائی اور پھر نماز کے فوراً بعد اتار کر واپس کر دی اور ارشاد فرمایا، اس نے ابھی نماز میں مجھے اپنی طرف متوجہ کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نئے جوتے پہن کر نماز ادا فرمائی، نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا اور وہی پرانے نعلین پاک پہن لیے اور ارشاد

فرمایا، میں نماز میں اس کی طرف دیکھ کر مشغول ہو گیا۔

سونے کی انگوٹھی کا پھینکنا:

سونے کے زیورات مردوں کے لیے حرام قرار دیئے جانے سے ایک روز قبل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہن کر منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اتار کر پھینکتے ہوئے فرمایا، یہ مجھے اپنی طرف توجہ دلاتی ہے۔

باغ میں نماز پڑھنے سے رکعات بھولنا:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے باغ میں نماز پڑھی اچانک ایک پرندہ اڑا اور وہ درختوں سے نکلنے کی راہ تلاش کرنے لگا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حیرت سے یہ منظر دیکھا تو وہ پڑھی ہوئی رکعات کی تعداد بھول گئے۔ آپ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے باغ فی سبیل اللہ دے دیا ہے۔ اب آپ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں۔

اسی طرح ایک شخص نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنے اس باغ میں جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا، نماز پڑھی تو اس کی نگاہ کھجوروں کے پھل دیکھنے میں ایسی محو ہوئی کہ ان کو رکعتوں کی تعداد یاد نہ رہی، نماز ختم کر کے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اس باغ کو اللہ کے نام پر دے دیا ہے، اسے اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ باغ پچاس ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ اسلاف کرام میں سے بعض کا کہنا ہے کہ نماز میں چار چیزیں بہت بری ہیں۔ (۱) کسی دوسری جانب متوجہ ہونا۔ (۲) منہ پر ہاتھ پھیرنا (۳) کنکریاں صاف کرنا (۴) اور گزرگاہ پر نماز پڑھنا۔

نماز میں توجہ:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ اپنی توجہ نماز سے نہیں ہٹاتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی میخ گڑی ہوئی ہے۔ بعض صالحین اس قدر سکون سے رکوع کرتے کہ پرندے انہیں پتھر سمجھ کر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عقل بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ جب دنیاوی شان وشوکت والے انسانوں کے سامنے لوگ بہت زیادہ تعظیم سے حاضر ہوتے ہیں تو پھر اس بادشاہوں کے بادشاہ کی بارگاہ اقدس میں تو بدرجہ اولیٰ تعظیم وتکریم سے حاضر ہونا چاہیے تورات میں لکھا ہے کہ اے انسان! میرے حضور روتے ہوئے حاضری دینے سے نہ گھبرا میں (تیرا پروردگار) تیرے دل سے بھی زیادہ قریب ہوں اور میرا انور ہر جگہ جلوہ افروز ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا، انسان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی نماز کامل نہیں ہوتی، دریافت کیا گیا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا، دل میں خشوع پیدا نہ ہوا، عاجزی پیدا نہ ہوئی اور حالت نماز میں مکمل یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا نہ ہوا۔

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت مبارکہ:

اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ

کا مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس کے بارے میں ہے جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے یہ خبر نہیں ہوتی کہ اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین رکعت پڑھی ہیں۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس شخص کے بارے میں ہے جو نماز کو بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جاتا ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، میرے بندے بغیر فرائض ادا کیے مجھ سے خلاصی حاصل نہیں کر سکیں گے۔



باب ۔۲۰

غیبت

غیبت کی مذمت:

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں غیبت کی مذمت کرتے ہوئے غیبت کا ارتکاب کرنے والوں کو مردار کا گوشت کھانے والے کہا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ اگر انسان زنا کرنے کے بعد توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک جس کی غیبت کی جائے وہ نہ معاف کرے، کہا جاتا ہے غیبت کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی نے منجنیق لگائی اور وہ اس کے ذریعے نیکیاں دائیں بائیں پھینک رہا ہو۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، جو کسی مسلمان بھائی کی برائی کی غرض سے غیبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جہنم کے پل پر اس وقت کھڑا کر دے گا کہ جو کچھ اس نے (غیبت) کہا تھا نگل جائے۔

غیبت کیا ہے؟:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے،

غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے چاہے اس کے جسم کا کوئی نقص ہو، نسب کا عیب ہو، اس کے قول وفعل یا دین دنیا کا عیب ہو حتیٰ کہ اس کے کپڑوں اور سواری میں بھی کوئی نقص نکالے گا تو یہ غیبت ہوگی بعض صالحین کا کہنا ہے یہ کہنا بھی کہ فلاں کا کپڑا لمبا یا چھوٹا ہے، غیبت ہے، چہ جائے کہ اس کی ذات کے عیب شمار کیے جائیں۔ ایک پستہ قد کی عورت کسی کام کی غرض سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کا قد کتنا چھوٹا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ! تم نے اس کی غیبت کی ہے۔

غیبت سے بچنے کا حکم:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ،

اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین مصائب ہیں۔

(۱) غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۲) اس کی نیکیاں قبول نہیں ہوتیں اور

(۳) اس پر گناہوں کی یلغار ہوتی ہے۔

چغل خور کا حشر:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

دو چہروں والا چغل خور ہوگا جو آپ کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے، دوسرے کے پاس اور چہرہ لے کر جاتا ہے۔ اور فرمایا جو دنیا میں چغل خوری کرتا ہے۔ قیامت کے روز اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے، چغل خور بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

مچھلی کی زبان کا نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کے منہ میں زبان پیدا کی ہے لیکن مچھلی کو زبان نہیں دی گئی، اس کا سبب یہ ہے کہ جب حکم باری تعالیٰ سے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس، رجیم ہو کر مسخ شدہ شکل میں زمین پر پھینک دیا گیا وہ سمندروں کی طرف گیا تو اسے سب سے پہلے مچھلی دکھائی دی جسے اس نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ سنایا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ بحر و بر کے جانوروں کا شکار کرے گا تو مچھلی نے تمام دریائی جانوروں کو حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ سنایا جس کے باعث اسے اللہ تعالیٰ نے زبان کی سعادت سے محروم کر دیا۔

چغل خوری سے عذاب قبر:

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ منورہ کے نواح میں رہتی تھی، وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص اس کی تیمارداری میں لگا رہا کہ وہ انتقال کر گئی تو اس شخص نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا آخر جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی ایک تھیلی قبر میں بھول گیا ہے۔ اس نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لیا، دونوں نے جا کر اس کی قبر کھود کر تھیلی نکال لی تو اس نے دوست سے کہا ذرا ہٹنا میں دیکھوں تو سہی میری بہن کس حال میں ہے؟ اس نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو وہ آگ میں بھڑک رہی تھی وہ واپس خاموشی سے چلا آیا اور ماں سے پوچھا میری بہن میں کیا بری عادت تھی ۔ ماں نے کہا تیری بہن کی عادت تھی کہ وہ پڑوسیوں کے دروازوں سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی ۔ پس وہ شخص سمجھ گیا کہ عذاب کی وجہ کیا تھی چنانچہ جو شخص عذاب قبر سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے اجتناب کرے۔

زنا سے بُرا گناہ:

حضرت ابو اللیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ حج کے لے گھر سے روانہ ہوئے تو دو دینار جیب میں ڈال لیے، روانہ ہوتے وقت قسم کھائی کہ اگر میں نے مکہ مکرمہ کو جاتے یا گھر واپس آتے ہوئے کسی کی غیبت کی تو یہ دو دینار اللہ کے نام پر صدقہ کروں گا۔ آپ مکہ مکرمہ تک گئے اور گھر واپس آئے لیکن دینار اسی طرح ان کی جیب میں محفوظ رہے، ان سے غیبت کے بارے میں پوچھا گیا تو

انہوں نے جواب دیا میں ایک مرتبہ کی غیبت کو سو مرتبہ کے زنا سے زیادہ بُرا جانتا ہوں۔

غیبت کا عذاب:

حضرت ابو حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو ماہ رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں، پھر فرمایا جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو روز محشر اس کے چہرے پر لکھا ہوا ہوگا، یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے معراج کی شب میرا ایسی قوم پر گزر ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو چھیل رہے تھے اور مردار کھا رہے تھے، میں جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے رہے ہیں یعنی غیبت کے مرتکب رہے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، پروردگار عالم کی قسم! غیبت لقمہ کے پیٹ میں پہنچنے سے بھی جلدی مومن کے دین میں دراڑ پیدا کر دیتی ہے۔

ہرگز غیبت نہ کرو:

حضرت سلمان فارسی، حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے ہم سفر تھے اور ان کے لیے کھانا تیار کرتے تھے، ایک مرتبہ اتفاق ہوا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی چیز نہ پائی جسے تیار کر کے کھا سکیں۔ تب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھیجا کہ جا کر دیکھو وہاں کچھ موجود ہے؟ انہوں نے واپس آ کر کہا وہاں کچھ نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا اگر تم اس کنوئیں کی طرف جاتے تو اس کا پانی بھی خشک ہو جاتا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتے ہو لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا قیامت کو اس کے مُردہ بھائی کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا جسے تو زندہ کھاتا تھا اب اسے مردہ کو کھاؤ۔ پھر وہ اسے کھائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

غیبت کی بدبو:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد پاک میں غیبت برائے نام تھی اس لے اس کی بدبو آتی تھی۔ چونکہ اب غیبت اس قدر عام ہوگئی کہ لوگ اس کے عادی ہو گئے ہیں لہٰذا وہ بدبو محسوس نہیں کرتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چمڑہ رنگنے والوں کے گھر جائے تو ایک لمحہ نہ ٹھہر سکے گا لیکن وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے ہیں اور انہیں بو نہیں محسوس ہوتی کیونکہ ان کے مشام عادی ہو چکے ہوتے ہیں یہی غیبت کی بدبو کا حال ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے جو شخص غیبت سے توبہ کر کے فوت ہوا وہ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور وہ جو غیبت کرتے کرتے فوت ہو گیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (الهمزة)

ہر عیب جو اور طعنہ زن کے لیے خرابی ہے۔

ہر پیٹھ پیچھے اور موجودگی میں برائیاں کرنے والے کے لیے دوزخ کا گڑھا ہے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں پر ان کے سامنے جھوٹے الزامات لگاتا تھا یہ آیت مبارکہ شان نزول کے اعتبار سے خاص جب کہ اس کی وعید عام ہے۔

غیبت کرنے والے کی توبہ کا معاملہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ پہلے اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ، یہ زنا سے بھی بدتر ہے، دریافت کیا گیا، کیسے یہ زنا سے بدتر ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہو، معاف نہ کرے اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اس لیے ہر غیبت کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندہ ہو کر توبہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فیض یاب ہو پھر اس شخص سے معذرت کرے جس کی اس نے غیبت کی تھی تاکہ غیبت کے اندھیروں سے نجات مل سکے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کا منہ پیٹھ کی جانب پھیر دے گا، اس لیے ہر غیبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے اور جس شخص کی غیبت کی ہے اس تک بات پہنچنے سے پہلے ہی رجوع کر لے کیونکہ غیبت کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے جس کی غیبت کی گئی ہو، اگر توبہ کر لی جائے تو توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن جب بات اس شخص تک پہنچ جائے تو جب تک وہ خود معاف نہ کرے توبہ سے گناہ کی معافی نہیں ہوتی اور اسی طرح شادی شدہ خاتون سے زنا کا مسئلہ ہے کہ جب تک اس کا خاوند معافی نہ دے توبہ کی قبولیت نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی اگر قضا ادا نہ کی جائے تو ان کی بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔



باب ۔۲۱

زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوۡنَ

اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا بروز محشر اس کے پہلو اور پیٹھ دوزخ کے گرم ترین پتھروں سے داغے جائیں گے اور اس کا جسم بہت بڑا کر دیا گا اور جب کبھی اس کی تپش میں کمی آئے گی اس میں اضافہ کر دیا جائے گا اور اس کے لیے دن کو لمبا کر دیا جائے گا جو کے پچاس ہزار برس کا ہوگا حتیٰ کہ بندوں کے اعمال کا فیصلہ ہوگا پھر وہ جنت (یا جہنم) کی جانب اپنی راہ اختیار کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَالَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَالۡفِضَّۃَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡھَا فِیۡ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِھَا جِبَاھُھُمۡ وَجُنُوۡبُھُمۡ وَظُھُوۡرُھُمۡ ھٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ. (التوبہ:۳۴-۳۵)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو قیامت کے دن دردناک عذاب کی خبر سنا دیں جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ لو اب تم اس جمع کیے ہوئے مال کا مزہ چکھو۔

مالداروں کی رسوائی:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بروز حشر فقراء اغنیاء کی رسوائی کا باعث بنیں گے جب وہ اللہ کے حضور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار انہوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا۔ اللہ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج میں تمہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دوں گا اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دوں گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ. (المعارج: ۳۵)

اور وہ لوگ ان کے مال میں سائل اور فقیر کا ایک مقررہ حق ہے۔

اپنے آپ پر ظلم:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ شب معراج ایک قوم پر میرا گزر ہوا جنہوں نے آگے پیچھے چیتھڑے لگائے ہوئے تھے اور دوزخ کا تھوہر، ایلوا اور بدبودار گھاس جانوروں کی مانند کھا رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر عذاب قبر:

تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت حضرت ابن سنان کے دیدار کی غرض سے آئی یہ لوگ جب کچھ دیر وہاں بیٹھے تو حضرت ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہمارا ایک پڑوسی فوت ہو گیا ہے، چلیے تعزیت کے لیے اس کے بھائی کے پاس چلیں، محمد بن یوسف الغریابی کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ چل پڑے اور اس کے بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ بہت رو رہا تھا۔ ہم نے اسے کافی تسلیاں دیں، صبر کی تلقین کی لیکن اس کی گریہ وزاری برابر جاری رہی ہم نے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ ہر شخص کو آخر مر جانا ہے وہ کہنے لگا یہ درست ہے لیکن میں اپنے بھائی کے عذاب قبر پر روتا ہوں، ہم نے کہا کیا تمہیں غیب سے اللہ رب العزت نے تمہارے بھائی کے عذاب کی خبر دی ہے اس نے کہا، نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جب تمام لوگ میرے بھائی کو دفن کر کے

واپس آ گئے تو میں وہیں بیٹھا رہا، میں نے اس کی قبر سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا آہ! وہ مجھے اکیلا چھوڑ گئے اور میں عذاب میں گرفتار ہوں، میری نمازیں اور روزے کہاں گئے؟ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا میں نے اس کی قبر کھودنا شروع کر دی تا کہ دیکھوں میرا بھائی کس حال میں ہے جیسے ہی قبر کھلی، میں نے دیکھا اس کی قبر میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے میں محبت میں دیوانہ وار آگے بڑھا اور اس طوق کو اتارنا چاہا جس کو ہاتھ لگاتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا ہے۔ ہم نے دیکھا واقعی اس کا ہاتھ بالکل سیاہ ہو چکا تھا۔ اس نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا، میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور واپس چلا آیا۔ اب اگر میں نہ روؤں تو اور کیا کروں۔ ہم نے پوچھا تیرے بھائی کا کوئی ایسا فعل بھی تھا جس کی وجہ سے اسے یہ سزا ملی۔ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ ہم بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی تصدیق ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (آل عمران:۱۸)

اور جو لوگ ہمارے فضل سے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے مصیبت ہے۔ عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

تیرے بھائی کو قیامت سے قبل ہی عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔ حضرت محمد بن یوسف الغریابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں سارا واقعہ سنایا پھر پوچھا کہ یہودی اور عیسائی مرتے ہیں لیکن کبھی ان کے ساتھ ایسا اتفاق دیکھنے میں نہیں آیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہمیشہ عذاب میں ہیں لیکن پروردگار عالم تمہیں عبرت حاصل کرنے کی غرض سے مسلمانوں کی ان حالتوں کو دکھاتا ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ. (الانعام : ۱۰۵)

پس جس نے دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں بُرا کیا اور کیا میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں؟

فرمان نبوی:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہود و نصاریٰ کی طرح عشر ادا نہ کرنے والے مجوس کی طرح اور جو لوگ زکوٰۃ اور عشر ادا نہ کرنے والے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی زبان سے لعنتی قرار پائے اور ان کی گواہی نامقبول ہے۔ اور فرمایا اس شخص کے لیے بشارت ہے، جس نے زکوٰۃ اور عشر ادا کیا اور اس کے لیے بھی بشارت ہے۔ جس پر قیامت اور زکوٰۃ کا عذاب نہیں ہے۔ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی، اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب قبر کو اٹھا لیا۔ اس پر دوزخ کو حرام کر دیا، اس کے لیے بغیر حساب کے جنت واجب کر دی گئی اور اسے پیاس نہیں لگے گی محشر کے روز۔



باب ۔۲۲

زنا

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. (المومنون:۵)

وہ جو بدکاریوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ط

فحاشی کے چھوٹے بڑے ظاہرہ اور پوشیدہ گناہ کے پاس نہ پھٹکو۔

یہاں پر بڑے گناہ سے مراد زنا اور چھوٹے گناہ کا مطلب کسی غیر حلال عورت کا بوسہ لینا، بُری نگاہ سے دیکھنا اور اسے چھونا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ہاتھ زنا کرتے ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں اور آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

ایمان والوں سے کہہ دیجئے اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے نہایت پاکیزگی کا عمل ہے۔

پروردگار عالم نے مسلمان مرد اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حرام کی طرف نہ دیکھیں اور حرام کے مرتکب ہونے سے اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں۔ متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا

جو شخص زنا کا فعل کرے گا اسے اثام میں ڈالا جائے گا۔

علماء کے مطابق اثام جہنم کا ایک غار ہے۔ جب اس کا دروازہ کھولا جائے گا تو اس کی بدبو سے جہنمی چیخ اٹھیں گے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اثام دوزخ کی ایک وادی ہے

زنا کے چھ مصائب:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے زنا سے بچو اس میں چھ مصائب ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا آخرت سے، دنیا میں رزق کم ہو جاتا ہے، زندگی کم ہو جاتی ہے اور چہرہ مسخ ہو جاتا ہے، آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، شدید پرسش اور دوزخ میں داخل ہونا ہے،

شیطان کی پسند:

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زانی کی سزا کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی زرہ پہناؤں گا، وہ ایسی وزنی ہے کہ اگر بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ کہا جاتا ہے کہ شیطان کو ہزار بدکار مردوں سے ایک بدکار عورت زیادہ پسند ہے۔

زانی کا ایمان نکل جاتا ہے:

مصابیح میں فرمان رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح معلق رہتا ہے اور جب وہ یہ گناہ کر چکتا ہے تو اس کا ایمان پھر واپس آ جاتا ہے۔

جنت کی خوشبو سے محرومی:

کتاب اقناع میں ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نطفہ کو حرام کاری میں خرچ کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے اور لواطت زنا سے بھی بدتر ہے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کے مسافت کے فاصلے سے آئے گی لیکن لوطی اس سے محروم رہے گا۔

فتنہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف فرما تھے کہ ایک خوبصورت لڑکا (اَمرد) آتا ہوا دکھائی دیا آپ بھاگ کر گھر میں گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا، کچھ دیر بعد پوچھا فتنہ چلا گیا یا نہیں؟ لوگوں نے کہا چلا گیا، تب آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان کی طرف دیکھنا، گفتگو کرنا اور ان کے پاس بیٹھنا حرام ہے۔

اٹھارہ شیطانوں کا ساتھ:

جناب قاضی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان اور خوبصورت لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

مروی ہے کہ جس کسی نے شہوت کے ساتھ لڑکے کو بوسہ دیا وہ دوزخ میں پانچ سو برس جلے گا جس نے عورت کو بوسہ دیا گویا اس نے باکرہ ستر عورتوں سے زنا کیا۔ جس نے باکرہ لڑکی سے زنا کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے ستر ہزار شادی شدہ عورتوں سے زنا کیا ہو۔

لواطت کا آغاز:

رونق التفاسیر میں امام کلبی رحمۃ اللہ کے حوالہ سے تحریر ہے سب سے پہلے ہم جنس سے بدفعلی شیطان نے شروع کرائی وہ ایک خوبصورت لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا اور انہیں بدفعلی کی ترغیب دے کر عادی بنا دیا۔ اس کے بعد قوم لوط کی یہ عادت بن گئی جو مسافر ان کے ہاتھ چڑھتا اس سے بعد فعلی کرتے۔ قومِ لوط کے اس فعل کی بدولت ہم جنس سے بدفعلی لواطت کہلائی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا کہ وہ اس فعلِ بد سے باز رہیں لیکن انہوں نے کہا اگر تم سچے ہو تو ہمارے لیے اپنے پروردگار سے عذاب طلب کرو۔ آپ کی دعا سے ان پر پتھروں کی بارش ہوئی ہر پتھر پر ہر لوطی کا نام لکھا ہوا تھا اور اسی لوطی کو آ کر لگا۔ مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّکَ (فرمان باری تعالیٰ)

لوطی کے نام کا پتھر:

حضرت لوط علیہ السلام کی اُمت کا ایک تاجر تجارت کے لیے مکہ مکرمہ میں آیا اس کے نام کا پتھر وہاں پر پہنچ گیا لیکن اس پتھر کو فرشتوں نے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ حرم پاک ہے۔ چنانچہ

یہ پتھر چالیس یوم تک حرم کے باہر زمین و آسمان کے مابین معلق رہا حتیٰ کہ وہ شخص تجارت سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے باہر نکلا تو وہ پتھر اس کو جا کر لگا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

عذابِ الٰہی:

حضرت لوط علیہ السلام اپنے تمام اہل خانہ کو لے کر بستی سے نکل گئے، اور فرمایا کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ جب قوم پر عذاب نازل ہوا تو ان کی بیوی نے آوازیں سن کر پیچھے دیکھا اور کہا ہائے میری قوم! جس کے باعث اسے ایک پتھر لگا اور وہ ہلاک ہو گئی۔ مجاہد کا کہنا ہے کہ جب صبح قریب ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان بستیوں کو پروں پر اٹھا لیا اور اتنی بلندی تک لے گئے کہ آسمان کے ملائکہ نے ان کے کتوں کو بھونکتا اور مرغوں کی اذان کو سن لیا، اس وقت یہ بستیاں الٹ دی گئیں، سب سے پہلے ان کے مکانات گرے، پھر وہ خود اوندھے منہ زمین پر آ رہے اور ان پر پتھر برسائے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ پانچ شہر تھے جن میں سب سے بڑا سدوم کا شہر تھا، ان شہروں کی آبادی چار لاکھ تھی، اللہ تعالیٰ نے سورۂ براءۃ میں انہیں مؤتفکات کے نام سے یاد کیا ہے۔



باب۲۳

ماں باپ کے حقوق وصلہ رحمی

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ۔ (النساء:۱)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

ارشاد ربانی ہے

فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ ۝ اُوْلٰئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَھُمْ۔ (محمد:۲۳)

تمہارے یہ کیا ڈھنگ نظر آتے ہیں اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین کو فتنہ وفساد سے بھر دو گے اور اپنے رشتے قطع کر دو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔ جنہیں حق سننے سے بہرہ اور حق دیکھنے سے اندھا کر دیا گیا ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (البقرہ:۲۷)

اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو جو توڑتے ہیں اور جس چیز کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتے ہیں اور جس چیز کے ملانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے قطع تعلقی کرتے ہیں ان کے لیے رب تعالیٰ کی لعنت اور نہایت بُرا ٹھکانہ ہے۔

احادیث مبارکہ:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہو گیا تو قرابت نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں تجھ سے قطع رحمی کی پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ جس نے تجھ سے تعلق جوڑا، میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے تجھ سے قطع کر لیا میں اسے قطع کردوں گا، اس نے کہا میں راضی ہوں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فَهَلْ عَسَيْتُمْ** آیت مبارکہ پڑھی۔

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بغاوت اور قطع رحمی دو ایسے گناہ ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں عذاب دیا جاتا ہے صحیحین میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

مسند احمد میں ہے انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں لیکن قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔

بیہقی سے مروی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جبریل علیہ السلام پندرہویں شعبان کی شب میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کا نافرمان اور شرابی کو معاف نہیں کیا جاتا۔

ابن حبان سے روایت ہے، تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے، شرابی، قاطع رحم، جادوگر۔ مسند احمد، ابن ابی الدنیا اور بیہقی سے روایت ہے، اس امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو ولعب میں راتیں گزاریں گے، جب صبح ہوگی تو ان کی شکلیں مسخ ہو جائیں گی۔ ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، صبح کو لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے فلاں خاندان زمین میں دھنس گیا ہے، فلاں معزز اپنے گھر کے ساتھ زمین میں غرق ہو گیا ہے، ان کی شراب نوشی، سود خوری، قطع رحمی، ناچ گانے سے دلچسپی اور ریشمی لباس پہننے کے باعث ان پر قوم لوط کی طرح پتھروں کی بارش ہوگی اور قوم عاد کی طرح ان پر ہلاکت خیز آندھیاں بھیجی جائیں گی جس کی وجہ سے وہ اپنے قبیلوں

سمیت ہلاک ہو جائیں گے۔

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے، ہم لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر فرمایا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی کا ثواب بہت جلدی ملتا ہے ظلم و زیادتی سے بچو کیونکہ اس کی پکڑ بہت جلدی ہوتی ہے ماں باپ کی نافرمانی سے بچو، جنت کی خوشبو ہزار برس کی دوری سے آئے گی۔ لیکن ماں باپ کا نافرمان اس سے محروم رہے گا، قرابت نہ رکھنے والا، بوڑھا اور تکبر سے کپڑا گھسیٹنے والا، اس سے محروم رہیں گے۔

رحمت باری تعالیٰ سے محروم:

اصبہانی سے روایت ہے، ہم بارگاہ رسالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاطع رحم ہماری مجلس میں نہ بیٹھے، مجلس میں سے ایک نوجوان اٹھ کر اپنی خالہ کے ہاں چلا گیا، ان کے مابین کوئی جھگڑا تھا جس کی اس نے معافی مانگی، دونوں نے ایک دوسرے کو معاف کر دیا اور وہ دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قوم پر رحمت باری تعالیٰ نہیں ہوتی جس میں قاطع رحم موجود ہو۔

اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ سنا رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ ہر قاطع رحم ہماری مجلس سے اٹھ جائے۔ ایک نوجوان اٹھ کر اپنی خالہ کے ہاں چلا گیا جس سے اس کا دو سال پرانا تنازعہ تھا جب دونوں ایک دوسرے سے راضی ہو گئے تو اس جوان سے خالہ نے کہا تم جا کر اس کی وجہ پوچھو، آخر کیوں ایسا ہوا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں قاطع رحم ہو اس پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔

آسمان کے دروازوں کی بندش:

طبرانی میں اعمش کی روایت ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک صبح مجلس میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا میں قاطع رحم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ یہاں سے اٹھ جائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔ کیونکہ قاطع رحم پر آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں۔

صحیحین میں ہے، قرابت اور رشتہ داری عرش الٰہی سے متعلق ہے اور کہتی ہے جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑے۔

رحمت الٰہی سے دُوری:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم پیدا کیا اور اسے اپنے ناموں سے الگ کیا جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑ دوں گا۔ جس نے اسے توڑا میں اس سے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔

مسند احمد میں یہ ہے کہ سب سے بڑا جرم یعنی ظلم کسی مسلمان کے مال کو ناحق کھانا ہے۔ قرابت وصلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے نام کی ایک شاخ ہے۔ جس نے صلہ رحمی نہ کی اللہ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

رحم کی التجا:

صحیح ابن حبان میں ہے رحم اللہ تعالیٰ کی ایک عطا ہے رحم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ مجھ پر ظلم ہوا مجھے بُرا کہا گیا مجھے قطع کیا گیا۔ اللہ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا جو تجھے توڑے گا میں اس سے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔

بزاز نے روایت کی قرابت داری عرش باری تعالیٰ سے چمٹ کر عرض کرتی ہے یا اللہ جس نے مجھے ملایا تو اسے ملا دے۔ جس نے مجھے قطع کیا تو اس سے تعلق منقطع فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے تیرا نام اپنے نام رحمٰن اور رحیم سے مشتق کیا ہے۔ جس نے تجھے ملایا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا جس نے تجھ سے تعلق توڑا میں اس سے رحمت کو الگ کر دوں گا۔

بزاز کی روایت ہے کہ عرش باری تعالیٰ سے تین چیزیں معلق ہیں۔قرابت کہتی ہے یا اللہ میں تیرے ساتھ ہوں کبھی تجھ سے جدا نہ ہوں گی۔امانت کہتی ہے یا اللہ میں تیرے ساتھ ہوں میں تیری رحمت سے کبھی جدا نہ ہوں گی۔نعمت کہتی ہے یا اللہ میں تیری رحمت سے جدائی نہیں چاہتی میرا انکار نہ کیا جائے۔

گناہوں کی زیادتی کا نقصان:

بیہقی کی روایت ہے،خصلت یا سرشت عرش کے دروازوں سے متعلق ہے جب کہ رحم میں شک واقع ہو جائے اور گناہوں پر عمل بڑھ جائے اور احکام باری تعالیٰ پر عمل نہ کرنے پر جرأت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ خصلت کو بھیجتا ہے جو اس کے دل پر حاوی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اس کو گناہوں کی تمیز باقی نہیں رہتی۔

صلہ رحمی کرنے کا حکم:

بخاری و مسلم میں ہے،حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے،صلہ رحمی کرے اور اچھی بات کرے یا چپ رہے۔ایک اور روایت ہے کہ جو شخص لمبی عمر اور زیادتی رزق کی خواہش رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا،جو شخص زیادتی رزق اور لمبی عمر کو پسند کرتا ہے وہ صلہ رحمی کرے،مزید فرمایا اپنا نسب یاد کرو تا کہ رشتہ داروں کو پہچان سکو اس لیے کہ رشتہ داروں سے میل ملاپ میں خاندان کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے،مال و دولت زیادہ ہوتی ہے اور عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

بزاز اور حاکم کی روایت ہے کہ جو شخص خواہش رکھتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو،رزق میں اضافہ ہو اور بری موت سے بچ جائے وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔

حاکم اور بزاز کی روایت ہے،حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،تورات میں مرقوم ہے کہ لمبی عمر اور فراخی رزق کا طلب گار ہو وہ صلہ رحمی کرے۔

پسندیدہ عمل:

ابویعلیٰ نے بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے بتائیے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ میں نے پوچھا پھر فرمایا صلہ رحمی! میں پوچھا اور کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا قطع رحمی! میں نے عرض کیا، پھر؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا برائیوں کی ترغیب دینا اور نیکی سے منع کرنا۔

جہنم سے دور کرنے والا عمل:

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سفر پر روانہ تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کی اونٹنی کی مہار تھام کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے جو جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے صحابہ کرام کو دیکھ کر فرمایا یہ شخص ہدایت یاب ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا: اپنا سوال دہراؤ؟ اس کے دہرانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان کر اس کی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ اور اب میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے اگر ان باتوں پر عمل کیا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

صلہ رحمی کا اجر:

طبرانی کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شہروں کو آباد کرتا ہے اس کے مال میں اضافہ کرتا ہے اور جب سے انہیں پیدا کیا ہے کبھی ناراضگی کی نظر سے انہیں نہیں دیکھا، پوچھا گیا، وہ کیوں؟ ارشاد فرمایا، اس قوم کی صلہ

رحمی کے باعث۔

درازیٔ عمر کی وجہ:

مسند احمد میں ہے جسے نرمی دی گئی ہے اسے دین و دنیا کی بھلائی سے حصہ دیا گیا اور صلہ رحمی اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک اور حسنِ اخلاق سے علاقے آباد ہوتے ہیں اور عمروں میں اضافہ ہوتا ہے۔

بہترین شخص کی نشانی:

ابوالشیخ ابن حبان اور بیہقی کی روایت ہے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟ فرمایا جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔

اچھی باتیں:

طبرانی اور ابن حبان روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند اچھی باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں، میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں، میں یتیموں سے محبت رکھوں اور ان سے قریب رہوں، میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں، اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی سے نہ ڈروں، سچی بات اگرچہ کڑوی ہو میں کہتا رہوں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ بکثرت پڑھتا رہوں کیونکہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔

زیادہ ثواب کا حصول:

صحیحین کی روایت ہے، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھے بغیر اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی؟ عرض کی جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے خالہ زاد کو دے دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ ثواب مل جاتا۔

توبہ کی قبولیت:

ابنِ حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، توبہ کی کوئی صورت بتلائیے! آپ نے دریافت فرمایا تیری والدہ زندہ ہے؟ کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا تمہاری خالہ زندہ ہے، عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔

صلہ رحمی کیا ہے:

بخاری وغیرہ میں ہے، صلہ رحمی یہ نہیں کہ میل ملاپ کرنے والے رشتہ داروں سے میل ملاپ برقرار رکھے بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جو رشتہ دار تعلقات ختم کر چکے ہوں ان سے بھی میل ملاپ قائم رکھے۔

نیکی کی عادت ڈالنا:

ترمذی میں مروی ہے، ان لوگوں سے نہ بنو جو کہتے ہیں اگر لوگ ہمارے ساتھ اچھائی کریں گے تو ہم بھی اچھائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ نیکی کریں تو نیکی کرو اور اگر وہ زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کی مدد:

مسلم کی روایت ہے ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی میں رشتہ داروں سے تعلق جوڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے نیکی کرتا ہوں، وہ میری برائی کرتے ہیں، میں ان سے حلم و بردباری کا برتاؤ کرتا ہوں مگر وہ مجھے کسی خاطر میں نہیں لاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری باتیں درست ہیں تو تو نے ایک دور دراز راستے کو طے کر لیا اور جب تک تو اس عادت پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ تیرا حامی مددگار رہے گا۔

بہترین صدقہ:

طبرانی، ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت ہے کہ سب سے بہترین صدقہ کینہ پرور رشتہ دار

کو کچھ دینا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا بھی یہی مقصد ہے کہ:

وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَکَ.

جو رشتہ دار تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے تعلق جوڑ

حساب کتاب میں آسانی:

بزاز حاکم اور طبرانی کی روایت ہے کہ جس میں یہ تین عادات پائیں جائیں گی اس کا حساب بہت آسان ہوگا، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا جو تجھے محروم رکھے تو اسے دیتا رہ، جو تعلق منقطع کرے تو اس سے تعلق جوڑتا رہ اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کرتا رہ، تیرا ٹھکانہ بہشت میں ہوگا۔

بہترین اعمال:

احمد کی روایت میں ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا دست اقدس تھام کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بہترین اعمال بتلائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقبہ! قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے، اسے معاف کردے۔ حاکم کی روایت ہے، جو لمبی عمر اور کشادہ رزق کی تمنا رکھتا ہو، وہ صلہ رحمی کرے۔ طبرانی کی روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگو! میں تم کو دنیا اور آخرت کی بہترین عادات بتلاتا ہوں، تم تعلقات توڑنے والے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے رہو، جو تم کو محروم رکھے، اسے عطا کرتے رہو اور جو زیادتی کرے اسے معاف کرتے رہو۔

طبرانی کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تعلق توڑنے والوں سے صلہ رحمی کر، محروم کرنے والے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں اس سے درگزر کر۔

عزت و مرتبہ میں اضافہ:

بزاز کی روایت ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں، طبرانی کی روایت میں ہے، میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتایئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو تم سے روگردانی کرے اس سے چشم پوشی کرو۔ جس نے تم پر ظلم کیا اسے معاف کردو۔ جس نے تمہیں محروم کیا اسے عطا کرو اور جس نے تعلقات منقطع کیے اس سے تعلقات قائم کرو۔

جلدی اجر والا عمل:

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ تمام اہل اعمال سے جلدی اجر حاصل کرنے والا عمل احسان اور صلہ رحمی ہے۔ یعنی احسان اور صلہ رحمی سے زیادہ جلد اجر اور کسی عمل کا حاصل نہیں ہوتا اور تمام اعمال میں سے جلد عذاب لانے والی چیز ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔

مال و دولت میں اضافہ:

طبرانی کی روایت ہے، جھوٹ، قطع رحمی اور خیانت کرنے والا اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت اس کو دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا کرے اور آخرت میں بھی سزا کا حقدار قرار دے اور تمام اعمال سے جلدی اجر صلہ رحمی کا حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس گھر کے لوگ گنہگار ہوتے ہیں لیکن صلہ رحمی کے باعث ان کے مال میں خوب اضافہ ہوتا ہے اور ان کی اولاد بھی کثیر ہوتی ہے۔



باب ۔۲۴

ماں باپ سے اچھا برتاؤ

پسندیدہ عمل:

بخاری و مسلم کی روایت ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے ارشاد فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، میں نے کہا اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین سے اچھا برتاؤ، میں نے پوچھا پھر کونسا عمل پسندیدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

باپ کا حق:

مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔

خدمت والدین کا حکم:

مسلم کی روایت ہے، ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، میں آپ کے ہاتھ پر اللہ کی رضا کی خاطر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی دونوں زندہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور والدین کی خدمت کر!

حج و عمرہ و جہاد کا ثواب:

ابویعلیٰ اور طبرانی کی روایت ہے، ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں لیکن چند مجبوریوں کی وجہ سے معذور ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی میری ماں زندہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے توفیق طلب کر ماں سے اچھا سلوک کرتا رہ، تجھے حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب عطا ہوگا۔

جنت کا حصول:

طبرانی کی روایت ہے، ایک شخص نے جہاد کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا میری ماں زندہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں کو پکڑ، جنت حاصل ہوگی ابن ماجہ کی روایت ہے، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

ابن ماجہ، نسائی اور حاکم کی روایت ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے آپ سے مشورہ لینے کے لیے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تیری ماں زندہ ہے؟''

اس نے کہا، ہاں۔ فرمایا اس سے اچھا برتاؤ کر جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔

ایک اور روایت ہے آپ نے پوچھا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کی خدمت کر جنت ان کے قدموں میں ہے۔

جنت کا دروازہ:

ترمذی میں ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر کہا میری والدہ مجھے میری بیوی کو طلاق دینے کو کہتی ہے آپ نے کہا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ نے فرمایا والدین جنت کا درمیانی دروازہ ہے چاہے تو اسے ضائع کردے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔

ابن حبان راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ پہلے والد نے میری شادی کی اب مجھے بیوی کو طلاق کے لیے کہتا ہے۔ آپ نے کہا میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ جنت کا

درمیانی دروازہ ہے تیری مرضی ہے اس کی حفاظت کر یا اسے چھوڑ دے۔

سنن اربعہ اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میری زوجیت میں ایک عورت تھی جس کو میں بہت پسند کرتا تھا لیکن میرے والد اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے، میرے والد نے کہا اسے طلاق دے دو تو میں نے انکار کر دیا، میرے والد نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ سنایا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ بیوی کو طلاق دے دو۔

مسند احمد میں مروی ہے کہ جو لمبی عمر اور کشادہ رزق کی خواہش رکھتا ہو وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔

لمبی عمر کا راز:

ابو یعلیٰ اور حاکم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ماں باپ سے نیک برتاؤ کیا اسے مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا۔

رزق سے محرومی کی وجہ:

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، آدمی گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے، دعا تقدیر کو لوٹا دیتی ہے اور اچھا اخلاق عمر کو لمبا کر دیتا ہے، ترمذی کی ایک روایت ہے کہ دُعا قضا کو لوٹا دیتی ہے اور نیک برتاؤ عمر کو لمبا کر دیتا ہے۔

اچھے سلوک کی تاکید:

حاکم کی روایت ہے، دوسرے لوگ کی عورتوں سے درگذر کرو تمہاری عورتوں سے درگذر کیا جائے گا اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی۔ طبرانی کی روایت ہے اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی اور تم درگذر کرو تمہاری عورتیں بھی درگذر کریں گی۔

والدین کی خدمت سے جنت کا حصول:

مسلم شریف کی روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کی ناک غبار آلود ہو

اس کی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک غبار آلود ہو، عرض کیا گیا کس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا جس نے ماں باپ کو یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں نہ گیا یا انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ (یعنی والدین کی خدمت کر کے انہیں راضی نہ کیا)۔

طبرانی کی حدیث پاک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر بیٹھے فرمایا، آمین، آمین، آمین۔ پھر فرمایا جبرئیل آئے اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو پایا ان سے اچھا سلوک نہ کیا اور مر گیا تو وہ دوزخ میں گیا اللہ اسے دور کرے آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی۔ پھر جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ! جس نے ماہِ رمضان کو پایا اور گناہ بخشوائے بغیر مر گیا تو وہ دوزخ میں گیا اللہ نے اسے دور کر دیا۔ آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی۔ پھر جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا اور وہ مر گیا تو وہ دوزخ میں گیا اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا پھر کہیے آمین تو میں نے آمین کہی۔

ابن حبان کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے اچھا سلوک نہ کیا اور وہ مر گیا تو دوزخ میں گیا اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے میں نے آمین کہی۔

حاکم وغیرہ کی روایت کے آخر میں ہے۔ وہ رحمت سے دور ہو گیا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انہوں نے اسے جنت میں نہیں پہنچایا میں نے آمین کہی۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا غضب الٰہی کا حقدار بنا۔ میں نے آمین کہی۔

مسند احمد کی روایت ہے جس نے کسی غلام مسلمان کو آزاد کیا وہ دوزخ سے آزاد ہو گیا جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اللہ اسے رحمت سے دور کر دے۔

سب سے زیادہ حسن سلوک کا حقدار:

بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں کون محبت کرنے کے زیادہ حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا ماں! پوچھا پھر کون؟ فرمایا ماں! پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا ماں! جب چوتھی مرتبہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا باپ! صحیحین میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور مبارک میں میری مشرکہ والدہ میرے پاس آئی تو میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ میری مشرکہ والدہ آئی ہے، میں اس سے کیا برتاؤ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا برتاؤ کرو۔

رضائے الٰہی کا حصول:

ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے یا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد یا والدین کی ناراضگی میں ہے۔ طبرانی کی ایک روایت ہے، والد یا والدین کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے اور والد یا والدین کی نافرمانی میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ بزاز کی ایک روایت ہے، آپ نے فرمایا والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور ماں باپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خالہ ہے؟ اس نے عرض کی، ہاں! فرمایا جاؤ اور خالہ سے اچھا سلوک کرو! ابو داؤد اور بن ماجہ میں مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کی موت کے بعد ان سے بھلائی کرنے کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ ان کے عہد کو پورا کرو، ان کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک رکھو، اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ابن حبان کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس جوان نے کہا یہ کتنی اچھی اور جامع بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اس پر عمل کرو۔

بہترین نیکی:

مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی جانب جارہے تھے، راستہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی آپ نے اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اپنی پگڑی اتار کر اسے دے دی۔ ابن دینار نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، یہ اعرابی لوگ تو ذرا سی عطا سے خوش ہوجاتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا والد میرے والد کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین نیکی بیٹے کا اپنے والد کے دوستوں کو عزیز رکھنا ہے۔

والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا:

صحیح ابن حبان میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے فرمایا میں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں سوئے ہوئے والد سے نیکی چاہتا ہے۔ وہ اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے، میرے والد عمر رضی اللہ عنہ اور تمہارے والد کے مابین بھائی چارہ تھا اس لیے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

اچھے اعمال کا وسیلہ:

بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں روایت بیان کی گئی ہے کہ اگلے وقتوں میں تین اشخاص روزگاری کی تلاش میں سفر پر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں بارش شروع ہوگئی اور وہ دوڑ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ اچانک ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آ کر ٹھہر گئی اور غار کا منہ بند ہوگیا، انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہر ایک اپنے اچھے اعمال کو یاد کر کے دعا مانگے تا کہ یہ چٹان ہٹ جائے، ایک روایت کے مطابق انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ذرا سوچو اور کوئی ایسا عمل یاد کرو جو تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا ہو اور اس عمل کو وسیلہ بنا کر اس چٹان سے خلاصی کی دعا مانگو، ایک روایت اس طرح ہے کہ چٹان گرنے کے باعث غار کا نشان مٹ گیا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم کہاں ہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے بہترین عمل کو سامنے رکھتے ہوئے دعا

کریں اس پر ان میں سے ایک نے کہا، اے رب العالمین! میرے ماں باپ ضعیف تھے میں ان سے پہلے شام کو کسی بچے کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا، میں کسی کام کی غرض سے چلا گیا، جب میں واپس آیا تو وہ سو چکے تھے، میں نے دودھ دوہا اور ساری رات دودھ لے کر سرہانے کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور میرے بچے ساری رات بھوکے سوتے رہے، اے رب العالمین! میں نے یہ کچھ تیری رضا کی خاطر کیا تھا، اب تو یہ چٹان ہم سے ہٹا دے اس دعا کی بعد چٹان اتنی ہٹ گئی کہ سورج کی روشنی اندر آنے لگی۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، میرے چھوٹے بچے تھے، میں جب بکریاں چرا کر واپس آتا تو دودھ دوہ کر پہلے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا۔ ایک مرتبہ مجھے ضروری کام کی غرض سے جانا ہوا، واپسی اس وقت ہوئی جب میرے والدین سو چکے تھے، میں نے حسب معمول دودھ نکالا اور لے کر ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور بچے میرے قدموں میں پڑے دودھ مانگتے رہے لیکن میں نے ماں باپ کو دودھ پلائے بغیر انہیں دودھ دینا پسند نہ سمجھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کی خاطر تھا تو اس چٹان کو ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، چٹان اتنی ہٹ گئی کہ انہیں آسمان دکھائی دینے لگا۔ دوسرے نے چچازاد بہن سے زنا سے باز رہنے کا ذکر کیا اور تیسرے نے مزدور کی اجرت کی امانت داری کا ذکر کیا یہاں تک کہ چٹان پوری طرح ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے۔



باب ۔ ۲۵

زکوٰۃ و بُخل

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں، بلکہ یہ ان کے لیے مصیبت ہے عنقریب وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے روز طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرک قرار دیا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے،

''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا اس کا مال قیامت کے روز گنجے سانپ کی صورت میں اس کی گردن میں لٹک رہا ہوگا''۔

پانچ مصائب سے پناہ مانگنا:

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اے گروہ مہاجرین! پانچ مصائب ایسے ہیں جن کے بارے میں میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے پناہ مانگتا ہوں۔

(۱) جس قوم میں کھلم کھلا بے حیائی پھیل جائے اور وہ بدکاری کو اچھا محسوس کرنے لگے تو ان میں اللہ تعالیٰ وہ بیماریاں پیدا کر دیتا ہے جو پہلے نہ تھیں۔

(۲) جو قوم ناپ تول میں کمی کرے ان پر اللہ تعالیٰ تنگ دستی، قحط سالی اور ظالم حاکم مسلط کر دیتا ہے۔

(۳) جس قوم نے مال زکوٰۃ ادا نہ کیا اللہ تعالیٰ ان پر بارش روک دیتا ہے اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔

(۴) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق توڑیں گے ان پر اللہ تعالیٰ ایسا دشمن مسلط کر دے گا جو ان کا مال اسباب جائیداد وغیرہ چھین لے گا۔

(۵) جس قوم کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے خوف پیدا کر دیتا ہے۔

بخل کی مذمت:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

''پروردگار عالم بخیل کی زندگی اور سخی کی موت کو ناپسند فرماتے ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: دو عادات ایک مسلمان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بخل اور بد خلقی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے بخیل کو جنت میں نہیں بھیجے گا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: بخل سے بچو کیونکہ جس قوم میں بخل آجائے وہ زکوٰۃ نہیں دیتے، صلہ رحمی نہیں کرتے اور ناحق خون بہاتے ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے کمینگی کو پیدا کیا اور اسے بخل، اور مال سے ڈھانپ دیا یعنی بخل کا نتیجہ کمینگی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخل کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا:

بخل یہ ہے کہ انسان اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو ضائع ہونا اور مال جمع کرنے کو خوبی قرار دے۔

بخل کی بنیاد اولاد، مال کی محبت، فقر و فاقہ کا خوف اور لمبی امید ہے۔

بخیل کی عادت:

حدیث پاک میں ہے، بعض اشخاص ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ کو ادا کرنا اور اپنے

اہل وعیال پر خرچ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ان کی محبت روپیہ جمع کرنے اور اسے سنبھال کر رکھنے میں ہوتی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انہیں ایک روز مر جانا ہے، ان بخیلوں کے متعلق ایک شاعر کا کہنا ہے۔

اَاَخِیَّ اِنَّ مِنَ الرِّجَالِ بَھِیْمَۃً فِیْ صُوْرَۃِ الرَّجُلِ اللَّبِیْبِ الْبَصِرِ

(۱) اے بھائی!......لوگوں کی صورت میں بہت سے جانور بھی ہوتے ہیں۔

فَطِنٌ بِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ فِیْ مَالِہٖ فَاِذَا اُصِیْبَ بِدِیْنِہٖ لَمْ یَشْعُرِ

(۲) جو اپنے مال کی ہر اونچ نیچ کو جانتے ہیں لیکن اگر ان کا دین چلا جائے تو انہیں احساس تک نہیں ہوتا۔

بخیل دھوکے میں مبتلا ہے:

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اَلْبُخْلُ دَاءٌ دَوِیٌّ لَا یَلِیْقُ بِذِیْ مُرُوْءَۃٍ لَا وَلَا عَقْلٍ وَلَا دِیْنٍ

(۱) بخل ایسا مرض ہے جو کسی بامروت، دانش مند اور دیندار کے لائق نہیں۔

مَنْ اٰثَرَ الْبُخْلَ عَنْ وَفْرٍ وَعَنْ جِدَّۃٍ فَقَدْ کَعُمْرِیْ اَضْحٰی وَھُوَ مَغْبُوْنٌ

(۲) جس نے مال و دولت حاصل کر کے بخل کیا مجھے زندگی کی قسم وہ دھوکے میں رہا۔

یَابُؤْسُ مِنْ مَنْعِ الدَّارَیْنِ حَقَّھُمَا فَبَاعَ دُنْیَاہُ بَعْدَ الدِّیْنِ بِالدُّوْنِ

(۳) ہائے افسوس! جس نے دنیا و آخرت کے حقوق کی ادائیگی نہ کی اس نے معمولی شے کے عوض میں اپنے دین کے بعد دنیا بھی فروخت کر ڈالی۔

روز قیامت بخیل شرمندہ ہوگا:

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اِذَا الْمَالُ لَمْ یَنْفَعْ صَدِیْقًا وَلَمْ یُصِبْ قَرِیْبًا وَلَمْ یُجْرِ بِہٖ حَالُ مُعْدَمٍ

(۱) جب مال کسی دوست کو فائدہ نہ پہنچائے، کسی عزیز کے کام نہ آئے اور کسی حاجت مند

کی حاجت روائی نہ کرے۔

فَعَقَبَاهُ اَنْ تَحْتَازَهٗ كَفَّ وَارِثٍ وَلِلْبَاخِلِ الْمُوْرِثِ عُقْبَى التَّنَدُّم

(۲) تو انجام یہ ہوگا کہ مال تو وارث کے قابو میں آئے گا اور بخیل قیامت کی شرمندگی اپنے ساتھ لے جائے گا۔

بخل سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا:

جناب بشر کا فرمان ہے کہ بخیل کی ملاقات رنج کا باعث اور اسے دیکھنا دل کی سختی کو بڑھاتا ہے، عرب ایک دوسرے کو بخل اور بزدلی پر شرم دلایا کرتے تھے۔ شاعر کا کہنا ہے۔

اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ اِقْلَالًا فَقَدْ قُسِمَتْ عَلَى الْعِبَادِ مِنَ الرَّحْمٰنِ اَرْزَاق

(۱) خرچ کرتا رہ اور کمی سے نہ ڈر، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق تقسیم کردیئے ہیں۔

لَا يَنْفَعُ الْبُخْلُ مَعَ دُنْيَا مُوَلِّيَةً وَلَا يَضُرُّ مَعَ الْاِقْبَالِ اِنْفَاق

(۲) دنیا سے جاتے ہوئے بخل کوئی فائدہ نہیں دے گا اور سخاوت کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اَرَى النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ وَلَا اَرٰى بَخِيْلًا لَهٗ فِى الْعَالَمِيْنَ خَلِيْلٌ

(۱) میں نے لوگوں کو سخیوں کا تو دوست پایا ہے لیکن دو عالم میں بخیل کا کوئی دوست دکھائی نہیں دیا۔

وَاِنِّى رَاَيْتُ الْبُخْلَ يُزْرِى بِاَهْلِهٖ فَاَكْرَمْتُ فِى الْعَالَمِيْنَ خَلِيْل

(۲) میں نے دیکھا ہے کہ بخل بخیلوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے اس لیے میں نے بخل سے کنارہ کشی کرلی۔

بخیل کی ذلت کے لیے اس قدر ہی کافی ہے کہ وہ دوسرے کے لیے مال جمع کرتا ہے خرچ کرتے ہوئے اسے تکلیف ہوتی ہے اور اس کے لطف کو نہیں جان سکتا۔

جناب وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

لَئِیْمٌ لَا یَزَالُ یَلُمُّ وَفْرًا
لِوَارِثِهٖ وَیَدْفَعُ عَنْ حِمَاهُ

بخیل ہمیشہ اس کے ورثاء کے لیے مال جمع کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

کَکَلْبِ الصَّیْدِ یُمْسِکُ وَھُوَ طَاوٍ
فَرِیْسَتَهٗ لِیَاکُلُهٗ، سِوَاهُ

اس شکاری کتے کی مانند ہے جو بھوکا ہوتے ہوئے بھی شکار کی حفاظت کرتا ہے تاکہ اس کو دوسرے کھائیں۔

ضرب المثل مشہور ہے کہ بخیل کے مال کی خوشخبری آنے والے وارث کو دے دو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا فرمان:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بخیل کا فیصلہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اپنے بخل کی وجہ سے اپنے حق سے زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا شخص امانت دار نہیں ہوتا۔

شیطان کا پسندیدہ شخص:

حضرت یحیٰی علیہ السلام کی شیطان سے ملاقات ہوئی آپؑ نے اس سے پوچھا تجھے کون سا شخص پسند ہے اور کون سا ناپسند؟ شیطان نے کہا مجھے مومن بخیل پسند ہے لیکن گنہگار سخی پسند نہیں۔ آپ نے پوچھا کیوں؟ شیطان نے کہا اس لیے کہ بخیل کو تو اس کا بخل ہی لے ڈوبے گا لیکن فاسق سخی کے بارے میں مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کی وجہ سے اسے معاف نہ کردے اور یہ بات کہہ کر چلتا بنا کہ اگر آپ یحیٰی علیہ السلام پیغمبر نہ ہوتے تو میں یہ راز کی بات کبھی نہ بتاتا۔



باب ۔۲۶

لمبی اُمید

دو چیزوں کے غلبہ کا نقصان:

حضور سرکار مدینہ علی الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں تم پر دو چیزوں سے غلبہ سے خوف کھاتا ہوں طول امل یعنی لمبی امیدیں اور خواہشات کی پیروی۔ بلاشبہ لمبی امیدیں آخرت کی یاد فراموش کر دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق وصداقت سے روک دیتی ہے۔

تین چیزوں کی ضمانت:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ:

میں تین اشخاص کے لیے تین چیزوں کی ضمانت دیتا ہوں۔ دنیا میں ہمہ تن غرق، دنیا کے حریص اور بخیل کے لیے دائمی فقر، دائمی مشغولیت اور دائمی غم مقدر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اہل حمص سے فرمایا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تم ایسے مکانات تعمیر کرتے ہو جو تمہارا دائمی ٹھکانہ نہیں۔ ایسی امیدیں رکھتے ہو جنہیں نہیں پا سکتے اور ایسا سامان اکٹھا کرتے ہو جسے اپنے استعمال میں نہیں لاتے۔ تم سے پہلی امتوں نے عالی شان عمارتیں بنوائیں، بہت مال و دولت اکٹھا کیا اور لمبی لمبی امیدیں رکھیں لیکن ان کی امیدوں نے دھوکہ دیا اور ان کا جمع کیا سامان برباد اور ان کی عمارات قبریں بن گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر تم اپنے دوست سے ملاقات کی خواہش رکھتے ہو تو پیوند لگا کپڑا پہنو، پرانا جوتا استعمال کرو، امیدیں کم کرو اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت:

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت فرمائی اور فرمایا اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کرنا۔ عارضی دنیا پر مطمئن نہ ہونا۔ میں جاودانی جنت میں مطمئن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ عورتوں کی خواہشات پر کام نہ کرنا۔ میں نے اپنی بیوی کی خواہش پر شجر ممنوعہ کھالیا اور شرمندگی اٹھائی۔ ہر ایک کام کرنے سے قبل اس کا انجام سوچ لو، اگر میں انجام سوچ لیتا تو جنت سے نہ نکالا جاتا۔ جس کام سے تمہارا دل مطمئن نہ ہو اس کام کو نہ کرو کیونکہ جب میں نے شجر ممنوعہ کھایا تو میرا دل مطمئن نہیں تھا لیکن میں اس کے کھانے سے باز نہ رہا۔ کام کرنے سے قبل مشورہ کرلیا کرو کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کرلیتا تو مجھے یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جناب مجاہد فرماتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صبح کو شام کی فکر نہ کرو اور شام کو دوسری صبح کی فکر نہ کرو، موت سے قبل زندگی کو، بیماری سے قبل تندرستی کو غنیمت سمجھ کیونکہ پتہ نہیں کل تمہارا کیا حال ہو۔

حقیقی حیا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کیا تم سب جنت میں جانے کی خواہش رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہاں، آپ نے فرمایا امیدیں کم کرو اور اللہ تعالیٰ سے کماحقہ حیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ سے شرم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حیا وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو، حیا یہ ہے کہ تم قبروں اور ان کی تکالیف کو یاد کرو، پیٹ کو حرام سے محفوظ رکھو، دماغ کو برے خیالات کی آماجگاہ نہ بناؤ اور جو شخص آخرت کی عزت کا خواہاں ہے وہ دنیاوی زینتوں سے احتراز کرے یہی حقیقی حیا ہے اور اسی سے بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے اس امت کی اولین نیکی زہد اور یقین کامل ہے اور اس کی ہلاکت کی آخری وجہ بخل اور جھوٹی امیدیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے شرم کرنے کا حکم:

حضرت ام المنذر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے وقت لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اے لوگو! اللہ سے حیا کرو، صحابہ کرام نے عرض کیا کس طرح یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تم وہ کچھ جمع کرتے ہو جو کھاتے نہیں، وہ امیدیں رکھتے ہو جو پوری نہیں ہوسکتیں اور ایسے مکانات بناتے ہو جن میں تمہیں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔

لمبی امید پر کام کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی ایک ماہ کے قرض پر سو دینار میں خریدی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا تو فرمایا:

تمہیں حیرت نہیں ہوئی اسامہ نے مہینہ کے قرض پر لونڈی خریدی ہے اس کی امیدیں بہت طویل ہیں، اللہ کی قسم! میں آنکھیں کھولتا ہوں تو مجھے اتنی امید نہیں ہوتی کہ پلکیں ایک دوسرے سے ملیں گی یا اللہ تعالیٰ اس سے پیشتر میری روح قبض فرمالے گا۔ میں تو نگاہ اٹھانے کے بعد نگاہ کی واپسی کی امید نہیں رکھتا۔ لقمہ منہ میں ڈال کر اسے چبانے تک زندگی کی امید نہیں رکھتا پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم عقل مند ہو تو اپنے آپ کو مُردوں میں شمار سمجھو اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم پر ایک وقت معین (موت کا وقت) آئے گا جس کو تم ٹال نہیں سکو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے مسح فرمالیتے، میں عرض کرتا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پانی قریب ہے آپ فرماتے کیا معلوم میں پانی تک پہنچ سکوں یا نہ پہنچ سکوں۔

اُمید اور موت:

مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین لکڑیاں لے کر ایک سامنے اور ایک پہلو میں اور تیسری دور نصب فرمائی پھر ارشاد فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟“

عرض کیا گیا: ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔''

فرمایا: ''یہ انسان ہے یہ اس کی موت ہے اور وہ اُمید ہے آدمی امیدوں کے پیچھے بھاگتا ہے لیکن موت اسے راستہ میں آلیتی ہے۔

زندگی کی اُمید:

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے اور ایک بوڑھا پھاوڑے سے زمین کھودرہا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا باری تعالیٰ! اس سے زندگی کی آس چھین لے! بوڑھے نے پھاوڑا رکھ دیا اور لیٹ گیا، جب کچھ دیر گزر گئی تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ اے اللہ! اسے اس کی امیدیں لوٹا دے، بوڑھا کھڑا ہو گیا۔ اور پھاوڑے سے زمین کھودنے لگا۔ تو آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو وہ کہنے لگا، کام کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، کب تک یہ کام کرتا رہوں گا اس لیے میں نے پھاوڑا رکھ دیا اور لیٹ گیا، کچھ دیر بعد میرے دل میں خیال آیا تجھے زندگی گزارنے کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں پھاوڑا سنبھال کر پھر کھڑا ہو گیا اور کام کا آغاز کر دیا۔



باب ۔۲۷

عبادت الٰہی وترکِ حرام

اطاعت کا مفہوم:

فرائض کی ادائیگی، حرام اشیاء سے اپنے آپ کو بچانا اور شریعت مطہرہ کی حدود پر کار بند ہونا ہی اطاعت کے معنوں میں شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا کے بارے میں جناب مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اللہ رب العزت کی عبادت واطاعت میں مشغول رہے۔

اصل اطاعت:

اصل اطاعت پروردگار عالم کی معرفت، خوف باری تعالیٰ، اللہ رب العالمین سے امید اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہونا ہے، وہ بندہ جو اوصاف سے خالی ہوتا ہے وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اس لیے اطاعت اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک کہ بندہ معرفت الٰہی اور اس بے مثل، بے مثال قادر خالق رب کائنات کی تمام صفتوں پر ایمان نہیں لاتا۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان:

ایک اعرابی نے حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ اس کی عبادت کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں دیکھ کر عبادت کرتا ہوں پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا وہ آنکھوں کے نور سے نہیں دل کے ادراک سے دیکھا جاتا ہے، اسے حواس نہیں پا سکتے، وہ اپنی بے شمار نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے، بے پناہ اوصاف سے موصوف ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہ آسمان وزمین کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اعرابی بے ساختہ کہہ اٹھا اللہ جانتا ہے کہ اسے کس گھرانے میں اپنا رسول بھیجنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

ایک عارف سے باطنی علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا،

"وہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جسے اپنے اولیاء کے دلوں میں ڈال دیتا ہے، کسی فرشتے اور انسان کو اس خبر تک نہیں ہوتی۔

عظمتِ الٰہی کا یقین:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے متعلق ایک رائی کے دانے برابر یقین ہو جائے تو وہ ہوا میں اُڑنے اور پانی میں تیرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ادراک معرفت سے عاجز آنے کے اقرار کو ایمان قرار دیا اور عطا کردہ نعمتوں پر ان کے شکر نہ کر سکنے کے اعتراف کو شکر قرار دیا۔

محمود الوراق کا کہنا ہے کہ،

اِذَا کَانَ شُکْرِیْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ نِعْمَۃً عَلَیَّ لَہٗ فِیْ مِثْلِھَا یُحِبُّ الشُّکْرِ ط

جب اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر بھی مجھ پر نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے۔

فَکَیْفَ بَلُوْغُ الشُّکْرِ اِلَّا یَفْصِلِہٖ وَاِنْ طَالَتِ الْاَیَّامُ وَتَّصَلِ الْعُمُرِ

میں کیسے اس کے کرم کے بغیر شکر ادا کر سکتا ہوں اگرچہ مجھے بہت لمبی زندگی بھی عطا کر دی جائے۔

اِذَا مَسَّ بِالسَّرَّاءِ عَمَّ سُرُوْرُھَا وَاِنْ مَسَّی بِالضَّرَّاءِ عَقْبَھَا الْاَجْرَ ط

جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو خوشیاں عام ہو جاتی ہیں اور جب کوئی تکلیف آتی ہے تو اس کے بعد اجر بہترین صورتمیں ملتا ہے۔

وَمَا مِنْھُمَا اِلَّا لَہٗ فِیْہِ نِعْمَۃٌ تَضِیْقُ لَھَا اَلَا وَھَامَ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ

ہر خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت مضمر ہے جو بحر و بر میں سما نہیں سکتی۔

جب معرفت الٰہی حاصل ہو جائے تو بندگی کا اقرار لازمی ہے اور جب دل میں ایمان موجزن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔

ایمان کی اقسام:

ایمان کی دو اقسام ہیں۔ظاہر اور باطن۔

زبان سے اقرار کو ظاہر اور دل سے تصدیق کو باطن کہتے ہیں۔قرب الٰہی میں اور عبادت واطاعت میں ایمان والوں کے مختلف درجات ہیں لیکن صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے سب برابر ہیں۔ جو اہل ایمان توکل، اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی میں جس قدر جستجو کرتا ہے اسی قدر اس کے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اخلاص کی حقیقت:

اخلاص اسے کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کسی عمل کی جزا اپنے پروردگار سے طلب نہ کرے کیونکہ جو شخص ثواب کی امید اور لالچ سے یا عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے تو وہ اخلاص کامل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے اپنی بھلائی کے لیے عبادت کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس میں ارشاد ہے۔

''تم بُرے کتے کی طرح نہ بنو جو مارے ڈر کے کام کرتا ہے اور نہ ہی بُرے مزدور کی طرح بنو جو بغیر اُجرت کام نہیں کرتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ○ (الحج:۱۱)

''اور بعض لوگوں سے وہ ہے جو کنارے پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اگر اسے بھلائی ملے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے آزمائش پڑے تو اپنے منہ واپس پلٹ جائے دنیا اور عقبیٰ کو خسارے میں دیا۔''

اگر اللہ تعالیٰ اعمال پر جزا نہ دیتا پھر بھی اس کے احسانات اور احکامات اتنے ہیں کہ ہم پر اس کی عبادت اور اطاعت ضروری تھی چہ جائیکہ اس کا حکم بھی ہو اور اجر کا وعدہ بھی۔

توکل کی حقیقت:

توکل اسے کہتے ہیں کہ انسان ضرورت مندی کے وقت اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے ضرورت کے وقت اسی کی طرف رجوع کرے اور مصیبتوں کے نزول میں اطمینان قلب اور کامل سکون کا ثبوت فراہم کرے کیونکہ متوکل آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ دکھ درد کا آنا صرف اللہ ہی طرف سے ہے، وہ خیر وشر کے ہر کام کو باپ بیٹے، مال ودولت کی طرف سے نہیں رب العالمین کی طرف سے سمجھتے ہیں اور کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے،

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ.

جو اللہ پر توکل رکھتا ہے پس اللہ اسے کافی ہے۔

رضا کا مفہوم:

رضا کا مفہوم یہ ہے کہ انسان پروردگار عالم کے احکامات کو مسکرا کر قبول کرے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ قربت اس شخص کو حاصل ہے جو اس کی رضا پر راضی ہے، حکماء کا کہنا ہے کہ بہت سی مسرتیں امراض ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریاں شفاء ہوتی ہیں، کسی شاعر کا کہنا ہے۔

كَمْ نِعْمَةٍ مَّطْوِيَّةٍ لَكَ بَيْنَ اَنْيَابِ النَّوائِبِ

بہت سی نعمتیں ایسی ہیں جو مصائب سے گھری ہوئی ہیں۔

وَمَسَرَّةٍ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنْ حَيْثُ تَرْتَقِبُ الْمَصَائِبُ

اور کتنی خوشیاں ایسی ہیں جو مصائب کی طرح نازل ہوئیں۔

فَاصْبِرْ عَلٰى حَدَثَانِ دَهْرِكَ فَلِلْاُمُوْرِلِهَا عَوَاقِبُ

خوشی اور غم دونوں میں صبر کر کیونکہ ہر کام کا ایک انجام ہوتا ہے

وَلِكُلِّ كَرْبٍ فُرْجَةٌ وَلِكُلِّ خَالِصَةٍ شَوَائِبُ

ہر غم کے بعد خوشی ہے اور ہر اچھائی میں برائی بھی پوشیدہ ہے۔

ہمارے لیے یہ ارشاد باری تعالیٰ کافی ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہوتی ہے (القرآن۔البقرہ:۲۱۶)۔ بندہ کی عبادت اور طاعت حب دنیا ترک کیے بغیر نامکمل رہتی ہے۔

کسی عقل مند کا کہنا ہے کہ بہترین نصیحت وہ ہے جو دل پر کوئی پردہ نہ رہنے دے اور یہ پردے دنیاوی تعلقات ہیں۔ ایک اور حکیمانہ مقولہ ہے کہ دنیا ایک لمحہ ہے اسے طاعت وعبادت میں بسر کر دے۔

ابوالولید الباجی کا قول ہے۔

اِذَا كُنْتُ اَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا بِاَنَّ جَمِيْعَ حَيَاتِىْ كَسَاعَه

جب تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ تمہاری زندگی ایک ساعت سے زیادہ نہیں۔

فَلِمَ لَا اَكُوْنُ ضَنِيْنًا بِهَا وَاَجْعَلُهَا فِىْ صَلَاحٍ وَّطَاعَة

تو تم اسے احتیاط سے کیوں خرچ نہیں کرتے اسے طاعت وعبادت میں کیوں بسر نہیں کرتے۔

ایک شخص نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے پاس مال ہے؟ عرض کی ہاں، ارشاد فرمایا، مال کو پہلے روانہ کر دو کہ آدمی اپنے مال کے ساتھ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے بھلائی تین چیزوں میں ہے، بولنے دیکھنے اور چپ رہنے میں۔ جس کا بولنا ذکر الٰہی نہیں وہ بولنا فضول ہے جس کا دیکھنا نگاہ عبرت نہیں وہ دیکھنا سہو ونسیان ہے اور جس کی خاموشی فکر آخرت میں نہ ہو وہ خاموشی بے کار ہے کیونکہ تفکر سے دنیا کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور دنیاوی لذات ختم ہو جاتی ہیں اور انسان غور وفکر کا عادی بن جاتا ہے۔

نظر کا تیر:

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ حرام چیزوں کی طرف نگاہ نہ ڈالے کیونکہ نگاہ ایک ایسا تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا اور یہ ایک زبردست قوت ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جس نے اسے خوف باری تعالیٰ سے بچالیا اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان نصیب فرمائے گا جس کی حلاوت اسے اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس ہوگی۔

نگاہ کی حفاظت کرنا:

عقل مند لوگوں کا کہنا ہے کہ

''جس شخص نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اس نے بے انتہا شرمندگی اٹھائی۔ آوارہ نظر انسان کو بے نقاب کرتے ہوئے ذلیل و رسوا کر دیتی ہے اس کی بدولت جہنم کی طویل زندگی ٹھکانا بنتی ہے۔ اپنی نگاہ کی حفاظت نہ کی تو برائیاں تجھ پر غالب ہوں گی۔ اگر اس پر قابو رکھا تو تمام اعضائے جسم تیرے مطیع ہوں گے۔

دل کے لیے نقصان دہ اعضاء:

افلاطون سے پوچھا گیا کہ دل کے لیے جسم کا کون سا حصہ نقصان دہ ہے کان یا آنکھ؟ اس نے کہا یہ دونوں دل کے لیے ایسے ہیں جیسے پرندے کے پر۔ اگر ان میں سے ایک ٹوٹ گیا تو وہ اڑنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔

محمد بن صنوء کا قول ہے: اللہ نے ہر ذی شعور کے لیے یہ سزا رکھ دی ہے کہ وہ اس چیز کو دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے ایک زاہد نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک لڑکے سے مذاق کر رہا تھا۔ زاہد نے اس سے کہا، اے بے وقوف! تو کراما کاتبین اور محافظ فرشتوں سے بھی حیا نہیں کرتا جو تیرے اعمال تحریر کر کے انہیں محفوظ کرتے جا رہے ہیں اور تیری ان برائیوں کے گواہ بن رہے ہیں اور تیری ایسی چھپی ہوئی برائیوں سے آگاہی حاصل کر رہے ہیں جن کو تو لوگوں کے سامنے کرنے سے گھبراتا ہے۔

قاضی الارجانی کا کہنا ہے کہ،

(۱) اے میری دو آنکھو! تم نے غلط نظری سے کام لے کر میرے دل کو بڑی بُری جگہ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

(۲) اے میری آنکھو! میرے دل کو گمراہ کرنے سے باز آ جاؤ تم دو ہو کر ایک کے قتل کے لیے کوشاں ہو۔

شیطان کا جال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنکھیں شیطان کا جال ہیں، آنکھ جلدی اثر کرنے والا عضو ہے اور بہت ہی جلد شکست کھا جاتا ہے، جس کسی نے اپنے اعضاء جسم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال کیا، اس کی امید پوری ہوئی اور جس نے اپنے جسمانی اعضاء کو خواہشات کے پیچھے لگا دیا، اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

ایمان کی حقیقت:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کی حقیقت رسولوں کی لائی ہوئی کتابوں کی تصدیق کو کہا جاتا ہے۔ جو قرآن کی تصدیق کرتا ہے اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے اسے دوزخ سے خلاصی مل گئی۔ جو حرام کردہ چیزوں سے کنارہ کش ہوا وہ توبہ پر مائل ہوا۔ جس نے رزق حلال کھایا وہ پرہیز گار بن گیا۔ جس نے فرائض کو انجام دیا اس کا اسلام مکمل ہو گیا جس نے زبان کو راست گو بنایا وہ ہلاکت سے بچ گیا۔ جس نے ظلم کو ناپسند کیا وہ قصاص سے بچ گیا، جس نے سنن کو ادا کیا اس کے اعمال پاکیزہ ہو گئے اور جس نے خلوص سے اللہ کی عبادت کی اس کے اعمال مقبول ہو گئے۔

اچھی نصیحت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ اور حلال کماؤ نیک کام کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہر دن کی روزی طلب کرو اور خود کو مردوں میں شمار کرو۔ ہر انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسے نیک اعمال پر فخر نہ کرے اس لیے کہ یہ سب سے زیادہ اعمال کو برباد کرنے والی بات ہے جو شخص اپنے اعمال پر فخر کرتا ہے وہ دراصل اپنے پروردگار پر

احسان جتلاتا ہے حالانکہ اسے اپنے عمل کے مقبول ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں بعض اوقات گناہ کے بعد انسان شرم سے ندامت محسوس کرتا ہے اور یہ اس عبادت سے بہتر ہے کہ جس کے نتیجہ میں ریا اور تکبر پیدا ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

وَبَدَالَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ . (الزمر:۴۷)

اور ظاہر ہو جائے گا ان کے لیے اللہ کی طرف سے جو کچھ ان کے گمان میں نہ تھا۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے۔

کہ انہوں نے دنیا میں اعمال کیے اور سمجھا کہ یہ نیکیاں ہیں لیکن قیامت کے دن یہ برائیوں کی صورت میں سامنے آئیں گی۔

ایک بزرگ جب مذکورہ بالا آیت مبارکہ پڑھتے تو فرمایا کرتے کہ ریا کاروں کے لیے ہلاکت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَايُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا. (الکھف:۱۱۰)

اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

یعنی ریا کارانہ طور پر عبادت کا اظہار نہ کرے اور شرم کرتے ہوئے پوشیدہ نہ رکھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن حکیم میں سب سے آخر میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ:۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

جناب محمد بن بشیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

مَضٰی اَکْثَرُ الْاَدْنٰی شَهِیْدًا مُعَدِّلاً وَیَوْسُکَ هٰذَا بِالْفِعَالِ شَهِیْدٌ

(۱) تیرا بہت سا وقت گزر چکا، اس بقیہ تھوڑے کو کام میں لا اس طرح کہ تو عادل گواہ ہو اور تیرے یہ افعال تیری اچھی عادات کی گواہی دیں گے۔

فَاِنْ تَکُ بِالْاَمْسِ اقْتَرَفْتَ اِسَاءَةً فَثَنِّ بِاِحْسَانٍ وَاَنْتَ حَمِیْدٌ

ا(۲) گر تو نے گزشتہ دنوں میں برائیاں جمع کر لی ہیں تو اب نیکیاں کر، تو نیکوکار ہو جائے گا۔

وَلَا تُرْجِ فِعْلَ الْخَیْرِ مِنْکَ اِلٰی غَدٍ لَعَلَّ غَدًا یَاتِیْ وَاَنْتَ فَقِیْدٌ

(۳) اچھی بات کو کل پر نہ ڈال، کل آئے اور تو نہ ہو۔

ایک دوسرے شاعر کا کہنا ہے کہ۔

تَعْجِلُ الذَّنْبَ بِمَا تَشْتَهِیْ وَتَاْمُلُ التَّوْبَةَ فِیْ قَابِلٍ

(۱) بری خواہشات کو جلد پورا کرتا ہے اور توبہ کو کل پر ڈال دیتا ہے۔

وَالْمَوْتُ یَاتِیْ بَعْدَ ذَا غَفْلَةٍ مَا ذٰلِکَ فِعْلَ الْحَازِمِ الْعَاقِلِ

(۲) اسی غفلت میں موت آجائے گی، یہ دانش مندوں کا کام نہیں ہے۔

تقویٰ کی نشانی:

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ تین چیزیں مومن کے متقی ہونے کی علامات ہیں، حاصل نہ کرنے کی صورت میں بہترین توکل، حاصل کر لینے کی صورت میں بہترین رضا اور ختم ہو جانے کی صورت میں بہترین صبر۔

کسی دانا کا کہنا ہے کہ جس نے مصائب پر صبر کیا اس نے مقصود کو حاصل کر لیا۔

ایک شاعر کا کہنا ہے:

عَلَیْکَ بِالصَّبْرِ اِنْ تَاتِیْکَ نَائِبَةٌ مِنَ الزَّمَانِ وَلَا تَرْکُنْ اِلَی الْجَزَعِ!

(۱) اگر تجھ پر زمانہ کوئی مصیبت برپا کرے تو صبر کر، آہ وفغاں نہ کر۔

وَاِنْ تُعْرِضَتِ الدُّنْيَا بِزِيْنَتِهَا فَالصَّبْرُ عَنْهَا وَاٰيِلُ الْخَيْرِ وَالْوَرَعِ

(۲) اگر دنیا اپنی تمام تر خوبصورتی کے باوجود تجھ سے منہ پھیر لے تو صبر کر کیونکہ یہ تقویٰ بھلائی کی علامت ہے۔

فَجَاهِدِ النَّفْسَ قَسْرًا فِيْهَا اَبَدًا تَلْقَ الَّذِیْ تَرْتَجِيْهِ غَيْرَ مُمْتَنِعِ

(۳) اپنے نفس کو صبر اور تقویٰ پر مجبور کر، پھر تو ہر اس فضیلت کو حاصل کر لے گا جس کی تجھے خواہش ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَا يُرْجٰى وَلَمْ يَزَلْ دائِمًا يُعِيْن

(۱) مقصد کے حصول کی چابی صبر ہے اور ایک دائمی مددگار ہے۔

فَاصْبِرْوَ اِنْ طَالَتِ اللَّيَالِیْ فَرُبَمَا سَاعَدَ الْحَزُوْنَ

(۲) اگر دکھ کی رات لمبی ہو جائے تو صبر سے کام لے اس لیے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ تکلیف کا انجام فرحت ہوتا ہے۔

وَرُبَمَا نِيْلَ بِاصْطِبَارٍ مَاقِيْلَ هَيْهَاتَ مَا يَكُوْن

(۳) اور بعض اوقات صبر کرنے والے کو صبر سے کام لینے کے بعد کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا۔

ایک دوسرے شاعر کا کہنا ہے کہ

اَلصَّبْرُ اَوْثَقُ عُدْوَةِ الْاِيْمَانِ وَمَجَنَّةٌ مِنْ نَزْغَةِ الشَّيْطَانِ

(۱) صبر ایمان کی مضبوط رسی اور شیطانی وسوسوں کے لیے ڈھال ہے۔

اَلصَّيْدُفِيْهِ عوقب مَحْمُوْدَةٌ وَالطَّيْشُ فِيْهِ عوتب الْخُسْرَانِ

(۲) صبر کا انجام بہت اچھا اور غصے کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتَ مِنَ الزَّمَانِ سُلِمَةً وَكَذَاكَ فِيْنَا عَادَةُ الْاَزْمَانِ

(۳) اگر زمانہ تجھے کوئی دکھ دے تو سمجھ لے کہ ایسا ہمیشہ سے ہی ہوتا ہے۔

فَدَرِّعِ الصَّبْرَ الْجَمِيْلَ تَيَقُّنًا　　　اِنَّ التَّصَبُّرَ زَائِدُ الرِّضْوَانِ

(۴)　اس یقین کامل کے ساتھ صبر کی زرہ پہن کہ صبر اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے۔

صبر کا اقسام:

(۱)　صبر کی بہت سے اقسام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی پابندی سے ادائیگی کرنا اور ان کے بہترین اوقات کا لحاظ رکھنا۔

(۲)　عبادت پر صبر، دوستوں اور پڑوسیوں کی زیادتیوں پر صبر۔

(۳)　بیماری پر صبر، فقر پر صبر، گناہوں، ناجائز خواہشات، شیطانی وسوسوں اور جسمانی اعضاء کو فضول کاموں میں استعمال کرنے سے صبر وغیرہ۔



باب ۔۲۸

موت کا ذکر

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

اَکْثِرُ وْا مِنْ ذِکْرِھَا دِمِ اللَّذَّاتِ

''لذتوں کو ختم کر دینے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان میں اس طرف اشارہ ہے کہ موت کو یاد کر کے انسان دنیاوی لذات سے منہ موڑ لے تا کہ اسے گارباہ الٰہی میں مقبولیت کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

شہید کے ساتھ حشر:

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

اگر انسانوں کی طرح جانور موت کو جان لیتے تو ان میں کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو شخص دن رات میں بیس بار موت کو یاد کرتا ہے وہ شہید کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ موت کی یاد دنیا سے دل اچاٹ کر دیتی ہے اور آخرت کی تیاری کی ترغیب دیتی ہے لیکن موت کو بھول جانا انسان کو دنیاوی خواہشات میں مگن کر دیتا ہے۔

مومن کے لیے تحفہ:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

موت مومن کے لیے ایک تحفہ ہے اس لیے کہ مومن دنیا میں قید خانے جیسی زندگی بسر

کرتا ہے، اسے اپنی خواہشات نفسانی اور شیطان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور یہ چیز کسی مومن کے لیے عذاب سے کم نہیں لیکن موت اسے ان مصائب سے نجات دلاتی ہے اس لیے یہ اس کے لیے تحفہ ہے۔

مسلمان کے لیے کفارہ:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موت مسلمان کے لیے کفارہ ہے مسلمان سے مراد وہ مومن کامل ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اس میں مومنین کے اچھے اخلاق پائے جائیں اور وہ ہر کبیرہ گناہ سے بچتا ہو۔ ایسے بندے کی موت اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس کو فرائض کی ادائیگی گناہوں سے بالکل پاک وصاف کر دیتی ہے۔

موت کو یاد کرنے کا حکم:

حضرت عطاء خرسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس کے قریب سے گزرے وہ لوگ بلند آواز سے ہنس رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنی مجالس کو لذتوں سے بدمزہ کرنے والی چیز کو بھی یاد کر لیا کرو۔''

پوچھا ''وہ کیا چیز ہے؟''

آپ نے فرمایا۔ ''موت''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اس لیے کہ یہ گناہوں کو مٹاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کر دیتی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: موت جدائی ڈالنے کے لیے کافی ہے پھر ارشاد فرمایا: موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے وہاں کچھ لوگ بیٹھے

ہوئے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے آپ نے فرمایا موت کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو ہنسو کم اور زیادہ روؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کی بہت تعریف کی گئی آپ نے فرمایا کیا وہ موت کو بھی یاد کرتا ہے؟

عرض کیا گیا ہم نے کبھی نہیں سنا۔ اس پر آپ نے فرمایا: پھر وہ ایسا شخص نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔

سب سے زیادہ باعزت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں بیٹھے ہوئے افراد میں میں دسواں تھا ایک انصاری نے آپ سے سوال کیا: سب سے زیادہ دانا اور باعزت کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور اس کے لیے زبردست تیاری کرتا ہے۔ وہ ہوشیار ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں باعزت ہوتے ہیں۔

موت کا انتظار:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ موت نے دنیا کو ذلیل کر دیا ہے اس میں کسی عقل مند کے لیے خوشی ہی نہیں ہے۔ جناب ربیع بن خثیم کا قول ہے کہ ایمان والوں کے لیے موت کا انتظار تمام انتظاروں سے بہتر ہے مزید فرمایا کہ ایک دانا نے اپنے دوست کو لکھا اے بھائی! اس جگہ جانے سے پہلے جہاں خواہش کے باوجود بھی موت نہیں آئے گی۔ موت سے ڈر اور نیک عمل کر۔

موت وآخرت کا ذکر:

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں جب موت کا تذکرہ کیا جاتا تو ان کا ہر عضو سن ہو جاتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ہر رات علماء کو جمع کرتے، موت وقیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ہوئے اتنا روتے کہ معلوم ہوتا جیسے جنازہ سامنے رکھا ہے۔

جناب ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھے موت اور اللہ کے سامنے حاضری کی یاد نے دنیاوی لذتوں سے ناآشنا کر دیا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے موت کو پہچان لیا۔ اس سے تمام دنیا کے دکھ، درد دور ہو گئے۔

جناب مطرب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص بصرہ کی مسجد کے درمیان میں کھڑا کہہ رہا تھا کہ موت کی یاد نے خوف الٰہی رکھنے والوں کے جگر پاش پاش کر دیئے، پروردگار کی قسم تم انہیں ہر وقت بے چین پاؤ گے۔

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، وہاں دوزخ قیامت اور موت کا ذکر سنتے۔

سنگ دلی کا علاج:

حضرت ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا موت کو یاد کیا کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔

موت کے ذکر پر جسمانی کیفیت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے جس دانش مند کو دیکھا اس کو موت سے لرزاں اور غمزدہ پایا۔

موت سے بچنا ممکن نہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک عالم سے کہا مجھے نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا آپ خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے، آپ کے آباؤ اجداد میں آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر کسی نے موت کا ذائقہ چکھا ہے اب آپ کی باری ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے۔

ہر لمحہ موت کی یاد:

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر کے ایک کونے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر لیٹتے اور دائمی موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے، اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو تمام کام بگڑ جائے۔

دائمی نعمتوں کا سوال کرو:

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے اس موت نے دنیاداروں سے ان کی دنیا چھین لی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرو جو دائمی ہیں۔

موت کو یاد کرنے کا فائدہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عنبسہ سے کہا موت کو اکثر یاد کیا کرو اگر تم فراخ دست ہو تو یہ تم کو تنگدست کر دے گی اور اگر تم تنگدست ہو تو یہ تم کو ہمیشہ کی فراخ دستی عطا کر دے گی۔

موت کے لیے تیاری:

حضرت ابوسلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے میں نے ام ہارون سے پوچھا کہ تجھے موت سے محبت ہے؟ اس نے کہا نہیں، میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا میں جس شخص کی نافرمانی کرتی ہوں اس سے ملاقات کی خواہش کبھی نہیں کرتی، موت کے لیے میں نے کوئی کام نہیں کیا اس لیے اسے کیسے محبوب سمجھوں۔

حضرت ابوموسیٰ تمیمی کہتے ہیں کہ مشہور شاعر فرزدق کی بیوی فوت ہوگئی تو اس کے جنازہ میں بصرہ کی مشہور ہستیاں شریک ہوئیں جن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اے ابوفراس! تو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا ساٹھ برس سے لگاتار اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر رہا ہوں، جب اسے دفن کر دیا گیا تو فرزدق نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا۔

اَخَافُ وَرَآءَ الْقَبْرِاِنْ لَّمْ تُعَافِنِیْ اَسَدُّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَّاَضْیَقًا

(۱) اے اللہ! اگر تو مجھے معاف کر دے، میں قبر کے افشار اور شعلوں سے خوفزدہ ہوں۔

اِذَا جَاءَنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَائِدٌ عَنِیْفٌ وَسَوَّاقٌ یَسُوْقُ الْفَرَزْدَقَا

(۲) جب یوم حشر آئے گا تو ایک سنگدل ہیبت ناک فرشتہ فرزدق کو ہنکائیگا۔

لَقَدْ خَابَ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مِنْ شَتٰی اِلَی النَّارِ مَغْلُوْلُ الْقَلَادَةِ اَزْرَقَا

(۳) بے شک نسل آدم کا وہی شخص رسوا ہو جسے طوق پہنا کر دوزخ میں بھیجا گیا۔

عبرتناک اشعار:

بعض شعراء نے اہل قبور کے لیے نہایت عبرتناک اشعار تحریر کیے ہیں۔

قِفْ بِالْقُبُوْرِ وَقُلْ عَلٰی سَاحَاتِهَا مَنْ مِنْكُمُ الْمَغْمُوْرُ فِیْ ظُلُمَاتِهَا

(۱) قبور کے صحنوں (قبرستان) میں کھڑا ہو کر ان سے پوچھ تم میں سے کون تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے،

وَمِنَ الْمُكَرَّمِ مِنْكُمْ فِیْ قَعْرِهَا قَدْ ذَاقَ بُرْدَ الْاَمْنِ مِنْ رَوْعَاتِهَا

(۲) اور کون اس کی گہرائی میں باعزت طور پر امن وسکون میں ہے۔

اَمَّا السُّكُوْنُ لِذِی الْعُیُوْنِ فَوَاحِدٌ لَا یَسْتَبِیْنُ الْفَضْلُ فِیْ دَرَجَاتِهَا

(۳) اہل نظر کے لیے ایک ہی سکون ہے اور مراتب کا فرق دکھائی نہیں دیتا۔

لَوْجَاوَبُوْكَ لَاَخْبَرُوْكَ بِاَلْسُنٍ تَصِفُ الْحَقَائِقَ بَعْدُ مِنْ حَالَاتِهَا

(۴) اگر وہ تجھے جواب دیں تو اپنی زبان حال سے حالات کی حقیقت یوں بیان کریں گے

اَمَّا الْمُطِیْعُ فَنَازِلٌ فِیْ رَوْضَةٍ یُفْضِیْ اِلٰی مَاشَاءَ مِنْ دَوْحَاتِهَا

(۵) جو مطیع اور فرمانبردار تھا وہ جنت کے باغات میں جہاں چاہتا ہے سیر کرتا ہے۔

وَالْمُجْرِمُ الطَّاغِیْ بِهَا مُتَقَلِّبٌ فِیْ حُفْرَةٍ یَاوِیْ اِلٰی حَیَّاتِهَا

(۶) اور بد بخت مجرم سانپوں کے مسکن والے گڑھے میں تڑپ رہا ہے۔

وَعَــقَــارِبٌ تَسْعٰی اِلَیْـهِ فُرُوْجَةً   فِیْ شِدَّةِ التَّعْذِیْبِ مِنْ لَدْغَاتِهَا

(۷) بچھو اس کی جانب دوڑ دوڑ کر حملہ آور ہو رہے ہوں گے اور ان کی وجہ سے اس کی روح شدید عذاب میں مبتلا ہے۔

اہل قبور سے سوال اور ان کا جواب:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر قبرستان سے ہوا تو میں نے یہ اشعار پڑھے۔

اَتَیْتُ الْقُبُوْرَ فَنَادَیْتُمَا   فَاَیْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَر

(۱) میں نے قبرستان میں آ کر پکارا کہ عزت باعزت اور حقیر کہاں ہے؟

وَاَیْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِهٖ   وَاَیْنَ الْمُزَکّٰی اِذَا مَاافْتَخَرَ

(۲) اپنی پاک دامنی پر فخر کرنے والا اور وقت کا حاکم کہاں ہے؟

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبروں سے میرے سوالات کا یہ جواب آیا۔

تَفَانُوْا جَمِیْعًا فَمَا مُخْبِرٌ   وَمَاتُوْا جَمِیْعًا وَمَاتَ الْخَبَرُ

(۱) سب فنا ہو گئے، کوئی خبر دینے والا نہیں رہا تمام کے تمام مر گئے ان کے نشان بھی ختم ہو گئے۔

تَرُوْحُ وَتَغْدُوْ اَبْنَاتُ الثَّرٰی   فَتَمْحُوا مَحَاسِنَ تِلْکَ الصُّوَرَ

(۲) صبح ہوتی ہے اور شام ہوتی ہے اور ان کی خوبصورت شکلیں مٹی بگاڑتی چلی جاتی ہیں۔

فَیَاسَائِلِیْ عَنْ اُنَاسٍ مَضَوْا   اَمَالَکَ فِیْمَا تَرٰی مُعْتَبَر

(۳) اے گزرے ہوؤں کے بارے میں پوچھنے والے کیا تو نے ان قبروں سے عبرت حاصل کی ہے۔

قبر کا ایک کتبہ:

ایک اور قبر پر یہ تحریر تھا۔

قُنَاجِیْک اَحْدَاث ھُنَّ صُمُوْتٌ   وَسُکَّانُھَا تَحْتَ التَّرابِ خُفُوْق

(۱) وہ قبور جن کے رہنے والے منوں مٹی کے نیچے خاموش پڑے ہیں، زبان حال تجھ سے یہ کہہ رہی ہیں۔

اَیَا جَامِعَ الدُّنْیَا لِغَیْرِ بَلَاغَةٍ   لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْیَا وَاَنْتَ تَمُوْتُ

(۲) اے لوگوں کے لیے دنیا اکٹھی کرنے والے تجھے تو مر جانا ہے پھر یہ دنیا تو کس کے لیے جمع کرتا ہے۔

جناب ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان سے گزرا، ایک قبر پر تحریر تھا

یَمُرُّا قَارِبِیْ جَنْبَاتِ قَبْرِیْ   کَاَنَّ اَقَارِبِیْ لَمْ یَعْرِ فُوْنِیْ

(۱) میرے عزیز واقارب میری قبر کے پاس سے انجان بن کر گزر جاتے ہیں

ذَوُوا الْمِیْرَاثِ یَقْتَسِمُوْنَ مَالِیْ   وَمَا یَاْلُوْنَ اَنْ جَحَدُوْا دُیُوْنِیْ

(۲) انہوں نے میرا مال تو تقسیم کر لیا لیکن میرا قرض نہ اتارا۔

وَقَدْ اَخَذُوْا سِھَامَھُمْ وَعَاشُوْا   فَیَا لِلّٰہِ اَسْرَعُ مَانَسُوْنِیْ

(۳) اپنے اپنے حصے لے کر وہ خوش ہیں، ہائے افسوس! انہوں نے مجھے کتنی جلدی بھلا دیا۔

ایک اور قبر پر یہ تحریر تھا۔

اِنَّ الْحَبِیْبَ مِنَ الْاَحْبَابِ مُخْتَلِسٌ   لَایَمْنَعُ الْمَوْتَ بَوَّابٌ وَلَا حَرَسٌ

(۱) موت نے دوست کو دوستوں کی مجلس سے اٹھا لیا اور کوئی دربان، چوکیدار اسے نہ بچا سکا۔

فَکَیْفَ تَفْرَحُ بِالدُّنْیَا وَلَذَّتِھَا   یَامَنْ یُعَدُّ عَلَیْہِ اللَّفْظُ وَالنَّفس

(۲) وہ دنیاوی آسائشوں سے کیسے خوش ہو سکتا ہے جس کی ہر بات اور ہر سانس کو گنا جائے

اَصْبَحْتَ یَا غَافِلًا فِی النَّقْصِ مُنْغَمِسًا   وَاَنْتَ دَهْرُکَ فِی اللَّذَّاتِ مُنْغَمِسٌ

(۳) اے غافل! تو خسارے میں جارہا ہے اور تیری زندگی خواہشات میں غرق ہے۔

لَایَرْحَمُ الْمَوْتُ ذَاجَهْلٍ لِغُرَّتِهٖ   وَلَا الَّذِیْ کَانَ مِنْهُ الْعِلْمُ یُقْتَبَسُ

(۴) موت کسی جاہل پر جہالت کی وجہ سے اور کسی عالم پر علم کی وجہ سے رحم نہیں کرتی۔

کَمْ اَخْرَسَ الْمَوْتُ فِیْ قَبْرٍ وَقَفْتُ بِهٖ   عَنِ الْجَوَابِ لِسَانًا مَابِهٖ خَرَسٌ

(۵) موت نے بہت سے بولنے والوں کو قبروں میں گونگا بنادیا وہ جواب ہی نہیں دے سکتے

قَدْ کَانَ قَصْرُکَ مَعْمُوْرًا لَهٗ شَرَفٌ   فَقَبْرُکَ الْیَوْمَ فِی الْاَجْدَاثِ مُنْدَرِسٌ

(۶) کل تیرا محل بزرگی و عزت سے معمور تھا اور آج تیری قبر کا نشان بھی ختم ہو گیا ہے۔

ایک اور قبر پر یہ تحریر تھا۔

وَقَفْتُ عَلَی الْاَحِبَّةِ حِیْنَ صَفَتْ   قُبُوْرُهُمْ کَاَفْرَاسِ الرِّهَانِ

(۱) اور جب میرے احباب کی قبور اونٹ کی کوہانوں کی طرح بلند اور پھر ہموار ہو گئیں تو مجھے معلوم ہوا۔

فَلَئِنْ بَکَیْتُ وَفَاضَ دَمْعِیْ   رَأَتْ عَیْنَایَ بَیْنَهُمْ مَکَانِیْ

(۲) پس اگر میں روؤں اور میرے آنسو بہنے لگیں تو میری آنکھیں ان میں ٹھکانہ دیکھ لیں۔

ایک طبیب کی قبر کا کتبہ:

ایک طبیب کی قبر پر یہ کتبہ تحریر تھا

قَدْ قُلْتُ لَمَّا قَالَ لِیْ قَائِلٌ   قَدْ صَارَ لُقْمَانُ اِلٰی رَمْسِهٖ

(۱) مجھ سے جب کسی نے کہا تو میں نے کہا کہ لقمان جیسا دانا حکیم بھی اپنی قبر میں بہلا گیا

فَاَیْنَ مَا یُوْصَفُ مِنْ طِبِّهٖ   وَحَذْقِهٖ فِی الْمَاءِ مَعَ جِسْمِهٖ

(۲) پس کہاں ہے وہ جس کی طب میں تعریف کی جاتی تھی وہ اپنے جسم کے ساتھ پانی میں ہے۔

هَیْهَاتَ لَا یَدْفَعُ عَنْ غَیْرِهٖ   مَنْ کَانَ لَا یَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهٖ

(۳) جواپنے آپ سے موت کودفع نہ کرسکا وہ دوسروں سے کیسے موت کودُور کرتا۔

ایک اور قبر کا کتبہ:

ایک اور قبر پر تحریر تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كَانَ لِيْ أَمَلٌ قَصَرَبِيْ عَنْ بُلُوْغِهِ الْأَجَلُ

(۱) اے لوگو! میری بہت سی خواہشات تھیں لیکن ان کو پورا کرنے کی موت نے مہلت نہیں دی۔

فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ رَجُلٌ اَمْكَنَهُ فِيْ حَيَاتِهِ الْعَمَلُ

(۲) انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی زندگی میں نیک عمل کرے۔

مَا اَنَا وَحْدِيْ نُقِلْتُ حَيْثُ تَرٰى كُلٌّ اِلٰى مِثْلِهِ سَيَنْتَقِلُ

(۳) میں تنہا ادھر نہیں آیا بلکہ سب کو ادھر منتقل ہونا ہے۔



باب ۔۲۹

آسمانوں کا تذکرہ

مروی ہے کہ پروردگار عالم نے سب سے پہلے جوہر کی تخلیق کی جب اس پر نگاہِ جلال ڈالی تو وہ پگھل گیا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزنے لگا جس سے وہ پانی بن گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نظر رحمت ڈالی تو نصف پانی جم گیا جس سے عرش بنایا گیا۔ عرش لرزنا شروع ہوا تو اس پر لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر کردیا جس سے وہ ٹھہر گیا لیکن پانی کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا جو تا قیامت موجزن رہے گا۔

ارشاد ربانی ہے،

لَوْ کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ

''اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا''۔

کائنات کی تخلیق:

جب پھر پانی میں تلاطم برپا ہوا جس کے باعث تہہ در تہہ دھوئیں کے بادل اُٹھے اور جھاگ پیدا ہوئی اور ان سے ارض و سماء تخلیق کیے گئے جو باہم ایک دوسرے سے منسلک تھے اور پھر ان دونوں کے مابین پروردگار عالم نے ہوا کی تخلیق فرمائی جس کے دباؤ کے باعث زمین و آسمان کے طبق ایک دوسرے سے جدا ہو گئے چنانچہ ارشاد ربانی ہے،

ثُمَّ اسْتَوٰیٓ اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ

اہل دانش کا قول:

اہل دانش کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دھوئیں سے آسمانوں کی پیدائش فرمائی کہ دھواں آپس میں پیوست ہوتا ہے اور اونچائی پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اور اس لیے بخارات سے

تخلیق نہیں فرمائی کہ وہ واپس لوٹ جاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کی ایک چھوٹی سے مثال ہے پھر حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرف نگاہ رحمت فرمائی تو وہ جم گیا۔

آسمانوں کی رنگت اور نام:

زمین وآسمان دنیا کی اور ہر آسمان دنیا سے دوسرے آسمان کی دُوری اور فاصلہ پانچ سو برس کے سفر کی مسافت کے برابر ہے اور اسی طرح ہر آسمان کا اپنا اپنا جم ہے۔

کہا جاتا ہے کہ پہلا آسمان دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے لیکن کوہ قاف کی ہریالی کے باعث یہ سبز دکھائی دیتا ہے اس آسمان کا نام رقعیہ ہے۔

دوسرا آسمان فیدوم یا موعون وہ ایسے لوہے کا ہے جس سے روشنی کی شعاعیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔

تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریون ہے اور وہ تانبے کا بنا ہے۔

چوتھا آسمان زاہرہ وہ آنکھوں میں خیرگی پیدا کرنے والی چاندی سے بنا ہے۔

پانچواں آسمان کا نان مزینہ یا مہرہ ہے اور وہ سرخ سونے کا ہے۔

چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے وہ چمکدار موتیوں سے بنا ہے۔

ساتواں آسمان لابیہ یا دامعہ ہے یہ سرخ یاقوت کا ہے اور اسی میں بیت المعمور ہے۔

بیت المعمور کی عمارت:

بیت المعمور کے چار ستون ہیں پہلا سرخ یاقوت، دوسرا زبرجد کا تیسرا سفید چاندی اور چوتھا سونے کا ہے۔ بیت المعمور کی عمارت سرخ عقیق کی ہے ہر روز وہاں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر انہیں قیامت تک باری نہیں آئے گی۔

زمین کی افضلیت

معتبر قول یہ ہے کہ آسمانوں سے زمین اس وجہ سے افضل ہے کہ یہ انبیاء کا مولد ومدفن ہے۔ زمین کے طبقات میں سے اوپر والا طبقہ سب سے بہتر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق آباد ہے۔

سات ستاروں کی تفصیل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمانوں میں سب سے افضل کرسی ہے۔ جس کی چھت عرش الٰہی سے ملی ہوئی ہے۔ سات ستاروں کے علاوہ تمام مفید ستارے اسی آسمان میں ہیں۔ سات ستاروں کی تفصیل اس طرح ہے۔

زحل: جو ہفتہ کے دن کا ستارہ ہے ساتویں آسمان میں ہے۔

مشتری: جو جمعرات کا ستارہ ہے، چھٹے آسمان میں ہے۔

مریخ: منگل کا سیارہ مریخ پانچویں آسمان میں ہے۔

شمس: اتوار کا سیارہ چوتھے آسمان میں ہے۔

زہرہ: جمعہ کا ستارہ تیسرے آسمان میں ہے۔

عطارد: بدھ کا سیارہ عطارد دوسرے آسمان میں ہے۔

قمر: سوموار کا سیارہ قمر پہلے آسمان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ارض و سماوات کی صنعت میں بے شمار عجائبات ودیعت کیے ہیں اگرچہ تمام آسمان دھوئیں سے پیدا کیے ہیں لیکن کسی میں ایک دوسرے کی مشابہت نہیں پائی جاتی آسمان سے پانی برسا، اس سے مختلف سبزیاں اور پھل اگائے جن کے ذائقے اور رنگ الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے باعث وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لذیذ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں مختلف اقسام بنائیں۔ کوئی سفید ہے کوئی سیاہ، کوئی فرش اور کوئی اداس کوئی اہل ایمان، کوئی کافر، کوئی عالم اور کوئی جاہل۔ ہے حالانکہ تمام کا تعلق آدم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔



باب ۔۳۰

عرش، کرسی، مقرب ملائکہ، توکل اور رزق

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (البقرۃ:۲۵۵)

اس کی کرسی آسمان اور زمین سے وسیع ہے۔

ایک قول ہے کہ کرسی علم ہے ایک قول میں ملک اور سلطنت مراد لی گئی ہے اور ایک قول میں مشہور آسمان کا نام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کرسی ایک موتی ہے جس کی لمبائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے وسیع صحرا میں پڑا ہوا ایک حلقہ ہو۔

ابن ماجہ کی روایت ہے آسمان کرسی میں ہیں اور کرسی عرش الٰہی کے سامنے ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ سورج کرسی کے نور کا سترہواں حصہ ہے اور عرشِ الٰہی حجابات کے نور کا سترہواں حصہ ہے۔

روایت ہے کہ عرش اور کرسی اٹھانے والے ملائکہ کے مابین ستر ہزار نور کے اور ستر ہزار ظلمت کے پردے حائل ہیں۔ ہر پردہ پانچ سو سال کی مسافت کا ہے اگر یہ پردے نہ ہوں تو حاملین کرسی عرش کے نور سے جل جائیں عرش ایک نورانی چیز ہے جو کرسی سے علیحدہ اور اس کے اوپر وجود رکھتا ہے لیکن اس قول سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اختلاف کرتے ہیں۔

عرش الٰہی کی حقیقت:

عرشِ الٰہی کی بناوٹ کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض روایات کے مطابق سرخ یاقوت کا اور بعض سبز موتی کا بعض کے نزدیک سفید موتی سے بنایا گیا ہے اللہ ہی اس حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

ماہرین فلکیات اسے نواں آسمان یعنی فلک اعلیٰ، فلک الافلاک اور فلک اطلس قرار دیتے ہیں اس میں کوئی ستارہ نہیں قدیم ہیئت دانوں کے نزدیک تمام ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں جس کو وہ فلک البروج اور اہل شرع کرسی کا نام دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا عرش مخلوقات کی چھت ہے، کوئی چیز اس کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتی، وہ بندوں کے علم و ادراک اور مطلوب کی انتہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم.

پس اگر وہ پھر جائیں تو کہئے کہ مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک توریت میں متوکل تھا اور کیوں نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر معرفتِ الٰہی کا شناسا اور کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موحدین کے سردار اور عارفین کاملین کے رہنما ہیں، توکل کی حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح واضح تھی۔

توکل کا اصل مفہوم:

توکل کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اسباب سے قطع نظر کرلیا جائے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے بلکہ توکل اسباب کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک اعرابی نے پوچھا میں اونٹ کا پیر باندھ کر، یا کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا اونٹ کا پاؤں باندھ دے اور پھر اللہ پر توکل کر۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرنے کی حقیقت کو جان لیتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دیتا جو صبح بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ

بھرے ہوتے ہیں۔

تقریب الٰہی کا حصول:

حضرت ابراہیم بن ادہم اور حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی اور ابراہیم ادہم نے دریافت کیا اے شفیق بلخی تمہیں یہ مقام ارفع کیسے حاصل ہوا۔ حضرت شفیق نے جواب دیا کہ ایک دفعہ میرا ایک جنگل سے گزار ہوا، وہاں میں نے ایک ایسا پرندہ پڑا دیکھا جس کے دونوں بازو ٹوٹے ہوئے تھے۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دیکھوں تو سہی اسے کیسے رزق ملتا ہے میں وہاں بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک ٹڈی تھی اور اس نے وہ پرندے کے منہ میں ڈال دی، میں نے دل میں سوچا کہ وہ دنیا کا رازق ایک پرندے کے ذریعے دوسرے پرندے کا رزق رسید کرتا ہے میرا رزق بھی مجھے ہر حالت میں رسید کرسکتا ہے۔ لہٰذا میں نے سب کاروبار چھوڑ دیئے اور یاد الٰہی میں مصروف ہوگیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، اے شفیق! تو نے اپاہج پرندہ بننا پسند کیا اور تندرست پرندہ بننا پسند نہ کیا کہ تم کو مقام ارفع حاصل ہوتا۔ کیا تم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اہل ایمان دائمی طور پر درجات کی آرزو کرتا ہے۔ تا آنکہ وہ ابرار کی صف میں جگہ پاتا ہے حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چومتے ہوئے فرمایا، بے شک آپ میرے استاد ہیں۔

اصل روزی رساں:

انسان جب رزق کے حصول کے اسباب مہیا کرے تو اسباب کی بجائے خالق کو اپنا نصب العین بنائے جو اصل میں روزی مہیا کرتا ہے۔ سائل جو کشکول گدائی لے کر پھرتا ہے وہ کشکول کو نہیں دینے والے سخی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو خود کو سب سے زیادہ غنی بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے اپنے مال سے زیادہ انعام باری تعالیٰ پر نظر رکھے۔

تین باتوں کی ضمانت:

روایت ہے حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے

مرید تھے۔ان سے کہا گیا اپنے مرشد کا کوئی عجیب واقعہ سنائیے۔انہوں نے کہا:

''ہم مکہ معظمہ جا رہے تھے راستے میں زادراہ ختم ہو گیا۔ہم کوفہ کی ویران مسجد میں ٹھہر گئے۔ میں بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا میری حالت دیکھ کر آپ نے مجھ سے قلم و دوات منگوائی اور کاغذ پر بسم اللہ لکھا ہر حالت میں اے رب العالمین! تو ہی ہمارا مقصود اور ہر کام میں تو ہی جائے پناہ ہے۔پھر یہ اشعار تحریر کیے۔

اَنَـا حَـامِـدٌ اَنَـا شَـاكِـرٌ اَنَا جَـائِـعٌ اَنَـا ضَائِعٌ اَنَا عَارِیْ

(۱) میں تیری حمد کرنے والا، شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا ہوں، میں بھوکا، خستہ حال اور برہنہ ہوں۔

هِیَ سُتَّةٌ وَاَنَا الضَّمِیْنُ لِنِصْفِهَا فَكُنِ الضَّمِیْنَ لِنِصْفِهَا یَابَارِیْ

(۲) اے اللہ! تین باتوں کا میں ضامن ہوں اور بقایا تین کی ضمانت تو قبول فرمالے۔

مَدْحِی لِغَیْرِکَ لَهْبُ نَارٍ خِفْتُهَا فَاجِرْ عَبِیْدَکَ مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

(۳) تیرے سوا کسی اور کی ثنا میرے لیے آگ سے کم نہیں، اپنے بندے کو اس آگ سے بچالے۔

اور مجھ سے فرمایا دل میں کسی غیر کا خیال نہ لانا، جو شخص تمہیں سب سے پہلے دکھائی دے یہ رقعہ دے دینا۔سب سے پہلا شخص جو مجھے ملا وہ ایک خچر سوار تھا، میں نے یہ رقعہ اس کو دے دیا، اس نے پڑھا اور رونے لگا پھر پوچھا، اس رقعہ کا کاتب کہاں ہے؟ میں نے کہا فلاں ویران مسجد میں بیٹھا ہے، یہ سنتے ہی اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے، بعد میں مجھے ایک شخص ملا، میں نے اس سے خچر سوار کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ نصرانی تھا، میں نے واپس آکر جناب ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ کہہ سنایا۔آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو وہ ابھی آجائے گا۔کچھ دیر کے بعد وہ نصرانی آگیا اور حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ کے سر کو چومنے لگا اور اسلام قبول کرلیا۔

فرشتے عرش الٰہی نہ اُٹھا سکے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش کو تخلیق فرمایا اور انہیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا لیکن وہ نہ اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ سات آسمانوں کے فرشتوں کے مساوی فرشتے تخلیق فرمائے، پھر انہیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھا سکے، پھر اللہ تعالیٰ ہر فرشتہ کے ساتھ ساتوں ارض و سموات کے ملائکہ کے مساوی فرشتے پیدا فرمائے اور انہیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ پھر بھی نہ اٹھا سکے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کہو، جب انہوں نے یہ کہا تو عرش الٰہی کو اٹھالیا لیکن ان کے قدم ساتویں زمین میں ہوا پر جم گئے۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ ہمارے قدم ہوا پر ہیں اور نیچے کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے تو انہوں نے عرش الٰہی کو مضبوطی سے تھام لیا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنے میں محو ہو گئے تاکہ وہ انتہائی پستیوں پر گرنے سے محفوظ رہیں اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش الٰہی تھامے ہوئے ہیں۔ بلکہ ان تمام کو قدرت الٰہی سنبھالے ہوئے ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ **حسبی اللہ لا الہ لا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم** پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام ارادوں کو پورا کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام سر انجام پاتے ہیں۔



باب ۔۳۱

مذمتِ دنیاوترکِ دنیا

قرآن پاک میں مذمت دنیا اور دنیا کو ترک کر کے آخرت کی طرف راغب کرنے کے لیے بہت سی آیات مبارکہ میں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا۔ قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور اس قدر مشہور ہیں کہ ان کے ذکر سے صرف نظر کر کے یہاں پر صرف چند احادیث مبارکہ کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

دنیا کی وقعت:

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اس کی بدبو ہی کی وجہ سے تو یہاں پھینک دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقعت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پی سکتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے، مزید فرمایا دنیا ملعون ہے، اس کی ہر وہ چیز ملعون ہے جو اللہ کے لیے نہ ہو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو اچھا نہ سمجھا، تم فانی دنیا پر باقی رہنے والی چیزوں کو ترجیح دو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کا سبب:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے پانی اور شہد منگوایا، آپ پینے کے لیے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رو پڑے۔حتیٰ کہ سب رونے لگے۔دوبارہ منہ کے قریب لے گئے تو پھر رونے لگے۔صحابہ کرام نے خیال کیا کہ آپ سے کوئی بات پوچھی نہیں جا سکتی جب آنسو آپ نے صاف کر لیے تو ہم نے سوال کیا:

''اے اللہ کے رسول کے خلیفہ برحق! آپ کیوں روئے؟''

فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا آپ کوئی چیز ہٹا رہے ہیں۔میں نے عرض کیا''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟''

فرمایا۔''یہ دنیا تھی میرے سامنے آئی۔ میں نے کہا مجھ سے دور ہو جا پھر واپس آئی اور کہنے لگی۔بے شک آپ مجھ سے دور رہتے ہیں آپ کے ایک عرصہ بعد آنے والے مجھ سے دور نہیں رہیں گے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''ایسے انسان پر تعجب ہے جو جنت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول کے لیے سر گرم عمل ہے۔''

دنیا کیا ہے؟

روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کوڑے کے ڈھیر کے نزدیک کھڑے ہوئے اور فرمایا دنیا کی طرف آیئے، آپ نے ایک پرانا چیتھڑا اور بوسیدہ ہڈی دست مبارک میں لے کر فرمایا یہ دنیا ہے۔

اس مثال سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ دنیا کی زینت اس چیتھڑے کی طرح بوسیدہ ہو جائے گی۔اور چلتے پھرتے انسان کی ہڈیاں اس ہڈی کی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، دنیا سبز اور شیریں ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے، بنی اسرائیل پر جب دنیا وسیع کر دی گئی تو انہوں نے تمام کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لیے وقف کر دی تھیں۔

دنیا پرستی نہ کرو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کو معبود بنا کر اس کے بندے نہ بن جاؤ۔ اپنا خزانہ اس ذات کے لیے جمع کرو جو کسی کی کمائی کو ضائع نہیں کرتا، دنیاوی خزانوں کے لیے تو خوف ہلاکت ہوتا ہے مگر جس کے خزانے اللہ کے یہاں جمع ہوں وہ کبھی ہلاک نہیں ہوں گے۔ آپ نے مزید فرمایا اے میرے حواریو! میں نے دنیا کو اوندھے منہ ڈال دیا ہے۔ تم میرے بعد کہیں اسے گلے نہ لگا لینا۔ دنیا کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس میں آدمی اللہ کا فرمان بن جاتا ہے۔ اور اسے چھوڑے بغیر عقبی کی بھلائی ناممکن ہے۔ دنیا میں دلچسپی نہ لو، اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور باخبر رہو، دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور ایک لمحہ کی خواہش نفسانی اپنے پیچھے طویل پشیمانی چھوڑ جاتی ہے اور فرمایا کہ دنیا تمہارے لیے سواری بنائی گئی اور تم اس کی پشت پر سوار ہو گئے تو اب بادشاہ اور عورتیں تمہیں اس سے نہ اتار دیں، رہا بادشاہوں کا معاملہ تو ان سے دنیا کی وجہ سے مت جھگڑو، وہ تمہاری دنیا اور تمہاری پسماندہ چیزوں کو تمہیں واپس نہ کریں گے، رہی عورتیں تو ان کے نماز و روزہ سے ہوشیار رہو۔ مزید فرمایا دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا طالب ہوتا ہے دنیا اس کی طالب رہتی ہے اور اسے رزق بہم پہنچاتی ہے۔ اور جو دنیا کا طالب ہوتا ہے اسے عقبی طلب کرتی ہے اور موت اسے گدی سے پکڑ کر لے جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی اس کی جانب نگاہ رحمت سے نہیں دیکھا۔

باقی رہنے والی چیز:

مروی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں جا رہے تھے، پرندے آپ پر سایہ فگن تھے، انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے، بنی اسرائیل کے ایک بزرگ نے دیکھ کر کہا اے سلیمان! بخدا اللہ نے آپ کو ملک عظیم عطا کیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیونکہ یہ سب فانی ہے لیکن تسبیح باقی رہنے والی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، تمہیں مال کی کثرت نے مشغول کر رکھا ہے،

انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال، لیکن اپنے مال میں، جوتو نے کھایا، وہ ختم ہوگیا، جو پہنا وہ پرانا ہوگیا، جواللہ کی راہ میں خرچ کیا وہی باقی رہے گا۔

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، بے وقوف ہی اسے جمع کرتا ہے۔ جاہل ہی اس کے لیے جھگڑتا ہے۔ ناسمجھ ہی اس کے لیے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جس کی سب سے بڑی خواہش حصول دنیا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے کے دل پر چار چیزوں کو مسلط کر دیتا ہے، دائمی غم، دائمی مشغولیت، دائمی فقر اور کبھی نہ پوری ہونے والی خواہشات۔

دنیا کی حقیقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تجھے دنیا کی حقیقت دکھلاؤں؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں گوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں، آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت خواہشات تھیں لیکن آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہیں رہی اور بہت جلد یہ مٹی ہو جائیں گی، یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں جنہیں انہوں نے کما کما کر کھایا، آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گزرتے ہیں، یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے لباس تھے، آج ہوا انہیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر وہ شہروں شہروں پھرا کرتے تھے، جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت روئے۔

فرمان باری تعالیٰ:

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تباہی کے لیے عمارات تعمیر کرو، اور موت کے لیے بچوں کو پیدا کرو۔

دنیا چھوٹی اور فانی ہے:

حضرت داؤد بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ کہ اے دنیا! تو صالحین کی نگاہ میں اپنے تمام حسن و جمال کے باوجود بے وفا ہے۔ میں نے ان کے دلوں میں تیزی دشمنی رکھ دی ہے میں نے تجھ جیسی بے وقار کوئی اور چیز نہیں پیدا کی، تیری ہر ادا جھوٹی اور فانی ہے۔ میں نے تیری تخلیق کے وقت فیصلہ فرما دیا تھا کہ نہ تو کسی کے پاس ہمیشہ رہے گی اور نہ ہی ہمیشہ رہے گا۔ اگرچہ تجھے پانے والا کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو، صالحین کے لیے خوشخبری ہے جن کے دل میری رضا پر راضی ہیں اور جن کے دل صدق و استقامت کا گہوارہ ہیں ان کے لیے بشارت ہے کہ جب وہ قبروں سے جماعت در جماعت اٹھیں گے تو میں انہیں یہ جزا دوں گا کہ ان کے آگے نور ہوگا اور فرشتے انہیں گھیرے ہوئے ان کی خواہشات کے مرکز یعنی جنت میں پہنچائیں گے۔

دنیا کی التجا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے تخلیق فرمایا ہے کبھی رحمت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ بروز محشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گی، مجھے اپنے دوستوں کے مقدر لکھ دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

رفع حاجت کی جگہ کی تلاش:

مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے منع شدہ پھل کھالیا تو انہیں پیٹ میں بوجھ محسوس ہوا حالانکہ بہشت کی نعمتوں میں یہ بات نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام قضائے حاجت کی غرض سے چاروں طرف حیران پھر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ حاضر ہوا اور کہنے لگا آدم! حیران کیوں پھر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اپنے پیٹ کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں فرشتہ نے کہا اس بوجھ کو تم کہاں ڈالو گے؟

جنت کے فرش پر، تختوں پر، درختوں کے سایہ میں، جنت کے نہروں کے کناروں پر؟ بہشت میں ان چیزوں کی کوئی جگہ نہیں ہے، آپ دنیا میں تشریف لے جائیں۔

دنیاداروں کا انجام:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمال حسنہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے لیکن انہیں دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا! وہ نماز روزہ ادا کرنے والے ہوں گے، فرمایا ہاں وہ روزہ دار اور رات کا ایک حصہ عبادت میں گزارنے والے ہوں گے لیکن وہ دنیا کے دلدادہ ہوں گے۔

مومن کے لیے خوف:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

''مومن ہمیشہ دو خوفوں کے درمیان ہوتا ہے گزرے ہوئے وقت میں اعمال پر پریشان رہتا ہے اور آنے والے وقت کے لیے فکر مند کہ اللہ نے میرا کیا مقدر بنایا ہے۔''

بندہ کو سوچنا چاہیے کہ اس نے آخرت کے لیے کیا زادِراہ لیا ہے زندگی میں موت کا سامان کرے جوانی میں بڑھاپے کے لیے فکر مند رہے دنیا انسان کے لیے پیدا ہوئی ہے اور یہ آخرت کے لیے۔

اللہ رب العزت کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بندہ کے لیے موت کے بعد جنت یا دوزخ کے علاوہ اور کوئی ٹھکانہ نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہوتے اسی طرح ایک دل میں دنیا کی محبت اور آخرت کا خوف جمع نہیں ہوتے۔

دنیا کی زندگی مختصر ہے:

مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام نے دریافت کیا آپ نے تمام انبیاء سے طویل عمر پائی فرمائیے دنیا کو کیسے پایا؟

آپ نے فرمایا جیسے ایک سرائے کے دو دروازے ہوں ایک سے اندر گیا اور دوسرے سے باہر آیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا آپ اپنے رہنے کے لیے مکان کیوں نہیں بنوا لیتے آپ نے فرمایا۔ ''مجھ سے پہلے کے لوگوں کے بنے ہوئے مکان ہی میرے لیے کافی ہیں۔''

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''دنیا سے ڈرو، یہ ہاروت و ماروت سے بھی بہت زیادہ جادوگر ہے۔''

پچاس صدیقوں کا درجہ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف لائے اور فرمایا کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے اندھے پن کا نہیں بلکہ بینائی کا سوال کرتا ہے؟ جان لو کہ جو دنیا کی طرف راغب ہو گیا اور اس سے بے شمار امیدیں رکھنے لگا اس کا دل اندھا ہو گیا اور جس نے دنیا کو ترک کر دیا اور اس سے کوئی خاص امیدیں نہ رکھیں، اللہ تعالیٰ نے اسے نور بصیرت عطا فرما دیا، وہ تعلیم کے بغیر علم اور تلاش کے بغیر ہدایت یافتہ ہو گیا۔ تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جن کی حکومت کی بنیاد قتل اور جور و جفا پر ہوگی، جن کی امیری و دولت مندی بخل اور تکبر سے بھرپور ہوگی اور نفسانی خواہشات کے سوا انہیں کسی چیز سے محبت نہیں ہوگی، خبردار تم میں سے کوئی اگر وہ وقت پائے اور مالداری کی قوت رکھتے ہوئے فقر پر راضی ہو جائے، محبت پا سکنے کے باوجود ان سے عداوت پر راضی رہے اور رضاء الٰہی میں عزت حاصل کر سکنے کے باوجود تواضع سے زندگی بسر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا درجہ عطا فرمائے گا۔

ترکِ دنیا کا اجر:

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شدید بارش میں گھر گئے، آپ کو پناہ تلاش کرتے ہوئے ایک خیمہ نظر آیا، جب نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے، واپس لوٹے تو پہاڑ کا ایک غار نظر آیا، وہاں جا کر دیکھا تو ایک شیر کھڑا تھا، آپ نے اس پر ہاتھ رکھا اور عرض کی اے رب العالمین! تو نے ہر چیز کا ٹھکانہ بنایا ہے لیکن میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا ٹھکانہ میری رحمت ہے، میں قیامت کے روز اپنے دست قدرت سے پیدا کردہ سو حوروں سے تیرا نکاح کروں گا اور تیری دعوت ولیمہ چار ہزار برس جاری رہے گی، ہر سال کے دن دنیا کی زندگی کے برابر ہوں گے اور ندا کرنے والا تیرے فرمان سے ندا کرے گا

اے دنیا کو ترک کرنے والو! آؤ اور زاہد اعظم عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی شادی دیکھو۔

طالب دنیا کا انجام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ طالب دنیا کے لیے ہلاکت ہو، وہ دنیا کو کیسے چھوڑ کر مرے گا، جس کی تمام توجہ اعتماد اور بھروسہ اسی دنیا پر ہے۔ یہ لوگ اپنی پسندیدہ چیز کا کیسے مقابلہ کریں گے، جو انہیں پسندیدہ چیزوں سے الگ کردے گی، اور جس کے بارے میں ان کو پہلے سے ہی بتادیا گیا تھا، ہلاک ہوا وہ شخص جس کی تمام کوشش دنیا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ جس کے اعمال گناہوں پر مشتمل ہیں وہ کل بروز محشر اپنے گناہوں سے کیسے نجات حاصل کرے گا۔

دنیا بُرا گھر ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! علیہ السلام تمہارا ظالموں کے گھر سے کیا تعلق؟ تم اپنا تعلق اس دنیا سے جو بہت برا گھر ہے، ہٹالو۔ یہ صرف اسی کے لیے اچھی ہے جو اس میں رہ کر اپنے پروردگار کو راضی کرلیتا ہے، اے موسیٰ علیہ السلام! میں ہر مظلوم کو اس کا حق دلاؤں گا۔

دنیا فتنہ ہے:

روایت ہے، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا، آپ وہاں سے مال متاع لے کر آئے جب انصار کو ان کے آنے کی خبر ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا شاید تمہیں ابوعبیدہ کے مال لے کر آنے کی اطلاع ہوگئی ہے انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا ڈر نہیں لیکن اس بات کا ڈر ہے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر دنیا کشادہ ہوئی اور وہ اس میں مشغول ہو کر ہلاک ہوئے کہیں تم بھی ایسے نہ ہو جاؤ۔"

بوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "مجھے اس کا ڈر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا معہ اس کے فتنوں کے کشادہ نہ فرمادے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "دنیا کی یاد سے اپنے دل کو مشغول نہ رکھو۔"

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا کی یاد میں مشغول رہنے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ کوئی شخص اپنی تمام تر توجہ و کوششیں اس طرف لگائے۔

دنیا سے محبت رکھنے کا انجام:

حضرت عمار بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جس کے رہنے والے مختلف اطراف اور راستوں پر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان پر راضی نہیں ہے۔ ورنہ انہیں ضرور دفن کیا جاتا۔ حواریوں نے عرض کی، ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کا علم ہو جائے، حضرت عیسیٰ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب رات آجائے تو ان سے دریافت کرنا، یہ اپنی ہلاکت کی وجہ بیان کریں گے۔ جب رات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بستی والو! ایک آواز آئی لبیک یا روح اللہ، آپ نے دریافت کیا تمہاری یہ حالت کیوں ہے اور اس عذاب کے نازل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ جواب ملا ہم نے عافیت کی زندگی گزاری اور دوزخ کے حقدار قرار پائے اس لیے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے تھے اور گنہگاروں کی پیروی کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہیں دنیا سے کیسی محبت تھی؟ جواب آیا جیسے ماں کو بچہ سے محبت ہوتی ہے۔ جب ہمارے پاس دنیا آجاتی ہم خوش ہوتے اور جب دنیا چلی جاتی تو ہم غم میں مبتلا ہو جاتے، آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ صرف تو ہی جواب دے رہا ہے اور تیرے باقی ساتھی چپ ہیں، جواب ملا، طاقتور پر ہیبت فرشتوں نے ان کو آگ کی لگام میں ڈالی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیسے جواب دے رہا ہے؟ جواب آیا میں ان میں رہتا ضرور تھا لیکن ان جیسے بُرے کام نہیں کرتا تھا۔ جب عذاب الٰہی آیا تو میں بھی اس کی لپیٹ میں آگیا، اب میں دوزخ کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں۔ کیا معلوم اس سے خلاصی پاتا ہوں یا اس میں گر جاتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو فرمایا نمک سے جو کی روٹی کھانا، پرانا کپڑا پہننا اور کوڑے کے ڈھیر پر سو جانا، دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے بہت اچھا عمل ہے۔

ہر کمال کو زوال ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تیز رفتار اونٹنی جس کا نام عضبا تھا تیز رفتاری میں سب سے بہتر تھی ایک مرتبہ ایک اعرابی کی اونٹنی

اس سے آگے نکل گئی جس کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہت افسوس ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ قدرت کا قانون ہے کہ ہر کمال کو زوال ہے۔

دنیا سے دشمنی رکھو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو سمندر کی لہروں پر عمارت تعمیر کرے یہ دنیا اسی طرح ہے تم اسے اپنی آرام گاہ نہ بناؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا محبوب بنا لے۔ انہوں نے فرمایا تم دنیا سے دشمنی رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

آخرت کو ترجیح دو:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے۔

اچھی نصیحت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک بیان فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

''اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، یہ دنیا تمہارے سامنے بے وقعت ہوتی، اپنی طرف سے حضرت ابو الدرداء نے کہا جس قدر میں جانتا ہوں اگر تم اتنا ہی جانتے تو آبادی کو چھوڑ کر ویرانوں میں نکل جاتے اپنے اعمال پر روتے اور اپنے اموال چھوڑ کر بھاگتے۔ اب امید نے تمہارے دلوں سے آخرت کی باتیں مٹا رکھی ہیں۔ اب دنیا تم پر غالب ہے اور جہالت کا تم پر غلبہ ہے بعض باتوں میں تم حیوانوں سے بدتر ہو کیونکہ وہ بھی اپنی خواہشات کو نہیں چھوڑتے اور انجام سے تم غافل ہو۔ نہ تمہیں اللہ سے محبت ہے نہ تم میں احکام باری تعالیٰ کی پابندی ہے نہ تمہیں نصیحت کارگر ہے۔ بظاہر تم اللہ کے دین میں ہونے کی بنا پر بھاری بھاری ہو تم طرح طرح کی خواہشات کے غلام ہو اگر تم نیک ہو جاؤ اور تم الفت و محبت کرنے لگو تم ہو کہ دنیا اور آخرت کے بارے میں تمہیں نصیحت پسند نہیں، نہ تم اپنے دوستوں کو

نصیحت کرتے ہو نہ آخرت کے بارے میں سمجھاتے ہو اس سے عیاں کہ تمہارے دلوں میں ایمان کی کمزوری ہے۔ جس طرح تم دنیا کے طالب ہو اسی طرح آخرت کو اس پر ترجیح دو لیکن دنیا تمہارے اعمال پر حاوی ہے اگر تم یہ جواب دو کہ دنیا کی محبت ہم پر غالب ہے تو کیا کریں؟ تو تم ایسے ہو جو آخرت چھوڑ کر دنیا کے دلدادہ ہیں تم محض مشقت برداشت کر رہے ہو اس کے باوجود تمہیں یقین نہیں کہ دنیا تمہیں مل جائے گی۔ تم بدترین اس لحاظ سے ہو کہ ایمان کی دولت تمہیں نصیب نہیں۔ اگر تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے بارے میں کچھ شک ہے تو آؤ ہم تمہاری رہنمائی کردیں تمہیں وہ نور دکھائیں جسے دیکھ کر تمہیں اطمینان قلب نصیب ہو۔ اللہ کی قسم اگر پیدائشی طور پر تم ناقص العقل نہیں ہو کہ تمہیں معذور سمجھیں اگر دنیاوی نقصان ہو جائے تو غم زدہ ہو جاتے ہو تمہاری اس حالت کا اندازہ تمہارے چہرے سے ہو جاتا ہے۔ تم شکوہ کرتے ہو اور اسے مصیبت قرار دیتے ہوئے ماتم کرتے ہو۔ عام دنیا داروں نے تو زیادہ تر دین سے روگردانی اختیار کر رکھی ہے۔ دین کا نقصان تو تمہیں دکھائی ہی نہیں دیتا نہ تمہاری حالت میں کوئی تبدیلی دکھائی دیتی ہے یوں لگتا ہے جیسے تم اللہ سے بیزار ہو چکے ہو تم بظاہر ایک دوسرے کو خوش خوش ملتے ہو لیکن حقیقت برعکس ہے دوسرا بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے تم کینہ پرور ہو تم نے لمبی امیدیں باندھ رکھی ہیں اور مرنا تمہیں یاد نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے بچائے اور مجھے ایسے محبوب کی خدمت میں پہنچائے اگر وہ دنیا میں ہوتے تو کبھی تم میں رہنا پسند نہ کرتے اگر نیک بننے کی خواہش ہے تو میں نے تمہیں بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اللہ سے نعمتوں کا سوال کرو وہ آسانی سے حاصل ہو جائیں گی۔ میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کا طلب گار ہوں۔

دین کی سلامتی کا راز:

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا، دنیا دار جس طرح دنیا کی چاہت میں تھوڑے سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کی غرض سے معمولی سی دنیا پر رضا مند ہو جاؤ اس حوالے سے کسی شاعر کا کہنا ہے کہ

اَرَیٰ رِجَالًا بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَدْ قَنَعُوْا وَمَا اَرٰھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

(۱) میں نے لوگوں کو دیکھا ہے وہ معمولی سے دین پر راضی ہو گئے لیکن معمولی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔

فَاسْتَغْنِ بِالدِّيْنِ عَنْ دُنْيَا الْمُلُوْكِ كَمَا   اِسْتَغْنَى الْمُلُوْكُ بِدُنْيَا هُمْ عَنِ الدِّيْنِ

(۲) جس طرح دنیا دار اور دنیا کے بدلے دین سے بے نیار ہو گئے ہیں تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہو جا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دنیا کو سونے چاندی کے لیے طلب کرنے والے! ترک دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

سب سے بڑا گناہ:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! دنیا میں دل نہ لگانا اس سے بڑا کوئی گناہ میری بارگاہ میں نہیں ہے۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو رو رہا تھا جب واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے معاف نہیں کروں گا، یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

چھ عادات:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ چھ عادات ہوں گی وہ دوزخ کی آگ سے دور اور جنت کا مطلوب ہے۔

(۱) جس نے اللہ کو پہچان کر اس کی عبادت کی۔

(۲) جس نے شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت کی۔

(۳) جس نے حق کو پہچان لیا اور اس کا اتباع کیا۔

(۴) جس نے باطل کو پہچانا اور اس سے پرہیز کیا۔

(۵) جس نے دنیا کو پہچان کر اسے ترک کیا۔

(۶) جو آخرت کو پہچان کر اس کا طلب گار بنا۔

کامیاب ترین لوگ:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا جن کے پاس دنیا امانت کے طور پر آئی اور انہوں نے اسے خیانت کے بغیر لوٹا دیا اور اللہ کی بارگاہ میں بہت ہلکے پھلکے روانہ ہوئے۔

پھر فرمایا جو تجھے دین کی طرف توجہ دلائے، اسے قبول کرلے اور جو تجھے دنیا کی ترغیب دلائے اسے قبول نہ کر۔

نجات کی راہ:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہوگئے ہیں اس سے گزرنے کے لیے خشیت الٰہی کی کشتی بنا، جس میں بھراؤ ایمان باری تعالیٰ کا ہو اور اسے توکل کے راستوں پر چلا تاکہ نجات حاصل کرے، ورنہ خلاصی کی کوئی صورت نہیں۔

اپنے آپ کو برباد نہ کرو:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہ

''بلاشبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لیے حسین بنادیا ہے۔ تاکہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بیکار بتانے والے ہیں'' بہت غور وفکر کرتا ہوں ایک دانا کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے، تیرے لیے دنیا میں رات دن کا کھانا ہے اس کھانے کے لیے خود کو برباد نہ کر۔ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر، دنیا کا مال تمنائیں ہیں اور اس کا نفع دوزخ کی آگ ہے۔

زمانہ اور دنیا:

کسی راہب سے زمانہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ یہ امیدیں بڑھاتا ہے اور خواہشات کو دور کر دیتا ہے، اہل دنیا کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ جس نے دنیا کو حاصل کر لیا وہ دُکھ میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اسے حاصل نہ کیا وہ مصائب میں گھر گیا اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَمَنْ یَّحْمِدِ الدُّنْیَا بِعَیْشٍ یَسُرُّہٗ فَسَوْفَ بِعُمْرِیْ عَنْ قَلِیْلٍ یَلُوْمُھَا

(۱) جو دنیاوی عیش و عشرت کے باعث اس کی تعریف کرتا ہے، مجھے زندگی کی قسم بہت جلد وہ اسے برا بھلا کہے گا۔

اِذَا اربدتَ کَانَتْ عَلَی الْمَسْ حَسْرۃً و ان اقبلت کانت کثیرۃ ھمومھا

(۲) جب دنیا چلی جاتی ہے تو حسرت چھوڑ جاتی ہے اور جب آتی ہے تو بہت سے غم ساتھ لے کر آتی ہے۔

عقل مندوں کی باتیں:

کسی دانش مند کا قول ہے، دنیا تھی اور میں نہیں تھا، یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا، میں اس کی پروانہیں کرتا ہوں کیونکہ اس کی زندگی مختصر ہے، اس کی پاکی میں بھی گدلا پن ہے، اس میں رہنے والے اس کے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے بہت زیادہ ڈرتے رہتے ہیں۔

ایک اور دانش مند کا قول ہے، دنیا انسان کو اس کی مرضی کے مطابق نہیں ملتی، یا تو زیادہ ملتی ہے یا پھر کم۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، تم دنیا کی نعمتوں کو دیکھو وہ اپنی برائی کی وجہ سے ہمیشہ نالائقوں کے پاس ہی ہوتی ہے۔

حضرت ابوسلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب کسی طالب دنیا کو دنیا ملتی ہے تو وہ زیادہ کی خواہش کرتا ہے اور جب کسی طالب آخرت کو آخرت کا اجر ملتا ہے تو وہ زیادہ کی خواہش کرتا ہے، نہ اِس کی خواہش ختم ہوتی ہے اور نہ اُس کی خواہش ختم ہوتی ہے۔

دنیا میں مشغولیت سے بچو:

ایک آدمی نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کی محبت کا شکوہ کیا اور یہ بھی بتلایا کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تم کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اس میں سے صرف رزق حلال لے اور اسے صحیح مصرف میں خرچ کرو، اس طرح تم کو دنیا کی محبت کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی اور آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو اس سے لگایا تو یہ تجھے ایسی مصیبت میں مبتلا کردے گی کہ تُو دنیا سے ترک تعلق کرے گا تو پھر ہی اس سے نکل سکے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اس میں سے کچھ نہ لو اگر تم نے اس میں سے کچھ لے لیا تو شیطان اس کی تلاش میں تم تک آ پہنچے گا۔

باقی رہنے والی چیز:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا ختم ہو جانے والے سونے اور آخرت باقی رہنے والی مٹی کی ہوتی تو پھر بھی فنا ہو جانے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دینا ہی اچھا ہوتا حقیقت یہ ہے کہ دنیا مٹی ہے اور آخرت خالص سونا ہے لیکن ہم لوگوں نے پھر بھی دنیا کو پسند کرلیا ہے۔

دنیا میں ہر کوئی مہمان ہے:

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ دنیا کو طلب کرنے سے باز رہو میں نے سنا ہے کہ جو کوئی دنیا کی تعظیم کرتا ہے تو روز محشر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حقیر پیدا کیا تھا یہ اس کی تعظیم کرتا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: اس دنیا میں ہر ایک آدمی مہمان ہے اور اس کا مال مستعار چند روزہ ہے۔ چنانچہ مہمان جانے والا ہے اور مستعار چیز واپس ہونے والی ہے اس ضمن میں ایک شاعر کا کہنا ہے۔

وَالْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدِيْعَةٌ　　　وَلَا بُدَّيَوْمًا اَنْ تَرُدَّ الْوَدَائِعِ

"اور یہ مال اور اہل و عیال مستعار چیزیں ہیں آخرکار ایک دن ان کو یقینی طور پر واپس لوٹانا ہے۔

دنیا سے محبت کی علامت:

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے دنیا کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا: دنیا کے ذکر سے خاموش رہو۔ اگر تمہارے دلوں میں اس کی محبت نہ ہوتی، تو اس کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرتے۔ کیونکہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے۔

دنیا کی اصل:

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دنیا کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا　　　فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ

(۱)　ہم نے دنیا کے لیے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن نہ دنیا ملی اور نہ دین باقی رہا۔

فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰہَ رَبَّہٗ　　　وَجَادَ بِدُنْیَاہُ لِمَا یَتَوَقَّعُ

(۲)　وہ بندہ خوش قسمت ہوتا ہے جس نے اللہ کی طرف توجہ کی اور دنیا کو بہتر آخرت کی امید میں خرچ کر دیا۔

کسی شاعر کا کہنا ہے کہ

اَرٰی طَالِبَ الدُّنْیَا وَاِنْ طَالَ عُمْرُہٗ　　　وَنَالَ مِنَ الدُّنْیَا سُرُوْرًا وَاَنْعُمَا

(۱)　اگر چہ دنیا کے طلب گار کی لمبی عمر ہو اور اسے ہر قسم کا عیش نہیں حاصل ہوں۔

کَبَانٍ بَنٰی بُنْیَانَہٗ فَاَقَامَہٗ　　　فَلَمَّا اسْتَوٰی مَاقَدْ بَنَاہُ تَہَدَّمَا

(۲)　لیکن میں اسے اس شخص جیسا سمجھتا ہوں جس نے ایک عمارت تعمیر کی اور عمارت جب مکمل ہو گئی تو وہ منہدم ہو گئی ہو۔

ایک اور شاعر اس ضمن میں کہتا ہے

ھَبِ الدُّنْیَا تُسَاقُ اِلَیْکَ عَفْوًا　　　اَلَیْسَ مَصِیْرُ ذَاکَ اِلَی انْتِقَالٖ

(۱)　یہ دنیا آخر کسی اور کی طرف منتقل ہو جائے گی، اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تیری

نجات کا باعث ہو جائے گی۔

وَمَــا دُنْيَــاکَ اِلَّا مِثْلُ فِــی   اَظَــلَّکَ ثُــمَّ اٰذَنَ بِــالــزَّوَالِ

(۲)   تیری دنیا سائے کی مانند ہے، کچھ دیر تیرے اوپر سایہ فگن رہے گی اور پھر چلی جائیگی۔

حضرت لقمان کی نصیحت:

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے ! دنیا کو آخرت کے بدلے بیچ دے دونوں طرف سے فائدہ حاصل ہوگا اور آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچ کہ دونوں طرف سے خسارے میں رہے گا۔

آخر دنیا سے کوچ کرنا ہے:

حضرت مطرف بن شخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تم بادشاہوں کی عیش وعشرت اور نرم وآرام دہ ملبوسات کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کس قدر جلدی دنیا سے کوچ کررہے ہیں اور ان کو کیسا بُرا ٹھکانہ ملے گا۔

دنیا کے تین حصے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کیے ہیں، ایک حصہ مومن کے لیے دوسرا منافق کے لیے اور تیسرا حصہ کافر کا ہے۔ مومن اسے زادراہ بناتا ہے۔ منافق عیش وعشرت کرتا ہے اور کافر اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔

دنیا مُردار ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کیے ہیں، ایک حصہ مومن کے لیے، دوسرا منافق کے لیے اور تیسرا حصہ کافر کا ہے، مومن اسے زادِراہ بناتا ہے، منافق زیب وزینت کرتا ہے اور کافر اس سے نفع اندوز ہوتا ہے۔

بعض صالحین کا کہنا ہے کہ دنیا مُردار ہے، جو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کتوں کی زندگی بسر کرنے پر تیار ہے، اسی لیے شاعر نے کہا ہے۔

يَاخَاطِبَ الدُّنْيَا اِلٰى نَفْسِهَا		تَنَحَّ عَنْ خِطْبَتِهَا تَسْلَمِ

(۱) اے دنیا کو اپنے پاس بلانے والے تو اسے نہ بلا، سلامت رہے گا۔

اِنَّ الَّتِي تَخْطُبُ غداره		قَرِيْبَةُ الْعُرْسِ مِنَ الْمَاتَمِ

(۲) جس غدار کو تم اپنے پاس بلا رہے ہو اس کی شادی کے بعد ماتم بھی قریب ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی بے قدری اس لیے ہے کہ ہر گناہ اسی میں پروان چڑھتا ہے اور اس کو ترک کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں حاصل کیا جا سکتا، اسی لیے ایک شاعر کا کہنا ہے کہ

اِذا امْتَحَنَ الدُّنْيَا لَبِيْبٌ تَكَشَّفَتْ		لَهُ مِنْ عَدُوٍّ فِيْ ثِيَابِ صَدِيْقٍ

(۱) جب عقل مند نے دنیا کو پرکھا تو اسے دوست کے لباس میں ایک دشمن دکھائی دیا۔

اس ضمن میں شاعر کا کہنا ہے کہ:

يَارَاقِدَ اللَّيْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِهٖ		اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ يَطْرِقْنَ اَسْحَارًا

(۱) اے پہلی رات میں خوش خوش سونے والے! حوادثات زمانہ کبھی رات کے آخری حصہ میں بھی نازل ہوتے ہیں۔

اَفْنَى الْقُرُوْنَ الَّتِيْ كَانَتْ مُنَعَّمَةً		كَرَّا لْجَدِيْدَيْنِ اِقْبَالاً وَّاِدْبَارًا

(۲) شب وروز کی گردش نے ان صدیوں کو بھی فنا کر دیا جو خوشحالی میں بے مثال تھی۔

كَمْ قَدْاَبَادَتْ صُرُوْفُ الدَّهْرِ مِنْ مَلَكٍ		قَدْ كَانَ فِي الدَّهْرِ نَفَّاعًا وَّضَرَّارً

(۳) زمانہ کی گردش نے ایسے کتنے ملکوں کو برباد کر دیا جو زمانہ میں سکھ دکھ دینے والے تھے۔

يَامَنْ يُعَانِقُ دُنْيَاهُ لَا بَقَاءَ لَهٗ		يُمْسِيْ وَيُصْبِحُ فِيْ دُنْيَا سَفَارًا

(۴) اے فانی دنیا کو گلے لگانے والے! تو صبح وشام سفر میں ہے۔

مَهْلًا تَرَكْتَ مِنَ الدُّنْيَا مُعَانَقَةً		حَتّٰى تَعَانَقَ فِي الْفِرْدَوْسِ اَبْكَارًا

(۵) تو نے دنیا سے تعلق ختم کیوں نہیں کیا تاکہ جنت الفردوس میں حوروں کو گلے لگا سکے۔

اِنْ کُنْتَ تَبْغِیْ جَنَانَ الْخُلْقِ سُکْھَا　　فَیَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ لَّا تَامَنَ النَّارَ

(۶)　اگر تو جنت میں رہنے کی خواہش رکھتا ہے تو تجھے دوزخ کی آگ سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

تمام برائیوں کی بنیاد:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا تو ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، انہوں نے ابلیس کو بتایا کہ ایک نبی مبعوث ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کی امت بھی ہے۔ ابلیس نے پوچھا کیا وہ لوگ دنیا کو پسند کرتے ؟انہوں نے جواب دیا ہاں !ابلیس نے کہا پھر تو کوئی پرواہ نہیں۔ اگر وہ بتوں کو نہیں پوجتے تو نہ پوجیں ، ہم انہیں تین کاموں میں الجھائیں گے، دوسرے کی چیز لینا، غیر پسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا، یہی تین چیزیں تمام برائیوں کی بنیاد ہیں۔

دنیا کی تعریف:

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دنیا کی تعریف پوچھی ،آپ نے فرمایا میں اس گھر کی کیا تعریف کروں جس کا صحت مند حقیقت میں بیمار ،جس کا بے خوف پشیمان ،جس کا مفلس غمگین ،جس کا مالدار مصیبتوں میں مبتلا ،ہو اور جس کے حلال کا حساب ہو، حرام پر عذاب ہو اور مشکوک پر ملامت ہو۔ یہی بات آپ سے دوسری مرتبہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا وضاحت سے بیان کروں یا مختصر جواب دوں ،عرض کیا گیا مختصراً فرمایئے۔آپ نے فرمایا اس کے مال حلال کا حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ سب سے بڑے جادوگر سے بچو جو علماء کے دلوں پر بھی جادو چلا لیتی ہے۔ فرمایا گیا وہ جادوگر دنیا ہے۔

حکیمانہ بات:

حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ جب قلب میں آخرت کا تصور جاگزیں ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرتی ہے اور جب قلب میں دنیا کا تصور بس

جائے تو آخرت کسی قسم کی مزاحمت نہیں کرتی بلکہ آخرت کے لیے تصورات کریمانہ ہیں جب کہ دنیاوی وسوسے انتہائی جاہلانہ ہیں اور یہ بہت بڑی بات ہے، ہمارے خیال کے مطابق اس ضمن میں حضرت سیار بن الحکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات زیادہ حکیمانہ ہے ان کا کہنا ہے کہ دنیا وآخرت دونوں دل میں جمع ہوتی ہیں پھر ان میں جس کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کا تابعدار ہو جاتا ہے۔

دو سوکنیں:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر تم دنیا کے لیے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کے غم میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور جس قدر آخرت کے لیے غمگین ہوتے ہو اسی قدر دنیا کا غم ختم ہو جاتا ہے۔ آپ کا یہ فرمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے اخذ کردہ ہے کہ ''دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، ایک کو جس قدر راضی کرو گے دوسری اسی قدر ہی خفا ہو گی۔

بے پرواہ لوگ:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے، اللہ کی قسم! پروردگار نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے معنی تھی۔ ان کو دنیا کے آنے اور چلے جانے کی کوئی پرواہ نہ تھی خواہ وہ اس کے پاس آئے یا اس کے پاس آئے۔

دنیا حاصل نہ کرو:

کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے، وہ اس سے اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے، کیا ایسا شخص تلاش معاش کرے تاکہ کچھ اور دنیا حاصل کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اگر ساری دنیا اسی کے دامن میں سمٹ آئے تب بھی اس کے لیے بس ایک دن کی روزی ہو گی۔

دنیا میں رہنے کا طریقہ:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے ساری دنیا کسب حلال کی شکل میں مل جائے لیکن آخرت کی بھلائی اس میں نہ ہو تو میں اس سے اس طرح دامن بچا کے نکل

جاؤں گا جیسے تم مردار سے دامن بچا کر نکل جاتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام کی مملکت میں داخل ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر آپ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے جس کی نکیل رسی کی تھی، سلام و دعا کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے خیمہ میں تشریف لائے، وہاں اونٹ کے پالان، تلوار اور ڈھال کے علاوہ کچھ نہیں تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کوئی اور سامان بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہمارے آرام کے لیے یہی کچھ کافی نہیں ہے؟

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں سرشار بنی اسرائیل نے اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کا آغاز کر دیا تھا۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جسم کے لیے دنیاوی غذا حاصل کرو اور دل کے لیے اخروی غذا کی تلاش کرو۔

مال غنیمت اور سامان غفلت:

حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ دنیا عقل مندوں کے لیے مال غنیمت اور جاہلوں کے لیے سامان غفلت ہے۔ انہوں نے اس کی حقیقت نہ جانی یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر گئے۔ جب وہاں ان پر اس کی حقیقت کھلی تو انہوں نے واپسی کا سوال کیا جو قبول نہ کیا گیا۔

سب سے اچھا گھر:

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اگر تو نے دنیا سے بے توجہی برتی اور آخرت کی طرف متوجہ رہا تو اس گھر کے نزدیک پہنچ گیا جو اس گھر سے حد درجہ بہتر ہے۔

دنیادار کی حالت:

حضرت سعید بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کی دنیا میں اضافہ ہوا ہو اور آخرت کم ہو رہی ہو لیکن وہ اس بات پر خوش ہو تو سمجھ لو کہ وہ شخص دھوکہ میں مبتلا ہے کہ اس کی شکل مسخ کی جا رہی ہے۔ اور اسے محسوس بھی نہیں ہو رہا ہے۔

دنیادار لوگ:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا، اللہ کی قسم! میں نے تم جیسے لوگ نہیں دیکھے جس چیز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کنارہ کش رہے، تم اس میں محو ہو۔ بخدا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے تین دن کبھی نہیں گزرے کہ ان پر ان کے مال سے زیادہ قرض نہ ہو۔

دنیا کی زندگی دھوکہ ہے:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (السجدہ:۳۳)

''تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے جائے'' پڑھ کر فرمایا جانتے ہو یہ کس کا فرمان ہے۔ یہ دنیا کس نے پیدا کی اس سے زیادہ کون آگاہ ہے؟

مصروفیات دنیا سے بچ کر رہو اگر مصروفیت کا ایک دروازہ کھلے تو دس دروازے خود بخود کھل جائیں گے۔

آپ نے مزید فرمایا: انسان کتنا مسکین ہے وہ ایسے گھر پر خوش ہے جس کے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب ہوگا۔ اگر حلال کمائی کی تو اس کا حساب لیا جائے مگر حرام پر سخت سزا ہوگی۔ انسان اپنے مال کو کم سمجھتا ہے مگر اپنے اعمال کو کم نہیں گردانتا۔ دین کی مصیبت پر خوش ہے اور دنیاوی مصیبت پر آہ وفغاں کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا السلام علیکم امابعد گویا تم آخری ہو جس پر موت مقرر ہوئی اور جو مر چکا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے جواب دیا السلام علیکم گویا آپ اس دنیا میں ہی نہیں اور آپ ہمیشہ آخرت میں ہی رہتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: دنیا میں آنا آسان ہے لیکن اس سے نکلنا دشوار ہے۔

ایک بزرگ کا فرمان ہے: اس شخص پر انتہائی تعجب اور حیرت ہے جو موت کو برحق مانتے اور جہنم کو سمجھتے ہوئے بھی ہنستا ہے دنیا کی ہلاکتوں کو دیکھ کر مطمئن ہے اور تقدیر کو یقینی قرار دے کر بھی غمگین ہے۔

دنیا بُری اور اچھی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نجران کا ایک شخص حاضر ہوا جس کی عمر تقریباً دو سو برس تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے دنیا کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ دنیا بری بھی ہے اچھی بھی ہے، دن کے بدلے دن اور رات کے بدلے رات، اس کی برائی اور اچھائی برابر رہتی ہے، بچہ پیدا ہوتا ہے اور اسے مار دینے والا مار دیتا ہے، اگر نئی مخلوق پیدا نہ ہوتی رہتی تو مخلوق بہت پرانی اور ویران سی ہو جاتی اور اگر مارنے والا نہ ہوتا تو یہ دنیا مخلوق سے بھر جاتی اور اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود تنگ ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا کچھ مانگنا ہو تو مانگو، اس نے جواب دیا میری گزشتہ عمر لوٹا دیجئے یا موت مقررہ کو ٹال دیجئے، آپ نے فرمایا یہ چیزیں تو میرے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں، اس شخص نے جواب دیا پھر آپ سے مجھے کچھ اور مانگنا نہیں ہے۔

انسان کی بے خبری:

حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اے انسان تو امیدوں کو پا کر خوش رہا ہے حالانکہ تیری موت نزدیک آ گئی ہے اور تو نے نیک اعمال میں تاخیر کی ہے، گویا یہ تیرے نہیں کسی اور کے کام آتے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ سے دنیا مانگتا ہے وہ گویا اللہ کی بارگاہ میں بہت دیر تک حساب کے لیے ٹھہرنے کا طلب گار ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو تجھے خوش کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک ایسی خاصیت بھی رکھ دی ہے جو تجھے بری معلوم ہو گی۔

تین حسرتیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر انسان دل میں تین حسرتیں لے کر مرتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنے جمع شدہ مال سے سیر ہوتا اور نہیں ہوا، دوسرے یہ کہ اپنی امیدوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا لیکن نہ پہنچا سکا، اور تیسرے یہ کہ وہ آخرت کے لیے اچھے عمل بھیجتا، اور نہ بھیج سکا۔

حقیقی مالداری:

ایک باایمان شخص سے کسی نے پوچھا کہ میں نے غنا کو حاصل کر لیا ہے، اس نے کہا جس نے خود کو دنیا کی غلامی سے آزاد کر لیا، حقیقی مالداری اسی نے حاصل کی۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خواہشات دنیا سے وہی باز رہتا ہے جس کے دل میں آخرت کی فکر ہوتی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے محبت دنیا میں ایک دوسرے سے مصالحت کر لی ہے، ہم میں سے کوئی کسی کو نہ کوئی حکم دیتا ہے، نہ منع حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا حکم نہیں فرمایا۔ کیا معلوم ہم کس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کی معمولی سی محبت بھی آخرت سے بہت زیادہ بے توجہی پیدا کر دیتی ہے۔

دنیا کی بے قدری کرو:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ یہ اپنی بے قدری کرنے والوں پر بہت آسان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دنیا کا تحفہ دیتا ہے جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو سزا عطا کر دیتا ہے اور جب بندہ دنیا کو حقیر سمجھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے انتہا مال و دولت عطا کر دیتا ہے۔

ایک نیک بزرگ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکنے والے! مجھے دنیا سے بے نیاز کر دے۔

دنیا کو حقیر جانو:

جناب محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ روز قیامت ایسے شخص بھی ہوں گے جنہوں نے زندگی کے دن روزوں میں اور راتیں عبادت میں گزاری ہوں گی۔ فی سبیل اللہ مال خرچ کیا ہوگا۔ فی سبیل اللہ جہاد کیا ہوگا۔ اور منکرات سے اپنا دامن بچایا جائے گا لیکن ان کے بارے میں کہا جائے گا۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے پروردگار کی حقیر کردہ چیز کو بہت بڑا سمجھا تھا اور اللہ تعالیٰ کی پُرعظمت چیزوں کو انہوں نے حقیر جانا تھا، ذرا سوچو تو سہی ہم میں کتنے ایسے ہیں جو اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہیں اس کے علاوہ گناہوں کے عظیم پہاڑ کا بوجھ بھی ہماری گردنوں پر موجود ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ آخرت کے حاصل کرنے میں آپ کسی کو مددگار نہیں پائیں گے لیکن دنیا کے حصول میں جب بھی کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے۔ تو دوسرے بد بخت کو اپنے سے پہلے موجود پاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو تخلیق کیا ہے وہ زمین و آسمان کے درمیان پرانے مشکیزے کی طرح لٹکتی ہوئی ہے اور اسی طرح محشر تک لٹکتی رہے گی، جب وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے، الٰہی! تو نے مجھے کیوں ناپسند فرمایا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ناچیز چپ رہ۔

حقیقی غلبہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس دل کا شکار دنیا کی محبت اور گناہ کر چکے اب اس میں بھلائی کیسے سمائے گی۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کسی کا دل دنیاوی اشیاء سے خوش ہوگیا وہ دانائی سے دور ہوا۔ جس نے خواہشات دنیاوی کو اپنے پاؤں تلے پامال کیا شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے جس کا علم خواہشات پر غالب ہوا حقیقت میں وہ غالب ہے۔

دنیا کی محبت:

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: کہ فلاں شخص فوت ہوگیا فرمایا اس نے دنیا

جمع کی اور آخرت ضائع کر گیا لوگوں نے اس کے نیک کاموں کا ذکر کیا۔ فرمایا یہ فائدہ مند صرف اس صورت میں ہوں گے اگر اس نے مال دنیا جمع نہ کیا ہو۔

ایک مرد صالح کا قول ہے، دنیا ہم سے نفرت کرتی ہے لیکن ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اگر وہ محبت کرتی تو اللہ ہی جانتا ہے پھر ہمارا کیا حال ہوتا۔

دنیا اور آخرت:

ایک دانا سے سوال کیا گیا دنیا کس کے لیے ہے فرمایا: جو اسے چھوڑ کر اس سے کنارہ کش ہو جائے۔ پھر سوال کیا گیا۔ آخرت کس کے لیے فرمایا: جو اس کا طلب گار ہے۔

دنیا ایک ویران گھر ہے:

ایک دانش مند کا کہنا ہے کہ دنیا ایک ویران جگہ کی مانند ہے اور وہ دل دنیا سے بھی زیادہ ویران ہے جو اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے جنت ایک آباد گھر ہے اور وہ دل جنت سے بھی زیادہ آباد ہے جو اس کا طلب گار ہے۔

اپنی امیدوں میں کمی کرو:

حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دنیا میں سچے انسانوں میں سے تھے انہوں نے اپنے بھائی کو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے کی نصیحت کی اور فرمایا، اے بھائی! یہ دنیا خطا کرنے کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے۔ اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں اس کی قلیل چیز بھی جدا ہونے والی ہے، اس کا تمول مفلسی کی طرف رواں دواں ہے اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے، اللہ کی طرف توجہ کر اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جا، جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھو کیونکہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے، لہٰذا عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کر دے۔

دنیا کا بُرا نام:

جب ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا کہ تو خواب کے ایک درہم کو یا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہے؟ اس نے کہا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا تو جھوٹ کہتے ہو کیونکہ دنیا کے ساتھ تیری محبت خواب کی محبت ہے اور آخرت کے ساتھ محبت بیداری کی محبت ہے۔ جناب اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے دوست دنیا کو خنزیر کا نام دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم سے دور رہ! اگر انہوں نے دنیا کے لیے اس سے برا نام پایا ہوتا تو ضرور اس کا نام وہی رکھتے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، تم نے دنیا سے اس قدر محبت کی ہے کہ اس کی پوجا کرنے لگے ہو۔

عقل مند تین ہیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عقل مند تین ہیں۔

(۱) جس نے دنیا کو چھوڑنے سے قبل دنیا کو ترک کر دیا۔

(۲) قبر میں جانے سے قبل اسے بنالیا، اور

(۳) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری سے قبل اسے راضی کر لیا پھر فرمایا کہ دنیا کی تمنا ہی انسان کو اللہ کی عبادت سے روکتی ہے، چہ جائیکہ انسان سر سے پاؤں تک دنیا ہی کیوں ہو جائے۔

شیطان کے مرید:

حضرت بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا کے ساتھ دنیا سے بے پروائی برتنا چاہتا ہے وہ شخص آگ کو بھوسے سے بجھا رہا ہے۔

حضرت بندار رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جب تو دنیا سے ترک تعلق کی باتیں کرنے والے دنیا داروں کو دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ شیطان کے مرید ہیں، پھر فرمایا جو دنیا کی طرف راغب ہوا حرص کے شعلوں نے اسے راکھ کر دیا، جو عقبیٰ کی طرف راغب ہوا اس کے شعلوں نے اسے کندن بنا دیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اس کی وحدت کی آگ نے اسے انمول ہیرا بنا دیا۔

دنیا کی چھ چیزیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، دنیا کی چھ چیزیں ہیں کھانے کی، پینے کی، پہننے کی، سوار ہونے کی، شادی کرنے کی اور سونگھنے کی، سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے، پینے کی سب سے عمدہ چیز پانی ہے اور اس میں سب اچھے برے شریک ہیں، پہننے کی سب سے عمدہ چیز ریشم ہے اور وہ کیڑے کا بنا ہوا ہے، سب سے بہتر سواری گھوڑے کی ہے اواس پر انسان کو قتل کیا جاتا ہے شادی کے لیے عورت عمدہ چیز ہے مگر یہ محل مباشرت کے سوا کچھ نہیں، عورت کی سب سے عمدہ چیز کو سنوارا اور سب سے بری چیز (فرج) کو چاہا جاتا ہے، سونگھنے والی چیزوں میں مشک سب سے اچھی ہے اور یہ خون ہوتا ہے بس جان لو کہ دنیا کیا شے ہے۔



باب ۔۳۲

مذمتِ دُنیا

دنیا کو ترک کرنے والے بعض صالحین کا کہنا ہے کہ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جھوٹی امیدوں میں مبتلا نہ رہو، موت کو فراموش نہ کرو اور دنیا سے محبت نہ رکھو کیونکہ یہ دھوکہ باز اور مکار ہے جس نے فریب دے کر اللہ تعالیٰ کے رستے سے دور کر دیا۔ اس کی جھوٹی امیدوں نے امتحان میں مبتلا کر دیا اور تمہارے سامنے انتہائی خوبصورت چہرے کے ساتھ بے پردہ دلہن کی صورت میں آتی ہے، آنکھیں اسے دیکھتی ہیں اور دل اس پر نثار ہوتا ہے اور روحیں اس کی فریفتہ ہیں لیکن اس نے کتنے ہی عشاق کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اپنے پروانوں کو ذلت ورسوائی کے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے؟ تم اسے نگاہِ حقیقت سے دیکھو تو معلوم ہوگا، یہ مصیبتوں کا گھر ہے، اس کے پیدا کرنے والے نے بھی اس کی مذمت کی ہے، اس کا ہر نیا، پرانا ہو جاتا ہے، اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے، اس کا معزز، ذلیل ہو جاتا ہے اس کی کثرت قلت میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس کی محبت فنا ہو جاتی ہے، اس کی اچھائی گزر جاتی ہے، اللہ تم پر رحمت کرے، غفلت سے جاگو، اس کی میٹھی نیند سے بیدار ہو جاؤ قبل اس کے کہ کہا جائے فلاں بیمار ہے، یا اسے جان کے لالے پڑے ہیں کوئی ایسی دوا یا ایسا حکیم ہے جو اسے شفا دے، پھر طبیب بلایا جائے اور وہ تیری زندگی کے بارے میں ناامیدی کا اظہار کرے، پھر کہا جائے کہ فلاں نے اپنی دولت کا حساب لگا کر وصیت کر دی ہے، پھر کہا جائے اس کی زبان بند ہو گئی اور وہ اپنے عزیزوں سے بات نہیں کر سکتا اور پڑوسیوں کو نہیں پہچان سکتا ہے، اس وقت تیری پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئیں، تیری آہ و بکا سنائی دے، موت پر تیرا الیقین پختہ ہو جائے، تیری نگاہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے، تیرے اندیشے سچ ثابت ہوں، تیری زبان بند ہو جائے، تیرے عزیز رونے لگیں اور تجھ سے کہا جائے یہ تیرا فلاں بیٹا ہے، یہ تیرا فلاں بھائی ہے لیکن تو ان سے گفتگو نہ کر سکے، تیری زبان پر مہر لگ جائے، تو اسے ہلا نہ سکے پھر تجھ پر موت طاری ہو، تیرے تمام اعضاء

سے روح نکالی جائے اور اسے آسمان کی طرف لے جایا جائے، اس وقت تیرے بھائی تیرے پاس جمع ہو جائیں، تیرے لیے کفن لایا جائے، پھر تجھے نہلا کر کفن پہنایا جائے، تیری تمام امیدیں ختم ہو جائیں اور تیرے دشمن سکون کا سانس لیں، تیرے گھر والے تیرے مال کی طرف متوجہ ہوں اور تو اپنے اعمال کی سزا بھگتنے کے لیے اکیلا رہ جائے۔

ایک تارک دنیا کی نصیحت:

ایک بزرگ نے ایک بادشاہ سے کہا کہ دنیا کی مذمت اور اسے ترک کر دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو دولت مند ہے اور دولت کے بل بوتے پر اپنے کام انجام دے رہا ہے، ہو سکتا ہے اس کے مال پر کوئی مصیبت نازل ہو کر اسے محتاج کرنے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال و متاع کو پامال کرتا ہوا گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں پیدا ہو جائے یا دنیا کی کوئی جان سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں میں گردانے اور اس طرح بھی دنیا قابل مذمت ہے کہ یہ جو کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے، یہ ایک ہی وقت میں دو دو اشخاص سے محبت کرتی ہے، یہ ہنسنے والوں پر ہنستی ہے اور رونے والوں پر روتی ہے، دیتے وقت واپسی کا مطالبہ بھی کرتی ہے، آج دولت مند کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے۔ طلب گار اسی کے غم میں مر گیا ہو اور زندہ اس کے لیے زندہ ہو، وہ ہر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں لیتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا یہ دنیا کوچ کا مقام ہے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر دنیا میں اتارا گیا۔ لہٰذا امیر المومنین اس سے دور رہیے۔ اس کا توشہ اس سے کنارہ کش رہنا ہے ہر لمحہ وہ قتل ہو رہے ہیں جس نے اس کی تعظیم کی وہ ذلیل ہوا جس نے اس کا مال جمع کیا وہ فقیر ہوا یہ زہر ہے جسے لاعلمی میں کھا کر انسان ہلاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس میں ایسے رہو جیسے کوئی زخم کا علاج کرتا ہو لہٰذا علاج ابتداء میں ہی ہونا چاہیے بیماری کے اضافہ کی صورت میں دوا کی تلخی پر صبر کرو۔ یہ فریب دینے والی ہے جو خوب بن سنور کر سامنے آتی ہے اس کے پھیلائے ہوئے مکر کے جال سے بچئے۔ اس نے

فریب کو زینت بنا رکھا ہے امیدیں لاتی ہے اور باتوں ہی باتوں میں ٹالتی ہے لیکن دل ہیں کہ اس پر مائل ہیں لوگ اس پر فدا ہیں لیکن سب کا اس سے مختصر واسطہ ہے یہ تمام چاہنے والوں کو ختم کرتی اور مٹاتی چلی آتی ہے لیکن عقل منداس سے نصیحت حاصل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

جب کوئی عاشق اسے پالیتا ہے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس میں ازخود رفتہ ہو کر اس میں اس قدر مشغول ہو جاتا ہے کہ اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے پھر قدم ڈگمگاتے ہیں تو حسرت اس پر اپنا تسلط جما لیتی ہے پھر دکھوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ پھر مطلوب کو نہ حاصل کرنے کا غم پھر ناامیدی بعد ازاں موت کی سختیاں ان کے بعد اس کی روح سرمایہ آخرت کے بغیر تہی دامن ہوتی ہیں۔

اے امیر المومنین دنیا سے بچئے کیونکہ انسان جب دنیاوی مسرتوں میں کھو جاتا ہے تو وہ اسے فریب میں مبتلا کر دیتی ہے اس سے ہر فائدہ پانے والا خود فریب خوردہ ہوتا ہے اس کی وسعت میں فریب کھو کر دکھوں میں لپٹی ہوئی خوشیاں وصول کرتی ہے جو اس کا ہوا وہ واپس نہیں لوٹا۔ انجام سے لے کر بے خبر اس کی امیدیں جھوٹی تمنائیں باطل، اس کا عیش مختصر، اس کا آئینہ دل مکدر، اس کی نعمتیں پرخطر اور غم زدہ، اللہ کے ہاں اس دنیا کی کوئی قدر نہیں نہ ہی اس نے اس پر رحمت کی نظر ڈالی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے سے انکار فرما دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے قبول فرما لیتے تو تب بھی اللہ کے خزانوں میں فرق نہ پڑتا۔ دیکھنا! کہیں اس کی محبت میں حکم الٰہی کی مخالفت نہ ہو، اس کی الفت میں اللہ کی ناراضگی نہ ہو اور اسے اس کے مالک کی مرضی کے مخالف مقام نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بطور آزمائش مومنوں سے پھیر دیا اور اپنے دشمنوں کی فریفتگی کی وجہ سے انہیں دولت سے مالا مال کر دیا، جو بے وقوف اسے پالیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اللہ نے اسے عزت دے دی ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے تھے۔

صالحین کی نشانی:

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تو دولت مندی کو اپنی طرف آتا دیکھے تو سمجھ لینا کہ کسی گناہ کی سزا آ رہی ہے اور جب فقر و فاقہ کو دیکھے تو کہہ خوش آمدید، کیونکہ یہ صالحین کی نشانی ہے۔ اے لوگو! اگر چاہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلو جو فرمایا کرتے تھے۔ کہ بھوک میری کھال، خوف میری عادت، صوف میرا لباس، سر میں سورج کی کرنیں میری آگ، چاند میرا چراغ، دو پاؤں میری سواری اور زمین کی سبزیاں میری غذا ہیں، نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے اور نہ شام کو کچھ میرے پاس ہوتا ہے لیکن دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی دولت مند نہیں ہے۔

دنیا دھوکے کا مقام ہے:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اس کی دنیاوی شان و شوکت سے خوف نہ کھانا وہ میری اجازت کے بغیر نہ بول سکتا ہے نہ سانس لے سکتا ہے اور نہ ہی پلک جھپک سکتا ہے کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اور دنیا سے اس کی نفع اندوزی تم کو حیرانی میں نہ ڈالے، یہ چیز دنیا کی رونق ہے اور بے وقوفوں کی خوبصورتی، اگر میں چاہوں تو تمہیں ایسی جاہ و حشمت اور دنیاوی قدر و منزلت دے کر بھیجوں کہ فرعون دیکھتے ہی اپنے عجز کا اقرار کر لے لیکن میں نے تم سے دنیا کو مخفی کر لیا ہے اور تمہاری رغبت اس سے ہٹا دی ہے کیونکہ میں اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتوں سے دور کر دیتا ہوں جیسے مہربان گڈریا اپنی بکریوں کو ہلاکت خیز نگاہوں سے دور رکھتا ہے اور میں انہیں دنیا کے دھوکے سے بچاتا ہوں جیسے چرواہا اپنے اونٹوں کو خطرناک جگہوں سے بچاتا ہے یہ ان کی حقارت کے لیے نہیں ہے بلکہ اس لیے کہ وہ میری عطا کی ہوئی عزت سے پورا حصہ پا لیں، میں اپنے دوستوں کو انکساری، خوف، دلوں کی خضوع و خشوع اور تقویٰ سے خوبصورت کرتا ہوں جن کا اثر ان کے جسموں پر ظاہر ہوتا ہے یہی ان کا لباس ہے یہی ان کا ظاہر ہے یہی ان کی مطلوبہ نجات و تمنائیں، قابل فخر عزت اور پہچان ہے، جب تم ان سے ملو، اچھا سلوک کرو اور ان کے لیے دل اور زبان کو سراپا تواضع بناؤ اور یاد رکھو! جس نے میرے کسی دوست کو خوفزدہ کیا اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور میں بروز محشر اس پر غضبناک ہوں گا۔

یہ دنیا چند روزہ ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا:

یاد رکھو! تمہاری موت قریب ہے۔ مرنے کے بعد تمہیں زندہ کیا جائے گا پھر تمہارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ تمہیں دنیا اپنے دھوکے میں مبتلا نہ کردے یہ مصائب میں لپٹی ہوئی ہے یہ ناپائیداری میں مصروف اور دھوکہ اس کی پہچان اس کی ہر چیز رو بہ زوال ہے۔ دنیاوی نعمتیں آنی جانی ہیں ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہتی اس کی مصیبتوں سے بچنا مشکل لوگوں پر کبھی تنگی اور کبھی فراخی آتی رہتی ہے حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی زندگی میں تنگی اور فراخی آتی ہے۔ ہمیشہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ یہ اپنی کمان سے تیر کا نشان بناتی رہتی ہے اور انہیں موت کا ذائقہ چکھاتی رہتی ہے۔

ہر کسی کی موت کا وقت معین ہے اور ہر شخص کو پورا رزق دیا جاتا ہے اور اے اللہ کے بندو! باخبر رہو، تم اس راستے کے مسافر ہو جس پر تم سے پہلے لمبی عمروں والے گزر چکے ہیں، وہ تم سے زیادہ طاقتور، بہترین کاریگر اور عمدہ یادگاریں چھوڑنے والے تھے لیکن دنیا کے انقلاب میں ان کی آوازیں خاموش ہوگئیں، ان کے جسم بوسیدہ، شہر ویران اور یادگاریں مٹ گئیں اور مضبوط محلات اور خوشیوں کے بدلہ میں انہیں پتھروں کے تکیے ملے اور پتھروں سے تیار شدہ قبریں ان کا مدفن بنیں، ان کے ٹھکانے قریب ہیں لیکن ان کے مکین دور کے ہیں، وہ اپنے قبیلے سے علیحدہ اور اہل محلہ سے بے پرواہیں، ان کا آبادی سے کوئی تعلق نہیں، عزیزوں اور ہمسایوں کے نزدیک ہوتے ہوئے بھی ان کا باہم کوئی میل ملاپ نہیں ہے اور میل ملاپ ہو بھی کیسے سکتا ہے، انہیں مصائب کی چکیوں نے پیس دیا ہے اور نمناک مٹی اور پتھر انہیں کھا گئے ہیں، وہ چند روزہ زندگی گزار کر مر گئے، ان کی خوشحالی ماضی کا قصہ بن گئی، ان کی موت پر ان کے عزیز روئے اور وہ مٹی کے نیچے جاسوئے، انہوں نے دنیا سے کوچ کیا، اب انہیں واپس نہیں آنا ہے افسوس! صد افسوس! گویا وہ ایک حکم سے جو قائل کی زبان سے نکل چکا اب لوٹ کر کس طرح آسکتا ہے اور ان کے سامنے قیامت کے روز تک عالم برزخ ہے، گویا تم بھی ویسے ہی ہو جیسے وہ ہو چکے، وہی دکھ، وہی قبر میں تنہائی ہے، تم ان قبروں کے گروی ہو اور انہیں میں تمہیں رہنا ہے، تم پر کیا بیتے گی اور اگر تم ان باتوں کو دیکھ لو جب قبریں کھولیں جائیں گی، دلوں کے راز سامنے ہوں گے اور تم اعمال کی جزا

حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے، گزشتہ گناہوں پر تمہارے جگر پھٹنے کو ہوں گے، تمام پردے ہٹ جائیں گے اور تمام گناہ اور راز کی باتیں تمہارے سامنے ہوں گی، تب ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "تاکہ برے اپنی برائیوں کی سزا اور نیک اپنی اچھائیوں کی جزا پائیں، مزید فرمایا کہ نامہ اعمال رکھے جائیں گے، ہر نیک و بدا سے دیکھے گا۔

پروردگار عالم ہمیں اور آپ کو احکامات پر عمل پیرا ہونے اور اپنے دوستوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس کی رحمت کے طفیل خلد بریں کو حاصل کرلیں، بلاشبہ وہ حمید و مجید ہے۔

حکمت کی باتیں:

بعض دانش مندوں کا کہنا ہے کہ دن تیر اور لوگ نشانے ہیں، زمانہ ہر دن ایک تیر پھینکتا ہے اور تجھے شب و روز کی گردش کے فریب میں پھنسا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ تیرے تمام اجزاء بوسیدہ ہو جاتے ہیں، مرورِ ایام میں تیری بقا اور سلامتی ناممکن ہے اگر تجھے اپنے اوپر گزرے حوادثات زمان کی خبر لگ جائے جنہوں نے تیرے وجود کو نقصان میں ڈالا ہے تو تجھے ہر آنے والا دن خوفزدہ کردے اور ایک ایک لمحہ تجھ پر بھاری ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہر تدبیر سے بالا ہے اس نے انسانوں کو دنیاوی لذتوں کی مٹھاس میں ڈال دیا ہے حالانکہ یہ دنیا حنظل (تمہ) سے زیادہ تلخ بنائی گئی ہے۔ ہر مداح اس کی ظاہری شان و شوکت کی وجہ سے اس کے عیوب سمجھنے میں ناکام رہا ہے اور ہر واعظ اس کے عجائبات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے، اے اللہ! ہمیں نیکی کی ہدایت عطا فرما، آمین۔

ایک عقل مند سے دنیا اور بقا کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا اس کا آنکھ پر کھلنے اور بند ہونے کا وقفہ جتنا ہے کیونکہ جو وقت گزر گیا ہے وہ واپس نہیں آئے گا اور مستقبل کا تجھے علم ہی نہیں ہے۔ ہر دن گزری ہوئی رات کی خبر سناتا ہے اور لمحات کے بیت جانے کی کہانی بیان کرتا ہے، حوادثات زمانہ انسان کو مسلسل تغیر اور نقصان سے ہمکنار کرتے رہتے ہیں۔ زمانہ جماعتوں کو منتشر اور پراگندہ کر دیتا ہے اور دولت کو منتقل کرتا رہتا ہے۔ لمبی آرزوئیں اور زندگی مختصر ہے اللہ

تعالیٰ کی طرف ہر کام کو رجوع ہونا ہے۔

اس دنیا کی زندگی دائمی نہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو تو تم بے وقوف و نادان ہو کیونکہ تمہارے اعمال ویسے نہیں ہیں اور اگر تم اسے جھٹلاتے ہو تو ہلاکت میں پڑ گئے ہو، تمہیں اس دنیا میں دائمی طور پر نہیں رہنا ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے، اللہ کے بندو! تم ایسے گھر میں رہتے ہو جس کا کھانا گلے میں پھندا ہے اور جس کا پینا اچھا لگتا ہے۔ اگر تم ایک نعمت کے حاصل کرنے میں خوش ہوتے ہو تو دوسری نعمت کی جدائی تمہیں غم میں ڈال دیتی ہے۔ اس گھر کو پہچانو جس کی طرف تم کو لوٹنا ہے اور جس میں تم کو دائمی طور پر رہنا ہے پھر آپ روتے ہوئے منبر سے اتر آئے۔

انسان ایک مسافر ہے:

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا،

میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں دنیا تمہیں چھوڑنے والی ہے لیکن تم اس سے چمٹے ہوئے ہو۔ وہ تمہارے اجسام بوسیدہ کرتی جارہی ہے۔ تم انہیں نیا بنانے کی فکر میں ہو۔ تم مسافر ہو اور دنیا میں آخرت کے لیے زادِ راہ تیار کرنے آئے ہو جس طرح مسافر کو آرام نہیں ہوتا وہ جلد منزل پر پہنچنے کے لیے بے تاب ہوتا ہے لہٰذا تمہیں بھی دنیا میں قرار نہیں ہونا چاہیے۔ رات دن اعمال صالحہ سے آخرت کی طرف سفر جاری رکھو بہت سے انسان ایسے ہیں جو موت کے قریب پہنچ چکے ہیں ان کی زندگی اور موت میں ایک دن کا وقفہ ہے۔ دنیا کا متلاشی اس کی تلاش میں ہی اسے چھوڑ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے مصائب پر واویلا مت مچاؤ۔ ان سب کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ہے۔ اس کے مال و دولت پر خوشی نہ کرو۔ وہ بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ طالب دنیا کو ماسوائے حیرانگی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ وہ دنیا تلاش کر رہا ہے اور موت اسے تلاش کر رہی ہے وہ موت سے غافل ہے لیکن موت اس سے غافل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت فرمائی:

حضرت محمد بن الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اہل علم وفضل، اہل معرفت واہل ادب حضرات کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت فرمائی ہے اور وہ اس کی بارگاہ میں انتہائی حقیر وذلیل شے ہے اور وہ اسے اپنے دوستوں کے لیے پسند نہیں فرماتا اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کنارہ کشی پسند فرمائی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے دھوکے سے بچنے کی تاکید فرمائی تو اہل علم وفضل لوگوں نے اس سے درمیانی حصہ لیا اور باقی کو اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا، وہ قوت لایموت پر راضی ہو گئے اور باقی کو چھوڑ دیا، انہوں نے معمولی کپڑوں سے تن ڈھانپا، معمولی غذا سے بھوک مٹائی اور دنیا کو فانی اور آخرت کو باقی سمجھتے ہوئے وہ دنیا سے ایک سوار کا زادہ راہ لے کر چلے، انہوں نے دنیا کو ویران اور آخرت کو آباد کر لیا اور وہ سراپا آخرت کی طرف متوجہ ہو گئے جس کے بارے میں انہیں یقین تھا کہ وہ بہت جلد اسے پالیں گے اور وہ دلی طور پر آخرت کی طرف کوچ کر گئے جس کے متعلق انہیں مکمل یقین تھا کہ وہ بہت جلد اپنے جسموں سمیت ادھر ہی جائیں گے جہاں وہ طویل نعمتیں حاصل کریں گے اور مصائب سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا اور یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوگا جس کی پسند انہوں نے اپنی پسند اور جس کی ناپسندیدگی کو انہوں نے ناپسند سمجھ لیا ہے۔



باب ۔۳۳

قناعت کی فضیلت

فقیر کے لیے لازم ہے کہ وہ قناعت کرے، مخلوقات سے توقعات وابستہ نہ کرے ان کے اموال پر رغبت نہ رکھے اور نہ ہی مال و دولت کے حاصل کرنے میں حرص و لالچ کرے، یہ اس وقت ممکن ہے جب انسان بقدر ضرورت اپنے کھانے پینے پہننے اور رہائش کی چیزوں پر مطمئن ہو جائے اور ہر معمولی چیز پر کفایت کرے اور اپنی آرزوئیں ایک روز یا ایک مہینہ سے زیادہ لمبی نہ کرے، کیونکہ کثرت کی طلب اور طول امل سے قناعت کا مفہوم ختم ہو جاتا ہے اور انسان لالچ اور حرص میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر یہی طمع اور لالچ اسے بد اخلاقی اور برائیوں پر آمادہ کرتے ہیں جن سے انسان کی اچھی عادات تباہ ہو جاتی ہے اور حرص و طمع اس کی فطرت ثانیہ بن جاتے ہیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر انسان کو سونے کی دو وادیاں بھی مل جائیں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

انسان کی لالچ کی انتہا نہیں:

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کا نزول ہوتا تو ہم تعلیم کی غرض سے خدمت اقدس میں حاضری دیتے ایک مرتبہ ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ہم نے مال و دولت نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی غرض سے دیا ہے اگر انسان کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ دوسری کی خواہش کرے گا، اگر دوسری مل جائے تو تیسری کی خواہش کرے گا، انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سورہ براءۃ جیسی ایک اور سورت بھی نازل ہوئی تھی جو بعد میں اٹھالی گئی، اس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی ایسی قوموں سے مدد کروائے گا جن کے لیے بھلائی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر انسان کو دولت کی دو وادیاں دے دی جائیں تو وہ تیسری وادی کی خواہش کرے گا، انسان کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ تو تائب ہونے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے، علم کا بھوکا اور دولت کا بھوکا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ (۱) لالچ اور (۲) دولت کی محبت۔ چونکہ یہ عادت انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قناعت کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اسلام کے راستے پر چلا اور زندگی کے معمولی گزارہ پر قناعت کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے روز قیامت ہر امیر اور فقیر یہ آرزو کرے گا کہ اسے دنیا میں معمولی غذا میسر آتی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تونگری دولت کی کثرت نہیں ہے بلکہ حقیقی دولت مندی دل کی بے پروائی ہے۔

دنیا کی حرص نہ کرو:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرص اور دنیا کی بہت زیادہ جستجو کرنے سے منع فرمایا اور اس ضمن میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بہتر طریقے سے رزق حاصل کرو اس لیے کہ بندے کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھ دیا جاتا ہے اور کوئی انسان دنیا سے اپنا رزق ختم کیے بغیر کوچ نہیں کرے گا۔

غنی اور عادل کون؟

روایت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تیرا کون سا بندہ

زیادہ غنی ہے؟ حکم ربانی ہوا جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا ہے۔ پھر پوچھا عادل کون ہے؟ جواب ملا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔

روزی ہر ایک کی مقرر ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جبرئیل امین نے یہ بات میرے دل میں ڈالی کہ کوئی جان اتنی دیر تک کبھی نہیں مرتی جب تک وہ اپنی مقررہ روزی کو ختم نہ کرلے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور حلال رزق حاصل کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پانی کا پیالہ تیرے لیے کافی ہے دنیا کی اس سے زائد خواہش ہلاکت ہے۔

لالچ نہ کرو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پرہیزگار بن! تو سب سے بڑا عابد ہوگا، قناعت کر! تو سب سے بڑا شکرگزار ہوگا، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے پسند کر! تو مومن ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لالچ سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی، مجھے ایک مختصر نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھ! کوئی ایسی بات نہ کر جس پر کل معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے مال سے توقع نہ رکھ۔

لوگوں سے سوال نہ کرو:

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سات آٹھ یا نو اشخاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کی کہ ہم تو پہلے ہی بیعت کر چکے ہیں، پھر آپ نے فرمایا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرتے؟ چنانچہ ہم نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی، ہم میں سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہم سے کس چیز کی بیعت لی؟ آپ نے فرمایا یہ کہ اللہ کی عبادت کرو،

اسے لاشریک سمجھو، نماز پنجگانہ پڑھو، سنو اور اطاعت کرو، ایک بات آپ نے آہستہ کی، پھر فرمایا اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کہ ہم میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کا اگر تازیانہ گر جاتا تو وہ کسی سے اٹھا کر دینے کا سوال نہ کرتے۔

حقیقی دولت مند:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، طمع کا ترک، فقر اور لوگوں سے ناامیدی غنیٰ ہے، جو لوگوں کے مال و دولت سے ناامید رہتا ہے وہ سب سے بے پروا ہو جاتا ہے کسی عقل مند سے مالداری کے معنی دریافت کیے تو اس نے جواب دیا کہ تھوڑی امیدیں اور کم پر گزارا کر کے راضی رہنے کا نام غنی ہے۔ اس ضمن میں شاعر کا کہنا ہے۔

اَلْعَيْشُ سَاعَاتٌ تَمُرُّ وَخُطُوْبُ اَيَّامٍ تُكَرّ

(۱) عیش کی صرف چند ساعتیں ہیں اور کام کو پورا کرنے کے لیے وقت کم ہے۔

اِقْنَعْ بَعَيْشِكَ تَرْضَهُ وَاتْرُكْ هَوَاكَ تَعِيْشُ حُرّ

(۲) تو قناعت کر اس عیش پر جو تجھ کو حاصل ہے اور خواہشات نفسانی ترک کر کے آزاد ہو جا اور عیش کی زندگی گزار۔

فَلَرُبَّ حَتْفٍ سَاقَهُ ذَهَبٌ وَّيَاقُوْتٌ وَّدُرّ

(۳) بہت سے وہ لوگ جن کو موت آئی وہ سونا چاندی اور ہیرے جواہرات چھوڑ کر مر گئے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور کہتے جو اس پر قناعت کر لے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے بہترین دولت وہ ہے جو تمہارے قبضہ میں نہیں ہے اور قبضہ میں آئی ہوئی دولت میں سے بہترین دولت وہ ہے جو تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی۔

سب سے بہتر مال:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر روز ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے

انسان گمراہ کرنے والے بہت سے مال سے وہ معمولی مال بہتر ہے جو تجھے زندہ رہنے میں مدد دے۔

حضرت ابن سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان! تیرا پیٹ بالشت بھر ہے کہیں تجھے جہنم نہ لے جائے۔

کسی دانا سے سوال کیا گیا تیرا مال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ظاہر میں پاکیزگی باطن میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے فرمایا: اگر تجھے ساری دنیا کی دولت مل جاتی تو پھر بھی دو وقت کا کھانا تیرا مقدر تھا۔ اب جب کہ میں نے دنیا سے تجھے کھانا عطا کیا اس کا حساب دوسروں پر ڈال دیا۔ کیونکہ میں تیرا محسن ہوں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب تم کوئی حاجت طلب کرو تو تھوڑی سے طلب کرو اتنا نہ مانگو کہ دوسروں پر مصیبت بن جاؤ کیونکہ جو تمہارا مقدر ہے وہ تمہیں ضرور ملے گا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی حاجات:

بنو امیہ کے ایک حاکم نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا جس میں ان سے کسی حاجت کے بارے میں دریافت کیا گیا تاکہ وہ اسے پوری کر دیں۔ ابو حازم رحمۃ اللہ نے جواب میں تحریر کیا، میں نے اپنی حاجات اپنے مالک کے حضور پیش کی ہوئی ہیں جن کو وہ پورا کر دیتا ہے راضی ہو جاتا ہوں اور جن کو وہ روک دیتا ہے اس سے قناعت کر لیتا ہوں۔

دانش مندوں کے اقوال:

کسی دانش مند سے پوچھا گیا کہ کونسی چیز عقل مند کے لیے خوشی کا باعث اور دکھ دور کرنے کا سامان ہے دانش مند نے جواب دیا کہ عقل مند کے لیے سب سے بڑی خوشی نیک عمل اور غم دور کرنے میں اس کا مددگار اللہ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔

ایک دانش مند کا قول ہے کہ میں نے لوگوں میں سب سے غمزدہ حاسد کو، سب سے بہترین زندگی والا قناعت پسند کو، سب سے زیادہ مصائب پر صبر کرنے والا لالچی کو، سب سے زیادہ خوش تارک دنیا کو اور سب سے زیادہ پشیمان حد سے زیادہ تجاوز کرنے والے عالم کو پایا۔ کسی

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ یُرْزُقُهٗ   اِرفَهٗ صبَالِ فَتًی اَمسٰی عَلٰی ثِقَةٍ

(۱) جب جوان اس بات پر مکمل بھروسہ کرتا ہے کہ رازق مطلق اسے ضرور رزق عطا کرے گا۔

وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِیْدٌ لَیْسَ یَخْلُقُه‘   فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ لَّا یُدَنِّسُه‘

(۲) تو اس کی عزت خراب نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا چہرا کبھی پرانا ہوتا ہے۔

لَمْ یَلْقَ فِیْ دَهْرِهٖ شَیْئًا یُورِقُهٗ   اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ یَحْلِلْ بِسَاحَتِهَا

(۳) جو شخص قناعت اختیار کر لیتا ہے اسے کبھی کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوئی اور اس پر کبھی دکھ کا سایہ نہیں پڑتا۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

وَطُوْلِ سَعْیٍ وَاِدْبَارٍ وَّاِقْبَالٍ   حَتّٰی مَتٰی اَنَافِیْ حَلٍ وَّتِرْحَالٍ

(۱) میں کب تک اس طرح سفر کرتا رہوں گا اور زبردست جدو جہد اور یہ آنا جانا جاری رکھوں گا۔

عَنِ الْاَحِبَّةِ لَا یَدْرُوْنَ مَاحَالٍ   وَنَازِحِ الدَّارِ لَا انْفَکَ مُغْتَرِبًا

(۲) میں گھر سے دور ہمیشہ دوستوں سے مخفی رہتا ہوں، انہیں میرے حالات معلومات نہیں ہوتے۔

لَا یَخْطُرُ الْمَوْتُ مِنْ حِرْصِیْ عَلٰی بَالٍ   بِمَشْرِقِ الْاَرْضِ طُوْلًا ثُمَّ مَغْرِبِهَا

(۳) میں کبھی مشرق میں ہوتا ہوں اور کبھی مغرب میں، حرص کا غلبہ یوں ہے کہ میرے دل میں کبھی موت کا تصور ہی نہیں آتا۔

اِنَّ الْقُنُوْعَ الْغِنٰی لَا کَثْرَةُ الْبَالِ   وَلَوْ قَنَعْتُ اَتَانِیْ الرِّزْقُ فِیْ دَعَةٍ

(۴) اگر میں قناعت کرتا تو روزی میری تلاش میں آتی کیونکہ حقیقی غنا قناعت میں ہے کثرت مال و دولت غنا نہیں ہے۔

زیادہ کی خواہش نہ رکھو:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کیا میں تمہیں بتاؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کے مال سے کیا کچھ لینا جائز سمجھتا ہوں؟ سنو! سردی اور گرمی کے لیے دو چادریں اور اس کے علاوہ مجھے حج، عمرہ اور غذا کے لیے قریش کے معمولی جوان کی شکم سیری کے مقدار کے برابر غذا کی فراہمی، لوگو! میں مسلمانوں سے اعلیٰ اور ارفع نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اتنا لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ گویا آپ اتنی سی مقدار میں بھی شک فرما رہے تھے کہ کہیں یہ قناعت کے دائرہ سے باہر تو نہیں ہے۔؟

ایک اعرابی نے اپنے بھائی کو لالچ سے منع کرتے ہوئے کہا تم دنیا کے طلبگار ہو اور اس چیز کو چاہتے ہو جو کبھی ٹل نہیں سکتی، تم ایسی چیز کے متلاشی ہو جو پہلے ہی تمہاری ہو چکی ہے، گویا کہ غائب چیز تمہارے سامنے اور حاضر چیز تم سے منتقل ہونے والی ہے، شاید تم نے کسی حریص کو محروم اور کسی تارک دنیا کو رزق پاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اس ضمن میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اَرَاکَ یَزِیْدُکَ الْاَثْرَاءَ حِرْصًا   عَلَی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ لَا تَمُوْتُ

(۱) میں دیکھ رہا ہوں تیری دولت تیری حرص میں اضافہ کر رہی ہے گویا کہ تو نہیں مرے گا۔

فَھَلْ لَّکَ غَایَۃَ اِنْ صِرْتَ یَوْماً   اِلَیْھَا قُلْتَ حَسْبِیْ قَدْ رَضِیْتُ

(۲) کبھی تو اپنی حرص سے رُک کر یہ بھی کہے گا کہ بس میرے لیے یہی کافی ہے اور میں اس قدر پر رضامند ہوں۔

لالچی بے وقوف ہوتا ہے:

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک چڑیا کو شکار سے پکڑا۔ اس چڑیا نے کہا میرا کیا کرو گے۔ اس شخص نے کہا تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا۔ چڑیا نے کہا اس ننھی جان سے تیرا پیٹ نہیں بھرے گا میں تمہیں تین باتیں ایسی بتاؤں گی جو میرے کھائے جانے سے بہت بہتر ہیں ایک تو قید میں سناؤں گی دوسری درخت پر بیٹھ کر تیسری پہاڑ پر بیٹھ کر۔ اس شکاری آدمی نے کہا درست ہے پہلی بتاؤ۔ یاد رکھ گزری بات پر افسوس نہ کرنا۔ آدمی نے

حسب وعدہ اسے چھوڑ دیا اور وہ درخت پر بیٹھ گئی تو کہا اب دوسری بات بتاؤ۔ چڑیا نے کہا ناممکن کوممکن نہ سمجھو پھر وہ پہاڑ پر اڑ کر بیٹھ گئی کہنے لگی اے بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کر دیتا تو میرے پوٹے سے تجھے بیس مثقال کے موتی ملتے وہ شخص افسوس کرنے لگا۔ اس نے چڑیا سے کہا اب تیسری بات ہی بتا دے۔ چڑیا نے کہا پہلی دو کو تو تم نے بھلا دیا اب تیسری کس لیے پوچھتے ہو میں نے تم سے کہا تھا جو گزر جائے اس پر افسوس نہ کرنا۔ ناممکن کوممکن نہ سمجھنا میں تو اپنے گوشت، پر دل اور خون سمیت بھی بیس مثقال کی نہیں یہ کہاں درست ہوگا کہ میرے پوٹے میں بیس مثقال کے موتی ہوں گے۔ یہ کہہ کر اڑ گئی یہ انسان کے لالچی ہونے کی مثال ہے کہ وہ ناممکن کوممکن لالچ میں اندھا ہو کر سمجھتا ہے اور راہ حق سے بھٹک جاتا ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، خواہشات تیرے دل کا جال اور پاؤں کی بیڑیاں ہیں، دل سے خواہشات نکال دے، تیرے پاؤں بیڑیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

زریں اشعار:

جناب ابومحمد الزیدی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خلیفہ ہارون الرشید کے پاس آیا تو وہ ایسے کاغذ کو پڑھ رہا تھا، جس پر سونے کے پانی سے کچھ لکھا ہوا تھا، خلیفہ مجھے دیکھ کر ہنس پڑا، میں نے کہا امیر المومنین کوئی خاص بات ہے! کہا میں نے بنوامیہ کے خزانے میں یہ شعر پائے جو مجھے بہت اچھے لگے ہیں اور میں نے ان میں ایک اور شعر کا اضافہ کر دیا ہے۔

اِذَا سُدَّ بَابٌ عَنْکَ مِنْ دُوْنِ حَاجَةٍ   فَدَعْهُ لِاُخْرٰی یَنْفَتِحُ لَکَ بَابُهَا

(۱) جب تیری حاجت روائی کا دروازہ تجھ پر بند ہو جائے تو رُک جا، کوئی اور تیری حاجت پوری کر دے گا۔

فَاِنَّ قِرَابَ الْبَطْنِ یَکْفِیْکَ مِلْؤُهٗ   وَیَکْفِیْکَ سَوْاٰتُ الْاُمُوْرِ اجْتِنَابُهَا

(۲) شکم پرور ہونا اس کی شکم پروری کے لیے کافی ہے اور کام کی برائیوں سے دور رہنے کے لیے ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

وَلَا تَکُ مُبْذَالًا لِعِرْضِکَ وَاجْتَنِبْ   رُکُوْبَ الْمَعَاصِیْ یَجْتَنِبْکَ عِقَالُهَا

(۳) اور یہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے رکیک حرکتیں نہ کر اور گناہوں کے ارتکاب

سے اجتناب کر جس کے باعث تو سزا سے محفوظ ہو جائے گا۔

دلوں سے علم کا نکل جانا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ علماء کے علم حاصل کر لینے کے بعد کونسی چیز ان کے دلوں سے علم نکال لیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا لالچ، حرص اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا۔ کسی شخص نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کی وضاحت چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلوب و مقصود بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہو جاتا ہے۔ حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس چیز کی طلب میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اور کبھی اس مقصد کے حصول کے لیے تیرا واسطہ مختلف افراد سے پڑے گا۔ جب وہ تیری حاجات پوری کریں گے تو تیری ناک میں نکیل ڈال کہ جہاں چاہیں گے، وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہو جائے گا اور اسی محبت دنیا کی وجہ سے جب بھی تو ان کے سامنے سے گزرے گا تو انہیں سلام کرے گا اور جب وہ بیمار ہو جائیں گے، تو عیادت کو جائے گا اور تیرے یہ سب کام رضائے الٰہی کی خاطر نہیں ہوں گے۔ تیرے لیے بہت بہتر ہوتا اگر تو ان لوگوں کا محتاج نہ ہوتا۔



باب ۔۳۴

فضیلت فقراء

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ فقراء اس امت کے سبب سے بہترین افراد ہیں اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے کمزور لوگ ہیں سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری دو باتیں ہیں جو ان کو پسند کرتا ہے وہ مجھے پسند کرتا ہے جو ان کو بُرا سمجھتا ہے وہ مجھے بُرا جانتا ہے، فقر اور جہاد۔

نادان دنیا کو پسند کرتا ہے:

روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں پہاڑ سونے کا بنادوں، جو آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ آپ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ جبریل! یہ دنیا تو اس کا گھر جس کا کوئی گھر نہ ہو، یہ اس کی دولت ہے جس کے پاس دولت نہ ہو اور اسے وہی جمع کرتا ہے جو نادان ہو، جبریل نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو اسی حق وصداقت پر قائم رکھے۔

دنیا دنیاداروں کی ہے:

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر کے دوران ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو کمبل لپیٹے سو رہا تھا، آپ نے اسے جگا کر فرمایا اے سونے والے اٹھ! اور اللہ کو یاد کر! اس شخص نے کہا تم مجھ سے اور کیا چاہتے ہو کہ میں نے دنیا کو اہل دنیا کے لیے چھوڑ دیا ہے، آپ نے فرمایا یوں پھر اے میرے دوست سو جا۔

اللہ تعالیٰ کا کرم:

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو مٹی کی اینٹ کا تکیہ بنائے

سو رہا تھا جس کا چہرہ اور داڑھی خاک آلود ہو رہے تھے آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا آپ نے اللہ سے التجا کی الٰہی یہ تیرا بندہ دنیا میں برباد ہو گیا۔ اللہ نے بذریعہ وحی فرمایا تمہیں پتہ نہیں جب میں کسی پر اپنا کرم کرتا ہوں تو دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہوں۔

زمین و آسمان کے امین:

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ایک مہمان آیا مگر آپ کے پاس اس کی میزبانی کے لیے کچھ نہ تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے خیبر کے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور فرمایا اسے کہو کہ رجب المرجب کے چاند تک ہمیں قرض آٹا دے دے، میں اس یہودی کے پاس گیا تو اس نے کہا کوئی چیز گروی رکھو تب آٹا ملے گا، میں نے آپ کو خبر دی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا بخدا میں زمین و آسمان کا امین ہوں، اگر وہ قرض میں آٹا دے دیتا تو میں ضرور واپس کرتا لو میری یہ زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس گروی رکھ دو۔ جب وہ زرہ لے کر نکلا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

''اے اور سننے والے! اس کی طرف آنکھ نہ لگا جو ہم نے (کافروں کو) زن و خاوندوں کو ان کی دنیاوی زندگی کے زینت کے لیے دی ہے''۔

مطمئن دل والے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فقر مومن کے لیے گھوڑے کے منہ کے خوبصورت بالوں سے بھی زیادہ حسین ہے۔ آپ کا فرمان ہے جس کا جسم تندرست ہے اور اسے دل مطمئن ملا اس پر اگر اسے ایک دن کی خوراک مل جائے تو اس کے لیے ایسا ہے جیسے اسے دنیا کی ساری نعمت مل گئی۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب تو درویش کو آتا دیکھے تو کہنا: خوش آمدید اے نیکوں کے لباس۔

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی:

حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ رب

العزت کے ایک نبی علیہ السلام کا دریا کے ساحل سے گزر ہوا۔ وہاں انہوں نے دیکھا ایک شخص مچھلی کا شکار کر رہا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دریا میں جال ڈالا لیکن کوئی مچھلی نہ پھنسی پھر انہی نبی کا گزر ایک دوسرے شخص کے قریب سے ہوا، جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس نے شیطان کا نام لے کر جال پھینکا، جب جال کھینچا تو وہ مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے غیب دان! اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے نبی کو ان دو شخصوں کا مقام آخرت دکھلاؤ، جب انہوں نے پہلے شخص کا بارگاہ الٰہی میں عزت وقار اور دوسرے شخص کی بے حرمتی دیکھی تو بے ساختہ کہہ اٹھے، اے اللہ! میں تیری تقسیم پر راضی ہوا۔

جنت ودوزخ کے مکین:

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں نے جنت کا مشاہدہ کیا اس میں زیادہ تر فقیر تھے، میں نے دوزخ کو دیکھا اس میں اکثر دولت مند، عورتیں تھیں، ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا، دولت مند کہاں ہیں! تو مجھے بتلایا گیا انہیں دولت نے گرفتار کر رکھا ہے ایک دوسری حدیث میں ہے۔ میں نے دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھ کر کہا ایسا کیوں ہے، تو مجھے بتلایا گیا۔ ان کی سونے اور خوشبوؤں سے محبت کے باعث ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ فقر دنیا میں مومن کے لیے تحفہ ہے۔ ایک روایت میں ہے، انبیاء کرام میں سب سے آخر حضرت سلیمان علیہ السلام جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ وہ دنیاوی دولت اور اس کی شاہی رکھتے تھے اور صحابہ کرام میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی مالداری کے باعث سب سے آخر میں جنت میں جائیں گے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے انہیں گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہوتے دیکھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دولت مند بڑی مشکل کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور جب کسی سے بہت زیادہ محبت کرتا تو اس کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے، دریافت کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ذخیرہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس انسان کے مال اور اولاد میں

سے کچھ باقی نہیں رہتا۔

صالحین کی نشانی:

حدیث پاک میں ہے کہ جب تو فقر کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو اسے خوش آمدید کہہ اور صالحین کی نشانی کہہ کر اسے خوش آمدید کہو اور جب تم مال و دولت کو اپنی طرف آتا دیکھو، تو کہو، دنیا میں مجھے یہ کسی گناہ کی جلدی سزا مل رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ! مخلوق میں تیرے دوست کونسے ہیں تاکہ ان سے محبت کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقیر اور فقر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے میں فقر کو دوست رکھتا ہوں اور دولت مندی سے نفرت کرتا ہوں، اور آپ کو اے مسکین کہہ کر بلایا جانا سب ناموں سے اچھا لگتا ہے۔

فقراء کی شان میں آیت مبارکہ:

جب عرب کے سرداروں اور مالداروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا آپ اپنی مجلس میں ایک دن ہمارے لیے اور ایک دن ان فقراء کے لیے مقرر کیجئے تاکہ وہ ہمارے دن میں نہ آئیں اور ہم ان کے دن میں نہیں آئیں گے۔ فقراء سے ان کی مراد حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت ابوذر، حضرت خباب بن الارت، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوہریرہ اور اصحاب صفہ کے فقراء رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو مان لیا کیونکہ ان فقراء کے لباس سے ان مالداروں کو بدبو آتی تھی، ان فقراء کے لباس اُون کے تھے اور پسینہ آنے کی صورت میں ان کے کپڑوں سے جو بُو آتی تھی وہ اقرع بن حابس التیمی، عینیہ بن حصن الفرازی، عباس بن مرداس السلمی اور دیگر اغنیائے عرب کو بہت ناگوار گزرتی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات پر رضامندی کی وجہ سے قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔ (الکہف:۲۸-۲۹)

اور جو صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں ان کو اپنے سے مانوس رکھو وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طالب ہیں۔ ان سے نظریں نہ ہٹاؤ ان کے ساتھ صبر کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم آسائش زندگی کے خواستگار بن جاؤ ان کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔ اس کا کام حد سے گزر گیا اور کہہ دیجئے یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر رہے۔

ایک دن حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک قریشی سردار بیٹھا ہوا تھا (جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دے رہے تھے چنانچہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنا اچھا نہ لگا۔ اس پر پروردگار عالم نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی،

عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى ۝ اَوْيَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ (عبس ا تا ٦)

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑ لیا جب اس کے پاس نابینا آیا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شاید پاک ہو جاتا یا نصیحت سنتا کیا اسے نصیحت فائدہ دیتی ہے جو شخص لاپرواہ ہے تم اس کی خاطر اسے روکتے ہو۔

اس جگہ نابینا سے مراد حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لاپرواہ شخص سے مراد وہ قریشی سردار ہے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہلے سے آ کر بیٹھا تھا۔

فقراء سے محبت کا اجر:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ روز محشر ایک بندے کو حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت کرے گا جیسے دنیا میں ایک شخص دوسرے سے معذرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میں نے تجھ سے دنیا

کو تیری بے قدری کے سبب نہیں پھیرا تھا بلکہ اس عزت اور کرامت کے باعث جو میں نے تیرے لیے تیار کی تھی، تجھے دنیا سے محروم رکھا۔ اے میرے بندے! لوگوں کی ان جماعتوں میں جاؤ، جس کسی نے بھی میری رضا کی غرض سے تجھے کھلایا پلایا یا لباس پہنایا اس کا ہاتھ پکڑلو، وہ تمہارا ہے۔ لوگ اس دن پسینہ میں شرابور ہوں گے اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا ان کو تلاش کر کے جنت میں لے جائے گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ فقراء کی پہچان کرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرو ان کے پاس دولت ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کونسی دولت؟ ارشاد فرمایا، جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جس نے تمہیں کھلایا پلایا ہو یا لباس پہنایا ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤ۔

جنت میں بلند مرتبہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب میں معراج کی شب جنت میں گیا تو میں نے اپنے آگے حرکت کی آواز سنی، میں نے دیکھا تو وہ بلال تھے، میں نے جنت کی بلندیوں پر دیکھا، وہاں مجھے اپنی امت کے فقراء اور ان کی اولادیں نظر آئیں، میں نے نیچے دیکھا تو دولت مند نظر آئے اور عورتیں کم تھیں، میں نے سبب پوچھا تو بتلایا گیا کہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے جنت سے محروم کر دیا ہے اور دولت مندوں کو ان کے طویل حسابات نے اوپر نہیں جانے دیا۔ میں نے اپنے صحابہ کرام کو تلاش کیا تو مجھے عبدالرحمٰن بن عوف دکھائی نہ دیئے، کچھ دیر بعد وہ روتے ہوئے آئے ، میں نے پوچھا تم مجھ سے کیوں پیچھے رہ گئے؟ تو عبدالرحمٰن نے کہا میں بہت دکھ برداشت کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں، میں تو سمجھ رہا تھا کہ شاید میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سابقین اولین مسلمانوں میں سے، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثار اور ان دس حضرات سے تھے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی خوش خبری سنائی ہے اور ان دولت مندوں میں سے تھے جن کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مگر جس نے مال کو ایسے ایسے خرچ کیا انہیں بھی دولت نے اتنی مصیبت میں مبتلا کر دیا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے شخص کے نزدیک سے گزرے کہ جس

کے پاس دنیا کے مال ودولت سے کچھ نہیں تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اس کا نور تمام اہل دنیا میں بانٹ دیا جائے تو پورا ہو جائے گا۔

فقراء جنت کے بادشاہ ہیں:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں جنت کے بادشاہوں کے بارے میں تمہیں بتاؤں؟ عرض کی گئی فرمایئے، آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جسے کمزور وناتواں سمجھا گیا غبار آلود پریشان بالوں والا، دو پھٹی پرانی چادروں والا، جسے کوئی خاطر میں نہیں لاتا ہے اگر وہ اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔

جنتی عورتوں کی سردار:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے حسن ظن رکھتے تھے ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمران! تمہارا میرے نزدیک ایک خاص مقام ہے، کیا تم میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کو چلو گے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ پر آپ پر قربان، ضرور چلوں گا، چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچے، آپ نے دروازے پر دستک دی اور سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تشریف لایئے۔ آپ نے فرمایا میرے ہمراہ ایک اور آدمی بھی ہے۔ پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا عمران! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما بولیں، رب العالمین کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں صرف ایک چادر سے تمام جسم چھپائے ہوئے ہوں۔ آپ نے دست اقدس کے اشارے سے فرمایا تم ایسے ایسے پردہ کرلو انہوں نے عرض کیا اس طرح میرا جسم جو ڈھک جاتا ہے لیکن سر نہیں چھپتا۔ آپ نے ان کی طرف ایک پرانی چادر پھینکی اور فرمایا تم اس سے سر ڈھانپ لو، اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہوئے اور سلام کے بعد پوچھا، بیٹی کیسی ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، حضور مجھے دوہری تکلیف ہے، ایک بیماری کی تکلیف، اور دوسرے بھوک کی تکلیف! میرے پاس ایسی کوئی شے نہیں ہے، جسے کھا کر بھوک مٹا سکوں، حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں یہ سُن کر آنسو آگئے اور فرمایا بیٹی گھبراؤ نہیں اللہ کی قسم! میرے پروردگار کے یہاں تم سے زیادہ رتبہ ہے لیکن میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا ہے، اگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگو تو مجھے ضرور کھلائے لیکن میں نے دنیا پر

آخرت کو ترجیح دی ہے۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خوش ہو جاؤ تم بہشتی خواتین کی سردار ہو۔ انہوں نے پوچھا حضرت آسیہ اور حضرت مریم کہاں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا آسیہ اپنے زمانے کی عورتوں کی اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو، تم جنت کے ایسے محلات میں رہو گی جس میں کوئی عیب کوئی دکھ اور کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ پھر فرمایا اپنے چچا زاد سے خوش رہو، میں نے تمہاری شادی دنیا اور آخرت کے سردار کے ساتھ کی ہے۔

فقراء سے دشمنی کا نقصان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب لوگ فقراء سے دشمنی رکھیں، دنیاوی شان و شوکت کا اظہار کریں اور مال جمع کرنے پر حریص ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر چار مصیبتیں نازل فرماتا ہے۔ قحط سالی، ظالم بادشاہ، خائن حاکم اور دشمنوں کی ہیبت۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درہم والے سے دو درہم والے کا حساب زیادہ ہو گا۔

فقراء جنت میں پہلے داخل ہوں گے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، حضرت سعید اپنے گھر میں انتہائی غمزدہ حالت میں داخل ہوئے ان کی بیوی نے دریافت کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟ بولے بڑی اہم بات ہو گئی ہے، پھر فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور صبح تک آہ و زاری سے عبادت کرتے رہے پھر فرمایا میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے، پھر آپ نے فرمایا میری اُمت کے فقراء دولت مندوں سے پانچ سو برس قبل جنت میں داخل ہوں گے، حتیٰ کہ اگر کوئی دولت مند شخص ان کی جماعت میں شامل ہو گا تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دیا جائے گا۔

بغیر حساب جنت میں داخلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین اشخاص بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے کپڑے دھونے کا ارادہ کیا لیکن اس کے پاس دوسرے پرانے

کپڑے نہیں تھے کہ جن کو پہن کر وہ کپڑے دھوتا۔ دوم یہ شخص کہ جو چولہے پر دو دو ہانڈیاں نہیں چڑھاتا۔ تیسرا وہ شخص جس کو پینے کی دعوت دے کر اس سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تم کیا پیو گے۔

فقراء سے محبت صالحین کا طریقہ ہے:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک درویش فقیر آیا تو آپ نے اسے فرمایا، آگے آجاؤ اگر تم صاحب مال یعنی سرمایہ دار ہوتے تو تمہیں کبھی آنے کی دعوت نہ دیتا۔ آپ کی فقراء سے محبت دیکھ کر دولت مند لوگ فقیر ہونے کی تمنا کرتے۔

جناب مؤمل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فقیر سے زیادہ باعث عزت اور مالدار سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک دانا کا قول ہے انسان جس قدر تنگ دستی سے ڈرتا ہے اگر اتنا ہی دوزخ سے ڈرتا تو دونوں سے نجات مل جاتی۔ جتنی دولت سے محبت ہے اگر جنت سے محبت کرتا تو جنت اور دولت بھی مل جاتی۔ انسان جتنا انسانوں سے خوفزدہ ہے اگر وہ اتنا اللہ سے ڈرتا تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے مالدار کی عزت اور فقیر کی توہین کی وہ ملعون ہے۔

حضرت لقمان نے بیٹے سے کہا: بوسیدہ کپڑوں کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کا اور تمہارا پروردگار ایک ہے۔

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ فقراء سے تمہاری محبت پیغمبروں کا وصف ہے ان کی صحبت اختیار کرنا صالحین کا طریقہ ہے ان سے دور بھاگنا منافقت کی نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دشمنی سے ڈرو:

بعض کتب سابقہ میں تحریر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء کرام علیہ السلام پر وحی کی کہ میری دشمنی سے ڈرو، اگر میں نے تجھے دشمن بنا لیا تو میری آنکھ سے گر جائے گا اور میں تجھ پر مال و دولت کی کثرت کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت معاویہ، ابن عامر رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر حضرات نے ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے ان سب کو ایک ہی دن میں تقسیم کر دیا حالانکہ آپ کی اوڑھنی پر پیوند لگے ہوئے تھے، آپ کی لونڈی نے کہا آپ روزے سے ہیں، اگر آپ مجھے ایک درہم دے دیتیں تو میں گوشت لے آتی اور آپ افطار کرتیں، آپ نے یہ سن کر فرمایا تم مجھے پہلے بتا دیتیں تو میں ایک درہم تمہیں دے دیتی۔

فقراء جیسی زندگی گزارو:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی ''اگر تم مجھ سے ملاقات کی خواہش رکھتی ہو تو فقراء جیسی زندگی گزارنا، دولت مندوں کی مجلس سے الگ رہنا اور اوڑھنی کو پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا؟

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ کی خدمت میں دس ہزار دینار لایا اور بڑی عاجزی سے انہیں قبول کرنے کی التجا کی۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کیا تم دس ہزار دینار کے بدلے فقراء کے دفتر سے میرا نام کٹوانا چاہتے ہو! بخدا! میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، اس شخص کے لیے بشارت ہے جو اسلام پر چلا جس نے معمول گذران پر قناعت کی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی:

اے فقراء دل کی گہرائیوں سے اللہ کی رضا پر راضی رہو، تمہیں فقراء کا ثواب ملے گا وگرنہ نہیں، پہلا قناعت کرنے والا اور دوسرا اللہ پر راضی ہونے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حریص کو فقراء کا ثواب نہیں ملے گا لیکن بعض احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے فقراء کا ثواب ملے گا بہت جلد ہم اس کی مکمل بحث کریں گے۔ شاید عدم رضا سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس سے مال روک لینے کو برا سمجھتا ہے اور بہت سے دنیا کے طالب ایسے ہیں جو دل میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا منکر ہونا پسند نہیں کرتے لہٰذا ان کی طلب میں کوئی برائی نہیں ہے۔ لیکن سب سے پہلی بات اعمال کو تباہ کر دیتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے دولت نہ دینے کو برا سمجھا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا جو فقیر ہو، اللہ کی رضا پر راضی ہو اور اس کے عطا کیے ہوئے رزق پر قانع ہو۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی، اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھرانے کی خوراک اندازے کے مطابق ہو اور فرمایا قیامت کے دن کوئی فقیر اور دولت مند ایسا نہیں ہوگا جو یہ خواہش کرے کہ مجھے دنیا میں خوراک کے مطابق ہی رزق دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجھے ٹوٹے دلوں کے یہاں تلاش کرنا، آپ نے دریافت فرمایا وہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ سچے فقراء ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے سے زیادہ کوئی باعث فضیلت نہیں ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ارشاد فرمائے گا کہ مخلوق میں دوست کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے یا اللہ! وہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ مسلمان فقراء ہیں جو میری عطا پر قانع تھے اور میری رضا پر راضی تھے، انہیں بہشت میں داخل کرو چنانچہ لوگ ابھی اپنے حساب میں مشغول ہوں گے کہ وہ لوگ جنت میں کھا پی رہے ہوں گے، یہ تو قناعت گزیں اور اللہ کی رضا پر راضی ہونے والوں کا تذکرہ ہے، انشاء اللہ تعالیٰ زاہدوں کا تذکرہ بہت جلد آگے آئے گا۔

قناعت اصلی دولت ہے:

رضا اور قناعت کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ بیان ہوئی ہیں یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ حرص وطمع قناعت کی ضد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حرص سے تنگدستی اور قناعت دولت مندی ہے جو لوگوں سے لالچ نہیں رکھتا اور قناعت کر لیتا ہے وہ لوگوں سے بے پرواکر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزانہ ایک فرشتہ عرش سے منادی کرتا ہے کہ، اے انسان گمراہ کرنے والے زیادہ مال سے کفایت کرنے والا تھوڑا مال بہتر ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہر انسان کی عقل میں کمزوری ہوتی ہے،

جب اس کے پاس مال دولت وافر آنے لگتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے لیکن رات دن کی گردش جو اس کی عمر کم کر رہی ہے، اسے غمزدہ نہیں کرتی۔ افسوس! اے انسان تجھے مال کی کثرت کوئی فائدہ نہیں دے گی جب کہ تیری عمر مسلسل کم ہوتی جا رہی ہے۔

ایک دانش مند سے غنا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ تھوڑی امیدیں اور تھوڑے رزق پر راضی رہنا۔

صرف ایک روٹی:

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے امرء میں سے تھے، ایک دفعہ وہ محل سے باہر نکلے تو انہیں محل کے نزدیک ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے کھا کر وہ سو گیا، انہوں نے اپنے ایک غلام سے کہا، جب یہ شخص بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا، چنانچہ اس کے بیدار ہونے کے بعد اسے لایا گیا تو انہوں نے پوچھا اے جوان، تو بھوکا تھا اور ایک روٹی سے سیر ہو گیا؟ اس شخص نے کہا ہاں، پھر پوچھا تمہیں نیند خوب آئی؟ وہ بولا ہاں۔ آپ نے دل میں سوچا میں آئندہ دنیا کے حصول میں جدوجہد نہیں کروں گا، نفس انسانی تو ایک روٹی پر بھی قانع ہو جاتا ہے۔

تھوڑے پر قناعت:

ایک شخص نے عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کو نمک اور ساگ کھاتے دیکھ کر پوچھا اے اللہ کے بندے! تو اس پر خوش اور راضی بہ رضا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جو دنیا ترک کر کے تھوڑی سی پر قناعت کر کے راضی بہ رضا ہو جائے اس کے لیے آخرت ہے، جو آخرت کے عوض دنیا پر راضی ہو وہ بدتر ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر نمک سے کھا لیتے اور فرماتے جو دنیا میں اتنی مقدار میں راضی ہو جائے وہ کسی کا محتاج نہیں بنے گا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو اس کی تقسیم کردہ رزق کو تسلیم نہیں کرتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (الذاریات:۲۲-۲۳)

اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا ہوا ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! وہ حق ہے۔

باعث نجات:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ چند لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی بیوی نے آ کر کہا تم ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہو اور گھر میں آٹے کی چٹکی اور پانی کا گھونٹ تک نہیں ہے آپ نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں ہمارے سامنے دشوار گزار گھاٹیاں ہیں ان سے وہی خلاصی پائے گا جس کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ جب آپ کی بیوی نے یہ سنا تو خاموشی سے اپنے گھر واپس لوٹ گئیں۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ بے صبر بھوکا کفر کے بہت قریب ہوتا ہے ایک دانش مند سے دریافت کیا کہ تیری دولت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ظاہری صفائی، دل میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض پہلی آسمانی کتب میں فرمایا ہے، اے انسان! اگر تجھے ساری دنیا کی دولت مل جاتی تب بھی تجھے دو وقت کی روٹی ہی ملتی ہے، اب جب کہ میں نے تجھے غذا دے دی ہے اور اس کا حساب اوروں کے ذمے لگایا ہے تو یہ میں نے تجھ پر احسان کیا ہے۔

کسی شاعر نے اس ضمن میں کہا ہے۔

اِضْرَعْ اِلَی اللّٰهِ لَا تَضْرَعْ اِلَی النَّاسِ   وَاقْنَعْ بِیَاسٍ فَاِنَّ الْعِزَّ فِی الْیَاسِ

(۱) اللہ سے مانگ، لوگوں سے نہ مانگ، ان سے ناامید ہو کر قناعت اختیار کر کیونکہ لوگوں سے ناامید ہونے ہی میں عزت ہے۔

وَاسْتَغْنِ عَنْ ذِیْ قُرْبٰی وَذِیْ رَحِمٍ   اِنَّ الْغِنٰی مَنِ اسْتَغْنٰی عَنِ النَّاسِ

(۲) ہر اپنے پرائے سے بے نیاز ہو جا، کیونکہ لوگوں سے بے پروائی ہی دولت مندی ہے۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

یَاجَامِعًا مَانِعًا وَالدَّهْرُ یَرْمُقُهٗ   مُقَدَّرٌ اَیُّ بَابٍ سِنْهُ تَغْلُقُهٗ

(۱) اے مال و دولت کو جمع کرنے والے، زمانہ ہر کسی کا مقدر دیکھتا ہے، تو اس کے کس کس

دروازے کو بند کرے گا؟

مُفَكِّرًا كَيْفَ تَأْتِيهِ سُنَيَّتُهُ   اَغَادِيًا اَمْ بِهَا يَسْرِىْ فَتَطْرُقُهُ

(۲) اس فکر میں کہ کس کس طرح خواہشات پوری ہوں گی، کیا اس کے ساتھ کوئی مشکل ہے۔ یا آسانی، پس تو اس کو چھوڑ دے گا۔

جَمَعْتَ مَالًا فَقُلْ لِىْ هَلْ جَمَعْتَ لَهُ   يَاجَامِعَ الْمَالِ اَيَّامًا تَفَرُّقُهُ

(۳) اے دولت کے جمع کرنے والے! تو نے مال جمع کرلیا، مجھے یہ بتلا تو نے اسے خرچ کرنے کے لیے اپنے دن بھی جمع کر لیے ہیں؟ (کیا تجھے زندگی کے دنوں کا علم ہے)

اَلْمَالُ عِنْدَكَ مَخْزُوْنٌ بِوَارِثِهِ   مَا الْمَالُ مَالُكَ اِلَّا يَوْمَ تُنْفِقُهُ

(۴) مال تیرے پاس ورثاء کا خزانہ ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے مال کے سوا تیرا کوئی مال نہیں ہے۔

اِرْفَهُ بِبَالِ فَتًى يَغْدُوْ عَلٰى ثِقَةٍ   اِنَّ الَّذِىْ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ يَرْزُقُهُ

(۵) جب جوان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جس ذات نے رزق کی تقسیم کی ہے اسے بھی رزق دے گا۔

فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ لَايُدَنِّسُهُ   وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِيْدٌ لَيْسَ يَخْلُقُهُ

(۶) تب اس کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے، کبھی اس پر میل نہیں آتا اور نہ اس کا چہرہ کبھی پرانا ہوتا ہے۔

اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ يَّحْلُلْ بِسَاحَتِهَا   لَمْ يَلْقَ فِىْ ظِلِّهَا هَمًّا يُؤَرِّقُهُ

(۷) جو شخص قانع ہو جاتا ہے اس پر کبھی دکھ کا سایہ نہیں پڑتا۔

☆☆☆

باب ۔۳۵

اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز بنانا اور میدان حشر

کفار سے تعلقات نہ رکھو:

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ہود:۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو، ورنہ تجھے آگ چھوئے گی۔

اس کی تفسیر میں بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''رکون'' سے مراد مطلق میلان اور توجہ ہے، خواہ وہ میلان تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ اس ضمن میں حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ یہاں ''رکون'' کے معنی چھپانے کے ہیں یعنی ان کے کفر کا انکار نہ کرنا، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رکون کے معنی یہ ہیں کہ ان کفار سے نیکی نہ کرو۔ بظاہر اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کفار اور بدکردار مسلمانوں سے باہمی میل ملاپ نہ رکھو۔

کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں:

حضرت نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس ضمن میں محقق حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ

جس رکون سے منع کیا گیا ہے وہ ہے کفار کے کفر کو اچھا سمجھنا، ان کے طریق کار کو خوب جاننا اور دوسروں کے سامنے ان کی تعریف کرنا اور گمراہی کے کاموں میں ان کا شریک کار بننا ہے البتہ اگر ان کے مظالم کے خاتمے اور نفع اندوزی کے باعث ان سے میل ملاپ بڑھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ طلب معاش کے لیے ان سے میل ملاپ کی رخصت ہے لیکن تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے بالکل علیحدگی کی جائے، کیا اللہ تعالیٰ بندہ کی

مشکلات میں اسے کافی نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام نیشاپوری کا قول بالکل درست ہے، آج کے دور میں تو خاص طور پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ان سے تعلقات نہ رکھے جائیں کیونکہ نیکی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا اس دھوکہ اور فریب کاری کے دور میں ناممکن ہے اور جب کہ ان کا ظلم اس سطح پر آ گیا ہے کہ ان کے ساتھ باہمی تعلقات ہلاکت میں ڈال سکتے ہیں تو تم اس شخص کے بارے میں کیا کہو گے کہ جو ان ظالموں اور سرکشوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ ان کی شراب نوشی اور حرام کاری کی محافل میں شریک ہوتا ہے اور ان کے دوستی کے تقاضے پورے کرتا ہے اور ان کے طرز معاشرت میں گھل مل جاتا ہے ان کا سا لباس پہن کر خوش ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب چیزیں ایک دانہ سے بھی حقیر اور مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے وقار ہیں چہ جائیکہ انسان دل کی گہرائیوں سے انہیں چاہنے والا اور جسے چاہا گیا ہے دونوں بے وقار ہیں۔

اچھے ساتھی کی مثال:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تم یہ دیکھ کر تمہارا دوست کون ہے؟ کہا جاتا ہے کہ اچھے ساتھی کی مثال عطار جیسی ہے اگر وہ عطر نہ دے سکے گا مگر تم عطر کی خوشبو سے محروم نہ رہو گے جب کہ بُرے ساتھی کی مثال لوہار کی سی ہے اگر چہ وہ تجھے نہیں جلائے گا لیکن اس کی دھونکنی کا دھواں تم تک ضرور پہنچے گا۔

اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بناتے ہیں ان کی مثال مکڑی کے کمزور ترین گھر کی سی ہے۔ (العنکبوت:۴۱)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: جس نے کسی مالدار کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم کی اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔

ارشاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے: جب کسی فاسق کی تعریف کی جائے تو اس سے عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ. (بنی اسرائیل:۷۱)

روز قیامت ہم ہر جماعت کو ان کے امام کے ہمراہ بلائیں گے۔

مفسرین کرام کا لفظ امام کی توضیح کے متعلق اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس سے مراد ہر آدمی کا اعمالنامہ ہے یعنی ہر شخص کو اس کے اعمالنامہ کے ہمراہ بلایا جائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ. (بنی اسرائیل:۷۱)

پس جس شخص کو اس کے داہنے ہاتھ میں اس کی کتاب دی جائے گی۔

حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام سے مراد آسمانی نازل شدہ کتب ہیں چنانچہ کہا جائے گا اے تورات والو! اے انجیل والو! اے قرآن والو!

حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام سے مراد ہر امت کے نبی علیہ السلام ہیں یعنی کہا جائے گا: اے ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار! آؤ، اے موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرنے والو! آؤ۔ اے عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکارو آؤ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والو! آؤ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: امام سے مراد ہر گروہ کے ہر زمانے کے سردار ہیں۔ ان کے ساتھ آئیں گے جن کے حکم پر وہ عمل پیرا رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ہر خائن کو جھنڈا دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کی خیانت کا جھنڈا ہے۔

ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، لوگوں میں سے ایک شخص کو بلایا جائے گا، اس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، اس کے جسم کو ساٹھ ہاتھ لمبا کر کے اس کے سر پر چمکدار موتیوں کا تاج رکھا جائے گا اس کا چہرہ بہت زیادہ منور ہوگا، پھر وہ اپنے دوستوں کی طرف جائے جو اسے

دور سے دیکھ کر کہیں گے اس کے مرتبہ میں اضافہ فرما اور ہمیں بھی ایسا ہی مقام عطا فرما۔ جب وہ ان کے قریب آئے گا تو کہے گا کہ تمہیں بشارت ہو، تم میں سے ہر ایک کو یہی مقام عطا ہوگا اور کافر کا چہرہ سیاہ کر کے اس کا قد حضرت آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ کر دیا جائے گا اور اسے ظلمت کا تاج پہنایا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے گا وہ اسے دیکھ کر کہیں گے اے اللہ! ہم اس کے شر سے پناہ چاہتے ہیں اور ہمیں ایسے انجام سے بچا، وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے اے اللہ! اسے ذلیل کر، تب کافر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا، تم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا . (سورہ زلزال پارہ:۳۰)

جب زمین زلزلہ سے ہلائی جائے گی اور وہ اپنے بوجھ نکال ڈالے گی۔

زمین کی گواہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ زمین نیچے سے ہلے گی اور اس کے پیٹ میں جتنے مردے اور دفینے ہیں، سب کو باہر نکال دے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت پڑھی يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) اور فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ ہر مرد ہر عورت کے ہر اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کے اوپر کیا گیا ہے۔

طبرانی کی حدیث ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا زمین پر گناہ کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ وہ تمہاری ماں ہے اور جو شخص بھی اس پر کوئی عمل کرتا ہے وہ اس کی روز محشر خبر دے گی۔



باب ۔۳۶

صور کا پھونکا جانا اور مرنے کے بعد اُٹھنا

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں کیسے آرام حاصل کروں جب کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لیے ہوئے پیشانی جھکائے ہوئے اور کان حکم الٰہی کی طرف لگائے ہوئے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ملے اور وہ صور پھونک دیں۔

جب صور پھونکا جائے گا:

حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ صور ایک بوق یا قرناء جیسا ہے جسے حضرت اسرافیل علیہ السلام منہ میں لیے ہوئے ہیں اس کا دائرہ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ نگاہیں عرش پر جمی ہوئی محو انتظار ہیں کہ کب حکم ہو اور صور پھونک دیا جائے۔ جب پہلی دفعہ صور پھونکا جائے گا تو جبرئیل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل کے سوا تمام ذی روح پر موت طاری ہو جائے گی۔ پھر عزرائیل ان تین فرشتوں کی روح قبض کر کے انہیں موت کی نیند سلا دیں گے۔ پھر انہیں بھی موت سے ہمکنار کر دیا جائے گا۔ اس نفخ صور کو چالیس سال گزر جائیں گے۔ تب اسرافیل کو دوبارہ زندگی عطا کی جائے گی پھر وہ صور حکم ربانی سے پھونکیں گے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰی فَاِذَاهُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ. (الزمر:۶۸)

پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس اچانک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنا دوبارہ زندہ ہونا دیکھ رہے ہوں گے۔

صور پھونکتے وقت لوگوں کی حالت:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب سے اسرافیل کی تخلیق کی گئی ہے صور اس کے منہ میں ہے۔ اور وہ ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے رکھے حکم باری تعالیٰ کا منتظر ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور صور پھونکے جانے کے وقت سے ڈرو۔ اس وقت لوگوں کی ذلت

اور رسوائی اور عاجزی کا تصور کرو۔ جب کہ دوسری مرتبہ صور پھونک کر انہیں کھڑا کیا جائے گا اور وہ اپنے بارے میں اچھا یا برا فیصلہ سننے کے انتظار میں ہوں گے اور اے انسان تو بھی ان کی رسوائی اور پریشانی میں برابر کا شریک ہوگا بلکہ اگر تو دنیا میں آسودہ حال اور مالدار ہے تو جان لے کہ اس روز دنیا کے بادشاہ تمام مخلوق سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوں گے اور وہ چیونٹیوں کی طرح پامال ہوں گے۔ اس وقت جنگلوں اور پہاڑوں سے درندے سر جھکائے قیامت کی ہیبت سے سہمے ہوئے اپنی ساری درندگی اور وحشت بھول کر لوگوں میں گھل مل جائیں گے۔ یہ درندے اپنے کسی گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ صور کی ہیبت ناک آواز سے خوفزدہ ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ. (التکویر)

جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔

پھر شیاطین اور بڑے بڑے نافرمان پیش ہوں گے جنہیں اپنی ذلت کا شدید خوف ہوگا۔

فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیَاطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا. (مریم:۶۸)

تیرے رب کی قسم ہم انہیں اور شیاطین کو اٹھائیں گے پھر انہیں زانو کے بل جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔

حشر کا میدان:

غور کرو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ اور جب لوگ قبر سے اٹھانے کے بعد برہنہ پاؤں اور برہنہ بدن میدان محشر میں جو ایک صاف شفاف زمین ہوگی جس میں کوئی کجی اور ٹیلہ نہیں ہوگا، آئیں گے، اس پر نہ کوئی ٹیلہ ہوگا کہ انسان اس کے پیچھے چھپ جائے اور نہ ہی کوئی گھاٹی جس میں انسان اوجھل ہو جائے بلکہ وہ ہموار زمین ہوگی۔ جس پر لوگ گروہ در گروہ لائے جائیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عظیم قدرتوں کا مالک ہے جو روئے زمین کے گوشے کونے سے تمام مخلوق کو ایک ہی میدان میں صور پھونکنے کے وقت جمع فرمائے گا، دل اس لائق ہیں کہ اس دن بیقرار ہوں اور آنکھیں خوفزدہ ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ روز قیامت لوگ ایک چٹیل میدان میں کھڑے کیے جائیں گے جو ہر قسم کے درختوں، اونچے نیچے ٹیلوں اور عمارتوں سے پاک ہوگا اور یہ

زمین دنیا کی زمین جیسی نہیں ہوگی بلکہ یہ صرف نام کی ہی زمین ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰاتُ.

اس روز زمین اور آسمان دوسرے روپ میں بدل دیئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس زمین میں کمی بیشی کی جائے گی، اس کے درخت، پہاڑ اور وادیاں، دریا سب ختم کردیئے جائیں گے اور اسے عکاظی چمڑے (یعنی کچے چمڑے) کی طرح کھینچا جائے گا بالکل چٹیل میدان ہوگا جس پر نہ کسی کو قتل کیا گیا ہوگا اور نہ ہی اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا اور آسمانوں کے سورج، چاند اور ستارے ختم کردیئے جائیں گے۔

قیامت کے دن کی ہولناکی:

اے کمزور انسان! ذرا غور تو کرو کہ اس روز کی ہولناکی اور شدت کس قدر زیادہ ہوگی جب کہ لوگ اس میدان میں جمع ہوں گے، تمام ستارے بکھر جائیں گے اور سورج و چاند کی روشنی ختم ہونے کے باعث زمین اندھیرے میں ڈوب جائے گی اور اسی حالت میں آسمان اپنی اس تمام تر عظمت کے باوجود پھٹ جائے گا، وہ آسمان جس کا حجم پانچ سو سال کی مسافت اور جس کے اطراف واکناف پر فرشتے تسبیح میں مشغول ہیں، اس کے پھٹنے کی ہیبت ناک آواز تیری قوت سماعت پر زبردست خوف چھوڑ جائے گی اور آسمان زردی مائل پگھلی ہوئی چاندی کی طرح بہہ جائیگا اور سرخی مائل تیل کی طرح ہو جائے گا، آسمان جھڑی ہوئی راکھ کی مانند پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوں گے اور ننگے پاؤں لوگ وہاں بکھرے ہوئے ہوں گے۔ ارشاد نبوی ہے کہ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اٹھیں گے اور اپنے پسینے میں کانوں کی لوؤں تک ڈوبے ہوں گے۔

نفسانفسی کا عالم:

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عبرتناک منظر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کو ننگا دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کسی کو ہوش نہ ہوگا۔ اس دن لوگ ننگے ہوں گے ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی کسی کو دیکھنے کا ہوش تک نہ ہوگا لوگ مختلف حالتوں میں چل رہے ہوں گے کوئی پیٹ کے اور کوئی منہ کے بل چل رہا ہوگا مگر ہوش نہ ہوں گے کہ کسی کی طرف توجہ کرسکیں۔

لوگوں کی تین حالتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، روزِ محشر لوگوں کی تین حالتیں ہوں گی سوار، پیدل اور منہ کے بل چلنے والے ایک شخص نے دریافت کیا کہ منہ کے بل کیسے چلیں گے۔ آپ نے فرمایا جو پاؤں پر چلا سکتا ہے وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ آدمی کی طبیعت میں انکار کا مادہ بہت ہے، جس چیز کو دیکھ پاتا ہے اس کا انکار کر دیتا ہے چنانچہ اگر انسان سانپ کو پیٹ کے بل انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا دیکھتا ہے تو یہ بات کبھی تسلیم نہ کرتا ہوگا ان کے لیے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہوگی کہ انسان صرف پاؤں پر چلتا ہے لہٰذا تم دنیاوی قیاس سے کام لیتے ہوئے اخروی عجائبات کا انکار نہ کرو۔ پس اس پر قیاس کرلو کہ اگر تم نے دنیا کے عجائبات نہ دیکھے ہوتے اور تمہیں ان کے بارے میں بتایا جاتا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے۔

ذرا اپنے دل میں یہ سوچئے کہ جب تم ننگے، ذلیل اور رسوا، حیران و پریشان اپنے بارے میں اچھے یا برے فیصلے کے منتظر ہو گے تب تمہاری کیا حالت ہوگی۔

خوف و ہراس کا دن:

ذرا غور کرو کہ عرصۂ محشر میں مخلوق کے ہجوم اور بھیڑ کے بارے میں زمین و آسمان کی سب مخلوق فرشتے، جنات، انسان، شیاطین، جانور، درندے، پرندے تمام اکٹھے ہوں گے پھر سورج طلوع ہوگا اس کی تپش پہلے سے دگنی ہوگی اور اس کی حرارت میں موجودہ کمی دور ہو جائے گی۔ سورج لوگوں کے سروں پر ایک کمان کے فاصلہ کے برابر آ جائے گا، اس وقت عرش الٰہی کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہیں ہوگا اور اس کے سایہ میں ابرار ہوں گے، سورج کی شدید تپش کے باعث ہر جاندار زبردست دکھ اور شدید مصیبت میں ہوگا، لوگ ایک دوسرے کو ہٹائیں گے تاکہ ہجوم کم ہو، اس وقت لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے خیال سے انتہائی شرمندہ اور ذلیل و رسوا ہوں گے اس وقت سورج کی حرارت، سانسوں کی گرمی، دلوں میں پشیمانی کی آگ اور زبردست خوف و ہراس طاری ہوگا اور ہر ایک بال سے پسینہ بہنا شروع ہوگا یہاں تک کہ وہ قیامت کے میدان میں پانی کی طرح بھر جائے گا اور ان کے جسم بقدر گناہ پسینے میں غرق ہوں گے بعض گھٹنوں تک، بعض کمر تک، بعض کانوں کی لو تک اور بعض سراپا پسینہ میں ڈوبے ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگ بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ بعض لوگ کانوں تک پسینے میں غرق ہوئے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت میں لوگوں کا پسینہ ستر ہاتھ اونچا ہو جائے گا اور ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ایک اور روایت ہے کہ لوگ چالیس سال مسلسل آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھتے رہیں گے اور شدید تکلیف کے باعث پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز سورج لوگوں کے انتہائی نزدیک ہوگا، لوگوں کو شدید پسینہ آئے گا۔ چنانچہ بعض لوگ ٹخنوں تک، بعض آدھی پنڈلی تک بعض گھٹنوں تک، بعض رانوں تک، بعض کمر تک، بعض منہ تک (اور آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ انہیں پسینہ کی لگام لگی ہوگی) اور بعض لوگ پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور آپ نے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔

اے کمزور انسان! ذرا قیامت کے دن کے پسینہ اور دکھ درد کو یاد کر اور سوچ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے اے اللہ! ہمیں اس مصیبت سے خلاصی عطا فرمادے اگرچہ تو ہمیں دوزخ بھیج دے، اور تو بھی انہی میں سے ایک ہوگا اور تو نہیں جانتا کہ تو کہاں تک پسینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا۔

ہر وہ شخص جس کا حج، جہاد، روزہ، نماز، کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنا، اچھائی کے حکم اور برائیوں کے منع کرنے کے ضمن میں روز قیامت شرمساری اور خوف کے باعث اس کا پسینہ بہے گا اور زبردست رنج وغم میں مبتلا ہوگا۔ اگر انسان جہالت اور دھوکے سے دور ہٹ کر غور کرے تو اسے یہ علم ہوگا کہ عبادات میں سختی جھیلنا، قیامت کے لمبے، شدید اور سخت دن کے انتظار اور پسینہ سے بہت ہی سہل ہے۔

☆☆☆

باب ۔ ۳۷

مخلوق کے فیصلے

مفلس کی نشانی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں علم ہے مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کیا مفلس وہ ہے جس کے پاس مال و دولت نہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نہیں میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز محشر نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب لیے ہوئے آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی، کسی کی غیبت، کسی کو ناحق قتل، کسی پر ظلم اور کسی کا مال کھایا ہوگا۔ اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں میں بانٹ دی جائیں گی۔ جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

نیکیوں سے خالی شخص:

اے انسان ذرا غور کر! اس روز تیری کیا حالت ہوگی۔ تیرے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسے تو نے ریاء اور شیطان کے وساوس سے پاک ہو کر کیا ہوگا، اگر تو نے لمبی مدت میں ایک خالص نیکی حاصل کر لی ہے تو وہ بھی قیامت میں تیرے دشمن لے جائیں گے شاید تو نے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا کہ اگر چہ تو تمام رات عبادت میں اور تمام دن روزوں میں گزارتا ہے۔ لیکن تیری زبان مسلمانوں کی غیبت سے نہیں رکتی اور تیری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ دوسری برائیاں جیسے حرام کی چیزیں کھانا، مال مشکوک ہضم کر جانا اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر سکنے کی کوتاہی سے تو کیسے عہدہ برآ ہو سکتا ہے جب کہ اس روز ہر بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو

بکریوں کو آپس میں سینگ مارتے ہوئے دیکھ کر فرمایا، ابوذر! جانتے ہو یہ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ کیوں باہم سینگ مار رہی ہیں اور وہ ان کا فیصلہ قیامت کے روز فرمائے گا۔

روز محشر کافر کی خواہش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ. (الانعام:۳۸)

''زمین کے تمام جانور اور تمام پرندے تمہاری طرح ایک امت ہیں''۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں قیامت میں تمام مخلوق، جانور، درندے، پرندے، چرندے وغیرہ زندہ کیے جائیں گے ہر کسی کو انصاف دیا جائے گا یہاں تک کہ سینگوں والی اور بے سینگوں والی کا انصاف ہو کر رہے گا پھر جانور کو حکم ہو گا مٹی ہو جاؤ اس وقت کافر پکار اٹھے گا کاش میں بھی مٹی ہوتا۔

اے کمزور انسان !اس وقت جب تیرا اعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہو گا تو تو مصائب میں گھرا ہو گا۔ کہے گا میری نیکیاں کہاں ہیں؟ تجھے جواب ملے گا وہ تیرے دشمنوں کے نامہ اعمال میں پہنچ گئیں پھر تو اپنے نامہ اعمال کو برائیوں سے بھرا دیکھے گا جو برائیاں تو کبھی کی نہ تھیں پھر کہے گا اے اللہ یہ کہاں سے آ گئیں؟ جواب ملے گا یہ ان کی ہیں جن کی تو نے غیبت کی انہیں گالیاں دیں اور دکھ پہنچایا۔ لین دین، گفتگو، بحث اور حق ہمسائیگی میں اچھا سلوک نہ کیا۔

ہر زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شیطان سرزمین عرب میں بت پرستی سے ناامید ہو گیا ہے لیکن وہ بہت جلد تمہارے برے اعمال سے راضی ہو جائے گا اور یہی برائیاں تباہ کرنے والی ہیں، جہاں تک ہو سکے زیادتیوں سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ایک ایسا شخص بھی آئے گا جس کی نیکیاں پہاڑوں کی طرح ہوں گی اور وہ یہ سمجھے گا کہ میں بہت جلد نجات پا جاؤں گا لیکن برابر انسان آتے جائیں گے اور کہیں گے اے اللہ

اس نے ہم پر ظلم کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی نیکیاں مٹادو، یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں ایک صحرا میں اترے، ان کے پاس لکڑیاں نہیں تھیں، وہ ادھر ادھر پھیل گئے اور انہوں نے لکڑیاں جمع کیں لیکن آگ جلانے سے پہلے ہی وہاں سے چل پڑے یہی حال گناہوں کا ہے۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ. (زمر: پ۲۳)

بے شک تمہیں انتقال کرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے، پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے یہاں جھگڑو گے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کرتے ہیں وہ لوٹائی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! تاکہ ہر مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! یہ بات بہت بڑی ہے۔ ایسا زبردست دن جس میں کسی قدم کو نہیں بخشا جائے گا اور نہ ہی کسی تھپڑ سے درگزر کیا جائے گا یہاں تک کہ ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ننگا، غبار آلود اور خالی ہاتھ اٹھائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ "میں بادشاہ ہوں" ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دینے والا ہوں کوئی جنتی جنت میں اور کوئی جہنم میں بغیر بدلہ دیئے نہ جائے گا، یہاں تک کہ معمولی سی چیزوں کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدلہ کیسے دیا جائے گا؟ لوگ تو ننگے اور خالی ہاتھ ہوں گے آپ نے فرمایا نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ بدلے دیئے اور لیے جائیں گے اس لیے اللہ سے ڈرو"۔ لوگوں کے مال چھین کر، ان کی عزتیں پامال کر کے، ان کے دل دکھا کے اور ان سے برا سلوک کر کے ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ جو گناہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے

درمیان ہیں وہ بہت جلد معاف کر دیئے جائیں گے۔

جو شخص گناہوں اور لوگوں سے ظلم کر کے تائب ہو چکا ہو اسے چاہیے کہ وہ نیکیوں میں دل لگائے اور ان کو قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ بنائے ،اس کے علاوہ مکمل اخلاص سے ایسی نیکیاں کرے۔ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہ جانتا ہو، ہوسکتا ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنالے اور ان محبوب اہل ایمان کی جماعت میں اسے شامل کرلے جسے وہ باوجود زیادتیوں کے اپنے لطف وکرم سے معاف فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا اس طرح کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کس بات پر تبسم فرمایا، آپ نے فرمایا میری امت کے دو اشخاص اللہ بارگاہ میں حاضر ہوں گے، ان میں سے ایک کہے گا یا اللہ! مجھے اس بھائی سے انصاف دلایئے، اللہ تعالیٰ دوسرے شخص سے فرمائے گا کہ اسے اس کا حق دو، وہ عرض کرے گا، اے اللہ! میری نیکیوں میں کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف چاہنے والوں سے فرمائے گا اب کیا کہتے ہو، وہ کہے گا یا اللہ! اس کے بدلہ میں گناہوں کا بوجھ اس پر کر دیجئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھیں اشکبار ہوگئیں، پھر فرمایا بے شک یہ بہت سخت دن ہوگا، لوگ اپنے گناہ دوسروں پر ڈالنے کے آرزو مند ہوں گے، اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے فرمائے گا کہ نظر اٹھا کر جنت دیکھو۔ وہ جنت کو دیکھ کر کہے گا۔ میں نے سونا چاندی کے بلند وبالا محلات دیکھے ہیں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں یہ کون سے نبی، صدیق یا شہید کے لیے ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا، اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اسے جنت میں داخل کر دے، اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ سے ڈرو، اور آپس میں نیکی کرو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اہل ایمان کی ایک دوسرے سے صلح کرائے گا۔

مقام غور:

اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنے اخلاق بہتر بنائے لوگوں سے نیکی کرے۔ اے انسان غور کر اور سمجھ اگر تیرا نامہ اعمال اس دن مظالم سے پاک ہو یا اللہ تیری مغفرت فرمادے تجھے اس سعادت کا یقین ہو جائے تو تجھے کس قدر مسرت ہوگی اللہ کی عدالت سے لوٹتے ہوئے تو کس قدر شاداں ہوگا۔ اس سعادت کو زوال و بدبختی نہیں تجھے جو خوشی سے راحت ہوگی وہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ تیرا چہرہ چمک رہا ہوگا۔ رضاء الٰہی کی نعمت تیرے چہرے سے عیاں ہوگی۔ تو سب کے سامنے ناز سے ٹہل رہا ہوگا۔ اگلی پچھلی سب مخلوق تجھے دیکھے گی اور تجھ پر رشک کرے گی۔ تیرے آگے پیچھے چلتے ہوئے فرشتے تیرا تعارف کرائیں گے کہ اللہ اس پر راضی ہوا اور اس کو راضی کیا۔ اس کے لیے ایسی سعادت ہے جسے بدبختی اور زوال نہ ہے کیا یہ مقام اس مقام سے بلند نہ ہے جو تو ریا کاری تصنع، منافقت، ظاہری بناوٹ سے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اگر تو مقام آخرت کی عزت کو اچھا سمجھتا ہے تو پھر اپنے اللہ کے حضور نہایت خلوص اور نیک نیتی سے حاضری دے تاکہ تو بلند مرتبہ حاصل کرلے۔

بدترین شخص:

اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھے اگر اس طرح نہ ہوا اور تیرے نامہ اعمال سے سب برائیاں نکلیں جنہیں تو معمولی خیال کرتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی غلطیاں تھیں، اسی وجہ سے تجھ پر اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ فرمائے، اے بدترین شخص! تجھ پر میری لعنت ہو، میں تیری عبادت قبول نہیں کرتا، چنانچہ یہ آواز سنتے ہی تیری شکل سیاہ ہو جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث اللہ کے فرشتے تجھ پر ناراض ہو جائیں گے اور کہیں گے تجھ پر ہماری اور تمام مخلوق کی طرف سے لعنت ہو، اس وقت عذاب کے فرشتے اپنی مکمل بدمزاجی، بدخلقی اور وحشت ناک صورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث انتہائی غصہ میں تیری طرف بڑھیں گے اور تیری پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر تجھے تمام لوگوں کے سامنے منہ کے بل گھسیٹیں۔ لوگ تیرے چہرے کی سیاہی دیکھیں، تیری ذلت دیکھیں اور تو ہلاکت کو پکارے اور ملائکہ تجھے کہیں تو آج ایک ہلاکت کو نہیں بہت سی ہلاکتوں کو بلا اور فرشتے پکار کر کہیں، یہ فلاں بن فلاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج اس کی ذلتوں کا پردہ کھول دیا ہے۔ اس

کے برے اعمال کے باعث اس پر لعنت کی ہے اور ہمیشہ کی بدبختی اس کو حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ انجام کبھی کبھی ایسے گناہوں کا ہوتا ہے جس تو نے لوگوں سے پوشیدہ کیا ہو۔ ان سے شرمندگی یا اظہار تقوی کی بنا پر تو نے ایسا کیا ہو لیکن اس سے بڑھ کر تیری نادانی اور کیا ہوگی کہ تو نے چند اشخاص کے خوف سے صرف دنیاوی ذلت سے بچتے ہوئے چھپ کر گناہ کیا لیکن اس بڑی ذلت سے جو تمام دنیا کے سامنے ہوگی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، ڈرانے والا عذاب، اور عذاب ملائکہ کا تجھے دوزخ کی طرف گھسیٹنا اور دوسرے عذاب شامل ہوں گے۔ تو نے بچنے کی کوئی تدبیر نہ کی۔ قیامت میں تیرا یہی حال ہوگا لیکن افسوس کہ تجھے پیش آنے والے خطرات کا تھوڑا سا بھی احساس نہیں ہے۔



باب ۔۳۸

مذمت مال و دولت

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے،

یٰـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ. (المنافقون:۹)

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کریں گے وہ نقصان پائیں گے۔ مزید ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَعِنْدَاللّٰہِ اَجْرٌ عَظِیْمٌ.

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں اور (اس آزمائش پر پورے اترنے میں) اللہ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔

اس لیے جو مال و اولاد کو اللہ کی رحمت پر ترجیح دیتا ہے وہ اپنا بہت بڑا نقصان کرتا ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ٥ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی

بے شک انسان سرکشی کرتا ہے اس لیے کہ خود کو غنی اور بے پرواہ سمجھتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا: تمہیں مال کی طلب نے غافل کر دیا۔

مال و دولت کی محبت کا نقصان:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: جیسے پانی سبزیاں اگاتا ہے اسی طرح مال اور عزت کی محبت انسان کے دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: دو خطرناک بھیڑیئے بکریوں کے احاطے میں

گھس کر اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا کسی مسلمان کے دین میں مال وعزت اور وجاہت کی محبت نقصان پہنچاتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ زیادہ مالدار ہلاک ہو گئے لیکن جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بے پناہ مال خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں، آپ سے پوچھا گیا آپ کی امت میں سب سے بُرے لوگ کون ہیں؟ فرمایا مالدار۔ مزید ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آنے والی ہے جو دنیا کی رنگارنگ نعمتیں کھائیں گے، خوش قدم گھوڑوں پر سوار ہوں گے، بہترین خوبصورت وخوبرو عورتوں سے نکاح کریں گے، بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے، ان کے معمولی پیٹ کبھی نہیں بھریں گے، ان کے دل کثیر مال پر بھی قناعت نہیں کریں گے، صبح و شام دنیا کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کریں گے، اسے اپنا پروردگار سمجھیں گے، اسی کے کاموں میں محو اور اسی کی اتباع میں لگے رہیں گے۔ جو شخص ان لوگوں کے زمانہ کو پائے، اسے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وصیت ہے کہ وہ انہیں سلام نہ کرے، بیماری میں ان کی عیادت نہ کرے، ان کے جنازوں میں شامل نہ ہو اور ان کے سرداروں کی عزت نہ کرے اور جس شخص نے ایسا کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ دنیا، دنیاداروں کے لیے چھوڑ دو، جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ دنیا لے لی، اس نے بے خبری میں اپنے لیے ہلاکت حاصل کر لی۔

باقی رہنے والا مال:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ انسان میرا مال میرا مال کرتا ہے لیکن تمہارے مال سے وہ ہے جو تو نے کھا لیا اور وہ ختم ہو گیا اور جو پہن لیا وہ پرانا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا وہی باقی رہ گیا۔

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو اچھا نہیں سمجھتا؟ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ مال ودولت ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ مومن کا دل اپنے مال کے ساتھ رہتا ہے اگر وہ مال کو روکے رکھتا ہے تو اس کا دل مرنے پر تیار نہیں ہوتا اور اگر وہ مال کو آگے بھیج دیتا ہے

تو اسے بھی آگے جانے کی خواہش ہوتی ہے۔

انسان کے تین دوست:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان کے تین دوست ہیں ایک اس کی موت تک ساتھ دیتا ہے دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک ساتھ دیتا رہے گا۔ موت تک ساتھی اس کا مال ہے۔ قبر تک ساتھ دینے والا اس کا خاندان ہے اور قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہیں؟ اور ہم اس سے قاصر ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مال و دولت کو کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک مٹی کا ڈھیلا اور رقم دونوں برابر ہیں۔

پل صراط پر مالدار کی کیفیت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اے میرے بھائی اس قدر مال و دولت جمع نہ کرو جس کا تم شکر نہ ادا کر سکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ اللہ کا اطاعت گزار مالدار جب قیامت میں مع اپنے مال کے پیش ہوگا تو اس کا مال اسے کہے گا تو پل صراط سے گزر جا تو نے میرا حق ادا کر دیا تھا۔ جب گنہگار دولت مند پل صراط سے گزرنے لگے تو اس کا مال روک دیگا اور کہے گا آج تیرے لیے ماسوا ہلاکت کے کچھ نہ ہے کیونکہ تو مال کے بارے میں جو احکام الٰہی تھے انہیں پورا نہ کیا۔ پس اسے ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: جب انسان مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے کیا آگے بھیجا ہے اور انسان کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر مرا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جائیداد نہ بناؤ ورنہ تم ان سے محبت کرنے لگو گے۔

مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ سے بدسلوکی کی انہوں نے اس کے لیے دعا کی یا اللہ جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی ہے اس کو تندرست رکھ، اس کی عمر دراز کر، اس کو بہت سا مال دے۔ گویا کہ تندرستی طویل عمر کے ساتھ کثرت سے مال کو برا اس لیے سمجھا

گیا ہے کہ وہ راہِ راست سے بھٹکا دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے ایک درہم ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔ جب تو مجھ سے جدا نہیں ہو جاتا مجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

مال ودولت سے اجتناب:

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں رقم بھیجی ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عمر پر رحمت فرمائے، پھر ایک پردہ لے کے اس کے چند ٹکڑے کیے اور اس کی تھلیاں بنا کر ان میں رقم ڈال کر ساری کی ساری رشتہ داروں اور یتیموں میں بانٹ دی اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس سے پہلے کہ میرے پاس آئندہ برس میں عمر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی رقم آئے، مجھے دنیا سے اٹھا لے چنانچہ وہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلی زوجہ محترمہ تھیں جنہوں نے سب سے پہلے وصال فرمایا۔

مال کی محبت نقصان پہنچاتی ہے:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جس نے مال کو عزت دی اللہ نے اسے رسوا کیا کہا جاتا ہے کہ جب روپیہ پیسہ بنتا ہے تو سب سے پہلے شیطان اسے اٹھا کر ماتھے سے لگا کر چومتا ہے اور کہتا ہے کہ جس شخص نے تم سے محبت کی وہ بلاشبہ میرا بندہ ہے۔

حضرت سمیط عجلان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، روپیہ پیسہ منافقوں کی ایسی مہاریں ہیں جو انہیں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ روپیہ پیسہ بچھو ہیں، اگر تمہیں اس کے کاٹے کا منتر نہ آتا ہو اسے ہاتھ نہ لگاؤ، اگر اس نے تجھے ڈنگ مار دیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا۔ پوچھا گیا اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حلال سے کمانا اور جائز کام میں خرچ کر دینا۔

حضرت علاء بن زیاد فرماتے ہیں میرے سامنے دنیا تمام زینتوں سے سج کر آئی تو میں

نے کہا میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دنیا نے کہا اگر تم میرے شر سے بچنا چاہتے ہو تو مال و دولت سے دشمنی رکھو، کیونکہ مال و دولت کا حصول دنیا کا حصول ہے جو ان سے دور رہے وہ دنیا سے بچ جاتا ہے۔

کسی نے اس ضمن میں کہا ہے۔

اِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ　　اِنِّی وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّوْا غَیْرَهٗ

(۱) میں نے یہ راز پالیا ہے اور تم بھی جان لو کہ مال کو چھوڑ کر ہی تقویٰ حاصل کرنا ہے۔

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَیْمِ ثُمَّ تَرَکْتَهٗ　　فَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاکَ تَقْوَی الْمُسْلِمِ

(۲) جب تو دنیا حاصل کر کے اسے ترک کردے تو واقعی تو نے ایک مسلمان کا سا تقویٰ حاصل کیا ہے۔

ایک اور شاعر اس ضمن میں کہتا ہے

لَا یَغُرَّنَّکَ مِنَ الْمَرْءِ قَمِیْصُ رَفعه　　اَوْاِزَرٌ فَوْقَ عَظْمِ السَّاقِ رَفعةً!

(۱) تجھے کسی کی پیوند لگی قمیض یا موٹی پنڈلی تک اٹھی ہوئی چادر

اَوْجَبِیْنَ لَاحَ فِیْهِ اَثَر قَدْ خلت　　ار الدِّرْهَمَ تَعْرِفْ حُبَّهٗ اَوْ وَرَعَهٗ

(۲) یا اس کی پیشانی پر نشان عبادت دھوکہ میں نہ ڈالے تم تو یہ دیکھو کہیں وہ مال و دولت کی محبت میں تو نہیں مبتلا۔

اللہ تعالیٰ ہی حقیقی سرپرست ہے:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت جناب مسلم بن عبدالمالک نے آکر کہا امیر المومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ سے پہلے کے حکمرانوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تیرہ بچے تھے آپ نے سن کر فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ آپ نے بیٹھ کر فرمایا تم نے کہا میں نے ان کے لیے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ یاد رکھو میں نے نہ ان کا حق مارا ہے نہ دوسروں کا حق انہیں دیا ہے۔ اگر یہ اطاعت گزار رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ وہی نیکوں

کا کارساز ہے اگر انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ ان کیا ہوگا۔

روایت ہے کہ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں سے بہت سی دولت حاصل ہوگئی انہیں کیا گیا اپنی اولاد کے لیے جمع کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے اللہ کے ہاں جمع کروں گا اور اپنے پرودگار کو اپنی اولاد کے لیے چھوڑ جاؤں گا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوعبدربہ سے کہا اے بھائی! اپنی اولاد کے لیے برائی نہیں بلکہ بھلائی چھوڑ کر جائیے تو انہوں نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم خیرات کر دیئے۔

دو مصیبتیں:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان جیسی نہ اگلے پچھلوں نے سنی ہیں۔ وہ ہیں موت کے وقت بندے کا مال پر افسوس، پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا ایک تو دولت چھن جاتی ہے اور دوسرے اللہ کی ہاں تمام دولت کا حساب دینا پڑتا ہے۔

☆☆☆

باب ۔۳۹

اعمال ومیزان اور جہنم کی آگ

تمہارے لیے ضروری ہے کہ میزانِ عمل اور نامۂ اعمال کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیئے جانے کے متعلق غور کرتے رہو۔ اس لیے کہ حساب کے بعد لوگوں کے تین گروہ ہوں گے ایک گروہ وہ ہوگا جس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اسی اثناء میں ایک سیاہ گردن نمودار ہوگی جو ان کو اس طرح اُچک لے گی جس طرح پرندہ دانے کو اچک لیتا ہے اور وہ ان کو لپیٹ کر جہنم میں ڈال دے گی اور آگ ان کو نگل لے گی پھر انہیں پکار کر کہا جائے گا ان کی بدقسمتی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے اور ان کے لیے کسی بھلائی کی اُمید نہیں ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہوگا کہ جس کی کوئی برائی نہیں ہوگی اس روز آواز آئے گی کہ ہر حال میں حمد باری تعالیٰ کرنے والے کھڑے ہو جائیں وہ کھڑے ہو جائیں گے اور نہایت تسلی وسکون سے جنت میں داخل ہوں گے پھر راتوں کو جاگ کر عبادت الٰہی کرنے والوں، تجارت اور خرید وفروخت کی وجہ سے ذکر الٰہی سے نہ رکنے والوں کو اسی طرح جنت میں داخل کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سعادت ہے جس کے بعد کوئی دکھ تکلیف نہیں ہے۔ تیسرا گروہ وہ ہوگا جن کے نامۂ اعمال میں نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی مگر ان کو معلوم نہ ہوگا جب تک اللہ رب العزت اپنی رحمت اور اپنے عذاب کا اظہار فرمائے۔ ان لوگوں کے نامۂ اعمال میں نیکیاں اور برائیاں لپٹی ہوئی ہوں گی ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور ان کی نگاہیں نامۂ اعمال کی طرف ہوں گی کہ کون سے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اور میزان کا پلڑا کس طرف جھکتا ہے یہ ایک ایسی خوفناک صورت حال ہوگی کہ جس سے لوگوں کے ہوش اُڑ جائیں گے۔

آخرت کو یاد کر کے رونا:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود مبارک میں اپنا سر اطہر رکھا اور آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو اُونگھ آ گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت کو یاد کر کے رونے لگیں اوران کے آنسو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ اقدس پر گرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے فرمایا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آخرت کو یاد کر کے روتی ہوں، کیا لوگ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد کریں گے؟ آپ نے فرمایا واللہ! تین جگہوں میں لوگوں کو اپنے سوا کچھ یاد نہ ہوگا:

(۱) جب میزانِ عدل رکھا جائے گا اور اعمال وزن کیے جائیں گے، لوگ سب کچھ بھول کر یہ دیکھیں گے کہ ان کی نیکیاں کم ہوتی ہیں یا زیادہ۔

(۲) نامۂ اعمال دیئے جانے کے وقت یہ سوچیں کے کہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں اور،

(۳) پل صراط سے گزرتے ہوئے سب کچھ بھول جائیں گے۔

میزان پر اعمال کا تولا جانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز انسانوں کو میزان کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور ایک فرشتہ متعین کر دیا جائے گا، اگر اس کی نیکیاں وزنی ہوگئیں تو وہ فرشتہ بلند آواز سے کہے گا کہ فلاں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھلائی حاصل کر لی ہے اور وہ کبھی بد بخت نہیں ہوگا، اور اگر اس کی برائیاں بڑھ گئیں تو فرشتہ بلند آواز سے پکارے گا جس کی آواز تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں نے دائمی بدبختی حاصل کر لی ہے اس کے لیے کبھی کوئی بھلائی نہیں ہوگی، تب عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز لیے آگ کے کپڑے پہنے ہوئے آئیں گے اور دوزخیوں کو دوزخ میں لے جائیں گے۔

ذکر قیامت کا خوف:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بلا کر فرمائے گا کہ اٹھئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے کہ کتنوں کو جہنم میں بھیجوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کو بھیج دیجئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ بات سنی تو وہ نا امید ہو گئے اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ دیکھا تو ارشاد کیا کہ عمل کرو اور خاطر جمع رکھو، اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کافر انسانوں اور شیطان کے چیلوں کے علاوہ دو ایسی مخلوقات بھی ہیں جو اپنی تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یاجوج اور ماجوج، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سنتے ہی خوش ہو گئے اور ہنسنے لگے۔ آپ نے مزید فرمایا عمل کرو اور اطمینان رکھو، واللہ تم قیامت کے روز لوگوں مین ایسے ہوں گے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل یا جیسے جانور کی ٹانگ پر نقطہ ہوتا ہے۔

مقام غور:

اے فنا ہونے والی دنیا کے کاروبار میں مگن اور دھوکے میں مبتلا غفلت میں پڑے ہوئے انسان! اس فانی گھر میں غور و فکر نہ کر بلکہ اس منزل کی فکر جس کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ وہ تمام انسانوں کا پڑاؤ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "اور تم میں سے ہر ایک اس پر گزرنے والا ہے، تیرے پروردگار کا حتمی وعدہ یہ ہے کہ پھر ہم اہل تقویٰ کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑیں گے"۔

جہنم کی ہولناکی:

چونکہ اس میں تمہارا جانا یقینی ہے لہٰذا اس سے نجات مشتبہ ہے۔ تمہیں چاہیے کہ خود اس میں چھلانگ نہ لگاؤ اس سے نجات کے لیے فکر کرو۔ اس مخلوق کے حال پر غور کرو جو قیامت کے مصائب برداشت کر رہی ہو گی اس پریشانی اور غم میں کھڑی ہو گی کسی خبر یا سفارش کا انتظار ہو گا۔ مجرموں کو گھیر لیا جائے گا۔ اچانک ہولناک اندھیرا اور بھڑکتی ہوئی آگ ان پر سایہ کیے ہوئے ہو گی اور اس کے غصے کی سختی سے وہ مکروہ آواز چیخ اور پکار سنیں گے، اس دم وہ اپنی ہلاکت کا تعین کر لیں گے، لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اس وقت نیک لوگ بھی اپنے برے انجام سے خوفزدہ ہوں گے اس وقت عذاب کا فرشتہ پکار پکار کر فلاں بن فلاں کہاں ہے جو خود کو دنیا میں طول امل سے تسلیاں دیا کرتا تھا اور اپنی زندگی کو برے کاموں میں لگا دیا تھا۔ پس عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز لے کر بڑھیں گے اور اس کا بہت ہی بھیانک استعمال کریں گے یعنی اسے شدید عذاب کے لیے لے جائیں گے، اسے جہنم کے غار میں ڈال کر کہیں

گے اب عذاب کا مزا چکھو، تم تو بڑے بزرگ اور مہربان تھے اور وہ اسے ایسی جگہ ٹھہرائیں گے جس میں تنگ کنارے، اندھیرے راستے اور خفیہ ہلاکتیں ہوں گی، مجرم اس میں ہمیشہ رہے گا، اس میں آگ بھڑکائی جائے گی ان کا شربت گرم پانی اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ عذاب کے فرشتے انہیں بکھیر دیں گے اور انہیں دوزخ میں جمع کریں گے، وہ ہلاکت کے خواہش مند ہوں گے لیکن انہیں موت نہیں آئے گی، ان کے پاؤں پیشانیوں سے بندھے ہوں گے اور ان کی شکلیں گناہوں کی سیاہی سے سیاہ ہوں گی وہ چاروں طرف پکارتے پھریں گے، اے مالک! ہمارے لیے سزا کا وعدہ پورا ہو چکا۔ اے مالک! لوہا ہمیں فنا کر دے گا۔ ہمارے کھالیں اتر گئیں۔ اے مالک! ہمیں اس سے نکال ہم دوبارہ برے اعمال نہیں کریں گے، عذاب کے فرشتے جواب میں کہیں گے اس وقت تمہیں تمہارا افسوس کرنا کوئی امن مہیا نہیں کرے گا۔ اور تم اس رسوائی کی جگہ سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔ اسی میں رہو اور کوئی دوسری بات نہ کرو۔ اگر تم اس سے نکال بھی دیئے گئے تو تم وہی کچھ کرو گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ تب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ اور اپنے گناہوں پر انتہائی پریشانی کا اظہار کریں گے لیکن انہیں شرمندگی نہیں بچائے گی اور نہ ہی ان کا عذاب، افسوس دور کر سکے گا بلکہ وہ باندھ کر منہ کے بل نیچے ڈال دیئے جائیں گے اور ان کے اوپر نیچے دائیں وبائیں، آگ ہی آگ ہوگی اور وہ سر سے لے کر پاؤں تک آگ میں غرق ہوں گے۔ اس کا خورد ونوش، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا۔ اور وہ آگ کے شعلوں میں لپیٹے ہوں گے۔ دوزخ کا قطران کا لباس اور لوہے ڈنڈے ان کی سزا کے لیے ہوں گے۔ اور زنجیروں کی گراں باری تنگی کی وجہ سے آواز پیدا کر رہی ہوگی۔ وہ دوزخ کی گہرائیوں میں شکست خوردگی کے ساتھ سرگرداں ہوں گے اور اس کی آگ میں سخت پریشان ہوں گے، آگ انہیں ایسا ابال دے گی جیسے ہانڈیوں میں ابال آتا ہے، اور وہ آہ وزاری کریں گے، موت کو بلائیں گے جونہی وہ ہلاکت کی خواہش کریں گے۔ ان کے سروں پر دوزخ کا کھولتا پانی انڈیلا جائے گا جس سے ان کی آنتیں اور چمڑا گل جائے گا اور ان کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جن سے ان کی پیشانیوں کو توڑا جائے گا، ان کے منہ سے پیپ بہے گی اور پیاس سے ان کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، ان کے آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر بہیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت ادھڑ جائے گا اور

جب ان کا چمڑہ گل جائے گا تو دوسرا چمڑا پیدا ہو جائے گا ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی ہوں گی، ان کی روح کا رشتہ رگوں سے قائم ہوگا جو جسم سے لپٹی ہوئی ہوں گی وہ آگ کی گرمی سے پھولی ہوں گی اور اس وقت موت کی آرزو کریں گے لیکن انہیں موت نہیں آئے گی، اگر تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو نظر آئے گا کہ ان کی صورتیں بہت زیادہ سیاہ ہیں، آنکھیں اندھی، زبانیں گونگی، کمریں شکستہ، ہڈیاں ریزہ ریزہ کان بہرے، چمڑا چیتھڑوں کی طرح پارہ پارہ ہاتھ گردنوں کے پیچھے بندھے ہوئے یعنی شکن کی ہوئی پیشانی اور پاؤں یکجا، منہ کے بل آگ پر چلتے ہوئے اپنی پلکوں سے گرم لوہا روندتے ہوئے، ان کے تمام جسمانی اعضا میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی، دوزخ کے سانپ اور بچھوان کے جسم پر چمٹے ہوئے ہوں گے۔ تو یہ مناظر دیکھ کر تمہاری حالت کیا ہوگی۔

عذاب جہنم کی تفصیل:

دوزخ کے ہولناک عذاب کی تفصیل کے بارے میں ذرا سوچو اور دوزخ کی وادیوں اور گھاٹیوں کے بارے میں غور کرو۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ دوزخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں جبکہ ہر گھاٹی میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھوں ہیں کفار اور منافقین کو ان ساری جگہوں میں جانا ہوگا۔

ریاکاری کا عذاب:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، حزن کی گھاٹی یا وادئ حزن سے پناہ مانگو۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ دوزخ کی ایک ایسی وادی ہے جس سے روزانہ ستر مرتبہ دوزخ بھی پناہ مانگتی ہے۔ پروردگار عالم نے اس وادی کو ریاکاریوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

دوزخ کی وسعت:

یہ دوزخ کی وسعت، اس کی وادیوں کی گھاٹیاں زندگی کی اونچ نیچ اور نفسانی

خواہشات کی تعداد کے برابر ہیں اور دوزخ کے دروازے جسم انسانی کے ان اعضاء کی تعداد کے برابر ہیں جن سے انسان جرائم کا مرتکب ہوتا ہے وہ ایک اوپر تلے ہیں۔ اوپر والا جہنم، اس کے بعد سقر، پھر لظیٰ پھر حطمہ، پھر سعیر اس کے بعد جحیم اور سب سے نیچے ہاویہ ہے۔ ذرا ہاویہ کی گہرائی کے بارے میں غور کرو جس قدر انسان کی نفسانی شہوت گہری ہوں گی اسی قدر ہاویہ کی گہرائی میں اس کا ٹھکانہ ہوگا اور جس طرح انسان کی ہر آس ایک دوسری بڑی آس پر ختم ہوتی ہے اسی طرح ہاویہ کی ہر گہرائی دوسری گہرائی پر جا کر ختم ہوتی ہے۔

جہنم کی گہرائی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ اچانک ہم نے ایک دھما کہ سنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ستر برس قبل دوزخ کے کنارے سے پتھر لڑھکایا گیا تھا جو اب اس کی گہرائی میں جا پہنچا ہے۔

جہنم کے درجات:

اب دوزخ کے درجات کا تصور کیجئے، بلاشبہ عقبیٰ اپنے طبقات اور خصائص کے لحاظ سے بہت بڑی ہے جس طرح کہ دنیا میں لوگوں کے مختلف درجات ہیں اسی طرح دوزخ کے بھی مختلف درجات ہوں گے جو برائیوں کا عادی اور شدید نافرمان ہوگا جو آگ میں ڈوب جائیگا اور معمولی سا گناہ کرنے والا ایک محدود حد تک آگ میں جلے گا۔

دوزخ کا عذاب:

اسی طرح آگ بھی گنہگار کے گناہوں کے مطابق عذاب دے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے اس لیے ہر انسان کو ایک جیسا عذاب نہیں ہوگا بلکہ گناہوں کی مقدار کے مطابق سزا ملے گی لیکن دوزخ کا سب سے معمولی عذاب بھی اگر دنیا پر پیش کر دیا جائے گا تو اس کی تپش سے پوری دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دوزخ کا معمولی عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس کی تپش سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔

اس معمولی عذاب سے اس بڑے عذاب کے بارے میں غور کرو، اگر تمہیں آگ کے جلانے میں شک ہو تو اپنی انگلی اس دنیا کی آگ میں ڈال کر دیکھو تو تمہیں پتہ چل جائے گا، اگرچہ اس دنیاوی آگ کو دوزخ کی آگ سے کوئی نسبت نہیں ہے لیکن تصور کرو جب یہ آگ دنیا کے شدید ترین عذابوں میں شمار ہوتی ہے تو اس آگ کی کیا حالت ہوگی، اگر دوزخی وہاں اس دنیا کی آگ کو پالیں تو خوشی سے دوڑتے ہوئے اس میں داخل ہو جائیں۔

دوزخ کی آگ:

احادیث میں ہے کہ دوزخ کی آگ کو ستر مرتبہ رحمت کے پانی سے دھو کر دنیا میں لوگوں کے استعمال کے لیے بھیجا گیا ہے بلکہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ دوزخ میں آگ بھڑکائی جائے، ہزار سال کے بعد دوزخ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک آگ بھڑکائی گئی، جس سے وہ سفید ہوگئی، جب مزید ہزار برس آگ بھڑکائی گئی تو وہ بالکل سیاہ اور تاریک ہوگئی۔ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دوزخ نے بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ میرے بعض حصے بعض حصوں کی حدت سے فنا ہو رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اسے صرف دو سانسوں کی اجازت دے دی۔ ایک گرمی میں اور ایک سردی میں، گرمی میں گرمی کی شدت اس کے گرم سانسوں سے اور سردی کی شدت اس کے سرد سانس سے ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز دولت مند ترین کفار کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں غوطہ دے کر دریافت کیا جائے گا کہ تو نے دنیا میں کوئی نعمت پائی تھی؟ وہ کہے گا بالکل نہیں، پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں سب سے زیادہ دکھ برداشت کیے ہوں گے، اسے جنت میں لے جا کر باہر نکالا جائے گا اور دریافت کیا جائے گا، تو نے کبھی کوئی دکھ پایا وہ کہے گا نہیں۔

دوزخیوں کی سانس اور پیپ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر مسجد میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ موجود ہوں اور وہاں دوزخی شخص سانس لے تو وہ تمام کے تمام مر جائیں گے۔ بعض علماء نے اس ارشاد ربانی کی کہ ''آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی'' تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ آگ کی ایک

ہی لپیٹ سے ان کی ہڈیوں کا گوشت نیچے گر جائے گا۔

اب اس پیپ کے بارے میں سوچو جو انتہائی بدبودار بن کر ان کے اجسام سے اس قدر بہے گی کہ وہ اس میں ڈوب جائیں گے، قرآن حکیم میں اس کو غساق کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر دوزخیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں پھینک دیا جائے تو اس کی بدبو سے تمام مخلوق کا دم گھٹ جائے۔ جب دوزخی پیاس کی شدت محسوس کریں گے تو انہیں یہی پیپ پینے کو دی جائے گی۔ وہ پیپ کا پانی حلق میں ڈالیں گے، ایک گھونٹ لیں گے لیکن اسے نگل نہیں سکیں گے اور موت ہر طرف سے ان پر حملہ آور ہوگی لیکن انہیں موت نہیں آئے گی اگر وہ پانی کی خواہش کریں گے تو انہیں تانبے جیسے رنگ والا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو بھسم کر دیتا ہے یہ بہت بُرا مشروب ہے اور دوزخ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

جہنمیوں کا طعام:

جہنمیوں کے کھانے کے بارے میں تصور کرو وہ زقوم یعنی تھوہر ہوگا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

''پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو! زقوم کا درخت کھانے والے ہو، اس سے پیٹ بھرنے والے ہو، پھر اس پر گرم پانی پینے والے ہو اور پیاسے اونٹوں کی مانند پینے والے ہو''۔

مزید ارشاد فرمایا،

''وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی گہرائی سے نکلتا ہے اس کا سر سانپ کے سروں کی طرح۔ ہے پھر ان کے لیے اس میں گرم پانی ملا ہوا ہے پھر ان کا جہنم کی طرف جانا ہے''۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے،

''وہ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے، کھولتے ہوئے چشمہ سے پلائے جائیں گے''۔

مزید ارشاد فرمایا،

''بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا

اور عذاب الیم ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں ڈال دیا جائے تو لوگوں کے لیے زندگی دشوار ہو جائے پھر ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جن کی غذا ہی زقوم ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں محبوب رکھو اور جن چیزوں سے منع کا حکم دیا ہے ان سے پرہیز کرو، اللہ کے عذاب اور دوزخ سے ڈرو، اگر جنت کا ایک ذرہ تمہارے پاس دنیا میں ہوتا تو دنیا تمہارے لیے بے حد دیدہ زیب اور پُرکشش ہو جاتی اور اگر دوزخ کی آگ کی ایک چنگاری تمہارے ساتھ ہوتی تو دنیا تمہارے لیے انتہائی خطرناک اور تباہ کن بن جاتی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دوزخیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی یہاں تک کہ وہ عذاب کو بھول کر کھانے کی التجا کریں گے ان کی التجا کے جواب میں انہیں ضریع پیش کی جائے گی جو ایلوے سے زیادہ کڑوی اور نہایت بدبودار ہوگی جو نہ انہیں موٹا کرے گی اور نہ ان کی بھوک مٹائے گی، پھر کھانے کی التجا کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے جو ان کے گلے میں پھنس جائے گا پھر ان کو یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں حلق میں پھنس جانے والا لقمہ پانی سے نیچے اتارتے تھے اس لیے وہ پانی مانگیں گے تو گرم پانی کا برتن لوہے کی سنسیوں سے پکڑ کر ان کے سامنے لایا جائے گا جب وہ منہ کے نزدیک ہوگا تو حدت سے ان کے چہرے جل جائیں گے اور پھر جب وہ پانی ان کے پیٹ میں پہنچے گا تو ان کی انتڑیاں پارہ پارہ کر دے گا پھر وہ پکاریں گے کہ دوزخ نگہبانوں کو بلاؤ اور انہیں بلا کر کہیں گے اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرو وہ ہم پر ایک دن کے عذاب کی کمی کر دے، وہ نگہبان کہیں گے کیا تمہارے پاس انبیاء کرام دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟ دوزخی کہیں گے، ہاں آئے تھے، پھر وہ کہیں گے تم خود دعا کرو پھر وہ کہیں گے، مالک جہنم کو بلاؤ اور اسے بلا کر کہیں گے، اللہ تعالیٰ ہم پر موت طاری کر دے۔ مالک جواب دے گا تمہیں موت نہیں ہے تم نے ہمیشہ ہی یہاں رہنا ہے۔

جہنمیوں کی نا اُمیدی:

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی دعا اور مالک کے جواب کے مابین ایک ہزار سال گزر جائیں گے۔ پھر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی مہربان نہیں ہے لہٰذا بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گی، اے اللہ ہم پر بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے اب ہمیں نکال، اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہوں گے انہیں جواب ملے گا دور ہو جاؤ اسی دوزخ میں رہو اور خاموش ہو جاؤ، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس وقت انہیں ہلاکت سختی اور شرمندگی گھیر لے گی اور وہ ہر طرح کی اچھائی سے ناامید ہو جائیں گے۔

مسلسل عذاب:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ارشاد باری تعالیٰ "اور وہ پیپ کے پانی سے سیراب کیا جائے گا، وہ اس کا گھونٹ گھونٹ لے گا لیکن گلے سے نہیں اترے گا" کی تشریح میں فرمایا، جب یہ پانی اس کی نگاہوں کے سامنے آئے گا تو وہ اسے برا سمجھے گا، جب ہونٹوں کے پاس آئے گا تو چہروں کو جھلسا دے گا اور سر کی کھال بالوں سمیت جلا دے گا، جب وہ اسے پئے گا تو اس کی آنتیں کاٹ کر باہر نکال دے گا، ارشاد ربانی ہے "اور ان کو گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا" پھر فرمایا "اور جب وہ پانی مانگیں گے تو انہیں پیپ جیسا پانی دیا جائیگا جو چہروں کو جلا ڈالے گا" یہ بھوک کے وقت ان کا کھانا پینا ہوگا"۔ اب جہنم کے سانپ بچھو، ان کی جسامت، ہر زہر اور جہنمیوں کی ذلت پر غور کرو۔ سانپ، بچھو جو ان پر مسلط کیے جائیں گے، ان کے شدید دشمن ہوں گے، ایک لمحہ بھی کاٹنے اور ڈنگ مارنے سے باز نہیں رہیں گے۔

گنجے سانپ کا عذاب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت کے روز اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی پیشانی پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ اس کے گلے سے لپٹ کر اس کے جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت

مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. (الاٰیۃ)

اور جو ہمارے دیئے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ دوزخ میں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ ہوں گے اُن کی پھنکار کی تپش چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہو جائے گی اور ہیبت ناک بچھو ہوں گے جن کی سانس کی حِدت چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہو جائے گی یہ سانپ اور بچھو اس شخص پر مسلط کیے جائیں گے جو دنیا میں بخل، بد اخلاقی اور لوگوں کو تنگ کر کے ظلم کرتا ہو گا اور جو ان گناہوں کا مرتکب نہ ہو گا اسے کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔

جہنمیوں کے اجسام:

اس کے بعد جہنمیوں کے لمبے چوڑے اجسام پر غور کرو پروردگار عالم ان کے جسموں کے لمبائی و چوڑائی کو بڑھا دے گا تا کہ ان کو زیادہ سے زیادہ عذاب ہو اس لیے وہ جہنمی مسلسل اپنے جسم پر دوزخ کی گرمی اور سانپوں اور بچھوؤں کا عذاب برداشت کرتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو گی۔ اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کا سفر ہو گا۔ آپ نے فرمایا: اس کا نچلا ہونٹ سینے پر لٹک رہا ہو گا اور اوپر کا ہونٹ اوپر کی طرف سکڑ کر چہرے کو چھپاتا ہو گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم میں کافر کی زبان گھسٹتی ہو گی اور لوگ اسے روندتے ہوں گے۔ اجسام بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ آگ انہیں بار بار جلائے گی۔ ان کے چمڑے اور گوشت نئے اگا دیئے جائیں گے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا.

”جب کبھی ان کے چمڑے جل جائیں گے تو بدل کر نئے چمڑے پیدا کر دیئے جائیں گے“۔ کے بارے میں فرمایا: ہر روز آگ ان کے چمڑے کو ستر ہزار بار جلائے گی۔ جب بھی جلیں گے تو بدل کر نئے پیدا کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ پہلے کی طرح پھر سزا شروع ہو جائیگی۔

جہنمیوں کی آہ و بکا اور چیخ و پکار کا یہ حال ہوگا کہ دوزخ میں شروع دن میں ان پر آہ و بکا طاری ہوگی۔ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس دن دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام میں ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

جہنمیوں کا رونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دوزخیوں پر گریہ و زاری بھیجی جائے گی، وہ روتے رہیں گے یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہروں پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل سکیں اور جب تک آہ و بکا اور چیخ و پکار کی اجازت ہوگی تب تک انہیں کچھ نہ کچھ آرام ملے گا۔ مگر آخر میں اس کی بھی ممانعت ہو جائے گی۔

جہنمیوں کی چیخ و پکار:

جناب محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ پروردگار عالم جہنمیوں کی پانچ باتوں میں سے چار کا جواب دے گا لیکن پانچویں کے بعد کبھی گفتگو نہ فرمائے گا وہ کہیں گے:

قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ (المومن:11)

”وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دوبارہ مارا اور دوبارہ زندہ کیا پس ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، پس کیا نکلنے کا کوئی راستہ ہے وہ ہمیں بتا۔“

پروردگار عالم ارشاد فرمائے گا،

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ﴿۱۲﴾ (المومن : ۱۲)

"یہ اس لیے ہے کہ جب تنہا اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا، تم کفر کرتے تھے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرا کر اقرار کرتے تھے پس اللہ عظیم کا حکم بڑے کے لیے ہے"۔

جہنمی کہیں گے،

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا (السجدہ:۱۲)

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھا اور سنا پس ہمیں واپس بھیج تا کہ ہم نیک عمل کریں"۔

پروردگار عالم جواب میں ارشاد فرمائے گا۔

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ (ابراہیم:۴۴)

"کیا اس سے پہلے تم قسم نہیں کھاتے تھے کہ تمہیں کوئی زوال نہیں آئے گا"۔

پھر وہ کہیں گے،

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ.

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں نکال! ہم اچھے عمل کریں، ان کے علاوہ جو ہم عمل کرتے تھے"۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۷﴾. (فاطر:۳۷)

کیا ہم نے تمہیں اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ اس میں نصیحت پکڑے جو نصیحت پکڑتا ہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس چکھو (عذاب) پس ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔

پھر وہ کہیں گے،

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ٥ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ٥ (المومن:١٠٦)

اے ہمارے پروردگار ہم پر بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس سے نکال دے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو ہم ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا۔

قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ. (المومن:١٠٨)

کہے گا دور ہو جاؤ، اس میں اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد باری تعالیٰ،

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ٥(ابراہیم:٢١)

''ہم پر برابر ہے کہ واویلا کریں یا صبر کریں ہمارے لیے جائے قرار نہیں''

کے ضمن میں فرمایا: وہ ایک سو برس تک صبر کریں گے پھر ایک سو برس چیخ و پکار کریں گے پھر ایک سو برس تک صبر کریں گے۔ پھر کہیں گے:

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ٥(ابراہیم:٢١)

''ہم پر برابر ہے کہ واویلا کریں یا صبر کریں ہمارے لیے جائے قرار نہیں''

موت کا خاتمہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز ایک موٹے مینڈھے کے صورت میں موت کو جنت اور دوزخ کے مابین ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا، اے جنتیو! اب موت کا ڈر کیے بغیر ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو اور دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہو تمہیں موت نہیں آئے گی۔

مقام غور:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک آدمی جہنم سے ہزار برس بعد نکلے گا،

کاش وہ حسن ہو۔ کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک گوشے میں روتا دیکھ کر دریافت کیا کیوں رو رہے ہو! آپ نے فرمایا کہیں اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ میں نہ ڈال دے" یہ مجموعی طور پر عذاب جہنم کی اقسام تھیں، وہاں کے غم، تکلیفوں اور حسرتوں کی تفصیل بہت لمبی ہے، ان کے لیے بہت بڑا عذاب یہ ہوگا کہ وہ جنت کی نعمتیں، رضائے الٰہی اور دیدار الٰہی سے محروم ہوں گے کیونکہ دنیا میں کھوٹے سکے خریدے اور پھر ان کے عوض چند روزہ زندگی میں انتہائی ذلیل کرنے والی نفسانی خواہشات خرید لیں، وہ اپنے ضائع شدہ اعمال اور برباد کرنے والے دنوں پر افسوس کرتے ہوئے کہیں گے، ہائے افسوس! ہم نے اپنے اجسام کو پروردگار کی نافرمانی میں تباہ کر دیا۔ ہم نے زندگی کے مختصر دنوں میں اپنے نفس کو صبر پر کیوں نہ مجبور کیا، اگر ہم ان گزرنے والے دنوں میں صبر کر لیتے تو اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں جگہ پاتے، بہشت اور رضائے الٰہی حاصل کر لیتے، ہائے افسوس ان کی زندگی گناہوں میں برباد ہوگئی، مصیبتوں میں گھر گئے، دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کا کوئی حصہ ان کے لیے باقی نہ رہا، اگر وہ باوجود ان مصیبتوں کے جنت کی نعمتوں کا نظارہ نہ کرتے تو ان کی حسرت دوچند نہ ہوتی مگر انہیں جنت دکھائی جائے گی، چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ روز قیامت کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لایا جائے گا۔ جب وہ جنت کے نزدیک پہنچیں گے، اس کی خوشبو سونگھیں گے، جنتیوں کے محلات کو دیکھیں گے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوگا انہیں واپس لے جاؤ ان کا بہشت میں کوئی حصہ نہیں ہے، وہ ایسی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اول و آخر اس کی مثال نہیں ملے گی اور کہیں گے اے رب العالمین! اگر ہمیں جنت اور اس کے مکینوں کے لیے جو انعامات تیار ہیں وہ دکھانے سے پہلے ہی ہمیں دوزخ میں بھیج دیتا تو کچھ آسانی رہتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا، یہ تمہارے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ جب تم اکیلے ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرا مقابلہ کرتے تھے جب لوگوں سے ملتے تو انکساری لیے ہوئے تھے۔ تم دلوں سے جو کچھ میرے سامنے پیش کرتے وہ اور ہوتا۔ تم لوگوں کے سامنے پرہیزگاری کا دکھاوا کرتے تھے تم لوگوں سے ڈرے مگر مجھ سے نہیں ڈرے، تم نے لوگوں کی تعظیم کی لیکن میری تعظیم نہ کی تم نے لوگوں کی خاطر برائی کو نہ چھوڑا، آج میں تمہیں دائمی نعمتوں سے محروم کرنے کے علاوہ دردناک عذاب دوں گا۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم میں سے ہر شخص دھوپ پر سائے

کو ترجیح دیتا ہے مگر افسوس، وہ جنت کو دوزخ پر ترجیح نہیں دیتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کتنے ہی تندرست جسم، حسین وجمیل شکلیں اور شیریں گفتگو کرنے والی زبانیں کل دوزخ کے طبقات میں پڑی چیخ رہی ہوں گی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی التجا:

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، اے اللہ! جب میں سورج کی گرمی برداشت نہیں کر سکتا تو تیرے دوزخ کی آگ کیسے برداشت کروں گا۔ میں تو تیری رحمت کی آواز سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا تیرے عذاب کی آواز کیسے سنوں گا؟

مقام غور:

اے کمزور انسان! ان ہولناکیوں کے بارے میں سوچ اور سمجھ لے کہ پروردگار عالم نے آگ کو اس کی مکمل ترین ہولناکیوں کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور اس میں رہنے والوں کو بھی پیدا کر دیا ہے جن میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی، پروردگار عالم نے ان کا فیصلہ فرما دیا ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ.

(مریم:۳۹)

اور ان کو حسرت کے دن سے ڈراؤ، جس وقت کام مقرر کیا جائے گا فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان لانے والے نہیں۔ اس میں قیامت کے دن بلکہ ازل الازل کی طرف اشارہ ہے لیکن سابقہ قضاوقدر کو قیامت کے دن ظاہر کیا۔

اے انسان ہوش کر:

اے انسان! تجھ پر حیرت ہے کہ اس بات کا علم رکھتے ہوئے بھی کہ میرے حق میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے تو دنیاوی برائیوں اور لہو ولعب میں مشغول ہے اور غفلت میں پڑا ہے، اگر تیری خواہش یہ ہے کہ کاش تجھے اپنے ٹھکانے اور انجام کا پتہ چل جائے تو اس کی چند نشانیاں ہیں، ان پر غور کر اور پھر اپنی امیدیں قائم رکھ، پہلے تو اپنے احوال اور اعمال کو دیکھ، اگر تو ہر اس عمل پر کار

بند ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تجھے دنیا میں بھیجا ہے اور تجھے نیکیوں سے رغبت ہے تو سمجھ لے کہ تو دوزخ سے دور ہے اور اگر تو نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن ایسے موانع حائل ہو جاتے ہیں کہ تو نیکی کر پاتا لیکن جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے آسانی سے کر لیتا ہے تو سمجھ لے تیرے لیے فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ جیسے بارش کا وجود سبزے کی نشو ونما اور دھواں آگ کی علامت ہے تو اسی طرح یہ کام بھی برے انجام کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ.

''بے شک نیکوکار جنت میں اور بدکردار جہنم میں ہوں گے''۔

ان آیات مبارکہ کی روشنی میں اپنے اعمال کی طرف نگاہ کر تو اپنا مقام جان لے گا۔

واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۔۴۰

اطاعت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مفہوم تمام بھلائیوں کو حاصل کر لینا ہے۔ پروردگار عالم نے قرآن حکیم کی بہت سی آیات مبارکہ میں لوگوں کو اطاعت الٰہی کی ترغیب دی ہے اور اسی مقصد کی غرض سے انبیاء کرام سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کو نفسانی خواہشات کے اندھیروں سے نکال کر اللہ رب العزت کی معرفت کا نور دکھائیں تا کہ وہ (آخرت میں) اس جنت کی نعمتوں سے بہرہ مندہ ہو جو صالحین کے لیے تیار کی گئی ہے اور وہ ایسی جنت ہے کہ جس کو کسی آنکھ نے نہ کبھی دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال بھی گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اس کے لیے پیدا کیا ہے کہ گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی سزا ملے اور نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کا اجر ملے پروردگار عالم لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہیں، لوگوں کے گناہ نہ اسے نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی اس کے کمالات میں کوئی عیب واقع ہوتا ہے اگر مخلوق پروردگار عالم کی عبادت نہ بھی کرے تو پھر بھی بارگاہ الٰہی میں ایسے ملائکہ ہیں جو شب و روز پروردگار عالم کی حمد و ثنا، میں مشغول رہتے ہیں اور ان کو کبھی تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ جس کسی نے بھلائی کی اس نے اپنے لیے کی اور جس نے برائی کی اس کا عذاب اسے بھگتنا پڑے گا اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

مقام غور:

حیران کن بات یہ ہے کہ غلام خرید کر اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہر وقت خدمت پر مامور رہے مطیع اور فرمانبردار ہو۔ حالانکہ ایسے شخص کو قلیل سی رقم خرچ کر کے خریدا گیا۔ اس کی معمولی لغزش پر غصہ ہو جاتے ہیں اور کھانا بند کر دیتے ہیں مارتے پیٹتے ہیں یا فروخت کر ڈالتے ہیں۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ ہم مالک حقیقی جس نے ہمیں بہترین شکل عطا کی ہم بارش کے قطروں سے تعداد میں کہیں زیادہ گناہ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ اپنی نعمتیں بند کرتا ہے اور نہ

رحمت۔ حالانکہ وہ گرفت پر قادر ہے وہ مہلت محض اس لیے دیتا ہے کہ ہم توبہ کرلیں وہ توبہ قبول کرتا ہے۔ گناہ بخشتے ہوئے پردہ پوشی بھی کرتا ہے۔

ہر دانش مند بخوبی جانتا ہے کہ یہ اطاعت کس پر سب سے زیادہ فرض ہے انسان کو اس ذات کی طرف زیادہ متوجہ ہونا چاہیے اور اس کی رحمت کا طلب گار رہے اسکی نعمتوں کا شکر گزار ہوکر اس کی اطاعت کر کے خود کو اس کے دوستوں میں شمار کرائے اطاعت اور شکر گزاری ہی سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے محبین کے دفتر میں لکھ لیتا ہے۔ ایسے انسان کو جب موت آتی ہے تو دیدار الٰہی کا مشتاق ہوتا ہے اور اللہ بھی اس کا مشتاق ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے کہا مجھے تورات کی وہ آیت بتایئے جس میں اللہ تعالیٰ خود اپنی دید کے مشتاقوں کا مشتاق ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا یہ آیت درست ہے اور اس کے نیچے حاشیہ ہے جس نے مجھے تلاش کیا، پالیا اور جس نے کسی اور کو ڈھونڈھا وہ میرے دیدار سے محروم رہا اس پر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے کہا واللہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسے ہی سنا ہے۔

اللہ کے محبوب بندے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے داؤد (علیہ السلام) اہل دنیا تک میرا یہ پیغام پہنچادو، میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو مجھے دوست رکھتا ہے، اپنی مجلس میں آنے والوں کا ہم مجلس ہوں جو میرے ذکر سے محبت رکھتا ہے میں اس سے محبت رکھتا ہوں جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے میں اس سے تعلق رکھتا ہوں جو مجھے پسند کرتا ہے میں اسے محبوب جانتا ہوں، جو میری اطاعت کرتا ہے میں اس کی بات مانتا ہوں، جو کوئی بھی سچے دل سے میرے ساتھ محبت کرتا ہے اسے میں اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور اس سے بے اندازہ محبت کرتا ہوں جس نے خلوص کے ساتھ مجھے پکارا اس نے مجھے پالیا اور جس نے میرے غیر کو طلب کیا وہ مجھ سے محروم رہا۔ پس اے اہل دنیا! تم کب تک دنیا کے فریب میں مبتلا ہو گئے، میری کرامت، دوستی اور ہم نشینی کی جانب آؤ اور مجھ سے محبت رکھو میں تم کو اپنی محبت میں سرشار کردوں گا اور اپنی محبت کی دولت سے نوازوں گا کیونکہ میں نے اپنے دوستوں کا خمیر اپنے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) موسیٰ نجی اللہ (علیہ السلام) اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خمیر سے تیار کیا جاتا ہے جب کہ اپنے نور

سے ان کی روحیں اور اپنے جمال سے ان کی نعمتوں کی تخلیق کی ہے۔

تین چیزیں:

بعض صالحین سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صدیق کی طرف الہام کیا کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں، میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ وہ میری جانب دیکھتے ہیں، میں ان پر نگاہ فرماتا ہوں۔ اگر تو ان کی راہ پر چلا تو تجھ سے محبت کروں گا اور اگر ان سے اعراض کیا، تو تجھ پر ناراض ہو جاؤں گا۔ عرض کیا: اے اللہ! ان کی کیا نشانی ہے۔ ارشاد ربانی ہوا۔ وہ دن کو سایہ کا اس طرح دھیان رکھتے ہیں جیسا کہ ایک مہربان چرواہا اپنی بکریوں کا دھیان رکھتا ہے اور سورج کے چھپنے کی طرف اس طرح راغب ہیں جیسا کہ سورج کے چھپنے کے وقت پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف لپکتا ہے۔ جب رات آتی ہے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں۔ بستر لگ جاتے ہیں اور دوست دوست کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں، تو میری خاطر قدم گاڑ لیتے ہیں۔ اپنے چہرے میرے سامنے بچھا دیتے ہیں اور میرے ساتھ مناجات کرتے ہیں اور میرے انعام کے لیے میرے سامنے گڑ گڑاتے ہیں، کچھ چیخنے والے اور رونے والے ہیں کچھ آہیں بھرنے والے اور فریاد کرنے والے ہیں۔ کچھ کھڑے اور بیٹھے ہیں اور کچھ رکوع وسجود میں ہیں، میری محبت کی وجہ سے جو فریاد گزار ہیں، میں سنتا ہوں۔ سب سے پہلے ان کو تین چیزیں عطا کرتا ہوں۔

(۱) اپنا نور ان کے قلوب میں ڈال دیتا ہوں جس سے وہ میری خبر جان جاتے ہیں جس طرح کہ میں ان کی خبر پاتا ہوں۔

(۲) یہ کہ اگر ان کے میزان عمل میں زمین و آسمان اپنی تمام چیزوں کے ساتھ رکھ دیئے جائیں اور پھر بھی ان کا پلڑا ہلکا ہوگا تو میں ان کی نیکیاں وزنی کر دوں گا۔

(۳) یہ کہ میں اپنی رحمت کو ان کی طرف مبذول رکھتا ہوں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ مجھ سے جو کچھ بھی مانگیں گے میں ان کو عطا کر دوں گا۔

اللہ کے مشتاق بندے:

اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کا نزول ہوا۔ اے داؤد! تم جنت کے کب تک طلب گار رہو گے۔ مجھ سے میرے مشتاقوں میں شمار کیے جانے کی دعا کیوں کرتے ہو، آپ نے عرض کیا باری تعالیٰ! تیرے مشتاق کون ہیں؟ جواب ملا وہ ہیں جن کے دلوں کو ہر کدورت اور نفرت سے پاک کر دیا ہے انہیں تنبیہہ ہے وہ اپنے دل کے گوشوں سے مجھے دیکھتے ہوئے میری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ میں نے ان کے دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر آسمانوں پر رکھا ہوا ہے۔ میں اپنے منتخب فرشتوں کو بلاتا ہوں جب وہ جمع ہوتے ہیں مجھے سجدہ کرتے ہیں میں انہیں کہتا میں نے تمہیں سجدہ کے لیے نہیں بلایا بلکہ بلاوے کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے سامنے اپنے عاشقوں کا دل رکھو اور ان پر فخر کروں یہ میرے عشاق ہیں ان کے دل زمین کے سورج کی طرح روشن ہوں گے۔

اے داؤد! میں نے اپنے عشاق کے دل اپنی رضا سے پیدا کیے ہیں ان کے لیے نعمت میرے رُخ کے نور سے پیدا ہوئی ہے میں نے انہیں اپنا ہمراز بنالیا ہے یہ دنیا میں میری نظر رحمت کا مرقع ہے۔ ان کے دلوں میں ایک راستہ بنایا ہے جس سے وہ میرا دیدار کرتے ہیں اور ان کا شوق ہر روز بڑھتا رہتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ مجھے اپنے مشتاق دکھائیے۔ فرمایا: اے داؤد! لبنان کے فلاں پہاڑ پر جاؤ! اس میں چودہ آدمی ایسے ہیں جن میں جوان بوڑھے اور ادھیڑ عمر ہیں۔ جب تم ان کے پاس جاؤ تو میری طرف سے سلام کہو کہ تمہارا پروردگار تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں کہتا ہے کہ تم کسی حاجت کا سوال کیوں نہیں کرتے، اس لیے کہ تم میرے محبوب ہو، میرے خاص ہو، میرے ولی ہو، میں تمہاری خوشی پر خوش ہوتا ہوں، تمہاری محبت تیزی سے کرتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کی طرف آئے، انہیں ایک چشمے کے پاس پایا، وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غور وفکر کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھے تاکہ ادھر ادھر چلے جائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے رب تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچانے کے لیے آیا ہوں۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے کان لگا لیے اور زمین پر نظریں جما دیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ

کا رسول ہوں، تمہاری طرف آیا ہوں، تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم مجھ سے کوئی حاجت کیوں نہیں مانگتے تم مجھے کیوں نہیں پکارتے؟ میں تمہاری آواز اور تمہارا کلام سنتا ہوں۔ تم میرے محب میرے بندے اور میرے دوست ہو۔ میں تمہاری خوشی سے خوش ہوتا ہوں، تمہاری محبت میں تیزی دکھاتا ہوں، تمہاری طرف ہر گھڑی میں اس طرح نظر کرتا ہوں جیسے شفیق و نرم دل ماں اپنی بچے کو دیکھتی ہے۔ بتاتے ہیں کہ ان کے چہروں پر آنسو امنڈ آئے۔ ان میں سے ایک بوڑھے نے کہا: تو پاک ہے تو پاک ہے ہم تیرے بندے ہیں، ہم تیرے بندے ہیں، ہمیں معاف کر دے۔ جن میں ہم نے پہلی زندگی میں تیرا ذکر نہیں کیا دوسرے نے کہا، تو پاک ہے، ہم تیرے بندے ہیں، ہم تیرے بندے ہیں، ہم پر ہمارے اور اپنے مابین بخشش کی نظر کر۔ ایک اور عاشق نے کہا: تو پاک ہے تو پاک ہے، ہم تیرے بندے ہیں، ہم تیرے بندے ہیں کیا ہم مانگنے کی جرأت کر سکتے ہیں، جب کہ تو جانتا ہے کہ ہمیں اپنے معاملات میں کوئی حاجت نہیں۔ ہمیں ہمیشہ اپنی طرف جانے والی راہ پر چلائے رکھ اور ہم پر کامل احسان فرما۔ ایک اور عاشق نے کہا: نطفہ سے تو نے ہمیں پیدا کیا، اپنی عظمت میں غور کرنے کا احسان فرما۔ اب جو تیری عظمت میں مشغول ہوں۔ تیرے جلال میں ہی غور کر رہا ہوں، دعا کرنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں ہمارا مطلوب تیرے نور کا قرب حاصل کرنا ہے۔ ایک اور عاشق نے کہا: تیری عظمت، تیری شان، تیرے دوست سے قرب اور اہل محبت پر تیرے زیادہ احسان کے سبب ہماری زبانیں گنگ ہو چکی ہیں ایک اور عاشق نے کہا: تو نے ہی ہمارے دلوں کو اپنی طرف راہنمائی بخشی۔ تو نے ہمیں اپنی یاد میں مشغول فرما کر ساری دنیا سے بے نیاز کر دیا۔ ہم تیرا مکمل طور پر شکر ادا نہیں کر سکے ہماری اس خطا سے درگزر فرما۔

ایک اور نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہماری خواہش تیرے دیدار کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اور نے کہا، مالک غلام سے مانگنے کو فرماتا ہے لیکن غلام اپنے مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتا، ہمیں نور عنایت فرما تا کہ ہم آسمان کے اندھیروں سے نکل کر تیری بارگاہ میں آئیں۔

ایک نے کہا ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہماری یہ عبادت قبول فرمالے اور ہمیں ہمیشہ اسی پر قائم رکھ، ایک اور عشاق نے کہا تو نے ہمیں جو فضیلت اور انعامات عطا فرمائے ہیں انہیں مکمل

فرمادے۔ دوسرے نے کہا دنیا میں ہمیں کسی شے کی حاجت نہیں ہے، ہمیں اپنے دیدار کی سعادت سے مشرف فرما۔ ایک اور عشاق نے کہا میری آنکھیں دنیا اور اس کی زیبائش سے بند کردے اور میرے دل کو آخرت کے خیالات سے پاک کردے۔ ایک اور عشاق نے کہا میں نے تیری عظمت اور پاکی کو جان لیا اور دوستوں سے تجھے محبت ہے اس کو جان لیا ہے، ہم پر یہ احسان مزید فرما کہ ہم کو ایسا کردے کہ ہم تیرے سوا کسی اور چیز کا دل میں خیال تک نہ لائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! ان سے کہہ دو، میں نے تمہاری باتیں سن کر انہیں قبول کرلیا ہے، تم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاؤ، اور خود کو دیدار کے لیے تیار کرلو، تمہارے اور اپنے مابین حائل پردے اٹھانیوالا ہوں تاکہ تم میرے نور اور جلال کو دیکھو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے رب العالمین! انہیں یہ مقام کیسے ملا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حسن ظن، دنیا اور اس کی چیزوں کو ترک کرنے، میری بارگاہ میں مناجات اور خلوت میں حاضر ہونے کے باعث انہیں یہ مقام ملا ہے اور اس مقام کو وہی پاتا ہے جو دنیا اور مافیہا سے کنارہ کشی کرلے۔ اس سے بالکل واسطہ نہ رکھے، دل کو میری یاد سے معمور کرلے، تمام مخلوق کو چھوڑ کر مجھے پسند کرلے تب میں اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہوں۔ اسے دنیاوی معاملات سے آزاد کردیتا ہوں، اس کے اور اپنے مابین پردے اٹھا دیتا ہوں، وہ مجھے ایسے دیکھتا ہے جیسے کوئی انسان اپنے سامنے کسی چیز کو دیکھتا ہے، ہر لمحہ اسے اپنی عزت و کرامت کا منظر دکھاتا ہوں، اسے نورِ معرفت سے بہرہ مند کرتا ہوں، جب وہ بیمار ہو جاتا ہے تو میں مہربان ماں کی طرح اس کی تیمارداری کرتا ہوں۔ اگر وہ پیاسا ہوتا ہے تو میں اسے سیراب کرتا ہوں اور اسے اپنے ذکر سے غذا مہیا کرتا ہوں۔

اے داؤد! (علیہ السلام)، جب میں اس سے یہ برتاؤ کرتا ہوں تو وہ دنیا اور اس کے لوازمات سے نابینا ہو جاتا ہے، اسے دنیا سے کوئی محبت نہیں رہتی، وہ میرے علاوہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، وہ جلدی مرنے کو پسند کرتا ہے مگر اس کی موت ناپسند کرتا ہوں کیونکہ ساری مخلوق میں وہی تو میری نظرِ رحمت کا حقدار ہوتا ہے، وہ میرے علاوہ کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اس کے سوا کسی اور کو پسند نہیں کرتا۔

اے داؤد! اگر تو اسے اس حالت میں دیکھے کہ اس کے جسم میں نقص ہو، دبلا ہو، اس کے اعضاء شکستہ ہو چکے ہوں اور اس کا دل نظام سے لاتعلق ہو چکا ہو تو جب میں ملائکہ میں اس پر فخر کرتا ہوں اور اہل آسمان میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں تو وہ یہ سن کر اپنے خوف اور عبادت میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔ اے داؤد (علیہ السلام)! مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! میں اس کو جنت الفردوس میں مقام عطا کروں گا اور اس کے قلب کو اپنے دیدار سے مالا مال کردوں گا حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

قلبی نگاہوں سے دیکھنا:

حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعات میں سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میری محبت کی طرف توجہ رکھنے والوں سے کہہ دو کہ جب میں اپنی مخلوق سے پردہ کروں اور میرے تیرے مابین پردہ اٹھ جائے تو تمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا، جب کہ تم اپنے دل کی نگاہوں سے مجھے دیکھو گے اور تمہیں پھر بھی نقصان نہ ہوگا۔ کہ جب میں تم سے دنیا کو دور کردوں گا، البتہ تمہارے لیے دین کو کشادہ کردوں گا۔ جب تم میری رضا چاہو گے اور دنیا کو ناراض کرو گے، تب بھی تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ سے خالص محبت رکھنا:

حضرت داؤد علیہ السلام کے قصوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ تم گمان رکھتے ہو کہ تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ پس اپنے دل سے دنیا کی محبت باہر نکال دو۔ اس لیے کہ میری محبت اور دنیا کی محبت ایک دل میں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔

اے داؤد! میرے ساتھ محبت میں خلوص اختیار کر، اہل دنیا کے ساتھ صرف میل جول رکھ لیکن میرے دین پر عمل کر اور لوگوں کے دین پر عمل نہ کر جو میری محبت کے مطابق تیرے روبرو آئے، اس سے وابستہ رہو اور جو مشتبہ ہو تو مجھ سے ہدایت لے۔ مجھ پر حق ہے کہ تیزی کے ساتھ تیری رہنمائی کروں اور تجھے دوست رکھوں اور تیرا قائد ہوں، تیرا رہنما ہوں، میں تجھے بغیر طلب کیے دوں اور مصیبتوں میں تیری مدد کروں گا۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسی بندے کو ثواب دوں گا جس میں طلب اور ارادہ ملاقات دیکھ لوں گا، وہ خود میرے روبرو ہے۔ میرے بغیر اس

کا کوئی چارہ کار نہیں۔ جب تم اس طرح ہو گے، تو تجھ سے وحشت اور رسوائی ختم کردوں گا اور تیرے دل میں غنا ڈال دوں گا اس لیے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میرا بندہ اپنے نفس پر مطمئن نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کرنے والوں کو دیکھ لے گا، اور میں اسے سپرد کردوں گا۔ اشیاء کی نسبت میری طرف ہوگی اور یہ تیرے عمل کے الٹ نہیں ہوں گی کہ تو مشقت اٹھاتا رہے اور تیرا ساتھی مستفید نہ ہو۔ نیز میری معرفت کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ جب بھی تو مجھ سے مانگے گا، میں زیادہ دوں گا اور زیادہ کی بھی حد نہیں۔ پھر بنی اسرائیل کو بتادو کہ میرے اور کسی مخلوق کے درمیان کوئی نسبت کا تعلق نہیں۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ خوف متوجہ ہوں۔ ان کے مطلوب میرے پاس ہیں، میں انہیں وہ عطا کروں گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر گزرا۔ مجھے ہر وقت نظروں کے سامنے سمجھو۔ دل کی آنکھوں سے مجھے دیکھو۔ سر کی آنکھوں سے نہیں۔

میں نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو بندہ جان بوجھ کر دیر سے میری عبادت کرے گا میں اسے ثواب نہیں دوں گا، سیکھنے والوں سے تواضع سے پیش آؤ اور سیکھنے والوں پر زیادتی نہ کرو، میرے چاہنے والے اگر اس مقام کو جانتے جو میں نے سالکین کے لیے مقرر کیا ہے تو وہ بھی اسی راستہ پر چلنا پسند کرتے۔

اے داؤد! کسی مرید کو اس کی مدہوشی سے بیدار نہ کرو، اسے میری ذات میں گم رہنے دو، میں تم کو مجاہد لکھوں گا اور جسے میں اپنے ہاں مجاہد لکھ دیتا ہوں، اس پر مخلوقات سے کوئی وحشت اور حاجت باقی نہیں رہتی۔

اے داؤد! میری بات اچھی طرح سمجھ لو اور اسے مضبوطی سے پکڑلو، اپنی ذات کے لیے اپنے نفس سے نیکیاں لو، دنیا میں مگن نہ ہونا کہ مجھ سے تمہاری محبت پس پردہ نہ چلی جائے، میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس نہ کرو، میرے لیے اپنی تمناؤں کو ختم کردو کیونکہ میں نے شہوات کمزور بندوں کے لیے بنائی ہیں، طاقتور مردوں کا خواہشات نفسانی سے کیا کام؟ کیونکہ یہ میری بارگاہ میں مناجات کی حلاوت کو ختم کردیتی ہے، میرے ہاں طاقتوروں کا عذاب یہ ہے کہ جب وہ میرے دیدار کی حلاوت حاصل کرلینے کے قریب ہوتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں اور وہ محروم رہتے ہیں، میں اپنے حبیب کے لیے

دنیا اور دنیا کی وجہ سے اپنی دوری پسند نہیں کرتا۔

اے داؤد! اپنے اور میرے مابین مخلوق کو نہ لاؤ، یہ نہ ہو کہ اس کی مدہوشی تمہیں میری محبت سے دور کر دے۔ اس لیے کہ میرے چاہنے والے بندوں کے لیے یہ مخلوق چوروں کی مانند ہے، شہوات کو چھوڑ سکنے کے لیے ہمیشہ روزے رکھو اپنے آپ کو اس بات سے بچاؤ کہ کبھی روزے کے بغیر رہو اس لیے کہ میں ہمیشہ روزے رکھنے والوں کو محبوب رکھتا ہوں۔



باب ۔۴۱

شُکر

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں اپنے ذکر کے ساتھ شکر کو بھی شامل کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت:۴۵)

اور البتہ اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْن (البقرہ:۱۵۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء:۱۴۷)

اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران:۱۴۵)

اور ہم بہت جلد شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے۔

پروردگار عالم نے شیطان لعین کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیطان لعین نے بارگاہِ الٰہی میں کہا:

لَاَ قْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْم (الاعراف:۱۶)

میں ضرور ان کے لیے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

اس ضمن میں بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس جگہ صراط مستقیم کا معنی شکر کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے متعلق طعنہ دیتے ہوئے شیطان لعین نے کہا تھا۔

وَلَاتَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ. (الاعراف:١٧)

اور تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (النساء:١٣)

اور میرے شکر گزار بندے کم ہی ہیں۔

پھر پروردگار عالم نے شکر کرنے والوں کو اپنی نعمتیں مزید عطا کرنے کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:٧)

اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمتیں زیادہ کردوں گا۔

البتہ پانچ باتوں میں استثناء کیا ہے مالدار کرنے میں، قبول کرنے میں، رزق میں، مغفرت میں اور توبہ میں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَاءَ (التوبہ:٢٨)

اگر اللہ نے چاہا تو اپنے فضل سے جلد ہی تمہیں غنی کردے گا۔

مزید ارشاد فرمایا:

فَيَكْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ. (الانعام:٤١)

اگر اس نے چاہا تو جس کی طرف تم بلاتے ہو وہ کھول دے گا۔

اور ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

اور فرمایا:

وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ. (النساء:۱۱۶)

اور جس کو چاہتا ہے اس کے سوا بخشتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَیَتُوْبَ اللّٰہُ علٰی مَنْ یَشَاء

اور اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت شکر بھی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ ''اور اللہ شکور اور تحمل والا ہے''

شکر ہی کو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا اولین کلام قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا۔

وَقَالُوْا الْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعدہ. (الزمر:۷۴)

اور کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا فرمایا۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاٰخِرُ دَعْوَاھُمْ اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (یونس:۱۰)

اور ان کا آخری پکارنا یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شکر کیلئے عبادت الٰہی کرنا:

شکر کے فضائل کے ضمن میں بہت سی احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے اس بارے میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

''کھانے کے بعد شکر ادا کرنے والے صابر روزہ دار کی مانند ہیں''۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی حیران کن بات بتائیے۔ آپ رو پڑیں اور فرمایا: ان کا کونسا حال عجیب اور قابل رشک نہ تھا۔ ایک شب آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر میں داخل ہوئے، فرمایا، میرے لحاف میں، یہاں تک کہ آپ کا جسم مبارک میرے جسم سے مس ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے جانے دو تاکہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگرچہ میں آپ کا قرب چاہتی ہوں، مگر آپ کی آرزو کو ترجیح دیتی ہوں۔ میں نے آپ کو جانے دیا۔ آپ پانی کے مشکیزے کے قریب گئے، وضو کیا اور زیادہ پانی نہیں بہایا۔ پھر اٹھے اور نماز شروع کی اور اتنے روئے کہ آپ کے سینہ مبارک پر آنسو گرے۔ پھر رکوع کیا اور روئے، پھر سر مبارک اٹھایا اور روئے، اسی طرح رات بھر روتے رہے۔ بالآخر حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور نماز کی اطلاع دی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح سے گناہوں سے منزہ بنادیا ہے۔ فرمایا! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ میں یہ کیوں نہ کروں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ.

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلیوں میں نشانیاں جو عقل مندوں کے لیے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ انسان کو اپنے اللہ کی بارگاہ میں رونا چاہیے۔

پتھر کا رونا:

ایک روایت ہے کہ ایک نبی کا ایک پتھر کے قریب سے گزر ہوا جو بہت چھوٹا تھا مگر اس سے بہت زیادہ پانی نکل رہا تھا اللہ کے نبی کو اس پر تعجب ہوا۔ اللہ نے اس پتھر کو قوت گویائی عطا فرمائی اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا:

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ.

انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

میں اس وقت سے اللہ کے خوف سے رو رہا ہوں اس نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس پتھر کو جہنم سے پناہ کے لیے دعا کی وہ قبول ہوگئی کچھ مدت کے بعد ان کا پھر اُدھر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ پتھر پھر رو رہا ہے انہوں نے پتھر سے پوچھا اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا وہ رونا خوف کا تھا اب خوشی اور شکر کا رونا ہے۔

انسان کا دل بھی پتھر کی طرح ہے بعض اوقات پتھر سے بھی سخت ہوتا ہے اس کی سختی اللہ کے خوف اور اس کے شکر سے کم ہوتی ہے۔

شکر گزاروں کے لیے روز قیامت جھنڈا:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن کہا جائے گا حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ لوگوں کا ایک گروہ اس پر کھڑا ہو جائے گا ان کے لیے ایک جھنڈا ہو گا وہ اس کے ساتھ جنت میں جائیں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حمد کرنے والے کون ہیں؟ جو لوگ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس طرح کی دوسری روایت ہے کہ جو ہر دکھ اور سکھ میں اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ کی چادر شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا:

پروردگار عالم نے حضرت ایوب علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں لمبی باتوں کی بجائے اپنے دوستوں سے شکر کی ادائیگی پر راضی ہو گیا ہوں، صبر کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ان کا گھر ہے وہ جب جنت میں داخل ہوں گے تو میں ان کو شکر کرنا سکھاؤں گا اس لیے کہ اچھی بات شکر ادا کرنا ہے اور میں ان پر نعمتوں کی زیادتی کروں گا اور اپنے دیدار کا عرصہ ان پر لمبا کرتا جاؤں گا۔

جب مال و دولت کو اکٹھا کرنے کے ضمن میں پروردگار عالم نے وحی نازل فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ ہم کونسا

مال جمع کریں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ذکر (الٰہی) کرنے والی زبان اور وہ دل جو شکر ادا کرنے والا ہو۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں مال و دولت کی بجائے شکر گزار دل کو پسند کرنا چاہیے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر آدھا ایمان ہے۔

اعضائے جسمانی کا شکریہ:

زبان، دل اور دیگر اعضائے جسمانی سے شکر ہوتا ہے دل کا شکر نیکیوں کی نیت کرنا اور لوگوں سے اسے چھپا کر رکھنا جب کہ زبان کا شکر یہ ہے کہ ان کلمات کی ادائیگی کرے جو شکر کے اظہار کے لیے مخصوص ہیں۔ دیگر اعضائے جسمانی کا شکر یہ ہے کہ انہیں عبادت الٰہی میں مصروف رکھا جائے، اور برے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے۔ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو پردہ رکھیں۔ کانوں کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنیں اسے راز میں رکھیں یہ سب باتیں اللہ کے شکر میں داخل ہیں ان کے علاوہ زبان کا شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے اسے یہی حکم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: کیسے ہو؟ اس نے کہا اچھا ہوں آپ نے دوبارہ پوچھا اس نے پھر کہا اچھا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پوچھا کیسے ہو؟ تو اس نے کہا الحمد اللہ اچھا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: میں یہی سننا چاہتا تھا۔

شکر الٰہی کرنا عبادت ہے:

بزرگانِ سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دوسروں سے پوچھا کرتے تھے کہ کیسے ہو؟ ان کی نیت یہ ہوتی تھی کہ لوگ جواب میں اللہ کا شکر کریں اور جواب دینے والا اور پوچھنے والا دونوں کا شمار شکر گزاروں میں ہو جائے، ان کی اس بات میں ریا کا قطعی دخل نہیں ہوتا تھا۔ جس کسی سے بھی اس کا حال پوچھا جائے وہ تین باتوں میں سے ایک بات کرے گا، شکر ادا کرے گا، شکایت کرے گا، یا پھر چپ رہے گا، اللہ کا شکر ادا کرنا عبادت ہے، شکایت کرنا گناہ ہے جو صالحین کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی برائی کا کہنا ہی کیا جو احکم الحاکمین ہے جس کے دست قدرت میں بندۂ ناچیز کی تمام چیزیں ہیں لہٰذا انسان کے لیے ضروری ہے، اگر وہ

مصائب پر صبر نہیں کر سکتا، قضائے الٰہی پر راضی نہیں رہ سکتا اور وہ اپنی تہی دامنی کا شکوہ کرنا چاہتا ہے تو وہ لوگوں کے آگے شکایتیں کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی گزارشات پیش کرے وہی مصائب میں مبتلا کرنے والا اور وہی ان سے خلاصی عطا کرنے والا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بندۂ ناچیز کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی ذلت کا اظہار کرنا حقیقی عزت ہے مگر اپنے جیسے بندوں کے آگے شکوے کرنا اور ذلت اٹھانا بہت ہی رسوائی کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ. (العنکبوت:۱۷)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ہی سے رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالاؤ۔''

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ. (الاعراف:۱۹۴)

''بے شک تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں''۔

شکر ادا کرنے کے لیے وفد کا آنا:

شکر کی قسموں میں سے زبان سے شکر ادا کرنا بھی ہے چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک وفد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں سے ایک جوان اس غرض سے کھڑا ہوا کہ آپ سے بات چیت کا آغاز کرے، آپ نے فرمایا، بڑوں کی تعظیم کرو۔ یعنی بڑوں کو بات کرنے دو۔ اس جوان نے جواب دیا، اے امیر المومنین! اگر عمر میں قیادت کا معیار ہوتا تو مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو آپ سے عمر میں بڑے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، اچھا تم ہی بات کرو، اس نے کہا، ہم کچھ لینے کی غرض سے نہیں آئے آپ کی مہربانی کے باعث ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے نہ ہم کسی سے خوفزدہ ہیں کیونکہ آپ کے عدل نے ہمیں بے خوف کر دیا ہے ہم تو محض اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ زبان سے بھی شکریہ ادا کریں اور واپس چلے جائیں۔

☆☆☆

باب ۔۴۲

تکبر کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی بہت سی آیات مبارکہ میں تکبر کی مذمت کی ہے اور ہر سرکش متکبر کو بُرا قرار دیا ہے۔

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط (الاعراف:۱۴۰)

میں ان لوگوں کو اپنی نشانیوں سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ٥ (المومن:۳۵)

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ٥ لا (ابراہیم:۱۵)

اور ہر ایک سرکش، عناد کرنے والا نامراد ہوا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ (النحل:۲۳)

بے شک وہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا۔

مزید ارشاد فرمایا،

لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا کَبِیْرًا (الفرقان:۲۱)

البتہ انہوں نے اپنے دل میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی کی۔

پھر ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (المومن:٦٠)

وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور بھی بہت سی جگہوں پر تکبر کی مذمت فرمائی ہے۔

مذمتِ تکبر میں احادیث مبارکہ:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پروردگار عالم کا فرمان ہے کہ عظمت اور کبریائی میری چادریں ہیں جو ان میں سے کسی کا دعویدار ہوگا میں اسے دوزخ میں ڈال دُوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

متکبر دوزخ میں جائے گا:

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپس میں صفا پر ملاقات ہوئی کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے اور حضرت ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں پر کھڑے ہو کر رونے لگے۔ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان اپنے نفس کی پیروی میں مگن رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو انہی کے عذاب میں مبتلا کر

دیا جائے گا۔

جناب سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک مرتبہ پرندوں، انسانوں، جنات اور درندوں سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو چنانچہ آپ دولاکھ انسانوں اور دولاکھ جنات کے ساتھ تخت پر جلوہ فرما ہوئے اور اتنی بلندی تک جا پہنچے کہ وہاں سے فرشتوں کی آواز کی تسبیحات کی آواز بآسانی سنی جا رہی تھی، پھر وہاں سے نیچے اترے یہاں تک کہ ان کے قدم سمندر کو چھونے لگے تو آپ نے آواز سنی، اگر تمہارے کسی ساتھی کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا تو جتنی بلندی تک میں تم کو لے گیا ہوں، اس سے بھی زیادہ گہرائی میں اسے دھنسا دوں گا۔

تین گنہگاروں پر دوزخ کا عذاب:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی جس کے دو کان دو آنکھیں اور بولنے والی زبان ہوگی وہ پکارے گی مجھے تین قسم کے انسانوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ سرکش فسادی پر دوسرے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے، اور تیسرے تصویریں بنانے والے کے واسطے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں نہ بخیل، نہ زکوٰۃ کا منکر اور نہ بد اخلاق داخل ہوں گے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جنت اور جہنم میں بحث ہوئی۔ دوزخ نے کہا میں نے سرکشوں اور متکبروں کو پسند کیا۔ جنت نے کہا کمزور اور ضعیف اور عاجز لوگ میرے اندر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے جس بندے کو پسند کروں گا اسے تیرے سپرد کروں گا اور جہنم سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہوں گا تجھ میں جھونک دوں گا لیکن تم دونوں کو بھر دوں گا۔

متکبر بہت بُرا ہے:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ بہت برا ہے جس نے سرکشی کی تکبر کیا اور اپنے خالق کو بھول گیا۔ وہ شخص بھی بہت بُرا ہے جس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا لیکن بلند و برتر اللہ کو بھول گیا۔ اور وہ نہایت ہی بُرا ہے جو زندگی کے مقصد، مصائب اور قبروں یعنی موت

کو بھول گیا۔ سب سے بُرا وہ ہے جس نے دین سے بغاوت کی اور اپنی ابتداء اور انتہا کو بھول گیا۔

متکبر موت کو بھول جاتا ہے:

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا گیا۔ فلاں شخص بہت متکبر ہے آپ نے فرمایا کیا اسے موت یاد نہیں؟

حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بوقت وصال اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا میں تمہیں دو باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں، تمہیں تکبر اور شرک سے منع کرتا ہوں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پر کاربند رہنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اگر ایک پلڑے میں آسمان وزمین اپنی تمام چیزوں کے ساتھ رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اگر آسمان وزمین پر اپنی تمام تر چیزوں کے ساتھ ایک دائرہ کی طرح ہو جائیں اور ان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رکھ دیا جائے تو وہ دائرہ ٹوٹ جائے گا اور میں تمہیں سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

متکبر جہنمی ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اس کے لیے بشارت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے علم سے نوازا اور وہ متکبر ہو کر نہیں مرا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ سنگدل، اکڑ کر چلنے والے متکبر، مال اکٹھا کرنے والے اور کسی کو راہ حق سے منع کرنے والے جہنم میں جائیں گے اور ہر مفلس وفادار اور ضعیف جنت میں جائے گا۔

متکبر کو قربت نبوی حاصل نہ ہوگی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے قیامت کے دن ہمیں سب سے زیادہ محبوب اور زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اور قیامت کے دن

ہمیں زیادہ ناپسند اور دور، بکواس کرنے والے باچھیں چلانے والے، منہ پھلا کر بات کرنے والے ہوں گے۔ صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم نے بکواس کرنے والے اور باچھیں چلانے والے سمجھ لیے مگر یہ منہ پھلا کر بات کرنے والے کون ہیں، آپ نے فرمایا تکبر کرنے والے۔

متکبر کو پیپ پلائی جائے گی:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے روز متکبر چیونٹیوں کی طرح اٹھائے جائیں گے لوگ انہیں روندیں گے اور ریزہ ریزہ کردیں گے اور وہ انتہائی ذلت میں ہوں گے پھر انہیں دوزخ کے قید خانہ کی طرف لے جایا جائے گا جس کا نام بولس ہے، ان پر دوزخ کی آگ بھڑکے گی، انہیں جہنمیوں کے جسموں سے نکلنے والی پیپ پلائی جائے گی۔

متکبرین ذلیل ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قیامت کے روز سرکشوں اور تکبر کرنے والوں کو چیونٹی کی مانند لایا جائے گا لوگ انہیں پامال کرتے ہوں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ترین ہیں۔

متکبر کا ٹھکانہ:

جناب محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلال بن ابی بردہ کے پاس گیا اور ان سے کہا آپ کے والد نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث سنائی تھی کہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہبہب ہے اس میں سرکش اور متکبر کو بھیجا جائیگا لہٰذا بلال تم کہیں ایسا نہ ہو جانا کہ یہ وادی تمہارا ٹھکانا بنے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دوزخ میں ایک محل ہے جس میں متکبرین کو داخل کر کے اسے بند کردیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی: اے اللہ میں تکبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مزید فرمایا: جو دنیا میں تین حالتوں سے پاک اور صاف جائے وہ جنت میں جائے گا۔ قرض، تکبر اور خیانت۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی بھی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا مسلمان بھی بڑا ہوتا ہے،

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عون کو پیدا فرما کر کہا تو ہر متکبر شخص پر حرام ہے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چارپائی پر بیٹھا کرتے تھے ایک دن وہ تشریف لائے تو حضرت مصعب ٹانگیں پھیلائے ہوئے تھے اور انہیں اکٹھا نہ کیا۔ حضرت احنف بیٹھ گئے مگر چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا حیران کن بات ہے کہ انسان تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو پیشاب گاہوں سے نکلا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: انسان روزانہ اپنے ہاتھ سے اپنا پیشاب صاف کرتا ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے۔ یہ آیت:

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ (الذاریات:۲۱)

''اور تمہارے اندر نشانات ہیں کیا تم نہیں سمجھتے''۔

بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس سے مراد انسان کی شرم گاہیں ہیں۔

متکبر کی عقل کم ہوتی ہے:

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ انسان کے دل میں جتنا تکبر داخل ہوتا ہے اتنا ہی اس کی عقل کم ہوتی ہے، تکبر زیادہ ہو تو عقل بہت کم ہوتی ہے اور اگر تکبر تھوڑا ہو تو اسی کے حساب سے عقل کم ہو جاتی ہے۔

جناب سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے اس گناہ کے بارے میں پوچھا گیا جس کی موجودگی میں نیکی کوئی فائدہ نہیں دیتی انہوں نے فرمایا وہ تکبر ہے۔

شیطان کے جال:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا شیطان کے کچھ جال ہیں، ان جالوں میں سے یہ جال بھی ہیں، اللہ کی نعمتوں پر اترانا، اس کی عطاؤں پر فخر کرنا، اللہ کے

بندوں سے تکبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کی پیروی کرنا، اے اللہ! اپنے فضل وکرم کے طفیل دنیا اور آخرت میں ہمیں عفو اور امان عطا فرما! آمین۔

متکبر پر رحمت الٰہی نہیں ہوتی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص تکبر کے باعث اپنے تہبند کو گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے نگاہ رحمت سے نہیں دیکھتا، مزید فرمایا کہ ایک شخص اپنی چادر پر فخر کر رہا تھا، اس کا نفس بہت اترا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا۔

فرمان نبوی ہے کہ جو تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹ کر چلتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا۔

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عبداللہ بن واقد کا گزر ہوا جو نئے کپڑے پہنے ہوئے تھا، میں نے سنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے اے بیٹے! تہبند کو اونچا کر لو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنے تہبند کو تکبر سے گھسیٹ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں کرتا۔

مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن اپنی ہتھیلی پر لعاب دہن لگا کر فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو عجب وغرور کر رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس طرح کے پانی سے پیدا کیا ہے اور پھر جب میں نے تیری تکمیل کر دی تو تو رنگا رنگ لباس پہن کر زمین پر اکڑتا پھر رہا ہے حالانکہ اسی زمین میں تجھے جانا ہے تو نے مال و دولت اکٹھی کر کے اسے روک رکھا ہے لیکن جب تیرے سامنے موت آ کھڑی ہوتی ہے تو پھر صدقہ کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں ہے۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرے اُمتی جب اکڑ کر چلیں گے اور روم وفارس والے ان کے خدمت گار ہوں گے تو پروردگار عالم دوسروں کو ان پر مسلط کر دے گا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اکڑ

کر چلتا ہے تو وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خفا ہوگا۔

زمین پر اکڑ کر نہ چلو:

حضرت ابوبکر الیذ لی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن الہیثم کا گزر ہوا جو گھر جا رہا تھا اس نے ریشم جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو پنڈلیوں سے نیچے تک تھے۔ وہ نہایت متکبرانہ انداز میں قدم ٹکا رہا تھا۔ حضرت حسن نے اس پر نگاہ ڈال کر فرمایا اے ناک چڑھانے والے افسوس تو اترا کر منہ پھیلائے اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے جا رہا ہے۔ اے بے وقوف! تیرے پہلوؤں میں ایسی نعمتیں بھی ہیں جن کا تو شکر ادا نہیں کرتا جو اللہ کے حکم سے بنائی گئی ہیں تیرا ہر عضو اللہ کی نعمت ہے مگر شیطان کی اس پر نگاہ ہے کہ قبضہ جما لے۔ واللہ اگر فطرت کے مطابق تو چلتا تو اس دیوانگی کی چال سے بہتر تھا اس نے سنا تو آ کر معذرت خواہ ہوا آپ نے فرمایا مجھ سے معذرت نہ چاہو بلکہ اپنے اللہ کے حضور توبہ کرو کیا تو نے یہ حکم ربانی نہیں سنا۔

''اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بلاشبہ نہ تو زمین کو چل کر پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں جیسا لمبا ہو سکتا ہے''۔

جوانی پر نہ اتراؤ:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ایک جوان کا گزر ہوا جو خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھا آپ نے اسے بلا کر فرمایا اے جوان! اپنی جوانی پر فخر کرتا ہے؟ اپنی عادات سے محبت کرتا ہے؟ گویا کہ قبر نے تیرے جسم کو چھپا لیا ہے اور تو نے اپنے اعمال دیکھ لیے ہیں؟ تجھ پر افسوس صد افسوس! جا اور اپنے دل کا علاج کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے پاک صاف دلوں کی ضرورت ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے سے قبل حج کیا، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھا کہ وہ اترا اترا کر چل رہے ہیں۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پہلو کو انگلی سے دبا کر کہا یہ اس کی چال نہیں ہے جس کے پیٹ میں گندگی بھری ہوئی ہے۔ جناب عمرو بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا! میرے جسم کے

ہر عضو نے مجھے اس چال پر مجبور کیا اور میں یہ چال چل پڑا تھا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو تکبر سے چلتے ہوئے دیکھ کر بلایا اور فرمایا جانتے ہو تم کون ہو؟ تمہاری ماں کو میں نے سو درہم میں خریدا تھا اور تمہارا باپ مخلوق خدا میں بہت سے لوگوں سے کم مرتبہ ہے۔

شیطان کے بھائی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو تہبند گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ شیطان کے بھی بھائی ہیں۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ اس بات کو دھرایا۔

انسان کی ابتداء وانتہاء:

مروی ہے کہ حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب کو ریشمی جبہ پہن کر اکڑ سے چلتے دیکھ کر کہا کہ اے اللہ کے بندے! یہ چال ان لوگوں کی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، مہلب نے کہا مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھی طرح جانتا ہوں، تیری ابتداء گندے قطرے سے، تیری انتہا گندے مردار کی طرح پر ہے اور اس درمیانے عرصے میں تو گندگی اٹھائے پھرتا ہے مہلب نے یہ بات سنی تو تکبر سے چلنا چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گیا، اس ضمن میں بہت سے شعرانے کافی اشعار کہے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر کا کہنا ہے۔

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجِبٍ بِصُوْرَتِهٖ   وَكَانَ بِالْأَمْسِ نُطْفَةً مُذْرَه

(۱) میں اپنی شکل پر فخر کرنے والے پر حیرت زدہ ہوں کیونکہ وہ کل تک ایک ناپاک نطفہ تھا

وَفِيْ غَدٍ بَعْدَ حُسْنِ هَيْئَتِهٖ   يَصِيْرُ فِي الْقَبْرِ جِيْفَةً قَذْرِهٖ

(۲) اور اپنے حُسن کے باوجود کل قبر میں ایک بدبودار مردار ہو جائے گا۔

خلفِ احمر نے کیا خوب کہا ہے،

لَنَا صَاحِبٌ مُوْلَعٌ بِالْخِلَافِ   كَثِيْرُ الْخَطَاءِ قَلِيْلُ الصَّوَابِ

(۱) میرا ایک اختلاف پسند ساتھی ہے جس کی خطائیں زیادہ اور نیکیاں کم ہیں۔

اَشَدُّ لِجَاجًا مِّنَ الْخُنْفَسَا وَاَزْهٰى اِذَا مَا مَشٰى مِنْ غُرَابٍ

(۲) وہ گبریلے سے بھی زیادہ ضدی ہے اور کوے سے بھی زیادہ اکڑ کر چلتا ہے۔

قُلْتُ لِلْمُعْجِبِ لَمَّا قَالَ مِثْلِیْ لَا یُرَاجِعُ

(۱) میں نے تکبر کرنے والے سے کہا، جب اس نے کہا کہ میرے جیسے رجوع نہیں کیا کرتے۔

یَاقَرِیْبَ الْعَهْدِ بِالْمَخْرَجِ لِمَ لَا تَتَوَاضَعُ

(۲) اے تو قریب عہد میں ہی باہر آیا تھا تو کیوں تواضع نہیں کرتا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

اَیُّهَا الْمَشَائِخُ الَّذِیْ یُرَامُ نَحْنُ مِنْ طِیْنَةٍ عَلَیْکَ السَّلَامُ

(۱) اے موت کو نہ چاہنے والے متکبر تجھ پر سلامتی ہو ہم مٹی سے ہیں۔

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ مَتَاعٌ وَمَعَ الْمَوْتِ تَسْتَوِی الْاَقْدَامُ

(۲) یہ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے، موت کے ساتھ ہی پاؤں برابر ہو جائیں گے۔

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے:

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰى (القیامۃ:۳۳)

''پھر وہ اپنے گھر والوں کی طرف لمبا ہوتا گیا''۔

جناب مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف گیا۔ (واللہ اعلم)

☆☆☆

باب۔۴۳

زندگی کے متعلق غور وفکر

قرآن حکیم میں رب العزت نے بہت سی جگہوں پر انسان کو غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ۔ (آل عمران:۱۹۰)

بے شک آسمان وزمین کی پیدائش اور دن رات کے بدلنے میں نشانیاں ہیں یعنی مقصد یہ ہے کہ دن رات کی باری باری آنے جانے میں نشانات ہیں ایک جاتا ہے تو دوسرا آتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً ۔ (الفرقان:۶۲)

اور وہی ہے جس نے رات بنائی اور پیچھے پیچھے دن۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دن رات کے اختلاف سے روشنی اور اندھیرا اور کمی اور زیادتی مراد ہے جو کہ پہلی آیت میں بیان کی گئی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِهٖ
اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ تَطْرُقْنَ اَسْحَارًا

اے رات کے آغاز میں خوش خوش سونے والے گاہے بگاہے صبح دم حوادث سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔

لَاتَفْرَحَنَّ بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُهٗ
فَرُبَّ آخِرِ لَیْلٍ اَجَّجَ النَّارًا

اس رات پر خوش نہ ہو جو میں اچھی ہے بعض اوقات رات کے آخری پہر آگ کے شعلوں کو بھڑکا دیتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اِنَّ لَـلَيَـالِـىْ لِلاَنَـامِ مَـنَـاهِـلٌ

قَـطْوىٰ وَتُـنْشَـرُ دُوْنَهَـا الْاَعْمَـارُ

لوگوں کے لیے یہ راتیں منزل ہیں، عمریں ان میں لپٹی اور پھیلائی جاری رہی ہیں۔

فَـقِـصَـارُهُـنَّ مَـعَ الْهُـمُـوْمِ طَوِيْلَةٌ

وَطِـوَالُهُـنَّ مَـعَ السُّـرُوْرِ قِـصَـارٌ

غم کی بدولت یہ چھوٹی رات بھی لمبی ہے۔ خوشی ہو تو یہ لمبی رات بھی چھوٹی ہے۔

غور و فکر کرنے والوں کی تعریف:

پروردگار عالم نے غور و فکر کرنے والوں کی تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّـذِيْـنَ يَـذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ (آل عمران:۱۹۱)

جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

ذات باری تعالیٰ میں غور و فکر نہ کرو:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ پروردگار عالم کی ذات وصفات کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے تو حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے احوال پر غور و فکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور نہ کرو اس لیے کہ تم اس کی بے مثال حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسی جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو غور و فکر میں مگن تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے دریافت فرمایا، کیا وجہ ہے کہ تم بات نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے متعلق غور وفکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا! لیکن تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو، پھر آپ نے فرمایا مغرب میں ایک سفید براق نورانی زمین ہے، سورج کا وہاں تک چالیس یوم کا سفر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی ہے، وہ جب سے پیدا ہوئے ہیں انہوں نے ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں شیطان کا گزر نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا انہیں شیطان کی پیدائش کا علم ہی نہیں، پوچھا گیا وہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ تو آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق بھی نہیں جانتے۔

محبت میں اضافہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے اور ہمارے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے پوچھا عبید! تم ہماری ملاقات کو کیوں نہیں آتے؟ عبید نے کہا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے دیر سے حاضر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا. تاخیر سے ملاقات کرو، محبت میں اضافہ ہوگا۔

عجب ترین بات:

ابن عمیر نے کہا آپ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دیکھی ہوئی عجیب باتوں سے کوئی عجیب بات بتلائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں اور فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات عجیب تھی۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو میرے ہاں تشریف لائے اور میرے ساتھ آرام فرمائے ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ چنانچہ آپ ایک مشکیزہ کی طرف گئے، وضو فرمایا اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔ نماز شروع کرتے ہی آپ نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر سجدہ کیا یہاں تک کہ روتے روتے زمین تر ہو گئی سلام کے بعد آپ پہلو کے

بل لیٹ گئے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذادے دی اور آپ کو نماز کے لیے بلایا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں روتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی خطائیں معاف فرمائیں۔آپ نے فرمایا افسوس! بلال تم مجھے رونے سے روکتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آج کی رات مجھ پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ.

بے شک زمین وآسمان کی تخلیق اور رات دن کے اختلاف میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا اس شخص پر افسوس ہے جس نے یہ آیت پڑھی لیکن اس پر غور وفکر نہ کیا۔

غور وفکر کرنا:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت میں غور وفکر کن معنوں میں استعمال ہوا ہے،انہوں نے فرمایا کہ ان کو پڑھنا اور پھر سمجھنا۔

جناب محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بصرہ کا ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت ام ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے ان سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا: ان کا سارا دن گھر کے ایک کونے میں غور وفکر میں گزرتا تھا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ: فرمایا کہ ایک لمحہ کا غور وفکر شب بھر کے قیام سے بہتر ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فکر آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ دیر تک غور وفکر کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: غور وفکر کرنا عقل کا مغز ہے۔

جناب سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ بطور تمثیل اس شعر کو پیش کیا کرتے تھے۔

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَهُ فِكْرَةٌ

فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ عِبْرَةٌ

جب انسان کو فکر دامن گیر ہو تو اسے ہر چیز میں عبرت نظر آتی ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اے روح اللہ! آپ جیسا روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا کلام کرنا ذکر الٰہی ہو اور جس کی خاموشی غور و فکر ہو اور جس کی نگاہ۔ نگاہ عبرت ہو وہ مجھ جیسا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: جس کی گفتگو میں حکمت نہ ہو وہ کلام لغو ہے۔ جس کی خاموشی فکر سے خالی ہو وہ خاموشی نہیں بلکہ ایک بھول ہے جس کی نگاہ نگاہِ عبرت نہ وہ بیہودہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ. (الاعراف:۱۴۶)

البتہ میں اپنی نشانیوں سے زمین پر ناحق تکبر کرنے والوں کو پھیر دوں گا۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کے دلوں کو غور و فکر سے خالی کر دوں گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ اپنی آنکھوں کو عبادت کا حصہ دو۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا عبادت میں کیسے حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا اور اس میں غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات سے نصیحت حاصل کرنا۔

ایک عورت جو کہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک جنگل میں رہتی تھی اس نے کہا اگر نیکوں کے دل غور و فکر کے باعث غیب کے پردوں میں چھپے ہوئے ان انعامات کو دیکھ لیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کیا ہے تو ان کی دنیاوی زندگی ان پر بھاری ہو جائے اور دنیا ان کی نگاہوں

میں بالکل حقیر ہو جائے۔

حضرت لقمان خلوت میں بیٹھ کر کافی دیر تک غور وفکر میں محو رہتے، ان کا خادم وہاں سے گزرتا اور کہتا کہ آپ ہمیشہ اکیلے بیٹھے رہتے ہیں، اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھا کریں تو آپ ان سے الفت حاصل کریں، آپ جواب میں فرماتے کہ طویل تنہائی دائمی غور وفکر عطا کرتی ہے اور طویل غور وفکر جنت کی راہ ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جس کا غور وفکر بڑھ جاتا ہے اسے علم عطا ہوتا ہے۔ جسے علم عطا ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنا سب سے افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز سہل بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہاں کھوئے ہو۔ آپ نے جواب دیا: پُل صراط کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

جناب بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں تدبّر کریں تو کبھی گناہ نہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے وہ دو رکعتیں جو قلب کی حضوری سے ادا کی جائیں وہ ساری رات کی بے حضوری کی عبادت سے بہتر ہیں۔

جناب ابو شریح رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے کہ اچانک چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا آپ سے جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: گزشتہ عمر کی کم نیکیوں اور موت کے جلد آنے کے متعلق غور کر کے رو رہا ہوں۔

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: کہ آنکھوں کو رونے کا اور دلوں کو غور وفکر کا عادی بناؤ۔ دنیا کے بارے میں غور وفکر آخرت کے لیے ایک پردہ ہے اور نیکوں کے لیے عذاب ہے لیکن آخرت کے لیے غور وفکر کرنے میں حکمت ملتی ہے اور دل زندہ ہوتا ہے۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: عبرت سے علم بڑھتا ہے۔ ذکر سے محبت بڑھتی

ہے اور غور و فکر سے اللہ کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بھلائی میں غور کرنا اس پر عمل کرنے کی رغبت دلاتا ہے اور برائی پر شرمندہ ہونا، اسے چھوڑنے کی رغبت دلاتا ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا: میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا، بلکہ میں اس کی فکر و خواہش کو دیکھتا ہوں۔ اگر اس کا فکر اور خواہش میرے لیے ہو تو اس کی خاموشی کو فکر بنادیتا ہوں۔ اس کی بات کو حمد بنادیتا ہوں، چاہے وہ بات نہ کرے۔ اور چپ بیٹھا ہوا ہوا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ عقل مند ہمیشہ ذکر سے فکر کی طرف اور غور و فکر سے ذکر الٰہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل کام کرتے ہیں اور علم و حکمت کی گفتگو کرتے ہیں۔

حضرت اسحٰق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک چاندنی رات کو چھت پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کے عجائبات زمین و آسمان میں غور و فکر کررہے تھے اور وہ آسمان کی طرف دیکھ کر رو رہے تھے یہاں تک کہ بے خودی کی حالت میں ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے، مکان کا مالک اپنے بستر سے ننگی تلوار لے کر جھپٹا، وہ سمجھا شاید کوئی چور آ گیا ہے مگر جب اس نے آپ کو دیکھا تو تلوار نیام میں ڈال کر دریافت کیا، آپ کو کسی نے چھت سے گرایا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ بہترین اور عمدہ مجلس، مجلسِ غور و فکر ہے جو توحید کے میدان میں انجام دی جائے اور محبت کے سمندر سے محبت کے جام پینا بہترین شراب اور معرفت کی معطر ہواؤں سے لطف اندوز ہونا سب ہواؤں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اچھے اجر کی توقع رکھنا عمدگی میں بے مثال ہے، پھر فرمایا وہ دل کس قدر اچھا ہے جو ان مجالس کا شناسا ہے اور اسے خوشخبری ہو جو محبت کے ان لذیذ ترین جاموں سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خاموشی کے ذریعے کلام پر اور علم حاصل کرنے کے لیے غور و فکر کرنے سے مدد مانگو، پھر ارشاد فرمایا کہ کاموں کے متعلق خوب اچھی طرح غور و فکر کر لینا دھوکے سے محفوظ رکھتا ہے اور بہترین مشورہ شرمساری اور حد سے زیادہ

بڑھ جانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ کاموں میں سوچ و بچار کرنے اور غور و فکر کرنے سے بیداری پیدا ہوتی ہے۔ عقلمندوں کے مشورے اور غور و فکر نفس کی مضبوطی اور بصیرت میں مضبوطی کا باعث ہیں اس لیے ارادہ کرنے سے قبل سوچ بچار، کام کرنے سے قبل غور و فکر کرو اور وقت سے پہلے مشورہ کرو۔

پھر مزید ارشاد فرمایا، خصائل چار ہیں

پہلی حکمت جس کا انحصار غور و فکر پر ہو، دوسری پاکبازی جس کا انحصار اپنے آپ کو شہوت سے بچانا ہے، تیسری قوت جس کا انحصار غصہ پر ہے چوتھی عدل جس کا انحصار قوائے نفسانی کے اعتدال پر ہے۔



باب ۔۴۴

موت کی شِدت

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت اور اس کی سختی وشدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی تکلیف تلوار کی تین سو ضربات کے وار جتنی ہوتی ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موت کی سختی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سہل ترین موت (کی تکلیف) یہ ہے کہ اُون میں کانٹے دار جھاڑی ہو اور جب اسے کھینچا جائے گا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ اُون بھی ضرور کھنچ کر آجائے گی۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بیمار کے پاس تشریف لے گئے (وہ بیمار نزع کے عالم میں تھا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ اس کی یہ حالت کس وجہ سے ہے اور اسے کس لیے پسینہ آرہا ہے، یہ موت کی سختی تکلیف کے باعث ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیا کرتے اور فرماتے اگر تم جہاد نہ کرو گے تو پھر بھی مرنا تو ضروری ہے۔ اللہ کی قسم! تلواروں کے ایک ہزار وار مجھے بستر پر مرنے سے زیادہ آسان دکھائی دیتے ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ مُردہ قبر سے اُٹھنے کے وقت تک موت کی تکلیف کو محسوس کرتا رہے گا۔

موت کی تکلیف کا حال:

حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے موت مومن پر دنیا اور آخرت سے زیادہ خوفناک ہے یہ اس سے بھی شدید ہے کہ اسے آرے سے چیرا جائے، قینچی سے کاٹا جائے یا

دیگوں میں پکایا جائے۔ اگر کسی مردے کو زندہ کر کے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے وہ موت کی تلخی کے بارے میں بتائے تو لوگوں کی نیند حرام ہو جائے اور زندگی کا کوئی مزہ نہ رہے۔

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کسی وجہ سے بلند مقام حاصل کرنے سے محروم رہا تو اسے موت کے دکھ سے اس مقام تک پہنچا دیا جاتا ہے اگر کوئی کافر دنیا میں اچھے اعمال کرتا ہے تو ان اعمال کی وجہ سے اسے موت کی تلخی میں کمی کر دی جاتی ہے تا کہ اعمال کی جزا دنیا میں حاصل کر لے اور پھر جہنم چلا جائے۔

ایک صاحب اکثر مریضوں سے موت کی سختی کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے جب ان کا وقت نزع قریب ہوا تو ان سے موت کی تکلیف کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ایسا محسوس ہوتا ہے میری روح سوئی کے ناکے سے گزر رہی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اچانک موت مومن کے لیے باعثِ راحت ہے اور کافر کے لیے افسوس ہے۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر مردے کا ایک بال زمین و آسمان کے مکینوں پر رکھ دیا جائے تو وہ تمام مر جائیں۔ کیونکہ موت بال پر بھی طاری ہوتی ہے اور موت جس پر طاری ہو وہ فنا ہو جاتا ہے۔

روایت ہے کہ موت کی تکلیف کا اگر ایک قطرہ پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سارے پہاڑ پگھل جائیں۔

موت کی تلخی اور آسانی:

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا، اے میرے خلیل! تم نے موت کو کیسے پایا؟ انہوں نے کہا، جس طرح گیلی اُون میں سیخ ڈال کر کھینچ لی جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے موت کو تمہارے لیے بہت آسان کر دیا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی جیسے چڑیا جال میں پھنس جاتی ہے اور وہ مرتی نہیں بلکہ آسائش طلب کرتی ہے اور نہ رہائی پاتی

ہے کہ اڑ جائے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ایسی تکلیف محسوس کی جیسے زندہ بکری کی قصاب کھال اتارتا ہے۔

روایت ہے کہ بوقت وصال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پانی کا پیالہ رکھا تھا، آپ اس میں دست اطہر ڈبو کر پیشانی پر ملتے اور فرماتے اے اللہ! مجھ پر موت کی شدت کو آسان فرما اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی رو رہی تھیں، ہائے میرے ابا کی تکلیف! اور آپ فرما رہے تھے کہ تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں موت کی تلخی کے بارے میں بتاؤ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! موت ایک ایسی کانٹے دار ٹہنی کی مانند ہے جو انسان کے جسم میں داخل ہوگئی ہو اور اس کے ہر ہر کانٹے نے ہر رگ میں جگہ پکڑ لی ہو پھر اسے ایک شخص انتہائی سختی سے کھینچے، جو کچھ باہر آ جائے اور باقی جسم میں موجود رہ جائے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بندہ موت کی تلخیوں کو مرض سمجھ کر ان کا علاج کرتا ہے لیکن اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھ پر سلام ہو، اب ہم قیامت تک کے لیے ایک دوسرے سے الگ ہو رہے ہیں۔ یہ تمام احوال ان برگزیدہ ہستیوں کے تھے جو اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب ہیں، ہم گناہ گار ہیں، ہماری کیا حالت ہوگی؟ ہمارے لیے تو موت کی تلخیوں کے علاوہ بھی کئی مصیبتیں ہوں گی۔

موت کی تین سختیاں:

موت کے مصائب تین ہیں۔ ایک تو نزع کے وقت کی تکلیف ہے جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔ دوسرا ملک الموت کی شکل کو دیکھنا کہ جسے دیکھ کر دل پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بہت زیادہ ہمت و حوصلے والا شخص بھی ملک الموت کی شکل دیکھ لے جو وہ گناہوں میں مبتلا شخص کی موت کے وقت دکھاتے ہیں تو وہ اس کو برداشت نہ کر سکے۔

ملک الموت کی شکل:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ کیا تم

مجھے اپنی وہ شکل دکھا سکتے ہو جس میں تم گنہگاروں کی ارواح کو قبض کرنے کے لیے جاتے ہو؟ ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لا سکیں گے، آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ لوں گا۔ چنانچہ ملک الموت نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے اپنی توجہ دوسری جانب کرلیں۔

چنانچہ جب آپ نے کچھ دیر کے بعد دیکھا تو ایک کالا سیاہ شخص جس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے، بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے، سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا، سامنے نظر آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ ہیبت دیکھ کر بے ہوش ہو گئے، جب آپ کو ہوش آیا تو دیکھا کہ ملک الموت پہلے والی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر فاسق وفاجر کے لیے موت کی اور کوئی تکلیف نہ بھی ہو تو پھر بھی تمہاری شکل دیکھنا ہی اس کے لیے عذاب عظیم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام انتہائی غیور تھے جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو دروازے بند کر کے جاتے۔ ایک روز آپ گھر کے دروازے بند کر کے باہر تشریف لے گئے۔ آپ کی زوجہ مطہرہ نے دیکھا کہ ایک شخص صحن میں کھڑا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا، پتہ نہیں اس کو کس نے گھر میں داخل ہونے دیا ہے اگر داؤد علیہ السلام آگئے تو ان کو ضرور دکھ ہوگا۔ اسی اثناء میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور اس کو کھڑے ہوئے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی خوف نہیں کھاتا اور نہ ہی میری راہ میں کوئی رکاوٹ آتی ہے، حضرت داؤد علیہ السلام یہ سُن کر خاموش کھڑے رہ گئے اور فرمایا، یقیناً تم ملک الموت ہی ہو۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک انسانی کھوپڑی کے پاس سے گزرے اور پاؤں کی ٹھوکر سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس کھوپڑی نے کہا اے روح اللہ! میں فلاں زمانے کا بادشاہ ہوں میں تخت پر بیٹھا تھا میرے سر پر تاج شاہی تھا میرے اردگرد لشکر تھا جن پر میرا حکم چلتا تھا۔ جب ملک الموت آیا تو میرا جسم کا عضو علیحدہ ہو گیا پھر جان رخصت ہوگئی اور دہشت چھا گئی یہ وہ حادثہ ہے جو ہر ایک کو پیش آئے گا انبیاء کرام نے بھی نزع کی سختی کو بیان فرمایا ہے۔ اگر ملک الموت کی صورت کوئی خواب میں بھی دیکھ لے تو باقی زندگی گزارنا مشکل ہو جائے۔ اور اسکا کیا حال ہوگا کہ جو موت کی شدت کے وقت اس قدر خوفناک شکل دیکھے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ملک الموت کو خوبصورت شکل میں دیکھتے ہیں۔ حضرت عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت غیرت مند تھے آپ کا ایک عبادت خانہ، جس وقت اس سے آپ باہر تشریف لے جاتے تو اس کا دروازہ بند کر دیتے۔ ایک روز تشریف فرما ہوئے تو ایک آدمی کو کھڑے دیکھ کر فرمایا: تم کو کس نے اجازت دی اس نے کہا جو اس گھر کا آپ سے زیادہ مالک ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو فرشتوں میں سے ہے اس نے کہا ہاں میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا تم مجھے وہ شکل دکھا سکتے ہو جس صورت میں تم مومنوں کی روح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا! آپ ذرا دوسری طرف نگاہ فرمائیں، آپ نے چند لمحے دوسری طرف نگاہ کرنے کے بعد دوبارہ اس کی طرف دیکھا تو آپ کو انتہائی خوبصورت جوان نظر آیا جس کے چہرے پر نور برس رہا تھا، لباس انتہائی پاکیزہ پہنے اور اس سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا اے عزرائیل! اگر مومن کو موت کے وقت اور کوئی انعام نہ ملے، صرف تمہاری شکل ہی دیکھنے کو مل جائے تو یہی بہت ہے اور بہت بڑا انعام ہے۔

محافظ فرشتوں کا دیکھنا:

ایک مصیبت، موت کے وقت کی محافظ فرشتوں کو دیکھنا ہے۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ جب بھی کوئی شخص مرتا ہے تو وہ مرنے سے قبل نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو دیکھتا ہے، اگر وہ شخص نیک ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر دے، تو نے ہمیں بہت سی بہترین مجالس میں بٹھلایا اور بہت ہی نیک کام لکھنے کو دیئے،

اور اگر مرنے والا گنہگار ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر نہ دے، تو نے بہت ہی بری مجالس میں ہمیں بٹھلایا اور گناہوں اور نازیبا گفتگو سننے پر مجبور کیا، اللہ تجھے بہتر جزاء نہ دے۔ اس وقت انسان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں اور وہ کسی چیز کو نہیں دیکھ پاتا سوائے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے۔

تیسری مصیبت گنہگاروں کا دوزخ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھنا اور وہاں جانے سے

پہلے ہی بے حد خوفزدہ ہو جاتا ہے، اس وقت وہ عالم نزع میں ہوتا ہے اس کے جسمانی اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اس کی روح نکلنے کو تیار ہوتی ہے۔ لیکن وہ ملک الموت کی آواز (سنے) بغیر نہیں نکل سکتی۔ (وہ آواز) یا تو یہ کہ اے اللہ کے دشمن! تمہیں دوزخ کی بشارت ہو، یا پھر یہ کہ اے اللہ کے ولی! تجھے جنت کی بشارت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عقل و دانش موت کے وقت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص دنیا سے اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک کہ وہ جنت یا دوزخ میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔



باب ۔۴۵

احوالِ قبر و سوالاتِ قبر

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مردہ کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے، اے انسان! تجھ پر افسوس ہے، کس چیز نے تجھے میرے بارے میں دھوکہ میں مبتلا رکھا تھا؟ کیا تو جانتا نہیں تھا کہ امتحانوں، اندھیروں، تنہائی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں تُو جب مجھ پر آگے اور پیچھے سے اپنے قدم رکھ کر چلا کرتا تھا تو تجھے کون ساغرور اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہوتا تھا اگر تو مُردہ نیک ہوتا ہے تو اس کی جانب سے قبر کو جواب دینے والا کوئی جواب دیتا ہے کہ کیا تجھے علم نہیں کہ یہ شخص نیکی کرنے کی تلقین کرتا تھا اور برائیوں سے منع کرتا تھا۔ قبر کی طرف سے آواز آتی ہے اگر یہ بات ہے تو پھر میں اس کے لیے سبزے کی مانند ہو جاؤں گی اس کا بدن نورانی بن جائے گا اور اس کی رُوح پروردگار عالم کی رحمت کے قرب میں جائے گی۔

قبر کی پکار:

حضرت عبید بن عمیر اللیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی قبر اسے پکارتی ہے کہ میں تنہائی اور تاریکی کا مسکن ہوں اگر تم نے اپنی زندگی میں اعمال صالحہ کیے ہیں تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اور اگر نافرمانی کرتا رہا ہے تو پھر میں تیرے لیے آج سزا بن جاؤں گی میں وہ ہوں کہ جو مجھ میں حق (تعالیٰ) کا تابع بن کر آتا ہے وہ خوش ہو کر باہر نکلتا ہے اور جو نافرمان آتا ہے وہ رسوا ہو کر باہر نکلتا ہے۔

مُردوں کی باتیں:

محمد بن صبیح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت ہے کہ جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسے عذاب ہوتا ہے تو اس کے قریبی مُردے کہتے ہیں اے اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کے بعد دنیا میں رہنے والے! تُو نے ہمارے مرنے کے بعد کوئی نصیحت حاصل نہ کی اور

تیرے سامنے ہمارے مردہ حالت میں قبروں میں چلے جانا غوروفکر کی بات نہ تھی؟ تُو نے ہمارے مرجانے سے ہمارے اعمال کا خاتمہ ہوتے دیکھا؟ مگر تُو زندہ تھا اور تجھے عمل کرنے کی مہلت ملی ہوئی تھی لیکن اس مہلت سے تُو نے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا اور اچھے اعمال نہ کیے۔ پھر قبر اس سے کہتی ہے، اے دنیا کی آرائش پر اترانے والے! تُو نے اپنے ان عزیز و اقارب سے کیوں نہ عبرت حاصل کی جو دنیا کی نعمتوں پر فخر کرتے تھے لیکن وہ تیرے سامنے میری آغوش میں فنا ہو گئے ان کی موت نے ان کو قبروں میں داخل کر دیا اور ان کو تُو نے کندھوں پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف آتے ہوئے دیکھا کہ جس سے کوئی بھی فرار حاصل نہیں کر سکتا۔

اعمال کی قوت گویائی:

حضرت یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب مُردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال جمع ہو جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ انہیں بولنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور وہ کہتے ہیں اے قبر کے تنہا انسان! تیرے تمام دوست اور عزیز تجھ سے الگ ہو گئے ہیں، آج ہمارے سوا تیرا اور کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نیک شخص کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ نماز، روزہ، حج، جہاد اور صدقہ وغیرہ اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں، جب عذاب کے فرشتے اس کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے اس سے دور رہو، تمہارا یہاں کوئی کام نہیں، یہ ان پاؤں پر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی طویل عبادت کرتا تھا۔ پھر وہ فرشتے سر کی طرف سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے تمہارے لیے اس طرف کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس نے بہت روزے رکھے اور بہت بھوک پیاس برداشت کی، فرشتے اس کے جسم کے دیگر اعضاء کی طرف سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں کہ ہٹ جاؤ، اس نے اپنے جسم کو تکلیف میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے حج اور جہاد کیا تھا اس لیے تمہارے لیے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ پھر وہ ہاتھوں کی جانب سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے، میرے دوست سے ہٹ جاؤ، ان ہاتھوں سے کتنے صدقات نکلے ہیں جو صرف رضائے الٰہی کے لیے دیئے گئے اور ان ہاتھوں سے نکل کر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت کے درجے پر فائز ہوئے اس لیے یہاں تمہارا کوئی کام نہیں ہے۔ پھر اس مردے کو کہا جاتا ہے کہ تیری زندگی

اور موت دونوں بہترین ہیں اور رحمت کے فرشتے اس کی قبر میں جنت کا فرش بچھاتے ہیں، اس کے لیے جنتی لباس لاتے ہیں، حد نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے اور جنت کی ایک قندیل اس کی قبر میں روشن کر دی جاتی ہے جس سے وہ قیامت کے دن تک روشنی حاصل کرتا رہے گا۔

قدموں کی آہٹ سُننا:

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ نے ایک جنازہ کے جلوس میں فرمایا مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مردے کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چلنے والوں کے قدموں کی آہٹ کو سن رہا ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے اے انسان! تجھ پر افسوس! کیا تجھے میری تنگی، میری بدبو، میری ہیبت اور کیڑوں سے ڈرایا نہیں گیا تھا، تو میرے لیے کیا تیاری کر کے لایا ہے۔

مومن کی موت پر فرشتوں کا آنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ایک انصاری نوجوان کے جنازہ میں گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی قبر کے پاس سر جُھکا کر تشریف فرما ہوئے اور پھر تین مرتبہ یہ دُعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ! میں تجھ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

یہ کہہ کر فرمایا: مومن کی موت کے قریب اللہ تعالیٰ روشن چہروں والے فرشتے بھیج دیتا ہے اور وہ اس کے پاس خوشبوئیں اور کفن لاتے ہیں اور تا حد نظر بیٹھ جاتے ہیں جب اس کی روح قبض ہوتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان کے فرشتے اس کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرتے ہیں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے یہ مجھ سے گزرے جب روح آسمان پر پہنچتی ہے اللہ کے حضور استدعا کی جاتی ہے کہ فلاں بن فلاں حاضر ہے اس پر اس کے لیے حکم ہوتا ہے اسے وہ انعامات دکھاؤ جو اس کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ میں نے وعدہ کیا تھا مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسے میں دفن کروں گا۔

قبر میں سوال و جواب:

مُردہ جب قبر میں لوگوں کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے کہ وہ اسے دفن کر کے لوٹ رہے ہوتے ہیں تب اس سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کونسا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ شدید سرزنش کے بعد آخری آزمائش ہے جو مُردے پر نازل ہوتی ہے اس کے بعد ندا دینے والا کہتا ہے: تو نے سچ کہا یہی اللہ کا فرمان ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ. (ابراہیم: ۲۷)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے پختہ عہد کی بدولت ثابت قدم رکھتا ہے۔

پھر ایک انتہائی خوبصورت شخص آتا ہے جو دیدہ زیب معطر لباس زیب تن کیے ہوتا ہے۔ وہ نعمتوں کی امین جنت کی خوشخبری اسے دیتا ہے۔ مومن اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ اسے جواب ملتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں تو نیکی کرتا تھا اور برائی سے بچتا تھا اس لیے اللہ نے تجھے یہ جزا دی۔ پھر آواز آتی ہے جنت میں اس کے لیے فرش بچھا دو اس کے لیے دروازہ کھول دو۔ پھر اس کی تعمیل ہوتی ہے وہ دعا مانگتا ہے اے اللہ! جلد قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل و عیال سے ملاقات کروں۔

کافر کا آخری وقت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کافر کا آخری وقت قریب ہوتا ہے تو اس کی روح رخصت ہونا چاہتی ہے تو سخت بے رحم دوزخ کے فرشتے جہنم کا لباس پہنے آ کر اسے خوفزدہ کر دیتے ہیں پھر اس کی روح پرواز کرتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیانی فرشتے اس پر لعنت فرماتے ہیں آسمان کے دروازے اس پر بند ہوتے ہیں ہر دروازہ کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ ادھر سے نہ گزرے۔ اسے نیچے پھینک کر اللہ کے حضور عرض کیا جاتا ہے۔

''اے اللہ! تیرا فلاں بن فلاں بندہ آیا اسے آسمان اور زمین نے قبول نہ کیا''۔

اللہ فرماتا ہے: اسے واپس لوٹا دو اسے وہ عذاب دکھاؤ جو اس کے لیے عذاب قبر بنایا ہے کیونکہ انسان کے لیے میرا وعدہ ہے جس مٹی سے تیرا خمیر اٹھایا گیا تجھے اسی میں لوٹا دوں گا۔

جب اسے دفن کر کر چلتے ہیں تو وہ جانے والوں کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے فرشتے اس سے کہتے ہیں: تیرا رب کون؟ تیرا نبی کون اور تیرا دین کون سا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر اس کے پاس نہایت غلیظ اور بدبودار کپڑوں والا نہایت بدصورت آ کر کہتا ہے:

''تمہارا دائمی عذاب مقدر بنا دیا گیا ہے، اسے قبول کر!''

وہ کافر کہتا ہے اللہ تجھے بُری خبر سنائے تو کون؟ وہ کہتا ہے تیرے بُرے اعمال تو برائیوں کو پسند اور نیکیوں سے اجتناب کرتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بُرا بدلہ دیا۔ اللہ تجھے بھی بُرا بدلہ دے۔ پھر اس گنہگار کے لیے اندھا فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو لوہے کا ہتھوڑا لیے ہوتا ہے اگر اسے جن اور انسان مل بھی جائیں اٹھا نہیں سکتے اگر پہاڑ پر مارا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر اسے زندہ کیا جاتا ہے اس کی چیخ و پکار جن و انس کے سوا مخلوق سنتی ہے۔ پھر ندا ہوتی ہے اس کے لیے جہنم کی دو تختیاں بچھائی جاتی ہیں اور ایک دروازہ اس کے لیے کھول دیا جاتا ہے۔

جناب محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر مرنے والے پر موت کے وقت اس کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، وہ نیکیوں کی طرف نگاہ باندھے دیکھتا ہے اور گناہوں کے دیکھنے سے آنکھیں چراتا ہے۔

مومن کا آخری وقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مومن پر جب موت کا وقت نزدیک آتا ہے تو فرشتے ریشم کے ایک کپڑے میں مشک اور ریحان کی ٹہنیاں لاتے ہیں، ان جنتی چیزوں کو دیکھ کر مومن کی روح ایسی آسانی سے نکلتی ہے جیسے آٹے سے بال نکلتا ہے اور کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ ہو کر لوٹ جا۔''

اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ راحتوں اور عزت کی طرف جا، اور جب روح نکل آتی ہے تو اسے اس مشک اور ریحان میں رکھ کر اوپر سے ریشم لپیٹ کر جنت کی طرف لیجایا جاتا ہے۔

کافر کی روح کا حال:

جب کافر پر موت کا وقت نزدیک آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ پر دوزخ کی چنگاریاں

رکھ کر آتے ہیں جس کے سبب اس کی روح زبردست عذاب سے کھینچی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے اے نفسِ خبیث مصیبت زدہ اور مقہور ہو کر اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ذلت و رسوائی کی طرف نکل جا، جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے انگاروں پر رکھا جاتا ہے جس سے وہ ابلنے لگتی ہے اور اس پر ٹاٹ لپیٹ کر پھر دوزخ کی طرف لیجایا جاتا ہے۔

جناب محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

حَتّٰی اِذَاجَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ. (المومنون:۹۹-۱۰۰)

حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی ایک پر موت آئے تو وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا تاکہ میں نیک عمل کروں جو میں نے چھوڑا۔''

پڑھ کر کہا، یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اور تجھے کس چیز کی تمنا ہے؟ کیا تو اس لیے جانا چاہتا ہے تاکہ مال جمع کرے؟ درخت لگائے، عمارتیں بنائے اور نہریں کھدوائے؟ وہ کہے گا نہیں بلکہ اس لیے کہ میں ترک کیے ہوئے اچھے عمل کرلوں گا۔ اللہ فرماتا ہے۔

كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا.

''تحقیق یہ بات ہے جسے وہ کہنے والا ہے''۔

یعنی موت کے وقت ہر کافر یہ بات ضرور کہتا ہے

مومن کی قبر کا حال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن کی قبر ایک سبز باغ ہوتا ہے، اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور وہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔

کافر پر اژدھے کا عذاب:

پھر ارشاد فرمایا کہ یہ آیت کریمہ

فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا. بے شک اس کے لیے زندگی تنگ ہوتی ہے۔

جانتے ہو کس کے متعلق نازل ہوئی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کافر کے عذاب کے بارے میں ہے، اس کی قبر میں اس پر ننانوے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں، ہر سانپ کے ساتھ سر ہوتے ہیں جو اس کے وجود کو نوچتے، اسے کھاتے اور حشر کے دن تک اس پر گرم گرم پھونکیں مارتے رہتے ہیں۔

اور یہ بات بھی جان لیں کہ اس مخصوص عدد پر حیرت نہ کریں کیونکہ ان سانپوں کی تعداد ان برائیوں کی تعداد کے برابر ہے جیسے تکبر، دکھاوا، حسد، کینہ اور کسی کے لیے دل میں بغض رکھنا وغیرہ اگرچہ ان برائیوں کے اصول معین ہے لیکن ان کی شاخیں اور پھر ان شاخوں کی شاخیں بہت زیادہ ہیں جو تمام کی تمام ہلاکت میں ڈالتی ہیں اور قبر میں یہی بری خصلتیں سانپوں کی شکل میں تبدیل ہو کر آئیں گی، جو برائی اس کافر کے جسم میں زیادہ راسخ ہوگی وہ اژدہا کی طرح ڈسے گی، جو تھوڑی کم ہوگی وہ بچھو کی طرح ڈنگ مارے گی اور جو درمیانی ہوگی وہ سانپ کی صورت میں آئے گی۔

اہلِ معرفت اور اہل بصیرت اصحاب اپنے نورِ بصیرت سے ان مہلکات اور ان کی اصل کو جانتے ہیں لیکن ان کی تعداد کے بارے میں علم ہونا صرف نورِ نبوت سے ممکن ہے۔ اس جیسی احادیث کے ظاہری معنی بھی ہیں اور پوشیدہ معنی بھی ہیں جو کہ اہل معرفت خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لیے اگر کسی ظاہر بین پر ان کے حقائق عیاں نہ ہوں تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے بلکہ تصدیق اور تسلیم کرنا چاہیے اس لیے کہ ایمان کی سب سے کمتر نشانی یہی ہے۔



باب_۴۶

علم الیقین اور عین الیقین

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝

''کیا ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جانتے''۔

یعنی یہ کہ اگر قیامت کے احوال واقعات کو تم یقینی طور پر جانتے۔ لیکن تمہیں تو کثرتِ مال کی تمنا اور ایک دوسرے پر فخر نے اس بات سے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ اگر تم اس بات کو سمجھ جاتے کہ تم وہی کام کرتے ہو جو تمہارے لیے نفع بخش ہوتے ہیں اور ان کاموں سے پرہیز کرتے ہو جو تمہارے لیے نقصان کا باعث ہیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا گیا کہ اگر تم حقیقی اعتبار سے علم یقین حاصل کر لیتے، جس طرح کہ انبیاء کرام علیہ السلام نے تمہیں بتلایا کہ مال و دولت اور اپنے حسب ونسب کا فخر قیامت کے دن تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ تم جو مال کی کثرت پر نازاں ہوتے ہو اس کے باعث تمہیں ضرور جہنم کی آگ کو دیکھنا پڑے گا۔ اللہ رب العزت نے قسم کھائی کہ تم ضرور اپنی ان آنکھوں سے اپنے سامنے دوزخ کو دیکھو گے۔

ارشاد ربانی ہے:

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ (سورۃ التکاثر)

''پھر تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے''۔

یعنی دوزخ کا اس طرح سے مشاہدہ کرو گے کہ جس کو عین الیقین کہتے ہیں اور جس کے بعد کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

علم الیقین اور عین الیقین کا فرق:

اگر یہ پوچھا جائے کہ علم الیقین اور عین الیقین میں کیا فرق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام کو اپنی نبوت کے بارے میں علم الیقین حاصل تھا جب کہ فرشتوں کو عین الیقین حاصل ہے جو اپنی آنکھوں سے جنت، جہنم، لوح وقلم اور عرش وکرسی کو دیکھتے ہیں اور یہی عین الیقین ہے۔ اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ علم الیقین زندہ افراد کے لیے موت اور قبریں ہیں لیکن ان کو یہ علم نہیں کہ مُردوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے اس لیے عین الیقین اہل قبور کو حاصل ہے کیونکہ ان کو علم ہے کہ وہ جنت کے ایک باغ یا پھر دوزخ کے ایک گڑھے میں ہیں۔

اس بات کو اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ علم الیقین قیامت کا علم اور قیامت اور اس کی ہولناکیوں کو دیکھ لینا عین الیقین ہے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جنت اور جہنم کا علم ہونا علم الیقین ہے اور ان کا مشاہدہ کرنا عین الیقین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''پھر تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے''۔

یعنی قیامت کے روز تم سے دنیاوی نعمتوں جیسے تندرستی، قوتِ سماعت، قوت بصارت، حصول رزق کے طریقہ اور اشیائے خورد ونوش کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم نے ان چیزوں کو حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا تھا؟ اس کی معرفت حاصل کی تھی یا انکار کر کے کفر کیا تھا۔

ابن ابی حاتم سے روایت ہے کہ حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تم کو اموال کی کثرت کے مقابلوں نے ہلاک کر دیا، تم عبادت سے غافل ہوئے۔ تم نے قبروں کو دیکھا۔ کیا تمہیں موت سے ہمکنار کر دیا گیا ہر گز نہیں البتہ تم جان لو گے جب تم قبروں سے نکل کر میدان حشر میں لائے جاؤ گے ہر گز نہیں۔ اگر تم علم یقین کے طور پر جان لیتے۔'' تم اس وقت کو جانتے جب تم اپنے اعمال سمیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جہنم دیکھ رہے ہو گے۔ (التکاثر: ۱تا۶)

یہ ایسے ہوگا کہ پُل صراط کو جہنم کے درمیان رکھا جائے گا بعض مسلمان نجات پانے

والے ہوں گے اور کچھ زخمی ہوں گے اور چند ایک جہنم میں گرائے جائیں گے'' پھر اس دن ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔ (التکاثر:۸)

یعنی کس قدر پیٹ بھر کر کھایا یا سرد مشروبات پیئے مکانات کے سائے میں آرام کیا مخلوق میں بہتر حالات میں رہے اور نیند کے مزے حاصل کیے۔

نعمتوں کے بارے میں سوال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ عافیت ہی نعمت ہے۔ یعنی تندرستی نعمت ہے آپ نے فرمایا جس نے گندم کی روٹی کھائی اور فرات کا ٹھنڈا پانی پیا اور رہنے کے لیے مکان ہے۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا!

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا میری امت کے لوگ گھی میں شہد ملا کر کھائیں گے ان سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

پانی نعمت رب جلیل ہے:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہمیں کون سی نعمت حاصل ہے ہم نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی نازل فرمائی۔ ان سے فرمایئے تم جوتے پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی پیتے ہو کیا یہ نعمتیں نہیں ہیں؟

ترمذی وغیرہ کی روایت ہے کہ جب سورۃ التکاثر کا نزول ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا ہمیں تو پانی اور کھجوروں کے علاوہ کوئی خوراک میسر نہیں ہے تلواریں ہر وقت ہماری گردنوں میں لٹکی رہتی ہیں اور دشمنوں سے جنگ میں مصروف رہنا پڑتا ہے پھر وہ کون سی نعمت ہے جس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں بہت جلد نعمتیں عطا ہوں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا، جن نعمتوں کے بارے میں انسان سے سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ یہ ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہیں تندرسی عطا نہیں کی تھی اور پینے کے لیے تمہیں ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟

مسلم وغیرہ کی حدیث پاک ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ اپنے بیتِ اطہر سے باہر تشریف لائے تو آپ کو اچانک حضرت ابو بکر صدیق عمر رضی اللہ عنہما مل گئے، آپ نے پوچھا اس وقت گھر سے باہر کس لیے آنا ہوا؟ عرض کی یارسول اللہ! بھوک نے ہمیں گھروں سے نکالا ہے۔ آپ نے فرمایا واللہ! میں بھی بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں ۔ کچھ دیر کے بعد آپ سب ایک انصاری کے گھر تشریف لائے لیکن وہ گھر پر موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ آپ نے انصاری کے بارے میں سوال دریافت فرمایا تو اس کی بیوی نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ ہمارے لیے ٹھنڈا پانی لینے گئے ہیں۔ اسی وقت وہ انصاری صحابی بھی واپس آگئے، انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہا الحمد اللہ! آج میں انتہائی باعزت مہمانوں کا شرفِ میزبانی حاصل کر رہا ہوں، پھر وہ گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لائے جس میں کچی پکی بہت سی کھجوریں تھیں اور عرض کی تناول فرمایئے اور چھری اٹھائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دودھ دینے والی کا خیال رکھنا، چنانچہ اس نے دوسری بکری ذبح کی اور آپ سب نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں پانی نوش فرمایا۔ جب کھانے پینے سے فراغت حاصل کر لی تو حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا اللہ کی قسم! ان نعمتوں کے بارے میں قیامت کے دن ہم سے ضرور سوال کیا جائے گا۔



باب۔۴۷

فضائل ذکر الٰہی

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے،

فَاذْكُرُوْنِی اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ۔۱۵۲)

''تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا''۔

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ جب میرا پروردگار مجھے یاد فرماتا ہے۔لوگ یہ بات سن کر کچھ پریشان ہوئے اور پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوجاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں اسے یاد کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُذْكُرُ اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:۴۱)

اللہ تعالیٰ کو بہت بہت یاد کرو۔

پھر فرمایا:

فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُو اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ. (البقرہ:۱۹۸)

پس جب تم عرفات سے پھرو، پس اللہ کو یاد کرو، مشعر حرام کے نزدیک اور اس کو دیا کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط (البقرہ:۲۰۰)

پس جب تم اپنے مناسک ادا کرلو، تو اللہ کو یاد کرو، جیسے تم اپنے بڑوں کو یاد کرتے تھے، یا زیادہ تر ذکر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران:۱۹۱)

وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَعَلٰی جُنُوْبِکُمْ. (النساء:۱۰۳)

پس جب تم نماز پڑھ لو تو اللہ کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ دن، رات، خشکی، تری، سفر و حضر، فقر و غنا، صحت و مرض اور ظاہر و باطن ہر حال میں ذکر الٰہی کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ منافقوں کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا. (النساء:۱۴۲)

وہ اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ. (الاعراف:۲۰۵)

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی سے اور پوشیدگی میں یاد کرو اور صبح و شام آواز سے یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ بنو۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ. (العنکبوت:۴۵)

اور بے شک ذکرِ اللہ بہت بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد فرمانا تمہارے ذکر سے بہت بڑی بات ہے، دوسرا یہ کہ ذکرِ اللہ ہر عبادت سے زیادہ افضل ہے۔ اس ضمن میں اور بھی بہت سی آیات مبارکہ ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں فضائل ذکر الٰہی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی مثال خشک گھاس میں سبز پودے کی مانند ہے۔

مزید فرمایا غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مثال بھگوڑوں کے درمیان: جہاد کرنے والے کے مانند ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

عذاب سے نجات دینے والا عمل:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جلد خلاصی دلانے والا ہو۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، لیکن یہ کہ تم اپنی تلوار سے جہاد کرو اور وہ ٹوٹ جائے۔

جنت کے باغوں کی سیر:

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص جنت کے باغات سے سیر ہونے کا خواہاں ہے وہ بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

افضل عمل:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تیرا انتقال ہو تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رات دن ذکر الٰہی کرنا۔ جہاد فی سبیل اللہ میں تلواریں توڑنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ دولت خرچ کرنے سے افضل ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رات دن گزارا اگر تو اس حالت میں شب و روز گزارے گا تو تجھ پر کوئی گناہ باقی نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی قربت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کی وسعت کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل پڑتا ہے تو میری رحمت بڑھ کر اسے اپنی رحمت کے دامن میں لے لیتی ہے یعنی میں اس کی دعاؤں کو بہت جلد قبولیت کا شرف عطا فرماتا ہوں۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سات افراد ایسے ہیں جن کو اللہ رب العزت اپنی رحمت کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک وہ ہے جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

افضل و اعلیٰ عمل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو بارگاہ الٰہی میں تمام اعمال سے پاکیزہ، تمام اعمال میں بلند مرتبہ، سونے چاندی کو خیرات کرنے سے بہتر، دشمنوں کے ساتھ تمہارے اس جہاد سے افضل و اعلیٰ ہو جس میں تم انہیں ہلاک کردو اور وہ تمہیں شہید کردیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ذکر الٰہی پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے روکے رکھا اُس کو مَیں بغیر مانگے تمام سائلوں سے اچھا عطا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کارساز ہے:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا بندہ صبح اور اس کے بعد عصر کے بعد کچھ دیر کے لیے مجھے یاد کرے تو درمیانی وقت میں ان کی ضروریات کا کفیل بن جاتا ہوں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی کے دل کو اپنی یاد میں محو دیکھتا ہوں تو میں اس کے کاموں کا کارساز بن جاتا ہوں میں اس کا دمساز اور ہم نشین ہو کر اس سے باتیں کرتا ہوں۔

سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ ذکر دو ہیں ایک اللہ کو تنہائی میں یاد کرنا جو عمدہ ہے اور اس کا بڑا اجر ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر ذکر الٰہی ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو یاد رکھے اور ان کاموں سے باز رہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہوا ہے۔

مروی ہے ہر جان دنیا سے رخصت کے وقت پیاسی ہوتی ہے ماسوائے اس شخص کے جو ذکر الٰہی کرنے والا ہو۔

اہل جنت کی حسرت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اہل جنت کو صرف اس بات پر حسرت ہوگی وہ لمحہ جو یادِ الٰہی کے بغیر گزر گیا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کوئی جماعت ذکر الٰہی کے لیے اکٹھی ہوتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے مقربین میں انہیں یاد کرتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر اللہ کی رضا کے لیے اس کا ذکر کرنے کے لیے افراد جمع ہوں تو آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے اٹھو تم بخشے ہوئے ہو میں نے

تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اگر چند افراد اکٹھے ہوں نہ تو وہ ذکر اللہ کریں اور نہ مجھ پر دُرود بھیجیں قیامت کے دن وہ حسرت سے کفِ افسوس ملیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر الٰہی کرنے والوں سے اٹھ کر غافلوں کے ہاں جا رہا ہوں تو بے شک میرے پاؤں توڑ دے یہ مجھ پر تیرا کرم ہوگا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اچھی مجلس اہل ایمان کے لیے دو لاکھ بُری مجالس کا کفارہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے آسمان کے مکین اُن گھروں کو یوں دیکھتے ہیں جس طرح تم ستاروں کو دیکھتے ہو۔

دنیا اور شیطان کی پریشانی:

حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی غرض سے اکٹھی ہوتی ہے تو اس سے دنیا اور شیطان علیحدہ ہو جاتے ہیں، پھر شیطان دنیا سے کہتا ہے کیا تم نے دیکھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ دنیا جواب دیتی ہے ان کو چھوڑ دو۔ جیسے ہی یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے فارغ ہوں گے ان کو میں گردنوں سے پکڑ کر تیرے سپرد کر دوں گی۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث:

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں تشریف لائے اور فرمایا، لوگو! میں تم لوگوں کو یہاں دیکھ رہا ہوں حالانکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث مسجد میں بانٹی جا رہی ہے۔ اس پر لوگ فوراً مسجد کی طرف گئے لیکن ان کو کوئی میراث تقسیم ہوتی نظر نہ آئی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، ہمیں تو کوئی میراث مسجد میں تقسیم ہوتی ہوئی نظر نہیں آئی، انہوں نے فرمایا تم نے وہاں پر کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا، ہم نے وہاں پر ایک جماعت کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول اور قرآن حکیم پڑھتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے فرمایا، یہی

تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم:

حضرت اعمش نے حضرت ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں سیر کرنے والے ہیں جو لوگوں کے اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ جب وہ کسی جماعت کو دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے، تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں، آؤ اپنے مطلوب کی طرف وہ آتے ہیں اور انہیں آسمان تک گھیر لیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کیا چیز کرتے چھوڑا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ تیری تسبیح حمد اور بزرگی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے، پھر کیسے ہوتے، فرشتے کہتے ہیں! اگر وہ تجھے دیکھ لیتے، تو بہت ہی زیادہ تسبیح وتحمید کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا جواب دیا جاتا ہے یا اللہ نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے تو کیسے ہوتے؟ فرشتے کہتے اگر وہ دیکھ لیتے تو اس سے دور بھاگتے اور دوری اختیار کرتے اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتا وہ مزید کس چیز کے طلب گار تھے فرشتے کہتے کہ جنت کے ان سے پوچھا جاتا کیا انہوں نے جنت دیکھی وہ کہتے ہیں نہیں۔ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس کے بہت ہی خواہاں ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ اس پر فرشتے عرض کرتے یا اللہ ان میں ایک ایسا بھی شخص تھا جو کسی مقصد سے اس مجلس میں آیا تھا اس کا آنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ اس کی دنیاوی ضرورت اسے اس مجلس میں لے آئی تھی اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ان کے پاس بیٹھا تھا لہٰذا میں نے اس سبب اسے بھی بخش دیا ان کے پاس بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

افضل ترین کلمہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: افضل ترین کلمہ وہ ہے جو میں نے اور مجھ

سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا: وہ ہے۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ پڑھے روزانہ ایک سو مرتبہ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ.

اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی سلطنت ہے، اور اس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا، اس کے نامہ اعمال میں ایک سو نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا سو گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اس دن اسے شیطان سے حفاظت رہتی ہے، یہاں تک شام ہو جائے اور اس سے افضل کوئی عمل نہیں ہوتا، سوائے کہ جو کوئی اس سے زیادہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر یہ کہے،

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔



باب ۔۴۸

نماز کے فضائل

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے،

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا. (النساء:۱۰۳)

''بے شک نماز اہل ایمان پر وقت مقررہ پر لکھی ہوئی ہے''۔

نماز پنجگانہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں بندوں پر فرض کی ہیں جو کوئی ان کی عظمت کو جان کر ان کے مکمل حقوق کے ساتھ ادائیگی کرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور جو ان کی ادائیگی نہیں کرتا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے وہ چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا کرے اور چاہے تو جنت میں داخل فرمائے۔

گناہوں کا خاتمہ:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے تم میں سے کسی ایک کے گھر کے ساتھ ایک وسیع خوشگوار نہر بہہ رہی ہو جس سے وہ دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس طرح پانی میل کو بہا دیتا ہے اسی طرح پانچ نمازیں بھی گناہوں کو بہا دیتی ہیں۔

گناہوں کا کفارہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نمازیں ایک سے دوسری نماز تک کے

درمیانی وقت کے لیے کفارہ ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ہود:۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کا ایسے کفارہ ہو جاتی ہیں جیسے گناہ کیے ہی نہ تھے۔

بخاری، مسلم اور دیگر محدّثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا پھر اسے احساس ہوا تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ کو سُنا کر کفارہ پوچھا حضور پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ. (ہود:۱۱۴)

تو اس شخص نے عرض کیا یہ میرے لیے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ہر اُمّتی کے لیے جس نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔

گناہوں کا مِٹ جانا:

مسند احمد اور مسلم میں ہے کہ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی کہ مجھ پر حد جاری فرمایئے: اس نے ایک دو مرتبہ بات کہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ نماز کھڑی ہوگئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغت نماز پوچھا وہ آدمی کہاں ہے اس نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تو نے کیا وضو مکمل کر کے ہمارے ساتھ نماز ادا کی اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو گناہوں سے ایسا پاک ہے جیسے تیری ماں نے تجھے ابھی جنا ہو آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نیکیاں گناہوں کی لے جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا، ہمارے اور منافقوں میں امتیاز فجر اور عشاء کی نماز کرتی ہے کیونکہ وہ آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کو نماز ترک کرنے کے بعد ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

دین کا ستون:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا اُس نے دین کو گرا دیا۔

افضل عمل:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اوقات کے مطابق نماز ادا کرنا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، جس نے مکمل پاکیزگی کے ساتھ صحیح اوقات میں ہمیشہ پانچ نمازوں کو ادا کیا قیامت کے روز نمازیں اس کے لیے نور اور حجت ہوں گی اور جس نے انہیں ضائع کر دیا وہ فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

پسندیدہ عمل:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ نماز جنت کی چابی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل فرض نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے پسندیدگی کے باعث ہی فرشتوں کو اسی عبادت میں مصروف فرمایا ہے لہٰذا ان میں سے کچھ رکوع میں، کچھ سجدہ میں بعض قیام میں اور بعض قعود کی حالت میں عبادت کر رہے ہیں۔

جان بوجھ کر نماز چھوڑنا:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ''جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ حدِ کفر کے نزدیک ہو گیا'' یعنی وہ ایمان سے نکلنے کے قریب ہو گیا کیونکہ اس نے اللہ کی مضبوط رسی کو چھوڑ دیا اور دین کے ستون کو گرا دیا جیسے اس شخص کو جو شہر کے نزدیک پہنچ جائے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شہر میں پہنچ گیا، داخل ہو گیا ہے، اسی طرح اس حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری سے نکل گیا۔

نیکیوں کا حصول:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کی نیت

سے نکلا وہ نماز میں ہے جب تک کہ وہ نماز کی نیت سے مسجد کی طرف چلتا رہے، اس کے ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے بدلہ میں ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک اقامت سنے تو اس کے لیے تاخیر مناسب نہیں ہے، تم میں سے وہ زیادہ اجر پاتا ہے جس کا گھر دور ہوتا ہے۔ دریافت کیا گیا، اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا، اسے یہ فضیلت اس لیے حاصل ہے کہ وہ زیادہ قدم چلا ہے۔

تنہائی کی عبادت:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ خلوت میں عبادت کرنے سے افضل عمل کوئی نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب جلد بندے کو عطا ہوتا ہے۔

سجدے کی برکات:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کی غرض سے سجدہ کرتا ہے تو اس کے ہر سجدہ کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔

مروی ہے ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کی میرے لیے دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی شفاعت کے حقداروں میں بنائے اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کثرت سے عبادت کرو۔ انسان بحالت سجدہ میں اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. (علق:۱۹) ''سجدہ کر اور قریب ہو جا''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (الفتح:۲۹)

ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف آراء ہیں مراد یہ ہے کہ چہروں کا وہ حصہ جو حالت سجدہ میں زمین سے لگتا ہے یا اس کے معنی خشوع وخضوع کا نور ہے جو باطن سے ظاہر پر چمکتا ہے

اور اس کی کرنیں چہروں سے یہاں ہوتی ہیں اور یہ بات زیادہ درست ہے یا پھر یہ کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو وضو کے نشانات پر روز محشر ان کے چہروں پر چمکتا ہوا نظر آئے گا۔

شیطان کا رونا:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان جب سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے، ہائے افسوس! اسے سجدوں کا حکم دیا گیا اور اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی جب کہ مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تھا لیکن میں نے نافرمانی کر کے دوزخ حاصل کر لی۔

سجدوں کی کثرت:

سیدنا علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ روزانہ ایک ہزار سجدے کیا کرتے تھے جس کے باعث لوگ ان کو سجاد کہا کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہمیشہ مٹی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔
حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے اے جوانو! بیماری سے قبل تندرستی کو غنیمت سمجھتے ہوئے آگے بڑھو، سوائے ایک شخص کے اور کوئی ایسا نہیں ہے جس پر میں رشک کرتا ہوں، وہ ہے رکوع اور سجود مکمل کرنے والا، یہی میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سجدوں کے سوا مجھے دنیا کی کسی شے سے محبت نہیں ہے۔

حضرت عقبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو بندہ کی اس عادت سے بڑھ کر کوئی اور چیز زیادہ پسند نہیں ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے جس میں انسان اللہ کے قریب تر ہو جاتا ہو جب کہ وہ سجدہ ریز ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اس لیے اس وقت بہت زیادہ دعائیں کیا کرو۔

☆☆☆

باب ۔ ۴۹

تارکِ نماز اور عذاب الٰہی

اللہ رب العزت جہنمیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے،

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرٍ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ. (المدثر:۴۲تا۴۵)

تمہیں جہنم میں کس نے ڈالا، وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرتے تھے۔

مسلمان اور کافر کے مابین فرق:

مسند احمد میں ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

صحیح مُسلم میں ہے کہ آدمی اور شرک کے درمیان یا فرمایا: کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے ترمذی میں ہے: کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

ابنِ ماجہ میں ہے: بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے اور یہ صحیح ہے جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا فرق ہے جس نے اسے ترک کیا۔ اس نے کفر کیا۔

طبرانی کی روایت ہے۔ جو ارادۃً نماز چھوڑ دے اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔

ایک روایت میں ہے: بندے اور کفر کے مابین یا فرمایا شرک کے مابین نماز ترک کرنے کا فرق ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے یقیناً کفر کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بندے اور شرک کے مابین صرف نماز ترک کرنے

کا فرق ہے۔ جب اس نے اسے ترک کر دیا تو اس نے شرک کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے اسلام کو برہنہ کر دیا۔

اسلام کی بنیاد:

ایک اور میں حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ اسلام کی شوکت اور دین کے ستون تین ہیں، ان پر اسلام کی بنیاد ہے۔

(۱) گواہی دیتا ہوں کہ "لا الہ الا اللہ" "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

(۲) فرض نماز (۳) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

ایک دوسری روایت میں حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا، اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔ اس کا کوئی حیلہ اور فدیہ قبول نہیں ہوگا اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔

طبرانی وغیرہ میں بطریق حسن حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات باتوں کی وصیت فرمائی۔

کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ چاہے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے، قطعاً نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ دین سے نکل گیا۔ گناہ اور نافرمانی نہ کرو، یہ اللہ تعالیٰ کے قہر کے سامان ہیں اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ برائیوں کی جڑ ہے۔ (الحدیث)

ترمذی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ترکِ نماز کے علاوہ کسی اور عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

شرک کا ارتکاب:

صحیح حدیث میں ہے کہ بندے اور کفر و ایمان کے مابین فرق نماز ہے، جب اس نے نماز ترک کر دی تو گویا اس نے شرک کیا۔

بزاز کی روایت ہے کہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے اور جس کا

وضو درست نہیں ہے اس کی نماز نہیں۔

بے نمازی کا کوئی دین نہیں:

طبرانی کی روایت ہے کہ جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں جس کا وضو درست نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا دین نہیں رہا۔ دین میں نماز کا مقام ایسے ہے، جیسے بدن میں سر کا مقام ہے۔

ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرنا چاہیے تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، چاہے تجھے جلا دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے اور فرض نماز نہ چھوڑنا جس نے اسے قصداً چھوڑا، تو اس سے میری ذمہ داری ختم ہوگئی اور شراب نہ پینا، اس لیے کہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضی:

مسند بزاز وغیرہ میں یہ روایت حسن سند کے ساتھ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب میری بینائی جاتی رہی، البتہ ان کی آنکھ کا ڈھیلہ ٹھیک تھا، تو ان سے عرض کیا گیا۔ چند روز کے لیے نماز چھوڑ دیں، ہم آپ کا علاج کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں اس لیے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: جس نے نماز چھوڑ دی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

طبرانی میں روایت ہے کہ ایک شخص حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جس کے کرنے سے مجھے جنت مل جائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا چاہے تجھے اذیت دی جائے اور زندہ جلا دیا جائے، ماں باپ کی فرمانبرداری کر، چاہے وہ تجھے تیرے مال واسباب سے الگ کر دیں اور قصداً نماز نہ چھوڑ اس لیے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا۔ اس ضمن میں ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے

یا جلادیا جائے ماں باپ کے نافرمانی نہ کر، خواہ وہ تجھے تیرے مال اور اہل وعیال سے بیدخل کردیں۔ جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑنا اس لیے کہ جس نے قصداً نماز کو ترک کردیا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا۔ کبھی شراب نوشی نہ کرنا اس لیے کہ اس کا پینا ہر گناہ کی جڑ ہے۔ اپنے آپ کو نافرمانی سے بچا اس لیے کہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خفا ہو جاتا ہے۔ میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کر خواہ سب لوگ قتل ہو جائیں لیکن تو ثابت قدم رہنا۔ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے اہل وعیال پر خرچ کر، ان کی تادیب سے کبھی غفلت نہ برت اور ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا رہ۔

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ بادل والے روز جلدی نماز پڑھ لیا کرو اس لیے کہ جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

طبرانی کی روایت ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیز حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر پر پانی ڈال رہی تھی کہ ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ مجھے وصیت فرمائیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر چاہے وہ تجھے تیرے گھر اور مال و دولت کو چھوڑ دینے کا کہیں تو سب کچھ چھوڑ دے، کبھی شراب نوشی نہ کر اس لیے کہ یہ ہر برائی کی چابی ہے اور کبھی بھی قصداً فرض نماز نہ چھوڑ اس لیے کہ جس نے ایسا کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ذمہ داری سے نکل گیا۔

جہنم کے دروازے پر بے نمازی کا نام:

ابو نعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے قصداً نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا نام دوزخ کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل وعیال ختم ہو گیا۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے گروہ قریش! تم نماز ضرور ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف ایسے شخص

کو بھیجے گا جو دین کے لیے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔

بزاز کی روایت ہے کہ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں، اور جس کا وضو درست نہیں اس کی نماز درست نہیں۔

چار فرائض:

مسند احمد کی ایک مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض قرار دی ہیں جو شخص ان میں سے تین کو پورا کرتا ہے لیکن ایک کو چھوڑ دیتا ہے اسے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچائے گی حتیٰ کہ وہ چاروں پر عمل کرے، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

ترکِ نماز پر وعید:

اصبہانی کی روایت ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو تباہ کر دیتا ہے اور اسے پنے ذمہ سے نکال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور توبہ کرے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے اعلانیہ کفر کیا۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ جان بوجھ کر نماز کو نہ چھوڑو کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اس سے اللہ اور رسول کا ذمہ ختم ہو گیا۔

ابن ابی شیبہ اور تاریخ البخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت ہے جس نے نماز ادا نہیں کی وہ کافر ہے۔

محمد بن نصر اور ابن عبد البر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی مسانید میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔

ابنِ نصر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز ترک کر دی اس کا دین نہیں ہے۔

ابن عبد البر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز ادا نہیں کی وہ کافر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے کہ جو نماز نہیں

پڑھتا اس کا ایمان نہیں ہے اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔

محمد بن نصر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اسحٰق سے سنا، وہ کہتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ حدیث صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تارکِ نماز کافر ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور اطہر سے لے کر آج تک تمام علماء کی یہ رائے ہے کہ تارکِ نماز جو بغیر کسی عذر شرعی کے نماز ادا نہیں کرتا حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے تو وہ کافر ہے۔

حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترکِ نماز کفر ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ ۝ (مریم:۵۹)

پس ان کے بعد جانشین ہوئے بُرے لوگ، انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی، وہ جلد ہی غی (شدید عذاب) سے ملیں گے، مگر وہ جنہوں نے توبہ کی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَضَاعُوْا کا معنی یہ نہیں کہ نماز بالکل چھوڑ دی، بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ وقتِ مقررہ سے دیر کر دی۔

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: ان کا شمار بلند پایہ تابعین میں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ظہر تب پڑھے کہ عصر کا وقت قریب آجائے اور عصر تب پڑھے کہ مغرب کا وقت آن پڑے، مغرب تب پڑھے، جب عشاء ہونے لگے اور عشاء تب پڑھے کہ فجر ہونے لگے اور فجر تب پڑھے کہ سورج نکلنے لگے جو اس حالت پر اصرار کرتا ہوا مر گیا اور توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں غی کا وعدہ ہے اور غی دراصل جہنم میں ایک وادی ہے جو انتہائی گہری ہے جس میں شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ. (المنافقون:۹)

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور اولاد کی یاد سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا، وہ ہی خسارہ پانے والے ہیں۔

ذکرالٰہی کے معنی:

مفسرین کرام کی ایک جماعت کا قول ہے: اس آیت میں ذکراللہ سے مراد پانچ نمازیں ہیں جو شخص نماز کے وقت میں اپنے مال یعنی کاروبار، یا اولاد میں مشغول رہا ہے، وہ خسارہ پانے والا ہے، اسی لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب سے پہلے بندے کا قیامت کے دن جس عمل کا محاسبہ ہوگا، وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک ہوئی تو وہ نجات پا گیا اور کامران رہا اور اگر نمازیں کم ہوگئیں تو وہ ناکام ونامراد ہے۔

تاخیر سے نماز پڑھنے والے غافل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِم سَاهُوْنَ. (الماعون:۴-۵)

پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو نمازوں میں ان کے اوقات سے دیر کرتے ہیں۔

مسند احمد میں جید سند کے ساتھ اور طبرانی صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دو نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: جس نے اس کی حفاظت کی یعنی ہمیشہ باجماعت وقت پر رضائے الٰہی کی خاطر سنت کے مطابق پڑھی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی، بُرہان ہوگی اور نجات ہوگی اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی، نہ اس کے لیے نور ہے، نہ بُرہان ہے اور نہ نجات، اور قیامت کے دن اس کا حشر قاروں، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ نماز کو ترک کرنے والا ان لوگوں کے ساتھ اس لیے اُٹھایا جائے گا کہ اگر وہ اپنے مال واسباب میں مشغول رہنے کے باعث نماز نہیں پڑھتا تو وہ قارون کی طرح ہے اور اس کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر وہ حکومت میں مشغول رہنے کے باعث نماز نہیں

پڑھتا تو فرعون کی طرح ہے اور اس کا حشر بھی اُسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر وزارت کے منصب پر فائز ہوکر مصروفیت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تو وہ ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا، اگر کاروبار میں مصروفیت کے سبب نماز نہیں پڑھتا تو وہ مکہ مکرمہ کے تاجر ابی بن خلف کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

بزاز میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ.

''جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں''۔

آپ نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو وقت سے دیر کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔

مسند ابو یعلیٰ میں حسن سند کے ساتھ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ.

''جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں''۔

ہم میں سے کون ہے جو بھولتا نہیں اور اس کے خیالات اِدھر اُدھر نہیں ہو جاتے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ کہ نمازوں کا وقت (تاخیر کر کے) ضائع کر دیا جائے۔

جہنم کی وادی ویل:

ویل کے معنیٰ شدید عذاب ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ویل دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی سخت گرمی کے باعث پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور ان کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے پڑھتے ہیں، البتہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور توبہ کر لیں اور سابقہ اعمال پر شرمسار ہو جائیں تو اور بات ہے۔

بربادی کا باعث فعل:

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ جس کی نماز قضا ہوگئی تو گویا اس کا مال اور گھرانا برباد ہوگیا۔ حاکم کی روایت ہے کہ جس نے بغیر کسی عذر شرعی کے دو نمازوں کو اکٹھا کیا تو وہ کبیرہ گناہوں کے دروازہ میں داخل ہوا۔

صحاح ستہ کی روایت ہے ہ جس کی نمازِ عصر قضا ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال برباد ہوگیا۔

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ امام مالک کا بھی یہ فرمان ہے کہ اس کا مفہوم وقت کا نکل جانا ہے نسائی کی روایت ہے کہ نمازوں میں ایک ایسی نماز ہے جس کی وہ نماز قضا ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال واسباب سب کچھ برباد ہوگیا اور وہ نمازِ عصر ہے۔

مسلم شریف اور نسائی کی روایت ہے کہ تم سے پہلے لوگوں پر نماز عصر پیش کی گئی مگر انہوں نے اسے گنوا دیا، پس جو کوئی تم میں سے اسے پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کو دہرا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور اس نماز کے بعد ستاروں کے دکھائی دینے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

احمد، بخاری اور نسائی کی روایت ہے کہ جس نے نماز عصر ترک کر دی اس کا عمل ضائع ہوگیا۔ مسند احمد اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ جس نے نماز عصر ترک کر دی اور جان بوجھ کر بیٹھا رہا حتیٰ کہ نماز کا وقت گزر گیا تو بلاشبہ اس کا عمل برباد ہوگیا۔

ابن ابی شیبہ کی ایک مرسلِ روایت کے مطابق جس نے نماز عصر ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور اس کے لیے کوئی (شرعی) عذر بھی نہیں تھا تو گویا اس کا عمل ضائع ہوگیا۔

مسند عبدالرزاق میں روایت ہے کہ تم میں سے کسی ایک کا گھربار اور مال واسباب سے اکیلے رہ جانا عصر کی نماز قضا ہو جانے سے اچھا ہے۔

طبرانی اور مسند احمد میں روایت ہے کہ جس نے قصداً نماز عصر ترک کی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال ضائع ہوگئے۔

شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جس کی ایک نماز فوت ہوگئی اس کا گویا گھربار

اور مال ضائع ہو گیا۔

جہنم کے عذاب اور جنت عدن:

بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو بیان کرے، لوگ اپنے خواب آپ کو سنایا کرتے، ایک صبح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتلایا کہ میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے جگا کر کہا ہمارے ساتھ چلئے! میں ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم نے ایسے آدمی کو دیکھا جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا ایک بھاری پتھر لیے کھڑا تھا۔ جب وہ بھاری پتھر اس کے سر پر مارتا تو اس سونے والے کا سر پاش پاش ہو جاتا، پھر وہ پتھر اٹھا لیتا ہے اور اس آدمی کا سر ٹھیک ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا، وہ پھر پتھر مارتا ہے اور اس کا پہلے جیسا حشر ہو جاتا ہے۔

میں نے دونوں سے کہا: سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا: ابھی مزید چلئے، پھر ہم ایسے آدمی کے پاس آئے کہ جو گدّی کے بَل لیٹا ہوا تھا۔ ایک دوسرا آدمی لوہے کی مڑے ہوئے منہ والی سلاخ لے کر کھڑا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اس کا جبڑا گدّی تک اور اس کا نتھنا گدّی تک اور اس کی آنکھیں گدّی تک چیر دیتا۔ راوی بتاتے ہیں۔ بسا اوقات ابو رجاء فرماتے ''پس چیر دیتا'' بتایا کہ پھر دوسری جانب جاتا اور اس طرف بھی ایسا ہی کرتا جیسا کہ پہلی طرف کیا تھا۔ بتایا کہ اس جانب سے فارغ ہوتا تو پہلی جانب ٹھیک ہو جاتی جیسا کہ پہلے تھی۔ پھر اس کے بعد وہی کچھ کرتا جو پہلی بار کیا تھا۔ بتایا کہ میں نے حیران ہو کر سُبحان اللہ کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا، چلئے چلئے۔ ہم آگے چلے، تو ہم ایک تنور کی طرح (کی چیز پر) آئے۔ بتایا کہ میرا گمان ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ اس میں شور تھا اور آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا، تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں، ان پر نیچے سے شعلہ آتا تھا۔ جب یہ شعلہ آتا تو شور کرتے، بتایا کہ میں نے کہا: کہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا، چلئے چلئے، بتایا کہ ہم چل پڑے۔ پھر ہم ایک نہر پر آئے۔ میرا گمان ہے کہ آپ فرما رہے تھے: وہ نہر خون کی طرح سُرخ تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا۔ نہر کے کنارے پر ایک آدمی تھا۔ جس نے اپنے پاس کثیر پتھر جمع کر رکھے تھے۔ جب وہ قریب آتا تو اس کو پتھر کھلاتا تو وہ دور چلا جاتا پھر تیرتا واپس آتا جب

اس کی طرف آتا وہ ایک اور پتھر کھلاتا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے، چلئے چلئے، ہم چلے، پھر ہم ایک خوفناک شکل والے آدمی کے پاس آئے۔ جس قدر بھی خوفناک شکل تم دیکھو! اس کے پاس آگ ہے جس کو وہ بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، چلئے چلئے، ہم چلے تو ہم ایک خوفناک شکل والی عورت کے پاس آئے جس قدر خوفناک شکل تم نے دیکھی ہو۔ اس کے پاس آگ ہے اور وہ اسے بھڑکا رہی ہے اور اس کے گرد دوڑتی ہے ۔ بتایا کہ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے، چلئے چلئے، ہم چلے تو ہم ایک گھنے باغ میں آئے۔ باغ کے درمیان ایک طویل آدمی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کا سر آسمان میں ہے، اس کے ارد گرد وہ بچے بھی ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے۔ بتایا کہ میں نے کہا۔ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلئے چلئے، ہم چل پڑے، تو ہم ایک بڑے مکان کے قریب پہنچے، اس قدر بڑا اور اس سے بڑھ کر خوبصورت مکان نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے۔ اس پر چڑھ جائیں۔ ہم اس میں گئے۔ یہ ایک شہر ہے جو سونے اور چاندی کی طرح اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے۔ ہم نے دروازہ کھلوایا، تو دروازہ کھول دیا گیا۔ ہم اندر داخل ہوئے، ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کی ایک طرف اس قدر خوبصورت تھی کہ شاید ہی دیکھی ہو اور دوسری طرف اس قدر بدصورت تھی کہ شاید ہی دیکھی ہو۔ ان دونوں نے اُن کو کہا، جاؤ، اور اس نہر میں کود جاؤ۔ بتایا کہ وہ نہر فراخ تھی، اس میں صاف سفید پانی بہہ رہا تھا۔ وہ گئے اور اس میں کود گئے۔ پھر ہماری طرف آئے، تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی، اب وہ انتہائی خوبصورت بن چکے تھے۔

ان دونوں نے کہا: یہ جنت عدن ہے اور آپ کا مقام ہے۔ میری نگاہ اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل تھا۔ انہوں نے مجھے کہا: یہ آپ کا مکان ہے۔ میں نے ان کو کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے، مجھے چھوڑ دو، میں اس میں جاؤں۔ وہ کہنے لگے: اب نہیں، البتہ آپ جائیں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا: آج رات میں نے عجیب عجیب باتیں دیکھی ہیں، میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہم آپ کو ابھی بتاتے ہیں: پہلا آدمی جس پر آپ تشریف لائے، اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا۔ یہ وہ آدمی ہے کہ جس نے قرآن سیکھا، پھر چھوڑ دیا یا بھلا دیا یا عمل نہیں کیا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا۔ وہ آدمی جس پر آپ تشریف لائے اور اس کے جبڑے گدی تک، اس کے نتھنے گدی تک اور اس کی آنکھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں۔ یہ

آدمی صبح گھر سے نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا جو آسمان تک پہنچ جاتا تھا۔ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور جیسی جگہ میں تھیں، وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں اور وہ آدمی جس کو آپ نے نہر میں تیرتے دیکھا اور پتھر کھاتا، وہ سود خور ہے، وہ خوفناک شکل کا آدمی جو آگ بھڑکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا، وہ دوزخ کا داروغہ فرشتہ ہے اور باغ میں طویل آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کے گرد جو بچے ہیں، وہ فطرت اسلام پر فوت ہوئے۔ بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کی اولاد بھی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اور مشرکوں کی اولاد بھی۔ اس لیے کہ انہوں نے کفر نہیں کیا اور نہ ہی وہ بالغ اور مکلّف ہوئے اور قوم کہ جن کی ایک طرف خوبصورت اور دوسری طرف بدصورت، وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے نیک اعمال کیے اور برے اعمال بھی کیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطیوں سے درگزر فرمایا۔

بے نمازی پر عذاب:

بزاز کی روایت میں یوں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی قوم پر تشریف لائے جن کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے تھے، جب وہ پاش پاش ہو جاتے تو پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتے اور یہی عذاب انہیں مسلسل دیا جا رہا ہے، آپ نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بھاری ہو جاتے یعنی یہ نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

اسلام کی نشانی:

خطیب اور ابن النجار کی روایت ہے کہ نماز اسلام کی نشانی ہے جس کا دل نماز کی طرف متوجہ رہا اور اس نے تمام شرائط کیساتھ درست وقت پر اور درست طریقے سے نماز پڑھی، وہ مومن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ:

ابنِ ماجہ کی روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے لیے وعدہ کر لیا ہے کہ جو شخص ان نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی پابندی نہیں کرے گا، میرا اس شخص کے لیے کوئی وعدہ نہیں ہے۔

احمد اور حاکم کی روایت ہے۔جس کسی نے یہ سمجھ لیا کہ نماز اس پر واجب اور ضروری ہے اور اس نے اسے ادا کیا وہ جنت میں جائے گا۔

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا:

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ روز محشر سب سے پہلا عمل جس کا بندے سے حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر نمازیں ٹھیک ہوئیں تو وہ کامیاب وکامران ہوا اور اگر نمازوں میں نقصان نکلا تو وہ ناکام ونامراد ہو، اگر اس کے فرائض کم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے اور نوافل سے اس کے فرائض کو پورا کیا جائے گا پھر تمام اعمال کا دارومدار نماز کے معاملہ میں کامیابی اور ناکامی پر ہوگا۔

نسائی کی حدیث میں ہے کہ روز محشر سب سے پہلے انسان سے نماز کا حساب کیا جائے گا اور سب سے پہلے لوگوں میں خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم کی حدیث ہے کہ روز محشر سب سے پہلے انسان کی نماز کا حساب ہوگا، اگر پوری ہوئیں تو انہیں مکمل لکھ دیا جائے گا اور اگر کم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کی نفل عبادت ہے اور اس سے فرض عبادت پوری کی جائے گی، پھر زکوٰۃ کا حساب ہوگا اور اس طرح پھر تمام اعمال کا۔

ابن عساکر کی حدیث ہے کہ پہلی وہ چیز جس کا بندے سے روز محشر حساب کیا جائے گا، اس کی نماز دیکھی جائے گی، اگر نماز درست ہوئی تو تمام اعمال درست ہو گئے اور اگر نماز میں نقصان ہوا تو سارے اعمال میں نقصان پایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے، اگر نفلی عبادت ہوگی تو اس سے فرائض مکمل کیے جائیں گے، اس کے باقی فرائض کا حساب ہوگا یہی اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت کا انداز ہے۔

طبرانی نے حدیث پاک بیان کی ہے کہ روز محشر سب سے پہلے انسان سے نمازوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر اس کی نمازیں ٹھیک ہوئیں تو تمام اعمال ٹھیک ہوئے اور سے خلاصی مل گئی اگر اس کی نمازیں درست نہ ہوئیں تو وہ ناکام ونامراد ہے۔

احمد، ابوداؤد حاکم اور امام نسائی نے حدیث پاک بیان کی ہے کہ روز محشر انسان کے

تمام اعمال میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اللہ رب العزت ملائکہ سے فرمائے گا (حالانکہ اُسے سب کچھ علم ہے) کہ میرے بندے کی نمازیں دیکھو، پوری ہیں یا نہیں۔ اگر پوری ہوئیں تو ان کو مکمل لکھ دیا جائے گا اور اگر ان میں کچھ کمی ہوئی تو ارشاد ہوگا کہ کیا میرے بندے کی کوئی نفلی عبادت ہے، اگر اس کے نوافل ہوئے تو حکم ہوگا کہ اس سے فرائض کو پورا کرو۔ چنانچہ اسی طرح دوسرے اعمال کے بارے میں بھی حساب ہوگا۔

طیالسی اور طبرانی نے المختار میں ضیاء سے روایت کیا: میرے پاس اللہ رب العزت کا پیغام لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے، پس کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ وجل فرماتا ہے: میں نے آپ کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے انہیں وضو (مکمل کر کے) ان کے اوقات میں رکوع وسجود درست کر کے مکمل کیا۔ ان کی وجہ سے اس کے لیے (میرے پاس) وعدہ ہے کہ میں اُسے جنت میں داخل کروں گا، اور جس نے اس حال میں میری ملاقات کی کہ ان میں سے کچھ کم ہوا، تو اس کے لیے میرے پاس کوئی وعدہ نہیں، اگر چاہوں تو عذاب دوں اور اگر چاہوں تو رحم کروں۔

بیہقی سے روایت ہے: نماز کے لیے ایک میزان ہے جس نے اسے پورا کیا (یعنی مکمل نماز پڑھی اسے پورا اجر ملے گا) وہ کامیاب ہے۔

دیلمی نے روایت بیان کی ہے: نماز شیطان کے چہرے کو سیاہ کر دیتی ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا اور علم کے سلسلے میں دوستی رکھنا، اسلامی اخوت اور علماء کرام کا احترام کرنا شیطان کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ جب تم یہ کر لو گے، تو وہ تم سے اس قدر دور ہو جائے گا جس قدر سورج کی جائے طلوع (مشرق) مغرب سے دور ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پانچ نمازیں ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے ایسے حاکم کی اطاعت کرو جو کتاب وسنت کا پابند ہو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

سب سے پسندیدہ عمل:

مسند احمد، بخاری ومسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا: اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے، پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا، پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

بیہقی کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے بتائیے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کو ٹھیک وقت میں ادا کرنا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس کا دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے اسی لیے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی کر دیا گیا تو کسی نے آپ سے کہا امیر المومنین! نماز، آپ نے فرمایا بہت اچھا، بے شک اس شخص کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز کو ضائع کر دیا اور آپ نے نماز پڑھی حالانکہ آپ کے زخم سے خون جاری تھا۔

نماز کی حفاظت:

ذہبی کی روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب بندہ اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور وہ نورانی شکل میں ہوتی ہے یہاں تک کہ عرشِ الٰہی تک جا پہنچتی ہے اور نمازی کے لیے قیامت تک دعا کرتی رہتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب آدمی بے وقت نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز سیاہ شکل میں اوپر آسمانوں کی طرف بڑھتی ہے۔ جب وہ آسمانوں تک پہنچتی ہے تو اسے بوسیدہ کپڑے کی مانند لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

ابوداؤد کی روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کی نماز اور ذکر قبول نہیں فرماتا، ان میں سے ایک وہ ہے جو وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھتا ہے۔

پانچ انعامات:

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ جو آدمی نماز پابندی سے پڑھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ پانچ چیزوں سے نوازتا ہے۔ اس کی تنگدستی دور کر دی جاتی ہے۔ اس کو قبر کا عذاب

نہیں ہوگا، اس کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ بجلی کی مانند پل صراط پر سے گزر جائے گا اور بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

پندرہ سزائیں:

جو آدمی نمازوں میں سُستی کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ پندرہ سزائیں دے گا۔ پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں سزائیں:

پہلی سزا: اس کی عمر سے برکت ختم ہو جائے گا۔

دوسری سزا: اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی ختم کر دی جائے گی۔

تیسری سزا: جو عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کچھ ثواب نہیں دے گا۔

چوتھی سزا: اس کی دعا آسمان تک اٹھنے نہیں دی جائے گی۔

پانچویں سزا: نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

موت کے وقت کی سزائیں:

پہلی سزا: ذلیل ہو کر مرے گا۔

دوسری سزا: بھوکا مرے گا۔

تیسری سزا: پیاسا مرے گا۔ اگر دنیا کے سمندر بھی پی جائے تو بھی پیاس نہ بجھے گی۔

قبر میں سزائیں:

پہلی سزا: اس پر قبر تنگ کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسری میں پیوست ہوں گی۔

دوسری سزا: اس کی قبر میں آگ جلائی جائے گی اور وہ دن رات انگاروں پر لوٹے گا۔

تیسری سزا: اس کی قبر میں اس پر اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام شجاع الاقرع یعنی گنجا اژدھا ہوگا اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی، اس کے ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی

لمبائی، ایک دن کا سفر ہوگی۔ وہ مردے سے کلام کرے گا اور کہے گا: میں گنجا اژدھا ہوں، اس کی آواز بجلی کی گرج کی طرح ہوگی اور وہ کہے گا، مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تجھے نماز ضائع کرنے کے جرم میں صبح سے لے کر طلوع آفتاب تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر ظہر سے لے کر عصر تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر عصر سے لے کر مغرب تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر مغرب سے عشاء تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر عشاء سے فجر تک ماروں اور جب وہ اسے مارے گا تو وہ زمین کے اندر ستر گز تک دھنس جائے گا۔ چنانچہ وہ قبر میں قیامت تک ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

میدان حشر میں سزائیں:

پہلی سزا: اس پر حساب میں سختی ہوگی۔

دوسری سزا: اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوگا۔

تیسری سزا: جہنم میں جائے گا۔ ایک روایت میں ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔

پہلی سطر: اے اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔

دوسری سطر: اے اللہ کے غضب کے ساتھ مخصوص

تیسری سطر: جس طرح تو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کیے اسی طرح آج تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

اس روایت میں پندرہ باتیں بتائی گئیں ہیں لیکن جن کا ذکر ہوا ہے وہ چودہ ہیں اس لیے تعداد میں موافقت نہیں ہوسکتا ہے کہ راوی پندرھویں بھول گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا، تو ایک شخص لایا جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے گا۔ وہ کہے گا: یا اللہ! یہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے نماز میں اس کے وقت میں دیر کرنے کی وجہ سے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کے باعث۔

بعض محدثین سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ فِیْنَا شَقِیًّا وَّلَا مَحْرُوْمًا o

اے اللہ! ہم میں سے کسی کو بد بخت اور محروم نہ کرنا۔

بد بخت اور محروم:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جانتے ہو بد بخت اور محروم کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز چھوڑنے والا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکِ نماز کا چہرہ سیاہ ہوگا اور دوزخ میں ایک وادی ہے جس کو لملم کہا جاتا ہے۔ اس میں سانپ ہیں۔ ہر سانپ اونٹ کی گردن کے برابر موٹا ہے اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ وہ تارکِ نماز کو ڈسے گا۔ پھر اس کا زہر اس کے بدن میں ستر برس تک جوش مارتا رہے گا۔ پھر اس کا گوشت (زہر کی شدت سے) گل جائے گا۔

قصداً نماز نہ پڑھنے والا زانی سے بھی بُرا ہے:

ایک روایت ہے: بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا، اے اللہ کے نبی (علیہ السلام)! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے اور توبہ بھی کی ہے پروردگار عالم کے حضور دُعا فرمائیں گے کہ وہ میرے گناہ کو معاف فرمادے اور میری توبہ کو قبول فرمالے،

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں نے زنا کا ارتکاب کیا اور جو بچہ پیدا ہوا میں نے اسے قتل کردیا ہے یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بولے، اے بد بخت نکل جا! کہیں تیری نحوست کے باعث آسمان سے آگ نازل ہوکر ہمیں خاکستر نہ کردے۔ وہ عورت ٹوٹے دل کے ساتھ وہاں سے چل پڑی، تب جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰ! (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے گناہ سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس

کر دیا ہے؟ کیا تو نے اس سے بھی زیادہ بُرا شخص نہیں دیکھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے جبریل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس سے بُرا وہ ہے جو قصداً نماز ترک کر دے۔

بے وقت نماز پڑھنے کا انجام:

بعض صالحین سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خیالی میں قبر میں گر گئی۔ جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی، چنانچہ وہ شخص لوگوں کے چلے جانے کے بعد بہن کی قبر پر پہنچا اور اسے کھودا، تا کہ تھیلی نکال لے، اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں آگ بھڑک رہی ہے، چنانچہ اس نے قبر میں مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا، ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے کہا، یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے میری بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں یہ سُن کر اس کی ماں نے رونا شروع کر دیا اور کہا، تیری بہن نماز پڑھنے میں سُستی سے کام لیتی تھی اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھا کرتی تھی۔

مقامِ غور:

جو نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرنے کی بجائے تاخیر کر کے پڑھتے ہیں یہ تو اس کا حال ہے اور اُن کا کیا حال ہوگا جو بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں۔ یا اللہ! ہم تجھ سے نمازوں کو وقت پر ادا کرنے اور پابندی سے نماز پڑھنے کی توفیق مانگتے ہیں بے شک اے پروردگار! تو رؤف و رحیم، کریم اور مہربان ہے۔



باب ۔۵۰

دوزخ کے طبقات اور عذاب

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُوْمٌ. (الحجر:۴۴)

(جہنم کے) سات دروازے ہیں ہر ایک حصہ کے لیے دروازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

سات طبقات:

ابنِ جریج کا قول ہے کہ جہنم کے سات طبقات ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ جہنم۔ نظٰی۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقیر۔ جحیم۔ سب سے نیچے "ہاویہ" ہے۔ پہلا موحدین کے لیے دوسرا یہود، تیسرا نصاریٰ، چوتھا صائبین، پانچواں مجوسیوں، چھٹا مشرکین اور ساتواں منافقین وغیرہ کے لیے ہیں۔ یہ سب بالترتیب ہیں اور سے نیچے میں۔

دیگر معنوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پروردگار عالم شیطان کے پیروکاروں کو سات گروہوں میں تقسیم فرمائے گا اور ہر گروہ اور فریق جہنم کے ایک طبقہ میں رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر اور گناہوں کے مراتب چونکہ مختلف ہیں اس لیے جہنم میں دخول کے لیے ان کے درجات بھی مختلف ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سات طبقات کو انسان کے سات جسمانی اعضاء کے مطابق بنایا گیا ہے، اعضاء یہ ہیں آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ اور پاؤں، کیونکہ یہی اعضاء گناہوں کا محور ہیں اسی لیے ان کے داخل ہونے کے دروازے بھی سات ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہنم کے اوپر نیچے (تہہ بہ تہہ) سات طبقات ہیں لہٰذا پہلے، پہلا بھرا جائے گا، پھر دوسرا، پھر تیسرا، اسی طرح سب طبقات بھرے جائیں گے۔

جہنم کے سات دروازے:

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر تلوار اُٹھائی۔

جہنم کی آگ کی حِدت:

طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے جب کہ وہ اس سے پہلے اس وقت نہ آتے تھے۔ حضور علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا جبرائیل کیا بات ہے جو تمہارا چہرہ متغیر ہے۔ میں ایسے میں حاضر ہوں کہ اللہ نے جہنم کو دھکانے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل مجھے اس کی آگ کے بارے میں بتلاؤ۔ آپ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا اس میں ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے مزید ہزار سال بھڑکایا گیا تب وہ سُرخ ہوگئی پھر حکم باری تعالیٰ سے ہزار سال مزید دہکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ تاریک دہک رہی ہے نہ اس میں چنگاری پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے شعلہ ختم ہوتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا اگر سُوئی کے ناکے کے برابر بھی جہنم کا در کھول دیا جائے تو تمام اہل زمین فنا ہو جائیں گے اور اگر جہنم کا فرشتہ دنیا میں نمودار ہو جائے تو اس کی بد صورتی اور بدبُو سے مخلوق ہلاک ہو جائے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنایا اگر جہنم کی زنجیروں کا حلقہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے اگر اسے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور وہ تحت الثریٰ تک دھنس جائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جبرائیل میرے لیے اتنی بات انتہائی پریشان کن ہے۔

راوی نے کہا تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ رو رہے تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: جبرائیل علیہ السلام آپ کیوں رو رہے ہیں آپ کا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقام ہے میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں۔ مجھے علم نہ ہے کہ میرا اس مقام کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ہو اور مجھے بھی کہیں ابلیس کی طرح آزمایا نہ جائے۔ وہ بھی فرشتوں میں رہتا تھا۔ کہیں ہاروت اور ماروت کی طرح میرا امتحان نہ لیا جائے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام اور جبرائیل علیہ السلام دونوں کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں یہ اشکباری جاری تھی کہ آواز آئی اے جبرائیل! اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمالیا۔ بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام پرواز کر گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصار کے ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جو فضول باتیں کر کے ہنس رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہنس رہے ہو تو تمہارے پیچھے جہنم ہے جس کی حالت میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، تم کھانا پینا چھوڑ دیتے اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور شدید تکالیف برداشت کر کے اللہ کی عبادت کرتے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندوں کو نا امید نہ کرو، آپ خوشخبری دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں، لوگوں کو تکلیف میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے، پس حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صراطِ مستقیم پر چلتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید رکھو۔

احمد نے روایت کی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے کبھی میکائیل علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے حضرت میکائیل علیہ السلام کبھی بھی نہیں مسکرائے۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ روز محشر جہنم کو ستر ہزار لگامیں ڈال کر لایا جائے گا اور ستر ہزار فرشتے ہر لگام کے ساتھ اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔



باب ۔۵۱

عذاب کی اقسام

ابو داؤد، نسائی اور ترمذی میں مروی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جنت اور اس میں جو کچھ میں نے اہل حکمت کے لیے تیار کیا ہے اسے دیکھ آؤ، جبرائیل علیہ السلام نے آکر جنت اور اس کے مکینوں کے لیے تیار شدہ نعمتوں کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاکر عرض کیا، تیرے عزت وجلال کی قسم! جو بھی اس کا تذکرہ سنے گا اس میں آنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت پر تکالیف طاری کر دیئے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو کہ میں نے جنت میں آنے والوں کے لیے کیا انتظام کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام جنت کی طرف آئے تو دیکھا کہ وہ تکالیف میں چھپا دی گئی ہے چنانچہ جبرائیل علیہ السلام واپس آگئے اور کہا مجھے تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی نہیں جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ جہنم اور اس میں پہنچنے والوں کے لیے میں نے جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھو جبرائیل علیہ السلام نے جہنم کو دیکھا اس کی آگ ایک دوسری آگ کو روند رہی تھی، جبرائیل علیہ السلام واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کا تذکرہ سنے گا اس میں نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا اب جاؤ اور اسے دیکھو، جبرائیل علیہ السلام آئے جہنم کو دیکھا اور واپس جاکر بارگاہ رب العزت میں عرض کی، تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں داخل ہونے سے نہیں بچے گا۔

جہنم کی چنگاریاں:

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے اس ارشاد باری تعالیٰ،

اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ

''بے شک وہ محلات جیسی چنگاریاں پھینکتی ہے''۔

کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ چنگاریاں درختوں جتنی بڑی پھینکتی ہیں بلکہ وہ قلعوں اور شہروں کے برابر چنگاریاں پھینکتی ہے۔

جہنم کی گہرائی:

احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ جہنم کی ویل نامی وادی ہے اگر کافر کو اس میں ڈال دیا گیا تو وہ چالیس سال مسلسل گرتا چلا جائے گا لیکن اس کی تہہ تک نہ جا سکے گا۔

ترمذی کی روایت ہے ویل دوزخ کی وادی ہے جس میں کافر ستر سال تک مسلسل گرنے کے باوجود نہ جا سکے گا۔

ریا کاری کا عذاب:

ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ تم جُب الحزن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جُبّ الحزن کیا ہے؟ یہ دوزخ کی وہ وادی ہے جس سے جہنم دن میں روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے یہ غم کا وہ گڑھا ہے۔ عرض کیا گیا اس میں کون داخل ہوں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ریاکار قاریوں اور ان کے بُرے اعمال کے سبب اسے تیار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرے اور زیادہ قابلِ نفرت وہ اللہ کے کلام کے قاری ہیں جو ظالم حکمرانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔

طبرانی میں ہے جہنم میں ایک ایسی وادی بھی ہے جس سے خود جہنم دن میں روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ امت مسلمہ کے ریاکاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

جہنم کی وادیاں اور گھاٹیاں:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے دوزخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار سوراخ ہیں، ہر سوراخ میں ایک سانپ ہے جو دوزخیوں کے چہروں کو ڈستا ہے۔

تاریخ بخاری میں یہ منکر السند حدیث نقل کی گئی ہے کہ دوزخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار مکان ہیں ہر مکان میں ستر ہزار کمرے ہیں ہر کمرے میں ستر ہزار کنوئیں ہیں ہر کنوئیں میں ستر ہزار سانپ ہیں، ہر سانپ کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں جب بھی کوئی منافق آتا ہے، تو سب اسے ڈستے ہیں۔

ترمذی کی منقطع حدیث ہے کہ ایک بڑا پتھر جہنم کے منہ کے اندر پھینک دیا جاتا ہے اور ستر برس گزر جانے کے باوجود وہ دوزخ کی گہرائی تک نہیں پہنچ پاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے دوزخ کو اکثر یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی شدید اس کی گہرائی بے انتہا ہے اور اس میں لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔

بزاز، ابویعلیٰ، صحیح ابن حبان اور بیہقی کی روایت ہے کہ اگر دوزخ میں پتھر پھینکا جائے اور اسے نیچے جاتے ہوئے ستر برس گزر جائیں پھر بھی وہ اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔

دوزخ میں دھماکہ:

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تھے کہ ہم نے ایک دھماکہ سنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا تھا؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پتھر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ستر برس قبل دوزخ میں ڈالا تھا ابھی وہ اس کی تہہ تک پہنچ سکا ہے

طبرانی میں حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہولناک آواز سنی، جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا، جبرائیل یہ کیسی آواز تھی، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ چٹان تھی جسے ستر برس قبل دوزخ کے کنارے سے گرایا گیا تھا اور وہ ابھی دوزخ کی تہہ تک پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو بھی اس کی آواز سنا دی جائے، اس کے بعد کسی نے وصال تک آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

احمد اور ترمذی میں مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر کی طرف

اشارہ کر کے فرمایا، اگر اس جتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے تو زمین و آسمان کی پانچ سو برس سفر کی مسافت کے باوجود رات سے پہلے پہلے یہ زمین پر آ جائے اور اگر اسے دوزخ کے کنارے سے دوزخ میں پھینکا جائے تو چالیس برس گزرنے سے قبل اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔

دوزخ کا ہتھوڑا:

احمد، ابویعلیٰ اور حاکم میں روایت ہے کہ اگر دوزخ کا ہتھوڑا جو لوہے سے تیار شدہ ہے، زمین پر رکھ دیا جائے اور جن و انسان مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو اسے اٹھا نہیں سکیں گے۔

حاکم کی روایت ہے کہ اگر پہاڑ پر ہتھوڑے کی ایک ضرب لگائی جائے تو وہ پاش پاش ہو کر ریت بن جائے۔

دوزخ کا پتھر:

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ اگر دوزخ کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔

سات زمینوں کی کیفیت:

حاکم کی روایت ہے کہ زمینیں سات ہیں ہر زمین کا دوسری زمین سے پانچ سو برس کا سفر کا فاصلہ ہے سب سے اوپر والی زمین مچھلی کی پشت پر ہے۔ جس نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان سے ملائی ہوئی ہیں۔ مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری زمین آندھی کا قید خانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو آندھی کے داروغہ فرشتہ کو حکم ہوا۔ ان پر ہلاکت کن ہوائیں چلا دے اس نے عرض کیا یا باری تعالیٰ! میں بیل کے نتھنوں کے برابر آندھی بھیجتا ہوں اس پر خالق کائنات نے فرمایا: یہ تو سب اہالیان زمین کو ہلاک کرنے کے لیے کافی ہیں ان پر انگوٹھی کے سوراخ کے برابر ہوا بھیجو۔ اس ہوا کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ٥

اس نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا جس پر وہ آئی اسے بوسیدہ ہڈی بنا کر رکھ دیا۔

تیسری زمین پر جہنم کے پتھر ہیں چوتھی میں دوزخ کا گندھک ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کے لیے بھی گندھک ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں اگر ان میں بلند قامت پہاڑ ڈالے جائیں تو نرم ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پانچویں میں جہنم کے سانپ ہیں جن کے منہ غار کی مانند ہیں اگر وہ کسی کافر کو ڈس لیں تو جسم پر گوشت نہ رہے گا۔ چھٹی میں جہنم کے بچھو ہیں جن میں سب سے چھوٹا پہاڑی خچر کے برابر ہے جب کافر کو ڈس لے گا تو وہ دوزخ کی شدت اور گرمی کو بھول جائے گا۔

ساتویں میں ابلیس لوہے سے جکڑا ہوا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، اسے کسی بندے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

جہنم کے سانپ اور بچھو:

احمد، طبرانی، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ جہنم میں...... اونٹوں کی گردن جیسے سانپ ہیں جب وہ کسی کو ڈس لیتے ہیں تو ستر سال تک کے راستے کی دوری سے گرمی محسوس ہوتی ہے اور پہاڑی خچر کے برابر بچھو ہیں جن کے ڈسنے سے چالیس سال کے فاصلے کی دوری تک ان کی گرمی محسوس کی جاتی ہے۔

گرم کھولتا ہوا پانی:

ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرمان الٰہی کے بارے میں کَالْمُهْلِ یعنی پگھلا ہوا تانبا ایسے ہوگا جیسے ابلتا ہوا تیل جب یہ اس کے چہرے کے قریب کرے گا تو چہرے کی کھال ادھڑ کر اس میں گر جائے گی۔

ترمذی کی روایت ہے گرم پانی ان کے سروں میں ڈالا جائے گا وہ شدید گرم پانی سروں سے اُتر کر ان کے پیٹ میں اثر انداز ہوگا۔ جو کچھ پیٹوں کے اندر ہے نکال باہر کرے گا۔ اس کی شدت ان کے پاؤں تک پہنچے گی جس سے ان کے وجود کی چربی ختم ہو جائے گی۔ پھر دوبارہ اسے ویسے ہی ڈالا جائے گا۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ گرم پانی آسمان اور زمین کی پیدائش کے دن سے جوش کھا رہا ہے وہ دوزخیوں کو پلائے جانے تک ابلتا رہے گا۔ اور ان کو پلانے کے ساتھ ان

کے سروں پر بھی ڈالا جائے گا۔

ایک قول ہے وہ جہنمیوں کے آنسو ہیں جو انہیں پلائے جائیں گے۔ قرآن حکیم میں اس پانی کے متعلق ہے:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآئَهُمْ .

اور وہ گرم پانی پئیں گے جو ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا۔

احمد، ترمذی اور حاکم کی روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ارشاد باری تعالیٰ

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ . (ابراہیم)

اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے اتار نہیں سکے گا۔

کے بارے میں فرمایا کہ جہنمی اسے اپنے منہ کے پاس لائے گا تو اس کی بدبو کے باعث سخت ناپسند کرے گا لیکن جب پیاس کی شدت کی وجہ سے منہ کے اور زیادہ نزدیک لائے گا تو اس کا منہ جل جائے گا اور اس کے سر کی کھال بالوں سمیت اس میں گر جائے گی اور جب وہ اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا تو وہ اس کی انتڑیاں کاٹ کر باہر نکال دے گا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ . (الاٰیۃ)

اور جب وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ جو گلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا جو ان کے مونہوں کو بھون ڈالے گا، وہ بہت بُرا پینا ہے۔

جہنمی پانی کی بدبو:

احمد اور حاکم کی روایت ہے کہ اگر دوزخ کے بدبودار پانی کا ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو تمام مخلوق اس کی بدبو سے پریشان ہو جائے، اس پانی کا نام غسّاق ہے جس کا فرمان باری تعالیٰ میں بھی ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ''پس چکھو گے گرم پانی اور غسّاق کو'' اور دوزخیوں کے مشروب کے بارے میں ارشاد فرمایا ''مگر گرم پانی اور غسّاق ہوگا، غساق کے معنی میں کچھ

اختلاف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک کہ اس سے مراد وہ مواد ہے جو دوزخیوں کی کھال سے بہے گا اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد ان کی پیپ ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے نزدیک کہ وہ دوزخ کا ایک کنواں ہے جس میں ہر زہریلی شے یعنی سانپ اور بچھو وغیرہ کا زہر بہہ کر جمع ہوتا رہے گا پھر وہاں پر کافر کو لا کر اس میں غوطہ دیا جائے گا وہ جب اس سے باہر نکلے گا تو اس کی کھال اور گوشت اُتر چکا ہوگا اور اس کے پاؤں اور ٹانگوں کے عقب میں لٹکا ہوا ہوگا وہ اس طرح گھسٹتا ہوا چل کر آئے گا کہ جس طرح کوئی شخص اپنے کسی کپڑے کو گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔

ترمذی شریف میں مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت مبارکہ پڑھی،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.

''اور اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو مگر یہ کہ مسلمان ہو کر مرو''۔

زقوم کیا ہے

پھر سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین پر گرا دیا جائے تو اہل دنیا پر زندگی گزارنا محال ہو جائے، اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس کا کیا حال ہوگا کہ جس کا کھانا زقوم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ. ''اور طعام گلے میں پھنس جانے والا۔''

کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں کانٹے ہوں گے جو گلے کو قابو کر لیں گے نہ تو باہر نکلیں گے اور نہ ہی پیٹ میں جائیں گے۔

کافر کے کندھوں کا فاصلہ:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں مروی ہے کہ کافر کے کندھوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار سوار کے تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔

کافر کی داڑھ:

امام احمد نے روایت بیان کی ہے کہ کافر کی داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اور اس کی ران کوہ بیضاء کے مانند ہوگی اور اس کی بیٹھک دوزخ میں قدید اور مکہ مکرمہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی یعنی تین یوم کے سفر کے برابر، اس کی کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ جتنی لمبی ہوگی یا بیالیس عجمی ہاتھ کے برابر ہوگی۔ ابن حبان پہلے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ کافر کی داڑھ یا دانت کوہ احد جیسا ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی تین یوم کی مسافت کے برابر ہوگی۔

ترمذی کی روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روز محشر کافر کی داڑھ اُحد کے برابر ہوگی، اس کی ران بیضاء کے برابر اور دوزخ میں اس کی بیٹھک تین یوم کے سفر کے برابر ہوگی جیسے زبدہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ ہے۔

کافر کی کھال کی موٹائی:

احمد کی روایت ہے روز محشر کافر کی داڑھ کوہ احد جیسی ہوگی، اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی، اس کا بازو بیضاء پہاڑ جیسا اور اس کی ران درقان جیسی اور دوزخ میں اس کی بیٹھک میرے زبدہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی، ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں اس کی بیٹھک تین یوم کے سفر کے برابر ہوگی جیسے زبدہ ہے۔

دوزخ میں کافر کی زبان کی لمبائی:

احمد، ترمذی اور طبرانی کی روایت ہے، جسے حافظ منذری نے اچھی سند والی حدیث کہا ہے اور ترمذی نے اسے فضیل بن یزید سے نقل کیا ہے کہ کافر دوزخ میں ایک یا دو فرسخ کے برابر لمبی زبان دوزخ میں کھینچتا پھرے گا اور لوگ اسے روندتے ہوں گے، ایک فرسخ تین کلومیٹر ہوتا ہے۔

فضل بن یزید نے ابی العجلان سے روایت کی ہے کہ کافر روز محشر دو فرسخ لمبی زبان کھینچ رہا ہوگا اور لوگ اسے روندر ہے ہوں گے۔

بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ دوزخیوں کے جسم دوزخ میں بہت بڑے کر دیئے جائیں گے حتیٰ کہ اس کے کان کی لَو سے اس کے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا، اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ اور اس کی داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی۔

دوزخ میں کافر کا جسم:

احمد اور حاکم کی بسند صحیح مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جانتے ہو دوزخیوں کے جسم کتنے بڑے ہوں گے؟ میں نے کہا نہیں، تب انہوں نے کہا ہاں واللہ تم نہیں جانتے کہ ان کے کان کی لَو اور ان کے کندھے کے مابین ستر برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا، اس کی وادیوں میں خون اور پیپ جاری ہوگی، میں نے کہا نہریں ہوں گی تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ وادیاں ہوں گی۔



باب ۵۲

گناہوں سے ڈرنے کے فضائل

خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ گناہوں سے روکنے والی باتوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے انتظام کا خدشہ، اس کی ہیبت و جلالت، اس کے عذاب کا خوف اور اس کی پکڑ (کا خوف) نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ،

''جولوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ انہیں فتنہ یا عذاب الیم نہ آگھیرے۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید:

روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو نزع کی حالت میں تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سُن کر فرمایا کہ کسی بندے کے دل میں ایسی دو باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اس بندے کی اُمید کو پورا کر دیتا ہے اور اس کو گناہوں کے ڈر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

دو چیزیں:

حضرت وہب بن الورد فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جنت کی چاہت اور دوزخ کا خوف مصیبت کے وقت صبر عطا کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دنیاوی لذات، خواہشات اور نافرمانیوں سے دُور کر دیتی ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ! تم سے پیشتر ایسے لوگ گزرے ہیں جو گناہوں کو اس قدر بڑا سمجھتے تھے کہ وہ بے اندازہ سونے چاندی کی خیرات کو بھی اپنے ایک

گناہ سے خلاصی کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم وہ سُنتے ہو جو کچھ میں سُنتا ہوں۔ آسمان چر چراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چر چرائے۔ اللہ رب العزت کی قسم! آسمان میں چار انگلی کے برابر کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ یا قیام یا رکوع کی حالت میں نہ ہو اور اگر تم وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو کم ہی ہنستے اور زیادہ روتے اور تم پہاڑوں کی طرف نکل جاتے تا کہ اللہ تعالیٰ کے شدید انتقام اور جلالت سے پناہ مانگتے۔

روایت ہے تم نہیں جانتے کہ نجات پاؤ گے یا نجات نہیں پاؤ گے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر ایمان دار آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہر عذاب کو جانتا تو آگ سے بے خوف نہ رہتا۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش کے گروہ! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے عباس (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا اے صفیہ! (جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں) میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے فاطمہ! (بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے مال میں سے جس طرح چاہو، مانگو، مگر میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت پڑھی،

وَالَّذِيۡنَ يُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ انہیں دیا گیا اور ان کے دل ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے

پروردگار کی طرف جانے والے ہیں۔

اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے، چوری کرتا ہے، شراب پیتا ہے لیکن اللہ کا خوف بھی رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر کی بیٹی! ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، صدقہ دیتا ہے لیکن اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ نامقبول نہ ہوں، اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا اے ابوسعید! آپ کا کیا مشورہ ہے، ہم ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدیں وابستہ رکھنے کی ایسی باتیں سناتے ہیں کہ ہمارے دل خوشی سے اڑنے لگتے ہیں، آپ نے فرمایا واللہ تم اگر ایسی قوم میں بیٹھتے جو تمہیں اللہ کے خوف کی باتیں سناتے اور تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے یہاں تک کہ تم امن پالو، وہ تمہارے لیے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم ایسے لوگوں میں بیٹھو جو تم کو بے خوفی اور امید میں رکھیں یہاں تک کہ تم کو خوف اپنی گرفت میں لے لے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوفِ باری تعالیٰ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نیزہ مار کر زخمی کر دیا گیا اور ان کے وصال مبارک کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹے! میرا چہرہ زمین پر رکھ دو افسوس اور شدید افسوس! اگر اللہ نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا امیرا لمومنین! آپ کو کس چیز کا خوف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے فتوحات کرائیں، شہر آباد کرائے، انہوں نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے برابر ہی میں چھوڑ دیا جائے یعنی نہ نقصان اور نہ نفع دیا جائے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا کانپنا:

حضرت زین العابدین بن علی بن حسن رضی اللہ عنہم وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگ جاتے، ۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے، تم نہیں جانتے کہ میں کس کے حضور جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کی تیاری کر رہا ہوں۔

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کے خوف نے مجھے کھانے پینے سے

روک دیا، اب مجھے کھانے پینے کی تمنا نہیں ہوتی۔

سات اشخاص:

صحیحین میں مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سات اشخاص کا تذکرہ (کرتے ہوئے فرمایا کہ) جس روز کوئی سایہ نہ ہوگا تو (اللہ تعالیٰ) ان کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے خلوت میں عذاب الٰہی اور وعید کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث آنسو نکل پڑے اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اس نے نافرمانی اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

دو آنکھیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دو آنکھیں ایسی ہیں کہ جن کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو نصف شب کو خوف باری تعالیٰ سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے گزاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہر آنکھ روز محشر روئے گی لیکن جو آنکھ اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے باز رہی، جو آنکھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگتی رہی اور جس آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے بچی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کا اجر:

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن اور صحیح روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، وہ آدمی ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا حتیٰ کہ دودھ دوبارہ تھن میں واپس چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار اور دھواں کبھی ایک جیسے نہیں ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہزار دینار خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک آنسو بہالینا زیادہ پسند ہے۔

جہنم کی آگ سے بچنے کا راز:

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلنے والے آدمی کے آنسو آدمی کے بدن کے جس بھی حصہ پر لگتے ہیں اس حصہ کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ اطہر رونے کے باعث ایسے جوش مارتا تھا جیسے ہانڈی ابلتی اور جوش مارتی ہے۔

کِندی کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی لمبی چوڑی آگ کو بجھا دیتا ہے اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ کہنے کو تو تم زاہدوں جیسی گفتگو کرتے ہو جب کہ تمہارے اعمال منافقین جیسے ہیں اس کے باوجود تم جنت میں داخلے کے طلبگار ہو دور رہو، دور رہو، وہ لوگ اور ہی ہیں جو جنت کے لیے ہیں اور جن کے اعمال ہمارے اعمال سے بالکل الگ ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصائح:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا: اے آلِ رسول! مجھے وصیت فرمائیے، انہوں نے فرمایا: اے سُفیان! جھوٹے کو مروّت حاصل نہیں، حاسد کے لیے چین نہیں، ہر وقت غمگین رہنے والے کے لیے بھلائی نہیں اور بداخلاقی کے لیے سرداری نہیں۔ میں نے عرض کیا؟ آلِ رسول! مزید فرمائیے، فرمایا: اے سفیان! اللہ تعالیٰ کے محارم سے بچئے، تم عبادت گزار ہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو قسمت میں کر دیا، اس پر راضی رہو، تم مسلمان ہو گے اور لوگوں سے اس طرح رفاقت کرو، جیسی تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے رفاقت کریں، تم ایماندار ہو کہ بُرے کی مصاحبت نہ کرنا، ورنہ تمہیں برائی ہی سکھائے گا۔ اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے: انسان اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے، یہ دیکھو کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو اور اپنے امور میں ان سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزید وصیت فرمائیے: فرمایا: اے سفیان! جو شخص یہ چاہے کہ قبیلے کے بغیر ہی عزت وغلبہ حاصل ہو اور سلطنت کے بغیر ہی وقار ورعب حاصل ہو، اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف آ جائے۔ میں نے کہا: اے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مزید

وصیت کیجئے ،فرمایا: میرے والد نے مجھے تین ادب سکھائے ،فرمایا: اے بیٹا (۱) جو بُرے کو دوست بنائے وہ بچ نہیں سکتا (۲) جو بُری جگہ جائے ،اس پر تہمت لگے گی (۳) اور جو اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے وہ شرمسار ہوگا۔

عبادت میں مزہ نہ آنے کی وجہ:

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: میں نے حضرت وہب بن الورد سے پوچھا: کیا وہ شخص عبادت کا مزہ پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ فرمایا: نہیں ،اور نہ وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کام کرتا ہے۔ وہ بھی عبادت کا مزہ نہیں پاسکتا۔

امام ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوف الٰہی ہی ایسی آگ ہے جو شہوات کو جلادیتی ہے۔ اس کی فضیلت اسی قدر ہے جس قدر وہ شہوات کو جلادے اور جس قدر وہ نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے۔ اس صورت میں خوف کی فضیلت کیسے نہ ہو؟ جب کہ اس کے ذریعہ عفت ،ورع ،تقویٰ ،مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والے اچھے اعمال کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ.

ہدایت اور رحمت ہے ،ان کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ.

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اور اگر تم ایماندار ہو تو مجھ سے ڈرو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ. (الرحمٰن)

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى. وہ نصیحت پکڑے گا جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا .

اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اس طرح بے شمار آیات اس مفہوم کی گواہی دیتی ہیں۔ فضیلت علم کی احادیث فضیلت خوف پر دلالت کرتی ہیں اس لیے کہ خوف علم ہی کا پھل ہے۔

گناہوں کا جھڑنا:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب بندے کا جسم اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو جس طرح سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑتے ہیں۔

روزِ قیامت بے خوفی:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے، مجھے قسم ہے عزت وجلال کی! میں دو خوف اور دو امن اپنے بندے پر جمع نہیں کرتا، اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف ہوتا ہے تو میں اسے روز محشر خوف میں مبتلا کر دوں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرتا ہے تو میں اسے روز محشر بے خوف کر دوں گا۔

حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ ویرانہ ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهٗ لَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ.

"پس اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔

☆☆☆

باب۔۵۳

توبہ کے فضائل

قرآن حکیم میں توبہ کے فضائل کے ضمن میں بہت سی آیات مبارکہ ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَتُوبُوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اور توبہ کرو اللہ کی طرف اے ایمان والو! تا کہ تم فلاح پاؤ۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا، مگر حق کے ساتھ اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا، وہ بڑے وبال سے ملے گا۔ قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا، مگر جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا، تو وہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور جو کوئی توبہ کرے اور نیک عمل کرے، پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

توبہ کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ ہیں:

مسلم شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے یعنی اپنی رحمت فرماتا ہے۔ جیسے اس کی شان کے مطابق ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرلے اور دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرلے تا آنکہ سورج مغرب سے طلوع کرے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی چالیس سال یا ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان وزمین پیدا کیے، اسی دن توبہ کرنے والوں کے لیے کھول دیا۔ مغرب سے طلوع آفتاب تک اُسے بند نہیں کرے گا۔

ترمذی شریف کی صحیح حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے ایک دروازہ مغرب میں بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اُس وقت تک بند نہیں کرے گا جب تک کہ اس سے قبل سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ يَأْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا ۝

''جس دن آئیں گی تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں، کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو اس سے قبل ایمان نہیں لایا تھا''۔

کہا جاتا ہے کہ یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت کے مرفوع ہونے کی تفصیل نہیں ملتی جس طرح کہ بیہقی نے اس کی تشریح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی باتیں اپنی عقل وشعور سے نہیں کہی جاتیں اس لیے کہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوگی۔

جید سند کے ساتھ طبرانی نے نقل کیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کی غرض سے کھلا ہے تا آنکہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

جید سند کے ساتھ ابن ماجہ نے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ تمہارے گناہ آسمانوں تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو تمہاری توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

حاکم نے صحیح روایت نقل کی ہے کہ انسان کی سعادت مندی کی نشانی یہ بات ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت بیان کی ہے کہ ہر انسان خطا کرتا ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

گناہوں کی معافی مانگنا:

بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے ایک شخص نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ اے اللہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرا یہ گناہ معاف فرما دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ پر مواخذہ کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے لہٰذا اس کا گناہ معاف کر دیا، پھر وہ انسان جتنی مدت اللہ نے چاہا گناہوں سے رکا رہا۔ پھر اس نے دوسرا گناہ کر لیا اور کہا اے اللہ! میں نے اور گناہ کر لیا، اسے معاف فرما دے، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں کے باعث پکڑ لیتا ہے لہٰذا اللہ نے اس کا گناہ معاف فرما دیا پھر جتنے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ رکا رہا تا آنکہ اس نے اور گناہ کر لیا اور عرض کیا کہ یا اللہ! میں نے پھر گناہ کیا ہے میرے اس گناہ کو معاف فرما دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور ان پر مواخذہ بھی کرتا ہے، اسی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، وہ جو چاہے عمل کرے۔

اللہ علیم و خبیر ہے:

منذری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ''جو چاہے عمل کرے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ علیم و خبیر ہے، وہ جانتا ہے کہ جب بھی میرا بندہ گناہ کرے گا فوراً ہی گناہ سے توبہ کرے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ جونہی گناہ کرتا ہے توبہ کر لیتا ہے اور جب اس کا یہ طریقہ ہو کہ گناہ کرتے ہی خلوص دل سے توبہ کرلے تو ایسی صورت میں اسے گناہ نقصان نہیں دیں گے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ زبان سے توبہ کرے لیکن دل سے گناہوں سے نفرت کا اظہار نہ کرے اور بار بار گناہ میں مصروف رہے کیونکہ یہ جھوٹوں کی توبہ ہے۔

گناہ کا سیاہ نقطہ:

بعض محدثین نے یہ صحیح روایت نقل کی ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے، گناہ سے باز آجائے اور استغفار کرے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ کرتا رہتا ہے تو اس کا دل سیاہ نقطوں میں چھپ جاتا ہے، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

ہرگز نہیں یہ بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال نے زنگ چڑھا دیا ہے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی روح حلق تک نہ پہنچ جائے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصائح:

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دُور چلنے کے بعد فرمایا، اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، سچی بات کرنے، وعدہ نبھانے، امانت ادا کرنے، خیانت نہ کرنے، یتیم پر رحم، پڑوسی کی حفاظت، غصہ پر قابو پانے، گفتگو میں نرمی، بہت سلام کرنے، حاکم کی اطاعت کرنے، قرآن حکیم میں غور وفکر، آخرت کو محبوب رکھنے، حساب سے ڈرنے، مختصر امیدوں اور اچھے عمل کی وصیت کرتا ہوں اور مسلمان کو گالی دینے، جھوٹے کی تصدیق کرنے، سچے کو جھٹلانے، عادل حکمران کی نافرمانی کرنے اور زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے تمہیں منع کرتا ہوں، اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہر درخت اور پتھر کے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر کر اور ہر مخفی گناہ کی چھپ کر توبہ کر اور ظاہر گناہ کی ظاہری توبہ کر۔

توبہ کی برکات:

اصبہانی کی روایت ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے محافظ فرشتوں کو اس کے جسمانی اعضاء اور زمین کے اُس حصے کو جس پر اس نے گناہ کیا ہے اس انسان کا گناہ مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ روز محشر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا اور کوئی اس

کے گناہوں کی گواہی دینے والا نہ ہوگا۔

اصبہانی کی ایک روایت ہے کہ شرمندہ ہونے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے اور اکڑنے والا اس کے غضب کی اُمید رکھا کرے۔ اے اللہ کے بندو! یادرکھو، ہر آدمی کو اپنے عمل کا سامنا کرنا ہوگا اور دنیا سے تب تک نہیں جائے گا۔ جب تک وہ اپنے اچھے بُرے عمل کو نہ دیکھ لے اور اعمال کا انجام کے لحاظ سے اعتبار ہوگا۔ دن رات لپیٹے جا رہے ہیں، اس لیے آخرت کی طرف بہتر عمل لے کر چلو اور ٹال مٹول کرنے سے دور رہو، اس لیے کہ موت اچانک آنے والی ہے اور کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے حلم پر مغرور نہ ہو، اس لیے کہ آگ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ.

پس جو رائی کے ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو رائی کے ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔

طبرانی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے البتہ اس میں انقطاع ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ.

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے اس کا گناہ ہی نہیں۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا۔ البتہ اس میں یہ اضافہ ہو جو گناہ کی معافی مانگتا ہو لیکن ساتھ ساتھ گناہ بھی جاری رکھے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والا ہے۔

صحیح ابن حبان اور حاکم نے صحیح روایت نقل کی۔ ندامت بھی توبہ ہے، یعنی ندامت توبہ کا بڑا رکن ہے جیسے حج کا عرفات ہے (یعنی وقوفِ عرفات حج کا بڑا رکن ہے) اور ندامت کا معنیٰ یہ ہے کہ نافرمانی کی برائی اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا ڈر اور شرمندگی ہو یہ نہ ہو کہ صرف دنیا میں بے عزتی یا مال برباد ہونے کا اندیشہ ہو اور اس پر شرمندہ ہوتا ہے۔

حاکم نے صحیح سند سے روایت نقل کی۔ البتہ اس میں ایک راوی ساقط ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کی گناہ کے باعث ندامت پائی، تو معافی مانگنے سے پہلے اُسے معاف کر دیا۔

مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش طلب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کردے اور تمہارے بدلہ میں ایسی قوم کو لائے جو گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے۔

مسلم کی حدیث ہے، کوئی ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنی تعریف پسند ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف فرمائی ہے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بدکاریوں کو حرام کردیا ہے اور کوئی ایک ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر پسند کرنے والا ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

بہترین توبہ:

مسلم شریف میں ہے کہ قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت جس کو زنا کے باعث حمل قرار پایا گیا تھا حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں قابل حد ہوں، مجھ پر حد جاری فرمائیے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سرپرست کو بلا کر فرمایا کہ اس سے حسن سلوک کرنا اور جب اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ اس عورت کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیئے جائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور بعد میں آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس زانیہ کی نماز جنازہ پڑھائی؟ آپ نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے ستر اشخاص پر تقسیم کردی جائے تو سب کو پوری ہو جائے، کیا تم نے اس سے کوئی افضل شخص دیکھا کہ جس نے خود کو اللہ کی حدود کے نفاذ کے لیے پیش کردیا ہو۔

بُرائی سے باز رہنے کا اجر:

ترمذی نے سند حسن، صحیح ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

باتیں سنا کرتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک یا دو مرتبہ (اور انہوں نے سات بار تک شمار کیا) سے زیادہ کسی بات کو دوبارہ نہیں فرمایا کرتے تھے لیکن میں نے یہ بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سُنی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کا نام کفل تھا وہ گناہوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کو ساٹھ دینار دے کر گناہ پر راضی کر لیا پھر جب وہ برائی کا ارتکاب کرنے لگا تو وہ عورت کانپنا اور رونا شروع ہو گئی۔ اس پر اس نے عورت سے کہا کیا تم مجھے اچھا نہیں سمجھتی؟ وہ کہنے لگی، نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے کبھی یہ بُرائی نہیں کی اور آج میں اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو کر اس کام پر آمادہ ہوں۔ اس شخص نے یہ بات سُنی تو کہا، بلاشبہ اس حالت میں بھی تم نے کبھی ایسی برائی نہیں کی ہے۔ یہ دینار تم لے لو میں نے یہ تمہیں دے دیئے اور اللہ کی قسم! میں آئندہ کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ اسی رات کو وہ فوت ہو گیا صبح کے وقت اس کے دروازے پر تحریر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دو بستیاں تھیں، ایک نیکوں کی اور دوسری بروں کی، ایک مرتبہ بروں کی بستی سے ایک شخص نیکوں کی بستی کی طرف جانے کی نیت سے نکلا لیکن اسے راستہ میں مشیتِ الٰہی کے مطابق موت آ گئی چنانچہ اس شخص کے بارے میں شیطان اور فرشتۂ رحمت کا جھگڑا ہو گیا۔ شیطان بولا اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی لہٰذا یہ میرا ہے، فرشتۂ رحمت نے کہا کہ یہ تو توبہ کی نیت سے جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ تم دیکھو، یہ کونسی بستی سے زیادہ قریب ہے؟ انہوں نے اسے بالشت نیکوں کی بستی سے قریب پایا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ معمر کی روایت ہے کہ میں نے کہنے والے سے سنا ہے، اللہ تعالیٰ نے نیکوں کی بستی کو اس کے نزدیک کر دیا۔

بخاری شریف و مسلم کی حدیث پاک ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے۔ پھر کسی عالم کے بارے میں پوچھا گیا تو لوگوں نے اسے ایک راہب کا پتہ بتایا وہ اس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا نہیں! اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور سو پورے کر دیئے۔ پھر کسی عالم سے پوچھا: اس نے کسی دوسرے عالم کو اطلاع دی۔ اس نے

وہاں جاکر بتایا کہ میں نے ایک سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: ہاں تیرے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ جاؤ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہے ہیں ان کے ساتھ مل کر عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف مت آنا، یہ بُرا علاقہ ہے۔ وہ چلا ابھی نصف راستہ طے کیا تھا کہ ملک الموت آ گیا۔ اب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے آیا ہے عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس شخص نے کبھی نیکی کا کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا۔ انہوں نے اسے منصف بنالیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کے فاصلے کو ناپ لو۔ جس طرف زیادہ قریب ہو ادھر والے فرشتے لے جائیں۔ جب انہوں نے اسے ناپا تو اس زمین کی طرف قریب تر پایا کہ جدھر جانے کا وہ ارادہ کیے ہوئے تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی جان قبض کی۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ نیک لوگوں کی بستی سے ایک بالشت قریب تر تھا اس لیے اسے انہی میں سے کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ادھر کی زمین کو حکم ہوا کہ قریب ہو جاؤ اور فرمایا: دونوں فاصلوں کو ناپ لو، جب ناپا گیا، تو اسے نیکوں کی بستی کے قریب تر پایا اور اسے معاف کر دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا کہ جب ملک الموت آیا تو اس شخص نے نیکوں کی بستی کی طرف اپنا سینہ کر دیا۔

طبرانی نے سند جید کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے بہت زیادہ گناہ کیے اور وہ ایک شخص کے پاس آیا اور کہا میں نے ننانوے بے گناہوں کو قتل کیا ہے، کیا تم میرے لیے توبہ کی کوئی راہ پاتے ہو؟ اس شخص نے کہا نہیں، چنانچہ اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے سو بے گناہوں کو قتل کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا تو یہ بالکل جھوٹ ہے، دیکھو فلاں مقام پر ایک عبادت گزار جماعت رہتی ہے، تم بھی وہاں جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر عبادت کرو، چنانچہ وہ ان کی طرف چل پڑا اور راستے ہی میں فوت ہوگیا۔ اس پر عذاب اور رحمت کے فرشتوں نے جھگڑا کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے کہا کہ تم ان دونوں جگہوں کی زمین ناپ لو، جس زمین سے یہ قریب ہوگا اسی کا ہوگا۔

چنانچہ جب زمین کو ناپا گیا تو وہ شخص چیونٹی کے برابر عبادت گزار بندوں کی بستی کے نزدیک تھا اس لیے اسے معاف کر دیا گیا۔

طبرانی نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ وہ شخص پھر دوسرے راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے سو قتل کیے ہیں کیا تمہیں میرے لیے توبہ کی کوئی گنجائش دکھائی دیتی ہے؟ راہب نے کہا، تم نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر پاس ہی دو بستیاں ہیں ایک کا نام نصرہ اور دوسری کا نام کفرہ ہے۔ اہل نصرہ ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اس میں کوئی گنہگار نہیں رہ سکتا جب کہ کفرہ والے ہمیشہ گناہوں میں محو رہتے ہیں اور ان کے سوا وہاں پر اور کوئی نہیں رہتا، اس لیے تم نصرہ کی طرف جاؤ اگر تم نے وہاں پر استقامت کے ساتھ اچھے اعمال کیے تو کوئی شک نہیں کہ تمہاری توبہ قبول ہو جائے۔ اس پر وہ شخص نصرہ کی طرف چل پڑا۔ جب دونوں بستیوں کے درمیان میں پہنچا تو فوت ہو گیا۔ اس شخص کے متعلق فرشتوں نے اللہ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، دیکھو یہ کس بستی سے نزدیک ہے۔ جس بستی سے نزدیک ہو اس کو انہی لوگوں میں سے لکھ دو۔ چنانچہ فرشتوں نے اس کو چیونٹی کے برابر نصرہ (کی بستی) سے نزدیک پایا اس پر اس کو اہل نصرہ میں سے لکھ دیا گیا۔

☆☆☆

باب ۔۵۴

ظلم کی ممانعت

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ O (الشعراء:۲۲۷)

''اور بہت جلد جان لیں گے ظالم کہ کون سی پھرنے کی جگہ پھیرے جائیں گے''۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ظلم روز محشر اندھیرا ہوگا۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید ارشاد فرمایا کہ جو شخص ظلم سے ایک بالشت زمین حاصل کر لیتا ہے اس کی گردن میں اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے گا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے، اس شخص پر ظلم میرے غصے کو بھڑکا دیتا ہے جس کا میرے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔ کسی شاعر کا کہنا ہے۔

لَا تَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا

فَالظُّلْمُ يَرْجِعُ عَقْبَاهُ اِلَى النَّدَم

جب تو صاحب اقتدار ہو کسی پر ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے۔

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ

يَدْعُوْا عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمِ

تیری آنکھیں سو رہی ہیں یعنی تو نیند کے مزے لے رہا ہے لیکن مظلوم جاگ رہا ہے اور تیرے خلاف بددعا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں تو نہیں سوتیں۔

ایک دوسرے شاعر کا کہنا ہے۔

اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَا الْاَرْضَ مَرْكَبًا

وَلَجَّ عَلُوًّا فِی قَبِیْحِ اکْتِسَابِهٖ

جب مظلوم زمین پر سر جھکا کر چلے، اور ظالم بُرے اعمال میں حد سے بڑھ جائے۔

فَكِلْهُ اِلٰی صَرْفِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ

سَیُبْدِیْ لَهٗ مَالَمْ یَكُنْ فِیْ حِسَابِهٖ

تو تُو ان مصائب کو زمانہ کے سپرد کر دے وہ اس کو ایسا سبق دے گا جو اس کے وہم و گمان میں نہ ہوگا۔

بعض اسلاف کا قول ہے کمزوروں پر ظلم نہ کرو ورنہ تم بدترین طاقتوروں میں سے ہوگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ظالم کے ظلم کے خوف سے کبھی سرخاب بھی گھونسلے میں مر جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ توریت میں تحریر تھا کہ منادی پل صراط کے اس جانب ندا کرے گا، اے باغیو! ظالمو، اے بدقسمت ظالمو! بلاشبہ اللہ رب العزت نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ آج ظالم کا ظلم (یعنی ظالم) پُل صراط سے نہیں گزرے گا۔

عجیب بات:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین حبشہ جب واپس لوٹ کر حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے کوئی عجیب بات حبشہ میں دیکھی ہے تو مجھے بتاؤ۔ ان مہاجرین میں سے حضرت قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری طرف توجہ فرمائیں میں عرض کرتا ہوں، ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حبشہ کی ایک ضعیف عورت اپنے سر پر پانی کا مٹکا رکھے ہوئے جا رہی تھی اس کا گزر جب ایک حبشی جوان کے پاس سے ہوا تو اس جوان نے کھڑے ہو کر بڑھیا کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے اور اسے دھکا دے گرا دیا۔ بڑھیا گھٹنوں کے بل گری جس سے اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ اُس نے اُٹھ کر جوان سے کہا، اے غدار! تُو بہت جلد جان لے گا کہ جب اللہ تعالیٰ عدالت فرمائے گا اور اگلے پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور انسان

کے ہاتھ پاؤں اس کے اعمال کی شہادت دیں گے اور تُو بھی اپنا اور میرا فیصلہ کل اللہ تعالیٰ کے ہاں سُن لے گا۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سُن کر فرمایا، ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ کیسے فلاح دے گا جو طاقتوروں سے کمزوروں کو بدلا نہیں دلا سکتی۔

پانچ اشخاص پر اللہ تعالیٰ کا غضب:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پانچ اشخاص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے چاہے گا تو ان کو دنیا میں اپنے غضب کا نشانہ بنائے گا یا (آخرت میں) ان کو دوزخ میں ڈالے گا۔

(۱) قوم کا وہ حاکم جو رعایا سے اپنا حقوق حاصل کرتا ہے مگر ان کا حق نہیں لوٹاتا اور نہ ان سے ظلم دور کرتا ہے۔

(۲) قوم کے رہنما لوگ جس کی پیروی کریں وہ طاقتور اور کمزور کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکتا اور خواہشات نفسانی کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔

(۳) گھر کا سربراہ جو اپنے گھر والوں اور اولاد کو اللہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیتا اور نہ ہی انہیں دینی اُمور کی تعلیم دیتا ہے۔

(۴) ایسا آدمی جو اُجرت پر مزدور لا کر اس سے کام کروا کر اُجرت نہیں دیتا۔

(۵) وہ شخص جو اپنی بیوی کا حق مہر دبا کر اس پر زیادتی کرتا ہے۔

اللہ مظلوم کے ساتھ ہے:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اللہ کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا یا اللہ! تو کس کے ساتھ ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مظلوم کے ساتھ یہاں تک کہ اسے اس کا حق دیا جائے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی ظالم بادشاہ نے عالیشان محل بنوایا، ایک غریب بڑھیا آئی اور اس نے محل کے پہلو میں اپنی جھونپڑی بنالی جس میں وہ سکون سے رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ظالم بادشاہ نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو اسے بڑھیا کی

جھونپڑی نظر آئی، اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا یہ ایک بڑھیا ہے اور وہ اس میں رہتی ہے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے گرادو، لہٰذا اسے گرادیا گیا، جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے اپنی مسمار جھونپڑی دیکھ کر پوچھا کہ اسے کس نے گرادیا ہے؟ لوگوں نے کہا اسے بادشاہ نے دیکھا اور گرادیا، اس پر بڑھیا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ! اگر میں حاضر نہیں تھی تو تو کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا، محل کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو اور ایسا ہی کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ ایک برمکی امیر اور اس کے بیٹے کو جب ایک عباسی امیر المسلمین نے قید کر دیا تو بیٹے نے کہا اے ابا جان! ہم باعزت ہونے کے بعد قید کر دیئے گئے ہیں، والد نے جواب دیا، بیٹے مظلوموں کی فریادیں راتوں کو سفر کرتی رہیں، ہم ان سے غافل رہے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں تھا۔

یزید بن حکیم کہا کرتے تھے، میں کبھی کسی سے نہیں ڈرا البتہ مجھے ایک شخص نے ڈرایا یعنی میں نے اس پر یہ جانتے ہوئے ظلم کیا کہ اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں ہے، وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے اللہ کافی ہے، اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے مابین فیصلہ فرمائے گا۔

مظلوم کو اُس کا حق ضرور ملے گا:

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ظالم روز محشر آئے گا جب وہ پل صراط پر پہنچے گا تو اسے مظلوم مل جائے گا اور وہ اپنے ظلم کو اچھی طرح شناخت کرلے گا لہٰذا ظالم مظلوموں سے نجات نہیں پائیں گے یہاں تک کہ ظلم کے بدلے ان کی نیکیاں لے لیں گے اور ان کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو ان کے ظلم کے برابر اپنے گناہ ظالموں پر ڈال دیں گے حتیٰ کہ ظالم دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں پھینک دیئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا ہے روز محشر لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں، غیر مختون، سیاہ شکلوں میں اٹھیں گے۔ پھر منادی ندا کرے گا جس کی آواز ایسی ہوگی جو دور و نزدیک ایک جیسی سنی جائے گی، میں بدلے دینے والا مالک ہوں۔ کسی جنتی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائے باوجود یہ کہ اس پر کسی دوزخی کی دادخواہی رہتی ہو، خواہ وہ ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو یا اس سے زیادہ ہو اور کوئی دوزخی دوزخ میں نہ جائے دراں حالیکہ اس پر کسی کا حق رہتا ہو، چاہے وہ ایک تھپڑ ہو یا اس سے

زیادہ ہو اور تیرا پروردگار کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرے گا، ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم تو اس روز ننگے بدن، ننگے پاؤں ہوں گے، آپ نے فرمایا نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمہارا پروردگار کسی ایک پر ظلم نہیں کرے گا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو ایک چابک (کسی کو) ناحق مارتا ہے روز محشر اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

حکمت کی بات:

کسریٰ نے ایک استاد اپنے بیٹے کے لیے مامور کیا جو اس کو تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا تھا۔ جب وہ بچہ پوری طرح علم و ہنر سے فیضیاب ہو گیا تو استاد نے اس کو بلایا اور بغیر کسی جُرم اور بغیر کسی وجہ کے اسے اذیت ناک سزا دی۔ اپنے استاد کے اس سلوک کو اس لڑکے نے بہت بُرا سمجھا اور اس کے دل میں اس کی طرف عداوت پیدا ہو گئی پھر جب وہ جوان ہو گیا اور بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو والد کے مرنے کے بعد وہ بادشاہ بن گیا۔ تخت شاہی پر بیٹھنے کے بعد اس نے استاد کو بُلایا اور پوچھا کہ آپ نے بغیر کسی جرم اور بغیر کسی وجہ کے فلاں دن مجھے اس قدر اذیت ناک سزا کیوں دی تھی؟ استاد نے کہا، اے بادشاہ! جب تُو زیور تعلیم سے مکمل طور پر آراستہ ہو گیا تو میں نے سمجھ لیا کہ اپنے والد کے بعد تُو بادشاہ بنے گا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ تجھے ظلم کی تکلیف اور سزا کے ذائقے سے آشنا کر دوں تاکہ تُو اس کے بعد کسی پر ظلم نہ ڈھائے۔ بادشاہ نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے پھر اس نے استاد کا وظیفہ مقرر کر دیا اور ان کو نقد رقم بھی بطور انعام پیش کرنے کا حکم دے دیا۔



باب ۔۵۵

یتیموں پر ظلم کی ممانعت

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۔ (النساء:١٠)

بے شک جو لوگ ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ پیٹوں میں آگ کھا رہے ہیں اور جلد ہی جہنم میں پہنچیں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: یہ آیت غطفان کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے بھائی کے بیٹے کے مال کا سرپرست ہوا، بیٹا چھوٹا اور یتیم تھا، اس نے اس کا مال کھالیا۔

ناحق اور ظلماً کا مفہوم ہے، ظلم کی وجہ سے یا یہ مفہوم ہے کہ ظالم کی حالت میں، البتہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ جو حق کے ساتھ کھائے، جیسا کہ سرپرست، کتب فقہ میں مقررہ شرائط کے مطابق تصرف کرے اور کھائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ (النساء:٦)

اور جو کوئی غنی ہو تو اسے چاہیے کہ بچے اور جو کوئی فقیر ہو تو اسے چاہیے کہ انصاف کے ساتھ کھائے۔

یعنی ضرورت کے مطابق استعمال کرے، تو ٹھیک ہے یا قرض لے یا بقدر اُجرت لے یا اگر مجبور ہو جائے، تو عاریۃً لے اور جب بھی فراخی ہو تو ادا کر دے۔ اگر فراخی نہ ہو تو حلال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے حق کے بارے میں سخت تاکید کی اور اس ابتدائی آیت سے پہلے والی آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْتَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا . (النساء:۹)

''اور چاہیے کہ وہ لوگ، اس سے کہ اگر وہ اس سے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جائیں تو ان پر خوف کریں پس چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور چاہیے کہ محکم بات کریں۔''

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے اقوال کے برخلاف جو اسے ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے اور اس جیسی مزید باتوں پر محمول کرتے ہیں، آئندہ آنے والی آیت سے ربط دیتے ہوئے یہ مراد ہے کہ جس شخص کی سرپرستی میں یتیم ہو وہ اس سے اچھا برتاؤ کرے، یہاں تک کہ اسے ایسے بلائے جیسے وہ اپنی اولاد کو بلاتا ہے، یعنی اسے اے بیٹے، کہہ کر بلائے اور اس سے ایسی بھلائی، احسان اور نیک سلوک کرے اور اس کے مال کو اس طریقے سے خرچ کرے جیسا کہ وہ اپنے انتقال کے بعد اپنی اولاد اور اپنے مال سے سلوک کی تمنا رکھتا ہے کیونکہ قیامت کے دن کا مالک اللہ رب العزت اعمال کے مطابق جزا دیتا ہے یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے جیسے تم دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرو گے وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔

بعض اوقات انسان بے خوف ہو کر دوسرے کے مال اور اولاد میں تصرف کرتا ہے کہ اسے اچانک موت آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کے مال، اولاد خاندان اور تمام تعلقات کی ویسی ہی جزا دیتا ہے جیسا برتاؤ اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہوتا ہے، اگر اچھا برتاؤ کیا ہوتا ہے تو اچھی جزاء اور اگر بُرا برتاؤ کیا ہوتا تو بُری جزاء عطا کرتا ہے۔ اس لیے ہر عقل مند کو چاہیے کہ اگر اس کے دل میں دین کا خوف نہ ہو، تو پھر بھی اس کو اپنی اولاد اور مال کے لیے خوف کرنا چاہیے اور وہ یتیم جو اس کی سرپرستی میں ہیں ان کا مال اس طرح سے خرچ کرے جس طرح وہ اپنی اولاد کے مال میں ان کے یتیم ہو جانے کی صورت میں ان کے سرپرست سے خرچ کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے:

اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد (علیہ

السلام)! یتیم کے لیے مہربان باپ کی مانند اور غریب بیوہ کے لیے مہربان خاوند کی مانند ہو جا اور جان لے کہ جو بوئے گا وہی کاٹے گا یعنی جس طرح تُو کرے گا تیرے ساتھ ویسا ہی کیا جائے گا اس لیے کہ آخر ایک روز مر جانا ہے تیری اولاد کو یتیم اور بیوی کو بیوہ ہونا ہے۔

بہت سی احادیث مبارکہ میں یتیموں کے مال کھانے اور ان پر ظلم کرنے کے ضمن میں شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ اس سے قبل مذکور آیت مبارکہ میں اس غلط، بُری اور ذلیل حرکت سے باز رکھنے کے لیے لوگوں کو شدید انتباہ کیا گیا ہے۔

مالِ یتیم کو اچھا نہ سمجھو:

مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے کمزور سمجھتا ہوں اور تیرے لیے میں وہی اچھا سمجھتا ہوں جو میں اپنے لیے اچھا سمجھتا ہوں کبھی دو پر حکمران نہ بن اور یتیم کے مال کو اچھا نہ سمجھو۔

نقصان دہ باتوں سے بچو:

بخاری و مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہلاک کر دینے والی سات باتوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک بنانا، جادو، کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا اور یتیم کے مال کو کھانا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا عدل:

حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، چار اشخاص ایسے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہوگا کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ہی ان کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے دے، شراب پینے والا، سود کھانے والا، ناحق یتیموں کا مال کھانے والا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔

سب سے بڑا گناہ:

صحیح ابن حبان میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے اہل یمن کو جو نامہ مبارک لکھا اس میں تحریر تھا اس میں ہے کہ قیامت کے

دن اللہ کے حضور سب سے بڑا گناہ اس کا شریک ٹھہرانا، کسی اہل ایمان کو ناحق قتل کرنا۔ جنگ میں جہاد فی سبیل اللہ سے فرار ہونا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاکباز عورتوں پر بہتان لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔

ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ روزِ حشر قبروں سے ایسی قوم اٹھائی جائے گی جن کے منہ سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا،

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا .

بے شک وہ لوگ یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھاتے ہیں وہ تو ماسوائے آگ کے کچھ پیٹ میں نہیں بھرتے۔

جہنم کا عذاب:

مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (معراج کی شب) میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن پر کچھ لوگ متعین تھے جو ان کے داڑھیاں نوچ رہے تھے اور کچھ لوگ ان کے منہ میں دوزخ کے پتھر لا کر ڈال رہے تھے جو ان کے عقب سے نکل رہے تھے، میں نے پوچھا اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون ہیں؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا، (یہ وہ لوگ ہیں) جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں پس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

قرطبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، معراج کی شب میں نے ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اُونٹ کے ہونٹوں کی مانند تھے اور ان پر کچھ لوگ متعین ہیں جو ان کے ہونٹوں کو پکڑ کر ان کے منہ میں دوزخ کے پتھر ڈال رہے ہیں جو ان کے نیچے سے نکل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہے؟ جبرائیل (علیہ السلام نے کہا، یہ وہ (لوگ) ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

☆☆☆

باب ۔۵۶

تکبر کی مذمت

تکبر کی مذمت کے ضمن میں اور اس کے بُرے انجام کے بارے میں اس سے پہلے بہت کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اب اس بارے میں کچھ مزید لکھا جاتا ہے۔

سب سے پہلا گناہ:

سب سے پہلا گناہ تکبر ہے جو شیطان سے سرزد ہوا، چنانچہ اللہ رب العزت نے اس پر لعنت کی اور اس کو جنت سے نکال باہر کیا جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا۔

تکبر اللہ تعالیٰ کی چادر ہے:

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص ان دو میں سے کسی ایک کے متعلق میرے ساتھ جھگڑے گا میں اس کے دانت توڑ دوں گا اور کسی کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔

متکبر کا حشر:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ متکبرین انسانی صورتوں میں چیونٹیوں کی مانند قبروں سے اُٹھیں گے ہر جانب سے ذلت و رسوائی انہیں گھیرے ہوگی اور ان کو جہنمیوں کی پیپ کی مٹی (یعنی گارا) پلائی جائے گی۔

دردناک عذاب:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ روزِ محشر تین اشخاص سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ (۱) بوڑھا

زانی (۲) ظالم بادشاہ (۳) سرکش متکبر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت مبارکہ پڑھی

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ ۔ (البقرہ:۲۰۶)

''اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کو عزت گناہ کے ساتھ پکڑتی ہے''۔

تو فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

''بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

ایک متکبر نے ایک ایسے شخص کو جو نیکی اور اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا، قتل کر دیا تو دوسرا شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جو تمہیں اچھی باتیں اور نیک عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، تب متکبر نے اسے بھی قتل کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے بھی جس نے اسے نیکی کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، انسان کے گنہگار ہونے کے لیے یہی بہت ہے کہ جب اسے اللہ سے ڈرنے کو کہا جائے تو وہ یہ کہے کہ تم اپنا خیال رکھو!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو (دائیں ہاتھ میں) طاقت نہیں رکھے گا۔ اس شخص کو دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے تکبر نے روک دیا تھا، راوی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد اس شخص نے اس ہاتھ کو نہ اٹھایا یعنی وہ مفلوج ہو گیا۔

تکبر کی حقیقت:

مروی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایسا آدمی ہوں کہ خوبصورت لباس اور پاک صاف رہنے کو پسند کرتا ہوں، کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تکبر حق سے چشم پوشی کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

تکبر کے باعث فرعون کا انجام:

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا ایمان لا، تیرا ملک تیرے ہی پاس رہے گا تو فرعون نے کہا میں ہامان سے مشورہ کرلوں، چنانچہ جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اب تک تو تُو رب رہا ہے، لوگ تیری عبادت کرتے رہے ہیں اور اب تو عبادت کرنے والا بندہ بننا چاہتا ہے؟ فرعون نے یہ مشورہ سنا تو تکبر کے باعث اللہ کا بندہ بننے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔

پروردگار عالم نے قریش کے بارے میں فرمایا کہ ان کو جب دعوتِ اسلام دی گئی تو انہوں نے کہا،

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۔ (الزخرف:۳۱)

کیوں نہ اتارا گیا، قرآن ایک بڑے مرد پر ان بستیوں میں سے (یعنی مکہ وطائف)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: دو بستیوں میں سے بڑے آدمیوں سے ان کی مراد ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ قریش مکہ نے ان کا ذکر اس لیے کیا تھا کہ وہ ظاہری اسباب دنیا میں حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھے ہوئے تھے ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے اللہ نے انہیں کیسے ہمارے لیے بھیجا ہے اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ ۔ (الزخرف:۳۲)

کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم میں داخل ہونے کے وقت ان کے اس تعجب کی گواہی دی ہے جب کہ انہوں نے اصحاب صفہ کو جنہیں وہ حقیر گردانتے تھے۔ جہنم میں نہ دیکھا تھا پھر وہ کہیں گے۔

مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۔

اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم شریر شمار کرتے تھے۔

مروی ہے اشرار سے ان کی مراد حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور مقداد رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ علم آسمان سے نازل ہونے والے صاف بارش کے پانی کی مانند ہے جسے درخت خوب رگیں بھر کر پیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ذائقہ کے مطابق اسے بدل لیتے ہیں کڑوا درخت ہو تو اس سے اس کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا ہے میٹھا ہو تو اس کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح علم بھی ہے جسے اپنی ہمت کے مطابق یاد رکھتے ہیں۔ متکبر اسے سیکھ کر متکبر بن جاتا ہے۔ عاجزی کرنے والا علم سیکھ کر متواضع بن جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جس کا مقصد ہی تکبر ہو اور وہ جاہل ہو جب علم حاصل کرے گا پھر اس کے مل جانے پر خوب تکبر کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والا اگرچہ جاہل ہی کیوں نہ ہو جب علم حاصل کرے گا تو جان لے گا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوگئی ہے لہٰذا مجھے اللہ سے ڈرنا ہے۔ لہٰذا اس میں اللہ کا خوف زیادہ ہوگا وہ پہلے سے زیادہ انکساری کرنے لگے گا۔

جہنم کا ایندھن:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہم سے اچھا قاری تو لاؤ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: وہ مسلمانوں میں سے ہوں گے مگر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ تکبر کرنے والے علماء نہ بنو کہ تمہارا علم تمہاری جہالت سے آگے نہ بڑھے۔

اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے:

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت گنہگار آدمی تھا جس کے گناہوں کی کثرت اور اس کی فتنہ انگیزیوں کے باعث اسے بنی اسرائیل کا خلیع کہا جاتا تھا جس کا مفہوم ہے اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کرنے والا۔ ایک دفعہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو بنی اسرائیل کا عابد مشہور تھا۔ عابد کے سر پر بادل کے ایک ٹکڑے نے سایہ کیا ہوا تھا۔ اس گنہگار کی

نظر جب عابد پر پڑی تو اس نے دل میں سوچا کہ میں بنی اسرائیل کا بدترین گنہگار ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے اگر اس کے پاس میں بیٹھ جاؤں تو ہو سکتا ہے کہ مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمادے۔ چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ عابد نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بد بخت شخص ہے یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھے گا! اسے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس گنہگار شخص سے کہا یہاں سے اٹھ جاؤ! اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس زمانے کے نبی پر وحی نازل فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجئے کیونکہ میں نے گنہگار کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر گنہگار کے سر پر سایہ کرنے لگا۔ یہ بات تم پر اس حقیقت کو اچھی طرح عیاں کر دے گی کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

تکبر کا چہرے سے اظہار:

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک آدمی کا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کیا گیا، ایک مرتبہ وہی آدمی نظر آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! یہ وہی آدمی ہے جس کا ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا اثر دکھائی دیتا ہے اس آدمی نے آکر سلام کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس آدمی سے فرمایا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، تیرے نفس نے کبھی تجھ سے یہ کہا ہے کہ قوم میں مجھ سے افضل کوئی نہیں؟ اس نے کہا واللہ! ایسا ہوا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نورِ نبوت سے اس کے دل میں موجود تکبر کا اثر اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔

متکبر قاری کی نشانی:

حضرت حارث بن الخراء الزبیدی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہر وہ قاری حیرت میں ڈالتا ہے کہ جس سے تو تو خندہ پیشانی سے ملے اور وہ تجھے ناک بھوں چڑھا کر ملے اور تجھ پر اپنے علم کا احسان جتائے۔ اللہ رب العزت ایسے قاریوں سے مسلمانوں کو

دور رکھے۔

تکبر کی مخالفت:

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک شخص کے ساتھ تلخ کلامی کی اور اس کو اے حبشی کے بیٹے کہہ کر مخاطب کیا، یہ سُن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابو ذر (رضی اللہ عنہ)! صاع کو ہلکا کر، صاع کو ہلکا کر، کسی گورے کو کالے پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ سُنتے ہی لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا اُٹھو اور میرے چہرے پر اپنے پاؤں رکھو۔

دوزخی کی نشانی:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی دوزخی کو دیکھنے کا خواہاں ہو وہ ایسے شخص کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

ناپسندیدہ فعل:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبوب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اور کوئی نہ تھا وہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے۔ بعض مرتبہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ چلتے تو ان کو حکم فرماتے کہ وہ آگے چلیں اور خود ان کے درمیان چلتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا کرنا اس لیے تھا تاکہ دوسروں کو تعلیم ہو یا پھر قلب اطہر سے تکبر اور بڑائی کے شیطانی وسوسوں کے نکالنے کے غرض سے اس طرح کرتے تھے جیسا کہ نماز کے لیے نیا لباس پہن کر پھر پُرانا پہن لیتے اس میں بھی ایسی ہی حکمت مضمر ہوتی تھی۔



باب ۔۵۷

تواضع وقناعت کے فضائل

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ معافی ودرگزر کے ذریعہ اللہ رب العزت بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ رب العزت اسے بلند فرماتا ہے۔

فرشتوں کی دُعا:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رب العزت نے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اور انسان کے ساتھ فہم وفراست کا نور ہوتا ہے. جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے دانائی چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اسے رسوا کر، اوا گر وہ تواضع انکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اسے سربلندی عطا فرما۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس کے لیے خوشخبری ہے. جس نے تونگری میں تواضع کی، جمع کیے ہوئے مال کو بہتر طریقے سے خرچ کیا، تنگدست اور غریبوں پر مہربانی اور علماء اور عقل مندوں سے میل ملاقات رکھی۔

روایت ہے کہ حضور سرکار دو عالم صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جمعیت کے ساتھ گھر میں کھانا تناول فرمارہے تھے کہ اسی اثناء میں دروازہ پر سائل آیا جو ایک ایسے مرض میں مبتلا تھا کہ جس کی وجہ سے لوگ اس سے کراہت کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اندر بلالیا اور اس کو اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور فرمایا، کھانا کھاؤ، قریش کے ایک شخص نے اس بات کو بہت ناپسند کیا اور پھر قریش کا یہ شخص اس جیسے مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔

دو باتوں کا اختیار:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا

اختیار دیا کہ ایک یہ کہ میں بندہ اور رسول بنوں یا نبی اور فرشتہ بنوں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کس بات کو اختیار کروں۔ فرشتوں میں سے میرا دوست جبرائیل (علیہ السلام) تھا میں نے سر اُٹھا کر اس کی طرف نگاہ کی تو اس نے کہا، اپنے پروردگار کے سامنے تواضع اختیار کیجئے تو میں نے عرض کیا، میں بندہ اور رسول بننا چاہتا ہوں۔

قبولیت نماز کی نشانی:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں اس شخص کی نماز قبول فرماتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے انکساری (تواضع) کرتا ہے۔ میری مخلوق کے ساتھ تکبر سے پیش نہیں آتا اور اس کے دل میں میرا خوف موجود رہتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ کرم تقویٰ کا نام ہے، عزت تواضع کا اور یقین بے نیازی کا نام ہے۔

تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دنیا میں تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے وہ روز محشر منبروں پر ہوں گے لوگوں کے مابین اصلاح کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روز محشر جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور دنیا میں اپنے دلوں کو پاک رکھنے والوں کو خوشخبری ہو کہ یہ لوگ، روز محشر اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت حاصل کریں گے۔

بعض محدثین عظام سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب کسی بندے کو اسلام کی دولت عطا فرمائی، اسے بہترین صورت سے نوازا اور اسے اس کے ناپسندیدہ مقام سے دور رکھا اور ان تمام عنایات کے بعد اسے متواضع بنایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی نشانی تواضع ہے۔

چار عنایات:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ چار ایسی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں عطا فرماتا، (۱) خاموشی اور یہ پہلی عبادت ہے۔ (۲) توکل (۳) تواضع (۴) دنیا سے ترک تعلق

تکبر کا خاتمہ:

روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک حبشی آیا جسے چیچک کا عارضہ لاحق تھا جس کی وجہ سے اس کی جلد جگہ جگہ سے اُدھڑ چکی تھی وہ جس کے پاس بیٹھتا وہ اس کے پاس سے اُٹھ جاتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور ارشاد فرمایا، مجھے اس شخص پر حیرت ہے جو اپنے ہاتھ پر ایسا زخم لیے پھرتا ہے جو لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے اور اس سے اس کے تکبر کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

عبادت کی حلاوت:

ایک روز حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے مجھے تم میں عبادت کی حلاوت نظر نہیں آتی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عبادت کی حلاوت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تواضع (سے عبادت میں حلاوت پیدا ہوتی ہے)

تکبر کرنے والوں کے ساتھ سلوک:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جب تم میری اُمت کے تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر کرو اس لیے کہ یہ ان کے لیے ذلت و رسوائی ہے۔

اسی حوالے سے شاعر کا کہنا ہے،

تَوَاضَعُ تَكُنْ كَالنَّجْمِ لَاحَ لِنَاظِرٍ
عَلٰى صَفْحَاتِ الْمَاءِ وَهُوَ رَفِيْعٌ

تواضع کر جو اس ستارے کی مانند ہو جو دیکھنے والے کو پانی کی سطح پر تو دکھائی دیتا ہے مگر وہ بہت بلندی پر ہوتا ہے۔

وَلَاتَکُ كَالدُّخَانِ يَعْلُوْ بِنَفْسِهٖ
عَلٰى طَبَقَاتِ الْجَوِّ وَهُوَ وَضِيْعٌ

دھوئیں کی طرح نہ ہو جو خود کو فضا میں بلند کرتا ہے مگر چونکہ وہ ایک ناکارہ شے ہے اس لیے اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔

قناعت کی فضیلت:

اس سے قبل قناعت کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے بھی زیادہ احادیث مبارکہ اور اقوال قناعت کی فضیلت کے ضمن میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لوگوں سے بے نیاز رہنے میں مومن کی عزت ہے قناعت میں آزادی اور عزت ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس سے بے پرواہو جا جس کو تو چاہتا ہے اس طرح کا ہو جائے گا تو اس کا قیدی ہوگا جس کی طرف اپنی ضرورت لے کر جائے گا اور جس پر چاہے تو احسان کر تو اس کا حاکم ہوگا۔ تھوڑا مال جو تجھے کفایت کرے اس سے زیادہ مال سے بہتر ہے جو تجھے گمراہی میں مبتلا کر دے۔

افضل چیز:

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ قناعت سے بڑھ کر افضل مالداری میں نے اور کوئی نہیں دیکھی اور حرص سے بڑھ کر سختی نہیں دیکھی۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

اَفَادَتْنِی الْقَنَاعَةُ ثَوْبَ عِزٍّ
وَاَیُّ غَنِیٍّ اَعَزُّ مِنَ الْقَنَاعَةِ

قناعت نے مجھے عزت کا لباس عطا کیا اور وہ کونسا دولت مند ہے جو قناعت سے بڑھ کر باعزت ہو۔

فَصَبْرُهَا لِنَفْسِکَ رَأْسُ مَالٍ
وَصَیِّرْ بَعْدَهَا التَّقْوٰی بِضَاعَةْ

پس اسے اپنے نفس کے لیے اصل پونجی بنالے اور اس کے بعد اپنے لیے تقویٰ کو ذخیرہ کرلے۔

تَجُدَّرْ بِعَیْنٍ تُغْنِیْ عَنْ خَلِیْلٍ
وَتَنْعَمُ فِی الْجَنَاتِ بِصَبْرٍ سَاعَةْ

ایک لمحہ صبر کر، تو دوست کا محتاج نہ رہے گا اور ایک ساعت صبر کرے گا تجھے جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔

قَنِّعِ النَّفْسَ بِالْكَفَافِ وَاِلَّا
طَلَبَتْ مِنْكَ فَوْقَ مَا يَكْفِيْهَا

دل کو بقدر کفایت پر قناعت دے، ورنہ وہ تجھ سے بقدر کفایت سے بھی زیادہ مانگے گا۔

اِنَّمَا اَنْتَ طُولَ عُمْرِكَ مَاعَمَرْتَ
فِى السَّاعَةِ الَّتِىْ اَنْتَ فِيْهَا

تو نے لمبی عمر گزاری، مگر تو نے اس ساعت کے بارے میں کچھ نہ کیا جس میں اب تو ہے۔

ایک شاعر کا کہنا ہے۔

وَلَا تُتْعَبِ النَّفْسَ فِىْ تَحْصِيْلِهٖ
اِنْ كَانَ ثُمَّ نَصِيْبٌ وَصَلْ

اور اس کے حصول میں جان کو نہ تکلیف دے اگر مقدر ہے تو ملے گا۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اِذَا اَعْطَشَتْكَ اُكُفِ اللِّئَامِ !
كَفَتْكَ الْقَنَاعَةُ شَعْبًا وَّرِيًّا

جب تجھے کمینوں کا روک دینا پیاسا کردے گا تو قناعت تجھے سیراب کردے گی۔

فَكُنْ رَجُلًا رِجْلُهٗ فِى الثَّرىٰ
وَهَامَةُ هِمَّتِهٖ فِى الثُّرَيَّا

پس ایسا آدمی بن کہ اس کے پاؤں زمین تلے ہو لیکن اس ثریا پر بلند ہوں۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

يَاطَالِبَ الرِّزْقِ الْهَنِىْ بِقُوَّةٍ

هَيْهَاتَ اَنْتَ بِبَاطِلٍ مُشْغُرُق

اے رزق کے طالب، تو قوت کا غلام ہوا، کاش تو باطل پر عاشق نہ ہوتا۔

رَعَتِ الْاَسُوْدُ بِقُوَّةٍ جِيَفَ الْفَلَا

وَرَعَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيْفُ

اپنی بھرپور قوت کے باوجود جنگل کے شیروں نے مردار پر حکمرانی کی اور مکھیاں کمزور ہیں مگر شہد اور موم پر حکمران ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب بھوک محسوس ہوتی تو اپنے اہل بیت کو فرماتے: اُٹھو، نماز پڑھو اور فرماتے: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور یہ آیت پڑھتے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. (طٰہٰ:۱۳۲)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے، اور اس پر صبر کر''۔

کسی شاعر کا کہنا ہے۔

دَعِ التَّهَافُتَ فِى الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

وَلَا يَغُرَّنَّكَ الْاِكْثَارُ وَالْجَشَعُ

دنیا اور اس کی زینت میں گرفتار ہو جانے سے بچو تمہیں کثرت اور حرص کے فریب میں نہ مبتلا کر دے۔

وَاقْنَعْ بِمَا قَسَمَ الرَّحْمٰنُ وَارْضَ بِهٖ

اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَالٌ لَيْسَ يَنْقَطِعُ

اللہ تعالیٰ جو رحمٰن ہے اس نے جو تیرے لیے تقسیم کر دیا، اس پر قناعت کر اور اس پر راضی ہو کیونکہ قناعت ایسا مال ہے، جو ختم نہیں ہوتا۔

وَخَلِّ وَبِكَ فَضُوْلُ الْعَيْشِ اَجْمَعُهَا

فَلَيْسَ فِيْهَا اِذَا حُقِّقَتْ مُنْتَفِعُ

تو اس ساری فضول عیش کو چھوڑ دے کیونکہ جب تو اس پر غور کرے گا تو اس میں تجھے کوئی فائدہ نظر نہیں آئے گا۔

اِقْنَعْ بِمَا تَلْقٰی بِلا بُلْغَنَةٍ
فَلَيْسَ يَنْسٰی رَبُّنَا النَّمْلَةَ

بغیر کوشش کیے تجھے جو کچھ مل جاتا ہے اسی پر قانع ہو جا کہ پروردگار (عالم) تو چیونٹیوں میں سے بھی کسی کو نہیں بھولتا۔

اِنْ اَقْبَلَ الدَّهْرُ فَقُمْ قَائِمًا
وَاِنْ تَوَالٰی مُدَبِرًا نَمْ لَهٗ

زمانہ اگر تجھے انعامات عطا کرے تو کھڑا ہو جا اور اگر تجھ سے وقت پیٹھ موڑ لے تو سو جا۔

اہل دانش کا کہنا ہے کہ عزت خوبصورت لباس کی مرہون منت نہیں ہے اس لیے کہ خوشحالی میں اچھا لباس زیب تن کرنا اور خوبصورت لباس پہننا انسان کو (دنیا میں) مشغول کر دیتا ہے یہاں تک کہ دنیا کی محبت کے باعث وہ دینی کاموں سے غافل ہو جاتا ہے اور ایسا شخص بہت ہی کم تکبر اور خودنمائی سے محفوظ رہتا ہے۔ کسی شاعر کا کہنا ہے۔

رَضِيْتُ مِنَ الدُّنْيَا بِلُقْمَةٍ بَالِسٍ
وَلُبْسِ عَبَاءٍ لا اُرِيْدُ سَوَاهُمَا

میں دنیا سے ایک لقمہ اور ایک کپڑے پر راضی ہوں اور ان کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔

لِاَنِّیْ رَاَيْتُ الدَّهْرَ لَيْسَ بِدَائِمٍ
فَدَهْرِیْ وَعُمْرِیْ فَانِيَانِ كِلَاهُمَا

اس لیے کہ میں نے فانی زمانہ کو دیکھا ہے لہٰذا زمانہ اور میری عمر دونوں فنا ہونے والی ہیں۔

☆☆☆

باب ۔۵۸

فریب دُنیا

دنیا کے تمام حالات خوشی اور غم سے متعلقہ ہی ہوتے ہیں دنیا اپنی طلب رکھنے والوں کی آرزوؤں کے مطابق نہیں رہتی بلکہ وہ حکیم مطلق اللہ رب العزت جل شانہ کی حکمت کے تابع رنگ بدلتی رہتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ. (ہود:۱۱۸)

''اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر وہ جن پر تیرے پروردگار نے رحم کیا''۔

بعض مفسر حضرات کا فرمان ہے کہ اس جگہ ''مختلف'' کے معنی رزق کے اختلاف میں ہیں یعنی بعض دولت مند ہیں اور بعض غریب ہیں اس لیے ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ جیسے دنیا کی دولت حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا خدمتگار بنا دے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے اور اسے اچھے کاموں میں لگائے کیونکہ نیک اعمال برائیوں کو زیر کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا پر مغرور نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (لقمٰن:۳۳)

''پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تمہیں کوئی فریب دینے والا اللہ تعالیٰ پر مغرور کرے''۔

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ. (الحدید:۱۴)

''لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور تم منتظر رہے اور تم نے شک کیا اور تمہیں تمہاری خواہشات نے فریب میں ڈالا''۔

دنیا کے دھوکے سے بچنے کے لیے یہ آیات مبارکہ ہر ذی شعور کے لیے بہت کچھ ہیں اور اہل دانش کی نیند اور بیداری پر حیرت ہے جو احمقوں کی شب بیداری اور کوششوں پر اشک کرتے ہیں حالانکہ خود کچھ بھی نہیں کرتے۔

عقل مند کی نشانی:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے (اچھے) عمل کرتا ہے اور بے وقوف وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دنیاوی آرزوئیں رکھتا ہے۔

ایک شاعر کا کہنا ہے،

وَمَنْ يَحْمِدِ الدُّنْيَا لِشَيْئٍ سَرَّهٗ

فَسَوْفَ لَعَمْرِیْ عَنْ قَلِيْلٍ يَلُوْمُهَا

اور جو دنیا کی تھوڑی سی شے پر تعریف کرے تو وہ جلد ہی اس پر قلت کے باعث برا بھلا بھی کہے گا۔

اِذَا اَدْبَرَتْ كَانَتْ عَلَى الْمَرْءِ حَسْرَةً

وَاِنْ اَقْبَلَتْ كَانَتْ كَثِيْرًا حُمُوْمُهَا

(دنیا) جب واپس جائے تو انسان پر حسرت طاری ہو جائے اور جب آئے تو اس کی پریشانیاں بہت ہیں۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے،

تَاللّٰهِ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا بِاَجْمَعِهَا

تَبْقٰى عَلَيْنَا وَيَاْتِیْ رِزْقُهَا رَغَدًا

اللہ کی قسم! اگر ساری دنیا بھی ہم پر باقی رہے اور اس کی روزی خوب بافراغت ملا کرے۔

مَـا كَـانَ فِیْ حَقِّ حُرٍّ اَنْ یَّزُلَّ لَهَـا
فَـكَیْفَ وَهِـیَ مَتَـاعٌ یَّـضْمَحِلُّ غَدًا

تو بھی مردآزاد کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی خاطر ذلیل ہو اور جب سامان دنیا ہی سارا ختم ہو رہا ہے، تو پھر کیوں ذلیل رہو۔

ابن بسام کا کہنا ہے۔

اُفٍّ لِـلـدُّنْیَـا وَلاَ یَّـامِهَـا
فَـاِنَّهَـا لِلْحُزْنِ مَخْلُوْقَةٌ

دنیا اور اس کے دنوں پر تف ہے، یہ تو صرف دکھوں کے لیے پیدا ہوئی ہے۔

غُـمُـوْمُهَـا لَا تَـنْـقَضِیْ سَـاعَةٍ
عَـنْ مَـلَكٍ فِیْهَـا سُـوْقَةٌ

اس کے دکھ ایک لمحہ بھی ختم نہیں ہوئے، نہ بادشاہ سے نہ عام شخص سے

یَـا عَجَبًـا مِنْهَـا وَمِنْ شَأْنِهَـا
عَـدُوَّـةٌ لِـلـنَّـاسِ مَعْشُوْقَةٌ

دنیا دراس کے حال پر تعجب ہے، یہ لوگوں کے دشمن ہے اور لوگ اس کے عاشق ہیں۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے:

وَقَـائِـلَةٌ اَرَی الْاَیَّـامَ تُـعْطِیْ
لِـئَـامَ الـنَّـاسِ مِنْ رِزْقٍ حَثِیْثٍ

اور کہتی ہے کہ میں دیکھتی ہوں کہ ایام کمینے لوگوں کو کس طرح تیزی سے روزی عطا کرتے ہیں۔

وَتَـمْـنَـعُ مَنْ لَهٗ شَرَفٌ وَفَضْلٌ
فَقُلْتُ لَهَا خُذِیْ اَصْلِ الْحَدِیْثِ

اور جس میں عزت وفضیلت ہو، اسے روک دے، میں نے اسے کہا اصل بات اور اور اصلیت بتاؤ۔

رَأَتْ جَلَّ الْمَكَاسِبِ مِنْ حَرَامٍ
فَجَارَتْ بِالْخَبِيْثِ عَلَى الْخَبِيْثِ

اصل بات بتاتے ہوئے اس نے کہا: یہ مشورہ ہے کہ اس کی تمام کمائی حرام ہے۔ پس خبیث مال خبیث لوگوں میں جمع ہوتے ہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے،

سَلِ الْاَيَّامَ مَا فَعَلَتْ بِكِسْرٰى
وَقَيْصَرَ وَالْقُصُوْرَ وَسَاكِنِهَا

دنوں سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کیا، کسریٰ کے ساتھ، قیصر کے ساتھ اور محلات اور ان میں رہنے والوں کے ساتھ۔

اَمَا اسْتَدْ عَتْهُمْ لِلْبَيْنِ طُرًّا
فَلَمْ تَدَعِ الْحَلِيْمَ وَلَا السَّفِيْهَا

کیا ان تمام نے تجھ سے جدائی کی التجا کی تھی کہ تو نے کسی دانش مند اور کسی احمق کو نہیں چھوڑا۔

دنیا سائے کی مانند ہے:

کہا جاتا ہے کہ ایک اعرابی کسی قبیلہ میں آیا س کو لوگوں نے کھانا کھلایا اور وہ کھانا کھانے کے بعد ان کے خیمہ کے سائے میں لیٹ گیا۔ پھر جب انہوں نے اپنا خیمہ اکھیڑ لیا اور اعرابی کو بھوک نے ستایا تو وہ بیدار ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہاں سے چل پڑا۔

اَلَا اِنَّمَا الدُّنْيَا مَقِيْلٌ بَنَيْتَهٗ
وَلَا بُدَّاِنَّ ظِلَّكَ زَائِلَةٌ

آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک دنیا عمارت کے سائے کی مانند ہے اور آخر کار ایک دن اس کا سایہ ختم ہو جائے گا۔

اَلا اِنَّمَا الدُّنْیَا مَقِیْلٌ لِرَاکِبٍ
قَضٰی وَطَرًا مِنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ ھَجَرَا

بے شک دنیا سوار کے لیے قیلولہ کرنے کی جگہ ہے اس نے اپنی ضرورت پوری کی اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

کسی دانشمند نے اپنے دوست سے کہا کہ تمہیں داعی نے سب کچھ بتا دیا اور بلانے والے نے سب کچھ آشکارہ کر دیا۔ اس آدمی سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت میں نہیں پڑا جس نے یقین کامل کو فراموش کر دیا اور غلط کاموں میں مبتلا ہو گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے لیے علم اور غرور و تکبر کے لیے جہالت کافی ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس نے دنیا سے محبت کی اور اس کی آرائش سے خوش ہوا اس کے دل میں آخرت کا خوف نکل جاتا رہا۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ انسان سے مال و دولت کے چھن جانے پر رنج و غم کرنے اور مال و دولت میں اضافہ پر خوشی محسوس کرنے پر بھی حساب لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے بعض سلف صالحین کو دنیا سے نوازا تھا اور وہ منع کردہ باتوں سے تم سے زیادہ بچنے والے تھے اور تمہیں جو کام نامناسب دکھائی نہیں دیتا وہ ان کے نزدیک ہلاکت میں ڈالنے والے سمجھے جاتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

نَھَارُکَ یَا مَغْرُوْرُ نَوْمٌ وَغَفْلَۃٌ
وَلَیْلُکَ نَوْمٌ وَالرَّدٰی لَکَ لَازِمٌ

اے نیند وغفلت کے فریب زدہ، تیرا دن بھی نیند ہو جائے اور موت تجھ پر آنی لازمی ہے۔

یَغُرُّکَ مَا یُغْنِیْ وَتَفْرَحُ بِالْمُنٰی
کَمَا غَرَّ بِاللَّذَّاتِ فِی النَّوْمِ حَالِمُ

زائل ہونے والی چیزیں تجھے فریب میں ڈالے ہوئے ہیں اور تو موت پر خوش ہوا جیسا کہ خواب دیکھنے والا نیند میں لذتوں پر فریب کھاتا ہے۔

وَشُغْلُکَ فِیْهَا سَوْفَ تَکْرَهُ غِبَّهٗ
کَذَالِکَ فِی الدُّنْیَا تَعِیْشُ الْبَهَائِمُ

بہت جلد تو اپنی اس دنیاوی مشغولیت کو برا جانے گا اس طرح جانور دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔



باب ۔۵۹

مذمتِ دنیا

حضرت امام باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تُو شکر ادا کرتا ہے اُس بہت سے مال سے بہتر ہے جس کا تُو شکر ادا نہیں کرسکتا۔ ثعلبہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مال کی دُعا فرمائیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ثعلبہ! کیا تیرے پیش نظر میری زندگی نہیں ہے، کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیری زندگی نبی کی زندگی جیسی ہو، بخدا اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلیں تو چلیں گے۔ ثعلبہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبیِ برحق بنا کر بھیجا ہے، اگر آپ میرے لیے اللہ سے مال کی دعا کریں تو میں اس مال سے ہر حقدار کا حق پورا کروں گا اور میں ضرور کروں گا۔ ضرور حقوق ادا کروں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔

چنانچہ اس نے بکریاں لیں اور ان میں ایسے اضافہ ہوا کہ جیسے حشرات الارض میں اضافہ ہوتا ہے اوران کے لیے مدینہ میں رہنا مشکل ہوگیا، چنانچہ ثعلبہ مدینہ سے نکل مدینہ طیبہ کے نزدیک ایک وادی میں آگئے، اور تین نمازیں چھوڑ کر صرف دو نمازیں ظہر اور عصر جماعت کے ساتھ پڑھنے لگا، بکریوں میں مزید اضافہ ہوا اور وہ کچھ اور دور ہوگیا یہاں تک کہ وہ صرف نماز جمعہ میں شریک ہوتا اور بکریاں برابر بڑھتی گئیں تا آنکہ ان کی مصروفیت کے باعث اس کی جمعہ کی جماعت بھی چھوٹ گئی اور وہ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ سے آنے والے سواروں سے مدینہ طیبہ کے حالات پوچھ لیتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق پوچھا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا بنا؟ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے بکریاں لیں اور وہ اتنی بڑھیں کہ ان کا مدینہ

میں رہنا دشوار ہو گیا اور اس کے تمام حالات بتلائے گئے، آپ نے سن کر فرمایا، اے ثعلبہ! افسوس، اے ثعلبہ! افسوس! اے ثعلبہ!

راوی کا کہنا ہے کہ پھر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی،

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ. (التوبہ:۱۰۳)

''ان کے اموال سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجئے ان کے ظاہر اور باطن کو پاک کیجئے اور ان کے لیے دُعا کیجئے بے شک آپ کی دُعا ان کے لیے تسکین کا باعث ہے''۔

یعنی اللہ رب العزت نے صدقات کا حکم دیا چنانچہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہینہ اور بنو سلیم کے دو اشخاص کو صدقات کی وصولی کے لیے متعین فرمایا اور ان کو صدقات کے احکامات اور صدقات کی وصولی کی ضمن میں تحریری اجازت دے کر روانہ فرمایا کہ جاؤ اور مسلمانوں سے صدقات وصول کر کے لاؤ اور فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب اور بنو سلیم کے فلاں شخص سے بھی صدقات وصول کرنا۔ چنانچہ یہ دونوں اشخاص ثعلبہ کے پاس پہنچے اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پیش کرتے ہوئے صدقات ادا کرنے کے لیے کہا ثعلبہ نے کہا، یہ تو ٹیکس ہے، یہ تو ٹیکس ہی کی ایک صورت ہے۔ اس وقت تم جاؤ اور جب تم (اس کام سے) فارغ ہو جاؤ تو پھر میرے پاس آنا۔

اس کے بعد یہ حضرات بنو سلیم کے اس شخص کے پاس آئے جس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، جب اس نے سنا تو اس نے اپنے بہترین اونٹوں کے پاس جا کر ان میں سے صدقہ کے لیے علیحدہ کر دیئے اور انہیں لے کر ان حضرات کی خدمت میں آیا، ان حضرات نے جب وہ اونٹ دیکھے تو بولے، تمہارے لیے یہ اونٹ دینا ضروری نہیں ہیں اور نہ ہی ہم تم سے عمدہ اور اعلیٰ اونٹ لینے آئے ہیں، اس شخص نے کہا انہیں لے لیجئے، میرا دل انہیں سے خوش ہوتا ہے اور میں یہ آپ ہی کو دینے کے لیے لایا ہوں۔

جب یہ حضرات صدقات کی وصولی سے فارغ ہو چکے تو ثعلبہ کے پاس آئے اور اس سے پھر صدقات کا سوال کیا، ثعلبہ نے کہا مجھے فرمان دکھاؤ اور اس نے فرمان دیکھ کر کہا یہ ٹیکس ہی

کی ایک شکل ہے، تم جاؤ تا کہ میں اس کے متعلق کچھ سوچ بچار کر سکوں، چنانچہ یہ حضرات واپس روانہ ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے گفتگو کرنے سے پہلے صرف انہیں دیکھتے ہی فرمایا اے افسوس ثعلبہ! اور بنو سلیم کے اس شخص کے لیے دعا فرمائی، پھر ان حضرات نے آپ کو ثعلبہ اور سلیمی کے مکمل حالات سنائے، اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

اور ان میں بعض نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا، اگر اس نے ہمیں اپنا فضل (مال) دیا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیکوں میں سے ہوں گے۔ پس جب ان کے پاس فضل آیا تو انہوں نے اس پر بخل کیا اور اعراض کیا اور وہ ہیں ہی اعراض کرنے والے، پس اس کے بعد نفاق آیا، اس دن تک کہ وہ اسے ملیں گے۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

اس وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ثعلبہ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص موجود تھا اس نے اس کے بارے میں جو نازل ہوا، وہ سن کر نکلا اور کہا: ثعلبہ تیری ماں نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ اب ثعلبہ مال لے کر نکلا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اسے قبول کر لیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ لینے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سُن کر وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرا اپنا فعل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تو نے میری اطاعت نہیں کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا صدقہ لینے سے صاف انکار کر دیا تو وہ واپس اپنی قیام گاہ پر چلا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو وہ اپنے صدقات لے کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد ثعلبہ کا انتقال ہو گیا۔

دنیا کے لالچ کا انجام:

جناب جریر حضرت لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کی صحبت میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور وہ شخص اکٹھے روانہ ہو گئے، جب ایک دریا کے کنارے پہنچے تو کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے، ان کے پاس تین روٹیاں تھیں، جب وہ دو روٹیاں کھا چکے اور ایک روٹی باقی رہ گئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا پر پانی پینے تشریف لے گئے۔ جب آپ پانی پی کر واپس تشریف لائے تو وہ روٹی موجود نہیں تھی، آپ نے پوچھا روٹی کس نے لی ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے لے کر آگے چل پڑے اور آپ نے ہرنی کو دیکھا جو دو بچے ساتھ لیے جا رہی تھی۔ آپ نے اس کے ایک بچے کو بلایا، جب وہ آیا تو آپ نے اسے ذبح کیا اور گوشت بھون کر خود بھی کھایا اور اس شخص کو بھی کھلایا، پھر بچے سے فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ چنانچہ ہرنی کا بچہ کھڑا ہو گیا اور جنگل کی طرف چل دیا، تب آپ نے اس شخص سے کہا میں تجھ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے یہ معجزہ دکھلایا، روٹی کس نے لی تھی؟ اس شخص نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

پھر آپ ایک جھیل پر پہنچے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور دونوں سطح آب پر چل پڑے، جب پانی عبور کر لیا تو آپ نے اس شخص سے پوچھا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا تب وہ روٹی کس نے لی تھی؟ اس شخص نے پھر جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔

پھر آپ روانہ ہو گئے اور ایک جنگل میں پہنچے، جب دونوں بیٹھ گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اور ریت کی ڈھیری بنا کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے سونا ہو جا، چنانچہ وہ سونا بن گئی اور آپ نے اس کی ایک جیسی تین ڈھیریاں بنائیں اور فرمایا تہائی میری تہائی تیری اور تہائی اس شخص کی ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، تب اس شخص نے کہا، وہ روٹی میں نے لی تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ سب تیرا ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اس سے الگ ہو گئے۔ اس آدمی کے پاس جنگل میں دو آدمی پہنچ گئے اور دیکھا کہ اس کے پاس مال ہے، انہوں نے پوچھا! کہ اسے قتل کر کے اس سے چھین لیا جائے۔ وہ کہنے لگا: یہ ہم تینوں میں برابر تقسیم ہے۔ ایک آدمی

کو بستی میں بھیجو کہ کھانا خرید لائے اور ہم کھائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کو کھانا لینے کے لیے بھیجا، کھانا لانے والا کہنے لگا میں اس مال کو کیوں تقسیم کروں، میں تو کھانے میں زہر ڈالتا ہوں اور دونوں کو مار کو خود سونا لے لوں گا، اس نے ایسا ہی کیا اور وہ دو آدمی جو جنگل میں رہ گئے تھے ۔انہوں نے کہا: ہم اس کو تہائی مال کیوں دیں؟ بلکہ جب وہ آئے تو اسے قتل کر دیں اور مال آپس میں تقسیم کرلیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب وہ ان کے پاس آیا، تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کھانا کھالیا اور خود بھی مر گئے، چنانچہ جنگل میں خالی سونا رہ گیا اور یہ تینوں اس کے پاس مرے پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے، تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ دنیا ہے، اس سے بچتے رہنا۔

دنیادار کے دشمن:

حضرت ذوالقرنین ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے پاس دنیاوی مال ومتاع نہیں تھا، ان لوگوں نے قبریں کھود رکھی تھیں، صبح ہوتی تو قبروں پر جاتے، ان کی دیکھ بھال کرتے اور صفائی کرتے اور ان کے قریب نماز پڑھتے اور گھاس اور سبزہ کھالیتے، جیسا کہ چوپائے گھاس وغیرہ کھالیتے ہیں، ان کی ساری گزران زمین کے سبزہ میں ہی تھی۔ ذوالقرنین نے ان کے قائد کے پاس پیغام بھیجا اور کہا: ذوالقرنین تمہیں بلا رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں اگر اسے کچھ ضرورت ہو تو آجائے۔

ذوالقرنین نے کہا، ٹھیک کہتا ہے۔ اس کے بعد ذوالقرنین خود اس کے پاس آئے انہوں نے پوچھا، میں نے آپ کو پیغام بھیجا تھا۔ آپ نے آنے سے انکار کر دیا اس لیے میں خود حاضر ہوا ہوں۔ اس نے جواب دیا: اگر مجھے کچھ ضرورت ہوتی تو آتا۔ حضرت ذوالقرنین نے پوچھا، کیا بات ہے کہ میں آپ لوگوں کو دوسرے لوگوں کی طرح نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا: کیا مطلب ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ نہ تمہاری دنیا ہے اور نہ ہی تم نے کچھ سونا چاندی جمع کر رکھا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ، وہ کہنے لگے: ہمیں اس لے اس سے نفرت ہے کہ جس کو یہ ملے، اس کا نفس اس پر فریفتہ ہوتا ہے اور اس سے افضل تر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ذوالقرنین نے پوچھا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم نے قبریں کھود رکھی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو ان قبروں کا خیال رکھتے اور انہیں صاف رکھتے ہو، وہ کہنے لگے: اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب ہم قبروں کو اور اپنی

امیدوں کو دیکھیں، تو قبریں ہمیں امیدوں سے باز رکھیں، فرمایا: کیا بات ہے کہ تمہارے پاس سبزہ کے سوا کچھ کھانا بھی نظر نہیں آتا، کیا تم نے جانور نہیں پال رکھے؟ تم ان کا دودھ نکالتے اور ان پر سواری کرتے اور اس طرح فائدہ اٹھاتے وہ کہنے لگے، ہم نے پسند نہیں کیا کہ اپنے پیٹوں کو جانوروں کی قبریں بنائیں اور ہم نے یہ دیکھ لیا کہ زمین کی نباتات سے ہی سیر ہو جاتے ہیں۔

انسان کے لیے معمولی کھانا بھی کافی ہے اور جب کھانا گلے سے اتر جائے گا، تو کسی قسم کا بھی کھانا ہو، اس کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد ان لوگوں کے قائد نے ذوالقرنین کی پشت کی طرف ہاتھ بڑھایا، اور ایک کھوپڑی اٹھا کر پوچھا اے ذوالقرنین! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، کون ہے یہ؟ کہا: یہ دنیا کا ایک بادشاہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اسکی یہ حالت دیکھی، تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب یہ پھینکا ہوا پتھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل گن رکھے ہیں تاکہ آخرت میں اسے سزا دے۔ پھر ایک دوسری بوسیدہ کھوپڑی اٹھائی اور کہا:

اے ذوالقرنین کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ فرمایا نہیں جانتا، یہ کون ہے۔ اس نے کہا: یہ ایک بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ظالم بادشاہ کے بعد حکومت عطا کی۔ یہ پہلے بادشاہ کے ظلم وستم سے دور رہا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع وخضوع کیا۔ اس نے سلطنت میں عدل و انصاف کا حکم دیا۔ اب یہ اس حال کو پہنچا کہ جو تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل گن رکھے ہیں تاکہ اسے آخرت میں ثواب دے۔ پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف رخ کر کے کہا: اور یہ کھوپڑی ان دو طرح کی ہے۔ اے ذوالقرنین! دیکھو تم کیا کر رہے ہو؟ ذوالقرنین نے کہا: کیا آپ میری مصاحبت کریں گے۔ میں آپ کو وزیر بناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے اس میں شریک بنالیتا ہوں۔ اس نے کہا: میرا اور آپ کا ایک جگہ رہنا ممکن نہیں اور نہ ہی میں اور آپ صلح کر سکتے ہیں۔

ذوالقرنین نے کہا وہ کیوں؟ قائد نے کہا اس لیے کہ لوگ تمہارے دشمن اور میرے دوست ہیں، ذوالقرنین نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا وہ تم سے تمہارا ملک، مال اور دنیا کی وجہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور چونکہ میں نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے لہٰذا کوئی ایک بھی میرا دشمن

نہیں ہے اور اسی لیے مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور نہ میرے پاس کسی شے کی کمی ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ باتیں سُن کر جناب ذوالقرنین بہت متاثر ہوئے اور تعجب کرتے ہوئے واپسی کی راہ لی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

یَـامَنْ تَـمَتَّعُ بِـالدُّنْيَـا وَزِيْنَتِهَـا
وَلَا تَـنَــامُ عَـنِ الـلَّـذَّاتِ عَيْـنَـاهُ

اے وہ جو دنیا اور اس کی زینتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے، لذتوں سے تیری آنکھیں نہیں سوتیں۔

شَـغَلْتَ نَفْسَکَ فِيْمَا لَيْسَ تُدْرِكُهُ
تَـقُوْلُ لِـلّٰـهِ مَـاذَا ؟ حِيْـنَ تَـلْـقَاهُ

تیرا نفس ان باتوں میں مشغول ہے جن کو تو حاصل نہیں کر سکتا، جب تو اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا تو کیا جواب دے گا؟

ایک اور شاعر کا کہنا ہے:

عَتَبْـتُ عَلَـى الـدُّنْيَـا لِـرِفْعَةِ جَـاهِلٍ
وَتَـأْخِيْـرِ ذِیْ فَـضْلٍ فَقَالَتْ خُذِ الْعُذْرَا

میں نے دنیا کو جاہلوں کو بلند کرنے پر ملامت کی اور کہا کہ تو افضل کو گراتی ہے۔ کہنے لگی: یہ عذر پیش کرتی ہوں کہ:

بَـنُـو الْـجَهْـلَ اَبْـنَـائِیْ لِهٰذَا اَرْفَعْتُهُمْ
وَاَهْلُ التَّقْوٰی اَبْنَاءُ ضَرَّتِی الْاُخْرٰی

جاہل لوگ میرے بیٹے ہیں، لہٰذا میں انہیں بلند کرتی ہوں اور پرہیز گار میری دوسری سوکن اور آخرت کے بیٹے ہیں۔

جناب محمود باہلی کہتے ہیں:

اِلَّا اِنَّمَا الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ فِتْنَةٌ

عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَقْبَلَتْ اَوْتَوَلَّتْ

بلاشبہ دنیا آئے یا جائے انسان کے لیے ہر حالت میں فتنہ اور آزمائش ہے۔

فَاِنْ اَقْبَلَتْ فَاسْتَقْبِلِ الشُّكْرَ دَائِمًا

وَمِنْهُمَا تَوَلَّتْ فَاصْطَبِرْ وَتَثَبَّتْ

جب دنیا آتی ہے تو ابدی شکر ہمراہ لاتی ہے اور جب جائے تو صبر اور ثابت قدمی سے کام لے۔



باب ۔۶۰

فضائل صدقہ

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے تو رب العزت اپنی برکت سے اسے قبول فرمالیتا ہے پھر اسے صدقہ کرنے والے کے لیے پالتا ہے جس طرح تم اپنے بچوں کو پالتے ہو حتیٰ کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث پاک میں آتا ہے کہ (جس طرح تم میں سے کوئی اپنے ایک بچے کو پالتا ہے) یہاں تک کہ ایک نوالہ احد پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔

اللہ رب العزت کے اس فرمان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ. (التوبہ:۱۰۴)

''کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا،

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے،

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِی الصَّدَقَاتِ

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے''۔

صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی:

صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور اللہ رب العزت اس بخشش کے عوض انسان کی عزت وقار میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص رضائے الٰہی کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ رب العزت اسے بلند مرتبہ سے نوازتا ہے۔

مال کے تین حصے:

طبرانی کی روایت ہے کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور بندہ جب صدقہ کرنے

کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے یعنی اللہ رب العزت سائل کے ہاتھ میں جانے سے قبل اسے قبول فرمالیتا ہے اور کوئی بندہ بے پروائی کے باوجود اس کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے، بندہ میرا مال، میرا مال کہتا ہے لیکن اس کے مال کے تین حصے ہیں جو کھایا وہ فنا ہو گیا جو پہنا وہ بوسیدہ ہو گیا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا وہ حاصل کر لیا اور جو اس کے علاوہ ہے وہ اس کے لوگوں کے لیے چھوڑ کر کوچ کرنے والا ہے۔

جہنم کی آگ سے بچاؤ:

حدیث پاک میں ہے تم میں سے کوئی ایک ایسا نہیں مگر اللہ تعالیٰ بغیر کسی ترجمان کے اس سے کلام فرمائے گا، آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور بائیں جانب وہی کچھ دکھائی دے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے مقابل میں آگ دکھائی دے گی پس تم اس آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی اللہ کی راہ میں دے کر بچ سکو۔

صدقہ گناہوں کو ختم کرتا ہے:

حدیث پاک میں ہے کہ اپنے چہروں کو آگ سے بچاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب بن عجرہ! جنت میں وہ خون اور گوشت نہیں جائے گا جو حرام ذریعہ سے حاصل کردہ مال سے پھلا پھولا ہو، اے کعب بن عجرہ! لوگ جانے والے ہیں، بعض جانے والے اپنے نفس کو رہائی دینے والے ہیں اور بعض اسے ہلاک کرنے والے ہیں۔ اے کعب بن عجرہ نماز قرب (الٰہی کا باعث) ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے چکنے پتھر سے کائی اتر جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے:

ارشاد فرمایا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور موت کی زحمتوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کے بدلے لمبا گوار موت کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ لوگوں کے فیصلے ہونے تک لوگ اپنے صدقات کے سایہ میں رہیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کوئی شخص صدقہ کی چیز نہیں نکالتا مگر اسے ستر شیطانوں کے جبڑوں سے جدا کرتا ہے۔

افضل صدقہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تنگدست کی محنت جو باوجود تنگدستی کے صدقہ کرے اور اس کا آغاز اپنے اہل وعیال سے کرے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک درہم کا اجر سو درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا: وہ کیسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے پاس کثیر مال ہے وہ اس کی ایک جانب سے سو درہم لے کر صدقہ کر دیتا ہے اور دوسرے شخص کے پاس دو درہم ہیں، وہ ان میں سے ایک کا صدقہ کرتا ہے۔

سائل کو خالی نہ لوٹاؤ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ، چاہے تمہیں گائے بکری کا کھر دینا پڑے۔

صدقہ کرنے والا عرش کے سایہ میں:

حدیث پاک ہے سات اشخاص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے کہ جو صدقہ کرے اور اس کو پوشیدہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

صدقہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا:

نیکی کے کام بُرے مقامات سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ صدقہ اللہ جل شانہ کا غصہ بجھاتا ہے اور صلۂ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ نیکی کے کام بُرے مقامات سے بچاتے ہیں اور مخفی

صدقہ ربّ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور صلۂ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے اور دنیا میں بھلائی کرنے والے ہی آخرت میں بھلائے والے ہیں اور دنیا میں بُرائی کرنے والے ہی آخرت میں بُرے لوگ ہیں اور جنت میں سب سے پہلے بھلائی کرنے والے داخل ہوں گے اور دوسری روایت میں، نیز احمد کی روایت ہے کہ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کیا ہے؟ فرمایا: کئی کئی گنا، اور اللہ تعالیٰ کے پاس مزید ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهُ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً. (البقرہ:۲۴۵)

''کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے پس وہ اس کو دوگنا کردے اس کے لیے بہت دوگنا''۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مخفی طور پر فقیر کو دینا اور تھوڑے مال والے کا کوشش سے خرچ کرنا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی،

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیْرٌلَّكُمْ. (البقرہ:۲۷۱)

اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی بہت بہتر ہے اور اگر انہیں چھپاؤ اور چھپا کر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔

مروی ہے اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑا پہنایا تو جب تک اس کے بدن پر ایک بھی دھاگہ اس کپڑے کا موجود رہے گا اللہ رب العزت صدقہ دینے والے شخص کے عیوب پر پردہ ڈالتا رہے گا۔

دوگنا ثواب:

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس مسلمان نے کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنایا تو اسے اللہ رب العزت جنتی لباس پہنائے گا۔ جس مسلمان نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا تو اسے اللہ رب العزت جنت کے پھل کھلائے گا اور جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کی پیاس بجھائی اسے اللہ رب العزت جنت میں مہر لگی شراب طہور پلائے گا۔ غریب پر صدقہ کرنا خیرات ہے

اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو گنا اجر ہے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا اجر۔

رشتہ داروں کو صدقہ دینا افضل ہے:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے ارشاد فرمایا، ہر وہ رشتہ دار جو اپنے دل میں تیرے لیے بغض و دشمنی رکھتا ہے اس کو دینا (افضل صدقہ ہے)

قرض دینا بھی صدقہ ہے:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جس نے کسی آدمی کو دودھ پینے کی غرض سے بکری وغیرہ دی تاکہ وہ اس کا دودھ پینے کے بعد اسے واپس کر دے یا قرض دیا یا ہم سفر دیا اس کو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ہر قرض صدقہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا، میں نے معراج کی شب جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی تنگ دست کی تنگی دور کر دیتا ہے اللہ رب العزت دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرما دیتا ہے۔

بہتر اسلام:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر جاننے والے اور نہ جاننے والے کو تمہارا اسلام کہنا۔ پوچھنے والے نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے ہر شے کی حقیقت کے بارے میں بتائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ رب العزت نے ہر شے پانی سے پیدا فرمائی ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ مجھے وہ عمل بتائیے کہ جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کھانا کھلا، سلام کیا کر، صلہ رحمی کر اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھ، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، مسکینوں کو کھلاؤ اور سلام کرو، سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو گے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ رحمت کے نازل ہونے والی وجوہات میں سے مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا اور پیاس بجھائی تو اللہ رب العزت اس کے اور جہنم کے مابین ستر خندقوں کی مسافت کر دیتا ہے جن میں سے ہر ایک خندق پانچ سو برس کے سفر کی دوری پر ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت روز محشر ارشاد فرمائے گا کہ اے انسان! میں بیمار ہوا تھا لیکن تُو نے میری عیادت نہیں کی تھی۔ انسان کہے گا، میں کیسے تیری عیادت کرتا تُو تو جہانوں کا مالک ہے۔ پروردگار فرمائے گا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن تُو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کے لیے جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا کھلانے کے لیے کہا تھا لیکن تُو نے مجھے کھانا نہیں دیا تھا۔ انسان کہے گا، اے اللہ! میں کس طرح تجھ کو کھانا کھلاتا؟ تُو تو جہانوں کا پالنے والا ہے، پروردگار فرمائے گا تُو نہیں جانتا تھا کہ تُو اگر اس کو کھانا کھلاتا تو اسے میرے یہاں حاصل کرتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، لیکن تُو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا انسان کہے گا کہ میں کیسے تیری پیاس بجھاتا تُو تو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ پروردگار عالم فرمائے گا، میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تُو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا کیا تُو نہیں جانتا تھا کہ تو اگر اس کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے یہاں پاتا۔



باب ۔۶۱

مسلمان کی حاجت روائی

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:۲)

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

جہاد کرنے کا ثواب:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی کی بھلائی اور فائدے کے لیے قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایسی مخلوق کو پیدا فرمایا: ان کا کام ہی صرف دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنا اور ان کے کام آنا ہے، اللہ نے ان کے لیے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ قیامت کے دن ان کے لیے نور کے منبر بچھائے جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر رہے ہوں جب کہ لوگ ابھی حساب میں پھنسے ہوں گے۔

گناہوں کی معافی:

حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے کوشاں ہوتا ہے چاہے حاجت پوری نہ ہو سکے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کوشش کرنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے دو نجات لکھ دیتا۔ جہنم سے رہائی اور منافقت سے خلاصی۔

شفاعت کا حاصل ہونا:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ابونعیم نے روایت جلیلہ میں نقل کیا ہے کہ: جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے میں اس کے لیے روز محشر میزان کے قریب کھڑا ہوں گا۔ اگر اس کی نیکیاں زیادہ نکلیں تو ٹھیک ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

بغیر حساب جنت میں داخلہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے روانہ ہوتا ہے اس کے ہر قدم پر اس کے لیے ستر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں اور ستر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر اس کی حاجت اس کے ذریعے پوری ہو جائے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اس کی ابھی پیدائش ہوئی ہو، اگر وہ حاجت پوری کرتے ہوئے فوت ہو گیا تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔

جہنم سے بچاؤ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے اس کے ساتھ جاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے مابین سات خندقیں بنا دیتا ہے اور دو خندقوں کی درمیانی مسافت زمین و آسمان کے درمیانی مسافت کے برابر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے انعامات ہیں جو ان لوگوں کے لیے مخصوص ہیں جو لوگوں کی حاجت روائی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ یہ طریقہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ انعامات دوسروں کی جانب منتقل کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانتے ہو کہ شیر اپنی دھاڑ میں کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! مجھے کسی نیکی کرنے والے پر مسلط نہ کرنا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوع بیان کرتے تھے کہ جب تم کسی ضرورت یا کام کا ارادہ کرو تو اس کا آغاز جمعرات کے دن سے کرو اور جب اپنے گھر سے نکلو تو سورۂ آل عمران کا آخری حصہ، آیۃ الکرسی، سورۃ القدر اور سورۂ فاتحہ پڑھو کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی بہت سی حاجات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کی غرض سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انہوں نے مجھے کہا جب بھی آپ کو کوئی ضرورت لاحق ہو تو میری طرف کوئی قاصد روانہ کر دیں یا خط لکھ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے مجھے شرم آتی ہے کہ آپ میرے دروازہ پر تشریف لائیں۔

حِکمت کی باتیں:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اس پروردگار عالم کی قسم! جو ہر آواز کو سنتا ہے، کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے دل میں خوشی کا سامان کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس سرور سے اسے لطف عطا فرماتا ہے پھر جب کوئی آفت اس پر آتی ہے تو وہ اس سرور کو اس طرح بہا کر لے جاتی ہے جس طرح پانی نشیب کی طرف بہتا ہے آخر کار اسے ایک اجنبی اونٹ کی طرح دور کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ نا اہل لوگوں کے پاس حاجت روائی کے لیے جانا اس سے بہتر ہے کہ حاجت کو پورا ہی نہ کیا جائے۔ آپ نے مزید فرمایا، اپنے بھائی کے پاس بار بار حاجت لے کر نہ جاؤ کیونکہ جب بچھڑا، تھنوں کو بہت زیادہ چوستا ہے تو اس کی ماں اسے سینگ مارتی ہے۔

کسی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

لَا تَـقْـطَعَنَّ عَادَةَ الْاِحْسَانِ عَنْ اَحَدٍ
مَـادُمْـتُ تَـقْـدِرُ وَالْاَيَّامُ ثَـارَاتٌ

اگر تجھ میں کسی کی حاجت روائی کی طاقت ہے تو احسان کرنے میں پس و پیش نہ کر کیونکہ یہ زندگی گزرنے والی ہے۔

وَاذْكُرْ فَضِيلَةَ صُنْعِ اللّٰهِ اِذَا جُعِلَتْ
اِلَيْکَ لَا لَکَ عِنْدَ النَّاسِ حَاجَاتٌ

اور اللہ تعالیٰ کی یہ نوازش دیکھو کہ اس نے تجھ پر اپنے کرم سے رحمت کی کہ تو لوگوں کے پاس لے کر جاتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

اِقْضِ الْحَوَائِجَ مَا اسْتَطَعْتَ
وَكُنْ لِهَمِّ اَخِيْکَ فَارِجْ

جہاں تک تجھ میں ہمت ہو لوگوں کی حاجات پوری کر اور اپنے بھائی کا غم گسار بن جا۔

فَلِخَيْرِ اَيَّامِ الْفَتٰے
يَوْمٌ قَضٰی فِيْهِ الْحَوَائِجِ

کسی جوان کا بہترین دن وہ ہے جس دن وہ لوگوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کے ہاتھوں سے نیکیاں سرزد ہوتی ہیں اور بربادی ہے اس شخص کے لیے جس کے ہاتھوں سے برائیاں سرزد ہوتی ہیں۔



باب ۔۶۲

فضائل وضو

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے بہترین طریقہ سے وضو کیا پھر دو رکعت (نفل نماز) پڑھی اور اس کے دل میں دنیاوی تصورات پیدا نہیں ہوئے وہ اس دن کی طرح گناہوں سے نکل گیا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس نے ان دو رکعتوں میں کوئی نامناسب حرکت نہیں کی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

گناہوں کا کفارہ:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ کیا میں تمہیں ان اعمال کے بارے میں نہ بتاؤں جن کے باعث درجات بلند ہوتے ہیں اور جو گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ تکلیف دہ اوقات میں مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی پناگاہیں ہیں۔ یہ لفظ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

دوگنا ثواب:

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا یہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ رب العزت نماز قبول نہیں فرماتا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ نے اعضاء وضو کو دو دو مرتبہ دھویا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے اعضائے وضو کو دو دو مرتبہ دھویا اس کو دوگنا ثواب عطا ہوگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے قبل آنے والے تمام انبیاء کرام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

بوقت وضو اللہ تعالیٰ کی یاد:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے وضو کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے پورے جسم کو پاک کر دیتا ہے اور جو شخص وضو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو اس کا وہی حصہ پاک ہوتا ہے جس پر پانی بہتا ہے۔

دس نیکیاں:

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو باوضو ہونے کے باوجود وضو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ وضو پر وضو نور علیٰ نور ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجدید وضو کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے فضائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

گناہوں کا خاتمہ:

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو اس کے ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ دھل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پتلیوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ بازو دھوتا ہے تو اس کے ناخنوں کے نیچے تک کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں کے نیچے تک کے گناہ گر جاتے ہیں، جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے تک کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنا اس کی عبادت میں داخل ہو جاتا ہے اور روایت ہے کہ باوضو آدمی روزہ دار کی مانند ہے۔

جنت کے دروازوں کا کھل جانا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس

دروازے سے چاہے داخل ہو۔

باوضو رہنے کا فائدہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اچھا وضو شیطان کو تجھ سے دور بھگا دیتا ہے، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ باوضو، ذکر اور استغفار کرتے ہوئے رات گزارے تو اسے ایسا کرنا چاہیے کیونکہ روحیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔

وضو کی برکت:

روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ کا غلاف لانے کے لیے مصر بھیجا، وہ صحابی شام کے ایک علاقہ میں ایسی جگہ پر ٹھہرے جس کے نزدیک اہل کتاب کے ایک ایسے بڑے عالم کا صومعہ تھا کہ کوئی اور عالم اس سے زیادہ باعلم نہیں تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد کے دل میں اس عالم سے ملاقات کرنے اور اس کی علمی گفتگو سننے کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ اس کی عبادت گاہ کے دروازے پر آئے اور دستک دی لیکن کافی دیر کے بعد دروازہ کھولا گیا، اُن صحابی نے تاخیر سے دروازہ کھولنے کی وجہ پوچھی تو اس عالم نے کہا کہ آپ جب آئے تو آپ کے چہرے پر ہم نے بادشاہوں جیسی ہیبت دیکھی اس لیے ہم خوفزدہ ہو گئے اور آپ کو اس لیے دروازہ پر روک دیا کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، اے موسیٰ (علیہ السلام)! اگر تجھے کسی بادشاہ سے خوف محسوس ہو تو تُو وضو کر اور اپنے اہل خانہ کو بھی وضو کرنے کا حکم دے تو جس سے خوفزدہ ہے اس سے میری پناہ میں آجائے گا۔ چنانچہ دروازہ بند کرنے کے بعد میں نے اور اس میں رہنے والے تمام لوگوں نے وضو کرلیا پھر ہم نے نماز ادا کی اس لیے ہم تجھ سے بے خوف ہو گئے اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔

☆☆☆

باب ۔ ۶۳

فضائل نماز

نماز چونکہ افضل ترین عبادت ہے اس لیے ہم نے قرآن کریم کی اتباع کرتے ہوئے اس کی ترغیب دینے کی غرض سے دوسری بار اس کا ذکر کیا اس سے قبل ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس سے کہیں زیادہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ نماز کے فضائل کے ضمن میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ بندے کے لیے کوئی انعام نہیں ہے کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا کی جائے۔

رضائے الٰہی:

جناب محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے جنت اور دو رکعت نماز میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لیے کہا جائے تو میں جنت پر دو رکعت نماز کو ترجیح دوں گا اس لیے کہ دو رکعتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں میری رضا ہے۔

نماز کا شکر:

کہا جاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے جب سات آسمانوں کی تخلیق فرمائی تو انہیں فرشتوں سے ڈھانپ دیا، وہ اس کی عبادت سے ایک لحہ کو بھی غافل نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان کے فرشتوں کے لیے عبادت کی ایک قسم مقرر فرمادی ہے چنانچہ ایک آسمان والے روز محشر تک کے لیے قیام میں ہیں، کسی آسمان والے رکوع میں، کسی آسمان والے فرشتے سجود میں اور کسی آسمان والے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال سے اپنے بازو جھکائے ہوئے ہیں علیین اور عرش الٰہی کے فرشتے سخت بستہ عرش الٰہی کا طواف کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تمام عبادتیں ایک نماز میں جمع کر دی ہیں تاکہ مومنوں کو آسمانی فرشتوں کی ہر عبادت کا حصہ عنایت فرما کر انہیں عزت و توقیر عطا فرمائے

اور اس میں تلاوت قرآن حکیم کی عزت عطا فرمائی اور اہل ایمان سے عبادت کا شکر ادا کرنے کے فرمائش کی، نماز کا شکر اس کی مکمل شرائط وحدود کے ساتھ پڑھنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ (البقرہ:۳)

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا،

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۔ (البقرہ:۴۳) اور نماز قائم کرو۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۔ اور نماز قائم کرو۔

اور مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃ ۔ (النساء:۱۶۲) اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید میں نماز کا جہاں کہیں ذکر ہے وہاں اسے قائم کیے جانے کا حکم بھی ہے اور منافقوں کے حالات بیان کر کے فرمایا:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ ۔ (الماعون)

ان کے لیے نقصان ہے جو اپنی نمازوں میں تساہل برتتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے نماز کا ذکر کرنے کے بعد منافقین کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک تم میں بعض ادا کرتے ہیں لیکن انہیں پوری نماز کا ثواب نہیں بلکہ کسی کو تہائی، چوتھائی، پانچواں یا چھٹا اور دسواں حصہ تک ملتے ہیں یعنی جس قدر وہ نماز میں منہمک ہوتا ہے اس قدر اس کو ثواب ملتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید ارشاد ہے کہ جس نے مکمل یکسوئی سے نماز ادا کی وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔

یکسوئی والی نماز:

اصل بات یہ ہے کہ بندے کی نماز عظمت والی اس وقت ہوتی ہے جب اس کی مکمل توجہ اللہ رب العزت کی طرف ہو اور جب اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور ہو نفسانی تصورات میں مشغول ہو تو اس کی مثال اس طرح کی ہے کہ جو بادشاہ کے دروازے پر پہنچے اور اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا ہو۔ جب ٹھیک دروازے پر پہنچے تو اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اور بادشاہ کی توجہ اس کی طرف ہو جائے تو یہ آدمی دائیں بائیں دھیان دے رہا ہو تو ظاہر ہے کہ بادشاہ اس کی ضرورت پوری نہیں کرے گا، بلکہ جس قدر اس کا بادشاہ کی طرف دھیان، اسی قدر اس کی بات مانے گا، اسی طرح نماز کا معاملہ ہے جب بندہ نماز سے غفلت کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو، تو قبول نہیں ہوگی۔ یاد ہے کہ نماز کی ایک مثال ولیمہ کی طرح ہے جو بادشاہ دے رہا ہو۔ اس میں طرح طرح کے کھانے، پینے کا سامان ہو، ہر قسم اور ہر رنگ کے مزیدار کھانے ہوں۔ پھر وہ لوگوں کو ولیمہ کی دعوت دے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز کی طرف لوگوں کو بلایا۔ اس میں قسم قسم کے افعال اور مختلف اذکار ہیں، چنانچہ نماز کے ساتھ عبادت کرنا۔ دراصل ہر قسم کی عبادت سے لذت یاب ہونا ہے۔ افعال کھانوں کی طرح ہیں اور اذکار مشروب کی طرح ہیں۔

نماز کے افعال:

مروی ہے کہ نمازی میں بارہ ہزار افعال تھے جو کہ صرف بارہ افعال میں مخصوص کر دیئے گئے اس لیے جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ افعال کا خیال رکھنا چاہیے تا کہ اس کی نماز کامل ہو جائے، جن میں سے چھ خارجِ نماز اور چھ داخلِ نماز ہیں، پہلا علم ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ وہ تھوڑا عمل جسے انسان مکمل علم سے ادا کرے، اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جسے بے خبری اور جہالت میں ادا کیا جائے، دوسرا وضو ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ طہارت کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، تیسرا لباس ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (الاعراف: ۳۱)

"ہر نماز کے وقت زینت حاصل کرو"۔ یعنی ہر نماز کے وقت بہتر لباس زیب تن کرو۔

چوتھا پابندیٔ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا. (النساء:۱۰۳)

''بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے''۔

پانچواں قبلہ کی طرف چہرہ کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ. (البقرہ:۱۴۴)

پس اپنا چہرہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیر دو تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرہ کو کعبہ سے مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

چھٹی نیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

ساتویں تکبیر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی تحریم وتکبیر سے ہے، یعنی جب اللہ اکبر کہا تو نماز شروع ہوگئی اس میں کوئی حرکت کام حرام ہے۔ نماز سے فراغت یعنی سلام پھیر کر نماز ختم کر کے کام شروع کرنا حلال ہے۔

آٹھواں قیام کرنا اس کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ (البقرہ:۲۳۸) باادب نماز کے لیے اللہ کے حضور کھڑے ہو جاؤ۔

نواں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ (المزمل:۲۰) پس قرآن پڑھو جس قدر تمہیں آسانی ہو۔

دسواں رکوع کرنا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ. (البقرہ:۴۳) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

گیارہواں سجدہ کرنا: اس کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاسْجُدُوْا. (الحج:۷۷) اور سجدہ کرو۔

بارہواں قعود یا قعدہ کے متعلق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کسی شخص نے آخری سجدہ سے سر اٹھایا اور تشہد پڑھنے کے بعد بیٹھ گیا تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔

جب یہ بارہ افعال کر لیے جائیں تو تو پھر ایک اور بات کی ضرورت ہوتی ہے جو خلوص دل ہے تاکہ صحیح معنوں میں نماز ادا ہو جائے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاعْبُدُوْ اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ.

''پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے دین کو خالص کرتے ہوئے''۔

علم کی اقسام:

علم کی تین اقسام ہیں ایک یہ کہ وہ فرائض اور سنن کو الگ الگ سمجھتا ہو۔ جو فرائض اور سنن وضو میں ہیں ان کے بارے میں علم رکھتا ہو اس لیے کہ یہ کامل نماز کا ایک ذریعہ ہیں علاوہ ازیں شیطان کے مکر و فریب سے آگاہ ہو اور ان کو دور کرنے کے لیے پوری کوشش کرے۔

وضو کی تکمیل:

وضو تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے ایک یہ کہ دل کو کینہ حسد اور دھوکہ سے پاک رکھے دوسرے بدن کو گناہوں سے پاک رکھے۔ تیسرے پانی کو ضائع بھی نہ کیا جائے مگر اعضاء بدن ٹھیک طریقہ سے دھوئے جائیں۔

لباس کی پاکیزگی:

لباس کی پاکیزگی کے لیے تین چیزیں لازم ہیں۔ لباس حلال کمائی سے بنایا جائے۔ ظاہری نجاست اور گندگی سے پاک صاف ہو۔ سنت کے مطابق ہو اس میں فخر اور دکھاوا شامل نہ ہو۔

پابندی وقت کی حقیقت:

پابندی کے وقت کا تین باتوں پر انحصار ہے سورج، چاند، ستاروں سے نماز کے وقت کا تعین کرنا۔ اذان کی آواز سننے کے لیے متوجہ رہیں۔ دل نماز کا دھیان کرتا ہے اور وقت کی پابندی کے بارے میں فکرمند ہو۔

قبلہ رُخ ہونے کی شرائط:

قبلہ رُخ ہونے کے لیے تین باتیں ضروری ہیں تمہارا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ دوسرے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تیسرے نماز خضوع اور خشوع سے ادا کی جائے یعنی اللہ کے حضور انکساری ظاہر کرنا۔

نیت کا دارومدار:

نیت کا مدار بھی تین باتوں پر ہے، تمہیں علم ہونا چاہیے کہ کونسی نماز پڑھ رہے ہو، تجھے یہ یقین ہو کہ اللہ کے حضور کھڑا ہے اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ تمہیں علم ہے اللہ تعالیٰ دل کے بھیدوں کو جانتا ہے لہٰذا حالت نماز میں دنیاوی خیالات و تفکرات سے دل کو خالی ہونا چاہیے۔

تکبیر تحریمہ کی تکمیل:

تکبیر تحریمہ کی تکمیل تین باتوں سے ہے۔ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے عظیم ہونے کا اقرار کرکے صحیح طریق سے اللہ اکبر کہو، دوسرا یہ کہ کانوں تک دونوں ہاتھ برابر اٹھائے جائیں، تیسرے تکبیر کہتے ہوئے دل حاضر ہو اور وہ تعظیم سے تکبیر کہے۔

قیام کی تکمیل:

قیام کے لیے تین باتیں لازم ہیں۔ نگاہ سجدہ گاہ پر ہو۔ دوسرے دل اللہ کی طرف ہو اور تیسرے دائیں بائیں نہ دیکھے۔

قرأت کی تکمیل:

قرأت بھی تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے پہلی یہ کہ سورۂ فاتحہ کو صحیح تلفظ سے ٹھہر ٹھہر کر گانے کی طرز سے احتراز کرتے ہوئے پڑھے، دوسرا یہ کہ اسے غور وفکر سے پڑھے اور اس کے معانی میں سوچ و بچار کرے، تیسرا یہ کہ جو کچھ پڑھے اس پر عمل بھی کرے۔

رکوع کی تکمیل:

رکوع کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوتی ہے، پہلی یہ کہ پیٹھ کو برابر رکھو، اونچا نیچا نہ رکھو،

دوسری یہ کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھواور انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، تیسرا یہ کہ مکمل اطمینان سے رکوع کرواور تعظیم ووقار سے رکوع کی تسبیحات پوری کی جائیں۔

سجدہ کی تکمیل:

سجدہ کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوتی ہے پہلی یہ کہ تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر رکھے جائیں، دوسری یہ کہ کہنیاں کھلی رکھی جائیں، تیسری یہ کہ مکمل سکون سے سجدہ کی تسبیحات پوری کی جائیں۔

قعدہ کی تکمیل:

قعدہ بھی تین باتوں سے مکمل ہوتا ہے، پہلا یہ کہ تو دایاں پاؤں کھڑا رکھےاور بائیں پر بیٹھے، دوسرے یہ کہ تشہد پوری تعظیم سے پڑھے اور اپنے اور مسلمانوں کے لیے دعا مانگے، تیسرے یہ کہ اس کے اختتام پر سلام پھیرے۔

سلام کی تکمیل:

سلام اس طریقہ سے مکمل ہوتا ہے کہ دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے اس کی خالص نیت ہو کہ میں دائیں طرف کے فرشتے، مردوں اور عورتوں کو سلام کر رہا ہوں اور اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے نیت کرواور اپنی نگاہ اپنے دو کندھوں سے آگے نہ بڑھا۔

اخلاص کی تکمیل:

اسی طرح اخلاص بھی تین باتوں سے مکمل ہوتا ہے، ایک یہ کہ نماز سے اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہولوگوں کی خوشنودی کا حصول نہ ہو، دوسرے یہ کہ نماز کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے۔ تیسرے یہ کہ وہ اس کی حفاظت کرے تاکہ روز محشر بارگاہ الٰہی میں پیش کر سکے کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ "جو شخص نیکیاں لے کر آیا"۔

یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ: مَنْ عَمِلَ بِالْحَسَنَةِ "جس نے نیکیاں کیں"۔

اس لیے بُرے اعمال سے اپنی نیکیوں کو ضائع کر کے اس کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو۔

باب ۔ ۶۴

آفاتِ قیامت

روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا روز محشر دوست دوست کو یاد کرے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تین مقامات ایسے ہیں جہاں پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزان عمل کے وقت حتیٰ کہ وہ اپنا پلڑہ ہلکا یا بھاری نہ دیکھ لے۔ نامہ اعمال کے ملنے کے وقت یا تو اسے دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس وقت جب دوزخ سے آگ کی گردن باہر نمودار ہوگی اور لوگوں کی جانب بڑھتی چلی آئے گی یہ کہتے ہوئے کہ میں ہر شرک کرنے والے، باغی، تکبر کرنے والے اور اس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو قیامت کے دن کا منکر تھا پس وہ انہیں اپنے شعلوں میں لپیٹ کر دوزخ کی گھاٹیوں میں پھینک دے گی اور دوزخ پر بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز پل ہے جو کانٹے دار ہے اس پر (بعض) لوگ بجلی کی سی تیزی اور تیز ہوا کی طرح گزریں گے۔

صور کیا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی تو پھر صور کو پیدا فرمایا اور اسے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے منہ میں دے دیا وہ (اس وقت سے) اللہ تعالیٰ کے عرش کی طرف نظریں جمائے کھڑے ہیں کہ کب ان کو صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ بیل کا ایک سینگ ہے۔

میں نے عرض کیا وہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑے دائرے والا

ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دائرے کا قطر زمین اور آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے، اسے تین مرتبہ پھونکا جائیگا، پہلے گھبراہٹ کے لیے دوسرے موت کے لیے اور تیسری مرتبہ قبروں سے اٹھنے کے لیے، پھر روحیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں، وہ زمین و آسمان کے خلا کو پر کر دیں گی اور ناک کے راستے جسموں داخل ہو جائیں گی؛ پھر فرمایا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو زندہ کرے گا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کی طرف آئیں گے، ان کے ساتھ براق اور جنتی لباس ہوں گے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور شق ہوگی اور آپ جبرائیل امین کو دیکھ کر فرمائیں گے کہ یہ کونسا دن ہے؟ جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے، یہ روز محشر ہے، یہ مصیبت کا دن ہے، یہ سختی کا دن ہے۔ آپ فرمائیں گے اے جبرائیل! اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ جبرائیل عرض کریں گے آپ کو بشارت ہو کہ سب سے پہلے شخص آپ ہیں جن کی قبر شق ہوئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے جن وانس! میں نے تمہیں نصیحت کی تھی، لو تمہارے نامۂ اعمال میں تمہارے اعمال درج ہیں، جو اپنا صحیفہ اچھا پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اسے اچھا نہ پائے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔

روز محشر مجرموں کی حالت:

جناب یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس میں کسی سے یہ آیات سنی:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا. (مریم:۸۶)

''اس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف وفد کی صورت میں جمع کریں گے''، یعنی وہ سوار ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔ یعنی وہ

پیدل اور پیاسے بارگاہ الٰہی میں جائیں گے، تو آپ نے فرمایا اے لوگو! نیکی اور بھلائی میں پیش پیش رہو۔ کل تم قیامت کے دن قبروں سے اٹھائے جاؤ گے اور مختلف اطرف سے گروہ در گروہ آؤ گے، بارگاہ الٰہی میں اکیلے اکیلے کھڑے ہو گے اور تم سے ایک ایک حرف کا سوال کیا جائے گا، نیک لوگ بارگاہ الٰہی میں سوار ہو کر گروہ در گروہ آئیں گے گنہگاروں کو پیدل اور پیاسا لایا جائے گا اور لوگ گروہ در گروہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ اے بھائیو! تمہارے آگے ایک ایسا دن ہے جو تمہارے سال و ماہ کے اندازوں کے مطابق پچاس ہزار برس کا ہے جو ہلچل مچانے والا اور بھاگ دوڑ کا دن ہے، جس دن لوگ بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے جو حسرت، افسوس، نکتہ چینی، محاسبہ، چیخ و پکار، مصیبت، سختی اور دوبارہ زندہ ہونے کا دن ہے، جس دن انسان اپنے کیے ہوئے اعمال دیکھے گا، افسوس اور پچھتاوے کا دن ہے، جس دن بعض چہرے سفید اور بعض سیاہ ہوں گے، جس دن کسی کو مال اور اولاد فائدہ نہیں دے گی۔ لیکن جو قلب سلیم لے کر آئے گا وہی نفع حاصل کرے گا، جس دن ظالموں کو معذرت کوئی فائدہ نہیں دے گی اور ان کے لیے لعنت اور برا ٹھکانہ ہو گا۔

قیامت کے دن کی طوالت:

جناب مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روز محشر مخلوق سو برس مکمل خاموش رہے گی اور لوگ سو برس تک تاریکیوں میں حیران و پریشان رہیں گے اور سو برس ایک دوسرے پر چڑھ دوڑیں گے، پروردگار کے ہاں جھگڑے کریں گے، قیامت کا دن پچاس ہزار برس طویل ہو گا لیکن مومن مخلص پر ایسے گزریگا جتنا ہلکی فرض نماز پڑھنے میں وقت لگتا ہے۔

چار سوال:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس وقت تک بندے کے قدم نہیں ہلیں گے جب تک کہ اس سے چار سوال نہ کر لیے جائیں۔

(۱) اپنی زندگی کیسے گزاری (۲) اپنے آپ کو کس کام میں مشغول رکھا (۳) اپنے علم پر کتنا عمل کیا (۴) دولت کس طرح حاصل کی اور کس طرح خرچ کی۔

نبی کی دُعا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ رب العزت نے ہر نبی کو قبول ہونے والی ایک ایک دُعا عطا فرمائی تھی۔ ان تمام (انبیاء کرام) نے دنیا میں اپنی اپنی دعا مانگ لی لیکن میں نے اپنی اُمت کی شفاعت کی غرض سے اپنی دُعا کو روز محشر کے لیے محفوظ کرلیا۔

اے رب العزت! حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہم سب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کاملہ سے بہرہ مند فرما۔ آمین ثم آمین۔



باب ۔ ۶۵

دوزخ ومیزان

اس سے قبل اگرچہ ہم نے دوزخ اور میزان کا تذکرہ کر دیا ہے لیکن اس کا دوبارہ ذکر اس لیے کرر ہے ہیں کہ ہوسکتا ہے اس سے غافل و نا کارہ دلوں کو کچھ مزید فائدہ حاصل ہو سکے اور اس کا مقصد و مرتبہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ اللہ رب العزت کے ارشاد کی اطاعت ہو جائے۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے بھی قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر اس کا ذکر فرمایا ہے اور دوزخ اور میزان کے حالات کی آفات کو بہت بڑا قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذکر سے اہل دانش کے قلوب انتباہ حاصل کریں اور خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ دوزخ کے مقابلے میں دنیا کا دکھ درد کوئی وقعت نہیں رکھتا اور آخرت ہی اچھی ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

اب دوزخ کے احوال کا تذکرہ کیا جاتا ہے اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم کے طفیل اس سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

دوزخ کا احوال:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوزخ انتہائی تاریک ہے جس میں کوئی روشنی نہیں۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازہ پر ستر ہزار آگ کی گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار درازیں ہیں اور ہر دراز میں آگ کی ستر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں آگ کے ستر ہزار مکانات ہیں ہر مکان میں ستر ہزار آگ کے کمرے ہیں ہر کمرے میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں، ہر بچھو کی ستر ہزار دُمیں ہیں، ہر دُم میں ستر ہزار مہرے ہیں، ہر مہرے میں زہر کے ستر ہزار گھڑے ہیں ۔قیامت کے روز ان پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور جنات اور انسانوں کے دائیں بائیں غبار کا دھواں پھیل جائے گا۔ یعنی چاروں طرف غبار اور ان کے اوپر بھی دوزخ کا دھواں اور غبار ہو گا اسے دیکھ کر گھٹنوں کے بل گر کر دعا کریں گے یا اللہ تعالیٰ ہمیں بچا۔

مسلم کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا روز محشر جہنم کو ستر ہزار لگامیں دے کر لایا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہنم کے فرشتوں کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ بیان فرمایا۔

غِلَاظٌ شِدَادٌ. وہ انتہائی سخت اور مضبوط ہوں گے۔ (التحریم:٦/٧)

فرمایا ہر فرشتے کے درمیانی کندھوں کا فاصلہ ایک سال کی مسافت کا ہوگا۔ وہ اس قدر طاقتور ہوں گے اگر ہتھوڑے سے کسی پہاڑ پر ضرب لگائیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔

ہر ضرب سے ستر ہزار جہنمیوں کو جہنم میں گرائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ. (المدثر:٣٠) اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔

اس سے مراد ہے کہ جہنمیوں پر تعینات فرشتوں کے سردار اتنے ہیں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر فرشتے اس نے اس پر مامور رکھے ہیں۔ جیسا کہ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے، تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جہنم کی وسعت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جہنم کی وسعت کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اس کی وسعت کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ اس پر متعین فرشتہ کے کان کی لو کندھے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کے سفر کے برابر ہے۔ جہنم میں پیپ اور خون کی وادیاں بہتی ہیں۔ ترمذی کی حدیث ہے دوزخ کی ہر دیوار چالیس سال کے سفر کے برابر موٹی ہے۔

جہنم کی آگ کی گرمی:

مسلم کی روایت ہے تمہاری آگ جہنم کی آگ سے ستر حصے کم گرم ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی گرم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ اس گرمی سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اگر دوزخیوں میں سے کوئی دوزخی اپنی

ہتھیلی دنیا میں نکال دے تو اس کی گرمی سے دنیا جل جائے اور اگر دوزخ کے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ دنیا میں ظاہر ہو اور لوگ اسے دیکھ لیں تو اس کے جسم پر غضب الٰہی کے بے انتہا آثار دیکھ کر دنیا کے تمام لوگ مر جائیں۔

جہنم کی گہرائی:

مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دھماکہ سنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اس پتھر کے جہنم کی گہرائی میں گرنے کی آواز ہے جو آج سے ستر برس قبل جہنم میں گرایا گیا تھا اور وہ اب اس کی گہرائی تک پہنچا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی شدید، اس کی گہرائی بہت زیادہ اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔

جھوٹے کا ٹھکانہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم اپنے مکینوں کو اس طرح اچک لے گی جیسے پرندے دانوں کو اُچک لیتے ہیں اور آپ سے اس ارشاد باری تعالیٰ،

اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيۡرًا ۔ (الفرقان:۱۲)

اور جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس سے غصہ سے بھری آوازیں سنیں گے۔

کے معنی دریافت کیے گئے تو فرمایا ہاں کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا جو مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ دوزخ کی آنکھوں کے درمیان اپنا ٹھکانہ بنا لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی آنکھوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا۔ (جو پہلے لکھا جا چکا ہے)

اس روایت کی تصدیق اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ جہنم سے گردن نکلے گی جس کی دیکھنے کے لیے دو آنکھیں اور بولنے کے لیے زبان ہوگی وہ پکار کر کہے گی کہ آج میں ہر اُس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو پروردگار عالم کے ساتھ شریک ٹھہراتا تھا اور وہ ان کو اس پرندے سے بھی زیادہ چابکدستی سے دیکھ لے گی جس کو تل مرغوب ہیں اور وہ اسے زمین

پر تلاش کر لیتا ہے۔

لوگوں کے اعمال جس میزان میں تولے جائیں گے اس کے بارے میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نیکیوں کا پلڑا نور کا ہوگا اور برائیوں والا پلڑا ظلمت کا ہوگا۔

جنت اور دوزخ کا مقام:

ترمذی شریف کا روایت ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں اور دوزخ بائیں طرف رکھی جائے گی اس کے دائیں طرف نیکیوں کا پلڑا اور بائیں طرف برائیوں کا پلڑا ہوگا چنانچہ جنت کے مقابل سمت میں نیکیوں کا پلڑا اور دوزخ کے مقابل برائیوں کا پلڑا ہوگا۔

ترازو کی زبان:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اچھائیاں اور برائیاں ایسے ترازو میں وزن کی جائیں گی کہ جس کے دو پلڑے اور زبان ہوگی۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب بندوں کے اعمال تولنے کا ارادہ فرمائے گا تو انہیں جسموں میں تبدیل فرمادے گا اور پھر ان کا روز محشر وزن کیا جائے گا۔



باب ۔٦٦

مذمتِ تکبر

پروردگار عالم ہم سب کو دنیا و آخرت میں بھلائی کی توفیق عطا فرمائے ۔ اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ تکبر اور خود بینی تمام خصائل کو برباد کردیتے ہیں اور رزائل کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں اور تیری رزالت کے لیے یہی بہت ہے کہ تکبر کے باعث تجھ پر نصیحت اثر نہیں کرتی اور تُو اچھی عادات کو قبول کرنے میں عذر کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ عقل مندوں نے کہا کہ حیا اور تکبر سے علم ضائع ہوجاتا ہے تکبر کے لیے علم ایک آفت ہے جس طرح کہ اونچی اونچی بلڈنگوں کے لیے سیلاب آفت ہوتا ہے۔

متکبر جنت میں نہیں جائے گا:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا دل میں ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو تکبر کے باعث اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے اس کی طرف اللہ رب العزت رحمت کی نگاہ نہیں فرمائے گا۔

متکبر اپنا ہی نقصان کرتا ہے:

داناؤں کا کہنا ہے کہ تکبر اور خود بینی کے باعث حکومت قائم نہیں رہ سکتی ۔ اللہ رب العزت نے بھی تکبر کا تذکرہ فساد کے ساتھ کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۔

(القصص:۸۳)

یہ دار الآخرت ہے۔ ہم ان کو عطا کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرتے۔

مزید ارشاد ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ۔ (الاعراف:۱۴۶)

البتہ میں ان لوگوں سے جوزمین میں تکبر اور فساد کرتے ہیں اپنی نشانیاں پھیرلوں گا۔

ایک عقل مند کا کہنا ہے کہ جب میں کسی متکبر کو دیکھتا ہوں تو اس کا تکبر کا جواب تکبر سے دیتا ہوں۔

ابنِ عوانہ انتہائی متکبر شخص تھا، اس نے ایک مرتبہ اپنے غلام سے کہا مجھے پانی پلاؤ، غلام نے کہاہاں، ابنِ عوانہ یہ سن کر چلاّیا کہ ہاں تو وہ کہے جسے نہ کہنے کا اختیار ہو، یہ کہہ اسے تھپڑ مارے اور اس نے کسان کو بلا کر کہا اس سے گفتگو کی، جب بات چیت سے فارغ ہوا تو پانی منگوا کر کلّی کی تا کہ اس سے گفتگو کرنے کی نجاست دور ہو جائے۔ اور کہا گیا ہے کہ فلاں نے خود کو تکبر کی اس سیڑھی پر پہنچا دیا ہے کہ اگر وہ گر گیا تو پھر ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

جاحظ کا قول ہے کہ قریش میں بنو مخزوم اور بنو امیہ کا تکبر مشہور تھا جب کہ عرب میں بنو جعفر بن کلاب اور بنو زرارہ بن عدی کا تکبر مشہور تھا اور ایران کے حکمران کسریٰ لوگوں کو اپنا غلام خیال کرتے تھے اور خود کو ان کا مالک خیال کرتے تھے۔

متکبر کی رعونت:

بنوعبداللہ قبیلہ کے ایک شخص سے کہا گیا کہ تم خلیفہ کے پاس کیوں نہیں آتے؟ وہ بولا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ میرے عزت واحترام کو نہیں اٹھا سکے گا۔

حجاج بن ارطاۃ سے کہا گیا کیا وجہ ہے کہ تم جماعت میں شامل نہیں ہوتے، اس نے جواب دیا کہ میں دکانداروں کے قرب سے گھبراتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ وائل بن حجر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آیا اور آپ نے اسے زمین کا ایک ٹکڑا دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے وہ زمین دکھا دو اور لکھ بھی دو، چنانچہ حضرت معاویہ شدید گرمی کے موسم میں اس کے ساتھ روانہ ہوئے، وہ اونٹنی پر سوار ہو گیا اور آپ پیدل چلنے لگے، جب انہیں گرمی نے شدید

تنگ کیا تو انہوں نے اسے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لو۔ اس نے کہا میں تمہیں اپنی اونٹنی پر نہیں بٹھاؤں گا کیونکہ میں ان بادشاہوں میں سے نہیں جو لوگوں کو اپنے پیچھے اونٹنیوں پر سوار کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں برہنہ پا ہوں مجھے اپنے جوتے ہی دے دو۔ وائل نے کہا، اے ابن ابوسفیان! میں بخل کے باعث نہیں بلکہ اس لیے اپنے جوتے تمہیں نہیں دیتا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ یمن کے بادشاہوں تک یہ اطلاع پہنچے کہ تم نے میرے جوتے پہنے ہیں۔ البتہ تمہاری عزت افزائی کے لیے صرف یہ کر سکتا ہوں کہ تم میری اونٹنی کے سایہ میں چلتے رہو۔ کہا جاتا ہے کہ یہی متکبر شخص ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور اس سے بات چیت کی۔

ایک شخص سے مسرور بن ہند نے کہا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اسنے کہا کہ نہیں، مسرور نے کہا، میں مسرور بن ہند ہوں، اس شخص نے جواب دیا میں تجھے نہیں پہچانتا، مسرور چلایا اور کہا، اللہ اس کو غارت کرے جو چاند کو نہیں پہچانتا۔

ایسے ہی تکبر کرنے والوں کے بارے میں ایک شاعر کا کہنا ہے ۔

قَوْلَا لَاحْمَقَ يَلْوِيْ اِلَيْـهُ اَخْدَعَهُ

لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ مَافِي التِّيهِ كَمْ تَتَهٖ

وہ بے وقوف جو تکبر کو چھپائے ہوئے ہے اور کلام اسے فریب دے رہا ہے اگر تجھے علم ہو کہ تکبر میں کیا آفت آئے گی تو تکبر کبھی نہ کرے۔

اِلَيَّةُ مُفْسِدَةٌ لِلدِّيْنِ مُنْقِصَةٌ

لِلْعَقْلِ مُهْلَكَةٌ لِلْعَرضِ فَانْتَبِهٖ

بلاشبہ تکبر دین کو تباہ کرنے والا، عقل کو کم کرنے والا ہے، اور عزت برباد کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس سے خبردار رہو۔

کمینہ آدمی ہی تکبر کرتا ہے:

ایک قول ہے: ہر کمینہ شخص تکبر کرتا ہے۔ انکساری اور تواضع سے وہ پیش آتا ہے۔ جو بلند مرتبہ ہو۔

باعث ہلاکت باتیں:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق تین چیزیں باعث ہلاکت ہیں۔ دائمی بخل، خواہشات نفسانی کی پیروی اور انسان کا خود کو بڑا گردانا۔

شرک اور تکبر کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت نوح علیہ السلام کا آخری وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنی اولاد کو بلوا کر فرمایا میں تمہیں دو باتوں کے کرنے اور دو سے باز رہنے کے لیے کہتا ہوں۔ ان میں سے دو منع ہیں وہ شرک اور تکبر ہیں اور دو پڑھنے کے لیے کہتا ہوں ایک لا الہ الا اللہ کا پڑھنے کا اس لیے حکم دیتا ہوں اس لیے کہ زمین و آسمان کے اندر جو کچھ ہے اگر اسے ایک پلڑے میں اور دوسرے میں لا الہ الا اللہ کو رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری رہے گا۔ اگر آسمان اور زمین کو حلقہ بند کرے تو اس حلقہ پر رکھ دیا جائے تو توڑ دے گا۔

نیز میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ۔ اللہ پاک ہے اور اسی کی حمد ہے۔ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی صلوٰۃ ہے اور اسی کے ذریعہ ہر چیز کو روزی ملتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ رب العزت نے کتاب کا علم دیا اور وہ متکبر ہونے کی حالت میں فوت نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے بازار میں جا رہے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ آپ کو لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ ان کی آپ کو حاجت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، میں اس لیے سر پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھا کر بازار سے گزر رہا ہوں تا کہ میرے دل سے تکبر کا خاتمہ ہو جائے۔

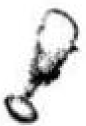
تفسیر قرطبی میں ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ تَبَرُّجًا

''اور وہ عورتیں اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں''۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ زینت کے اظہار اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے اگر اس طرح کریں تو یہ ان کے لیے حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تکبر کے ساتھ زور زور سے اپنا جوتا زمین پر مار کر چلتا ہے تو یہ بھی حرام ہے اس لیے کہ اس میں سوائے تکبر کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

☆☆☆



باب ۶۷

یتیم سے بھلائی اور ظلم سے اجتناب

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح سے ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگشت مبارک کو تھوڑا سا کھول کر ان کی طرف اشارہ فرمایا۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا کوئی غیر جنت میں یوں ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔ مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی جانب اشارہ کیا۔

یتیم کی پرورش کا اجر:

بزاز کی حدیث ہے کہ جس نے کسی یتیم کی پرورش کی، خواہ وہ یتیم اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، پس وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں اور جس نے تینوں بیٹیوں کی پرورش کی وہ جنت میں ہوگا اور اسے اللہ کی راہ میں روزہ دار اور نمازی مجاہد کے برابر ثواب عطا ہوگا۔

ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے کہ جس شخص نے تین یتیموں کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائی اسے اس شخص کی طرح ثواب ملے گا، جو رات کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے تلوار لے کر نکل کھڑا ہوتا ہے، میں اور وہ جنت میں ایسے دو بھائی ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں، پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیان انگلی کو ملایا۔

صحیح سند کے ساتھ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان یتیم کی کھانے پینے کے معاملے میں کفالت کی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا مگر یہ کہ وہ کوئی

ایسا گناہ کرے جو معاف کرنے کے قابل نہ ہو۔

سند حسن کے ساتھ ترمذی میں مروی ہے کہ جس کسی نے یتیم کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔

اچھا اور بُرا گھر:

ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور ایک مسلمان کا برا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کو دکھ اور تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

جنت میں داخلہ:

سند حسن کے ساتھ ابویعلیٰ نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے جنت کا دروازہ کھلے گا مگر میں ایک عورت کو اپنے آگے دیکھ کر پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور مجھ سے پہلے کیوں جا رہی ہو؟ وہ کہے گی میں ایسی عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کے پرورش کے لیے گھر بیٹھی رہی۔

طبرانی کی روایت ہے جس میں ایک کے سوا تمام روادی ثقہ ہیں اور اس کے باوجود یہ روایت متروک نہیں ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ روز محشر اس شخص پر عذاب نہیں کرے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم گفتگو کی ا ر اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کی وجہ سے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور اس پر زیادتی وظلم نہیں کیا۔

مسند احمد میں ہے کہ جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے ہر اس بال کے بدلہ میں جو اس کے ہاتھ کے نیچے آیا، نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے کسی یتیم سے بھلائی کی، اس کی پرورش کی تو میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ تیری آنکھوں کی بینائی چلے جانے کمر جھک جانے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں کے بُرے سلوک کرنے کی وجہ یہ

ہے کہ ان کے ہاں ایک مرتبہ بھوکا روزہ دار یتیم آیا، انہوں نے گھر والوں کے تعاون سے بکری ذبح کر کے کھائی مگر یتیم کو کھانا نہ کھلایا پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع کیا کہ میں اپنی مخلوق میں سے اسے سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں جو یتیموں اور مسکینوں سے محبت رکھتا ہے اور ان کو حکم دیا کہ کھانا تیار کر کے یتیموں اور مساکین کو کھلاؤ چنانچہ انہوں نے اسی طرح حکم کی تعمیل کی۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، بیوہ، یتیم اور مسکین کی پرورش کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ غالباً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اسے اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو عبادت کرتا ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے کہ بیوہ اور مسکین کی نگہداشت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے اور اس شخص کی طرح ہے جو راتوں کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ سے رہتا ہے۔

جہنم سے بچاؤ:

بزرگان سلف میں سے ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ میں شروع شروع میں شراب کا عادی اور گناہوں میں مبتلا رہتا تھا۔ ایک دن میں نے ایک یتیم کو دیکھا تو میں نے اس کی ایسے عزت کی جیسے اپنے بچوں کی عزت کی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ عزت کی، پھر میں سو گیا۔ میں نے عذاب کے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مجھے پکڑ کر سختی کے ساتھ دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اچانک وہ یتیم آڑے آ گیا اور کہا: اسے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے رب سے بات کرلوں! انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر آواز آئی: اسے چھوڑ دو، اس نے اس یتیم بچے پر رحم کیا تھا۔ اس پر ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر میں جاگ اٹھا اور اس دن سے یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگا۔

یتیم سے اچھے سلوک پر انعام:

ایک خوشحال سید گھرانہ کا سربراہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا اور اپنے پیچھے بیوہ

اور بیٹیاں چھوڑ گیا۔ باپ کی موت کے بعد بچیاں یتیم اور بے سہارا ہو گئیں آخر کار نوبت فاقوں تک پہنچ گئی پھر انہوں نے ذلت کے خوف سے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور وطن سے نکل کر کسی شہر کی ایک ویران مسجد میں قیام پذیر ہو گئیں ان کی والدہ ان کو وہاں پر بٹھا کر کھانے کی کوئی چیز لینے کی غرض سے باہر نکلی اور شہر کے ایک دولت مند شخص کے پاس گئی جو مسلمان تھا اس کو اپنی بپتا سنائی لیکن اس نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا اپنی بات کی تصدیق کے لیے کوئی گواہ لے کر آؤ تو پھر میں تمہاری امداد کروں گا اور وہ عورت یہ کہہ کر وہاں سے چل دی کہ میں اس شہر میں اجنبی ہوں گواہ کہاں سے لاؤں؟ پھر وہ ایک مجوسی کے پاس آئی اور اسے اپنی بپتا سنائی، چنانچہ اس مجوسی نے اس کی باتوں کو سچ سمجھ کر اپنے یہاں کی ایک عورت کو بھیجا کہ اسے اور اس کی بیٹیوں کو میرے گھر پہنچا دو، اس شخص نے اس کی عزت اور احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جب نصف شب گزر گئی تو اس مسلمان دولت مند نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر مبارک پر لواء الحمد باندھا ہے اور ایک عظیم الشان محل کے پاس کھڑے ہیں اس دولت مند نے آگے بڑھ کر پوچھا، یارسول اللہ! یہ محل کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک مسلمان مرد کے لیے ہے، دولت مند نے کہا میں اللہ کو ایک ماننے والا مسلمان ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا کہ تم اس بات کے گواہ لاؤ کہ واقعی تم مسلمان ہو۔ وہ بہت پریشان ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس سیدہ عورت کی بات یاد دلائی جس سے اس نے گواہ مانگے تھے۔

دولت مند یہ سنتے ہی اچانک جاگ کھڑا ہوا اور اسے غم اور پچھتاوے نے آگھیرا، وہ اس سیدہ عورت اور ان کی بچیوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور تلاش کرتے کرتے اس مجوسی کے گھر جا پہنچا اور اس سے کہا کہ یہ سیدزادی اور اس کی بچیاں مجھے دے دو مگر مجوسی نے انکار کر دیا اور بولا میں نے ان کے سبب عظیم برکتیں پائی ہیں، دولت مند نے کہا مجھ سے ہزار دینار لے لو اور انہیں میرے سپرد کر دو لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا۔ تب اس دولت مند کے دل میں اسے تنگ کرنے کا خیال آیا اور مجوسی اس کی بری نیت دیکھ کر بولا جنہیں تم لینے آئے ہو، میں ان کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور تو نے جو خواب میں جو محل دیکھا ہے وہ میرے لیے بنایا گیا ہے، کیا تجھے اپنے مسلمان ہونے کا فخر ہے واللہ میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے، جب تک کہ ہم

سب اس سیدہ کے ہاتھ پر اسلام نہیں لائے اور میں نے بھی تیری طرح خواب میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کیا وہ سیدزادیاں تیرے گھر میں ہیں، میں نے عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ محل تیرے اور تیرے اہل خانہ کے لیے ہے، اس مسلمان رئیس نے یہ بات سُنی تو واپس چلا گیا اور اللہ رب العزت ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس رنج و غم کے ساتھ واپس لوٹا ہوگا۔



باب ۔۶۸

مذمتِ حرام کی کمائی

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ (النساء:۲۹)

''اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ''۔

اس آیت کے بہت سے دوسرے مفہوم ہیں اور اسے سود، جوا، ناجائز قبضہ، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کے ذریعے مال ہتھیانے کے مفہوم میں لیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو انسان ناحق حاصل کر لیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک دوسرے کے ہاں سے کھانا پینا بھی ممنوع خیال کر لیا۔ اس کے بعد سورۂ نور کی یہ آیت نازل ہوئی کہ۔

''تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے یا والدین اور دوستوں کے گھروں سے کھاؤ پیو''۔

بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد غلط بیع ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق پہلی آیت محکمات میں سے ہے جس کا حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ اس سے مراد حرام کی کمائی سے کھانا یعنی وہ کمائی جو ناحق طریقے سے حاصل کی جائے خواہ وہ ظلم سے ہتھیائی جائے جیسے ناجائز قبضہ، خیانت اور چوری وغیرہ یا لہو ولعب سے حاصل کی جائے جیسے جواء یا کھیل کود کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو یا دھوکہ یا فریب سے حاصل کی گئی ہو جیسے ناجائز طور پر خرید وفروخت سے۔ اس بات کی تائید میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ آیت آدمی کے اپنے مال کو بھی ناجائز طریقوں سے خرچ کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور دوسروں کے مال کو بیان کی گئی تمام

صورتوں میں سے کسی بھی صورت سے حاصل کرنے سے بھی منع کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "مگر یہ کہ تجارت ہو" یعنی یہ کہ تم تجارت کی غرض سے مال کما سکتے ہو کیونکہ تجارت ان صورتوں میں سے نہیں ہے جن کی ممانعت کر دی گئی ہے چاہے اس کو کسی بھی مفہوم کے اعتبار سے لیا جائے اور اس کی تاویل وجوہ سے کرنا تاکہ مقصد پورا ہو جائے صحیح نہیں ہے اگرچہ تجارت تبادلہ کے عقد کے ساتھ خاص ہے لیکن دیگر دلائل کی رو سے قرض و ہبہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "تم رضامندی کے ساتھ دو" یعنی یہ کہ خوشی کے ساتھ اور جائز طریقہ سے ہو تو اس کی اجازت ہے اور فائدہ بھی اُٹھایا جا سکتا ہے۔ کھانے کا خاص طور پر ذکر کرنا صرف اسی مقصد کے لیے مخصوص کرنا نہیں ہے بلکہ محض اس لیے ہے کہ عموماً کھانا ہی مقصود ہوتا ہے یہ بالکل اس طرح سے ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۔

(النساء:۱۰)

"بے شک جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

اس ضمن میں احادیث مبارکہ کے حوالے سے بھی بہت سی وعیدیں اور دلائل کثیرہ موجود ہیں جن میں سے بعض کا بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے:

مسلم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ رب العزت پاک ہے، وہ پاک اشیاء کو قبول فرماتا ہے اور اسی نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔ (المومنون:۵۱)

اے رسولو! پاکیزہ کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

دوسری آیت میں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ہمارے عطا کردہ رزق سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص جو طویل مسافت طے کرے بال بکھرے ہوں اور چہرہ خاک آلود ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہے یا اللہ اور اس کا کھانا پینا لباس غذا سب حرام ہوں تو کیا اس صورت میں اس کی دعا قبول ہوگی۔

طبرانی کی حسن سند سے روایت ہے ''حلال رزق تلاش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے''۔

رزق حلال کی تلاش فرض ہے:

طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ فرائض نماز کی ادائیگی کے بعد حلال رزق تلاش کرنا فرض ہے متعدد ذرائع سے حدیث ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جو پاکیزہ رزق کھائے اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگ کثرت سے آج امت میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کچھ وقت ایسا ہی ہوگا۔ احمد وغیرہ کی سند حسن سے روایت ہے تیرے اندر چار چیزیں ہیں اگر تو دنیا تجھے نقصان نہ پہنچائے گی امانت کی نگہبانی۔ راست گوئی۔ حسن خلق اور رزق حلال۔

طبرانی کی حدیث ہے اس کے لیے بشارت ہے جس کی کمائی حلال ہو۔ اس کا باطن درست ہو اور اس کا احترام کیا جاتا ہو لوگوں سے وہ فتنہ وفساد نہ کرے، اس کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے عمل پر عمل کرے۔ اپنے مال کا زیادہ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور فضول گفتگو نہ کرے۔

قبولیت دعا کے لیے:

طبرانی میں ہے اے سعد'' حلال رزق کھاؤ تاکہ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایک آدمی اگر حرام کا نوالہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جس شخص کا گوشت حرام سے پیدا ہوا اس کی آگ زیادہ حق دار ہوگی''۔

بزاز کی ایک روایت (بسند منکر) ہے جس کی امانت نہ ہو اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں اور نہ ہی اس کی نماز اور زکوۃ ہے جس نے حرام کمائی سے قمیض بنائی اس وقت تک نماز نہ ہوگی

جب تک اسے اتارے گا نہیں۔ کیونکہ شان الٰہی یعنی اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ ایسے شخص کی نماز قبول کرے یا کوئی عمل قبول کرے جس کے جسم پر حرام کمائی کا لباس ہو۔

احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اس میں ایک درہم مال حرام تھا جب تک وہ اپنے جسم سے اس کپڑے کو جدا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا۔ اگر میں نے یہ الفاظ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ سنے ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے دونوں کان بہرے کردے۔

چوری کا مال خریدنے والا:

بیہقی کی روایت ہے جس نے چوری کا مال خریدا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ بھی اس کی رسوائی اور گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

حافظ المنذری فرماتے ہیں اس کی اسناد میں احتمال ہے یا موقوف سند کے ساتھ احمد نے بہ سند جید حدیث نقل کی ہے تم میں سے کوئی اپنی رسی لیے پہاڑ پر جائے اور لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے وہ اس سے بہتر ہے جو لقمہ حرام کھائے۔

ابن خزیمہ، ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ہے جس نے مال حرام جمع کیا پھر اس سے صدقہ کر دیا تو اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔ اس کا گناہ اس پر اسی طرح رہے گا۔

طبرانی کی حدیث ہے جس نے حرام مال کمایا اور اس سے غلام کو آزادی دلوائی۔ اور صلہ رحمی کیا تو اس پر مال حرام کمانے کا اسی طرح گناہ ہے۔

احمد وغیرہ کی حدیث کو بعض نے حسن قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر اسی طرح روزی تقسیم کی ہے جس طرح تمہارے اخلاق تقسیم کیے ہیں

اللہ تعالیٰ کی عطا:

اللہ رب العزت ہر انسان کو چاہے وہ دنیا کو پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو دنیا عطا کرتا ہے اور جو دین کو پسند کرتا ہے اسے دین عطا فرماتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ دین عطا فرماتا ہے اسے محبوب رکھتا ہے۔ اللہ کی قسم بندہ اس وقت تک مکمل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ زبان اور دل سے اسلام قبول نہ کرے اور اس کی زبان اور دل سے لوگ محفوظ نہ رہیں اور بندہ اس وقت تک

مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے پڑوسی اس کے کینے اور ظلم سے محفوظ نہ ہوں اور بندہ جو کچھ بھی حرام سے کما کر حاصل کرتا ہے اس میں سے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے پیچھے جو مال چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے لیے دوزخ کا سامان ہوتا ہے۔ بلاشبہ اللہ رب العزت برائی کو برائیوں سے ختم نہیں کرتا بلکہ نیکیوں سے برائیوں کو ختم کرتا ہے بلاشبہ پلید چیز سے پلید چیز نہیں مٹ سکتی۔

دوزخ اور جنت میں داخلے کے اسباب:

ترمذی شریف میں مروی ہے کہ اسے حسن، صحیح اور غریب قرار دیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا کہ جن کے باعث اکثر لوگ دوزخ میں جائیں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مُنہ اور شرم گاہ۔ اور ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا خوف اور اچھا اخلاق۔

روزِ قیامت چار سوال:

ترمذی شریف میں صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث پاک مروی ہے کہ روز محشر بندہ اس وقت تک نہیں ھلے گا جب تک کہ اس سے چار سوال نہیں پوچھے گا۔

(۱) اس نے اپنی عمر کیسے گزاری۔

(۲) اپنی جوانی کن کاموں میں بسر کی۔

(۳) مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

(۴) اپنے علم پر کس قدر عمل کیا۔

دنیا دار العمل ہے:

بیہقی کی حدیث پاک ہے کہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے اس میں جس شخص نے حلال ذریعہ سے مال کمایا اور اسے ٹھیک طرح سے خرچ کیا اس کا اجر اسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے ناجائز طریقوں سے مال کمایا اور اسے ناجائز طریقوں سے

خرچ کیا اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا اور وہ لوگ جو مال کی محبت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (کے احکامات) کو بھول جاتے ہیں ان کے لیے روز محشر دوزخ ہوگا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا.

''جب وہ بجھنے لگے گی ہم اسے اور تیز بھڑکا دیں گے''۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ حرام کے مال سے جو گوشت اور خون پیدا ہوا اس پر جنت حرام ہے اور دوزخ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

حرام مال کمانے والا دوزخی ہے:

ترمذی شریف میں مروی ہے کہ حرام مال سے جس گوشت کی پرورش ہوتی ہے اس کے لیئے آگ زیادہ مناسب ہے ایک روایت مس ہے کہ ناجائز طریقوں سے کمائے ہوئے مال سے جو گوشت پرورش پاتا ہے اس کے لیے آگ زیادہ مناسب ہے۔حسن سند کے ساتھ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس جسم نے حرام مال سے غذا حاصل کی ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔



باب۔ ٦٩

ممانعت سُود

سُود کھانے کی ممانعت کے ضمن میں بہت سی آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں اور اس بارے میں بکثرت احادیث مبارکہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ بخاری اور ابوداؤد کی حدیث پاک ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدن پر نقش گودنے والے اور نقش گدوانے والے، سود دینے والے اور سود لینے والے پر لعنت کی ہے اور کُتے کی قیمت وصول کرنے اور بدکاریوں سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

لعنتی کون؟

احمد، ابویعلیٰ، صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا، سود کھانے والے، سود دینے والے، اس کے گواہوں پر، اس کو لکھنے والے پر جب کہ وہ جانتا ہو کہ یہ سود کی غرض سے لکھا جارہا ہے، جسم پر پھول گودنے والے، پھول گدوانے والے پر جو اپنے حُسن کے لیے ایسا کرتا ہے۔ صدقہ سے انکار کرنے والا اور ہجرت کے بعد مرتد ہونے جانے والا یہ سب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اطہر سے **ملعون** ٹھہرائے گئے ہیں۔

صحیح سند کے ساتھ حاکم نے روایت کی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، شرابی، سودخوار، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔

سُود کھانا گویا اپنی ماں سے زنا کرنا:

صحیح سند کے ساتھ حاکم کی ایک اور روایت ہے کہ سود کے تہتر دروازے ہیں جن

میں سے سب سے ادنیٰ یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔

صحیح سند کے ساتھ بزاز نے روایت کی ہے کہ سود کی کچھ اوپر ستر اقسام ہیں، اس طرح شرک بھی ہے، بیہقی کی روایت ہے کہ سود کے ستر دروازے ہیں اور سب سے کمتر یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، وہ درہم جو انسان سود میں لیتا ہے، اللہ کے نزدیک حالت اسلام میں تینتیس زنا کرنے سے بھی بدتر ہے۔ اس روایت کی سند میں انقطاع ہے اور ابن ابی الدنیا اور بغوی نے اسے موقوفاً حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ حدیث موقوف بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایک سودی درہم کا مذکورہ بالا تعداد میں زنا کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہونا، وحی کے بغیر معلوم ہونا ناممکن ہے، گویا کہ انہوں نے یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہوگی۔

روز قیامت سودخور کی حالت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے، سود کے بہتر گناہ ہیں، ان کا سب سے کمتر گناہ حالت اسلام میں کسی کا اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سود کا ایک درہم تیس سے کچھ زائد مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ روز محشر اللہ رب العزت ہر اچھے اور بُرے کو کھڑے ہونے کی اجازت عطا فرمائے گا لیکن سود کھانیوالا کھڑا نہیں ہو سکے گا مگر یہ کہ جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے آسیب سے پاگل بنا دیا ہو۔

بسند جید احمد نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ۳۳ مرتبہ زنا کرنے کو ایک درہم سود سے اچھا سمجھتا ہوں۔ جب میں سود کھاؤں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ میں کیا کھا رہا ہوں۔

بسند صحیح احمد اور طبرانی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انسان کا جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے خطاب فرمایا۔ سود اور اس کی

برائیوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک ایسا درہم جسے آدمی بطور سود لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور سب سے بڑا سود مسلمان کے مال میں سے کچھ لینا ہے۔

سُود کی بُرائی:

طبرانی نے صغیر اوسط میں روایت کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے ناجائز طور پر کسی ظالم کی امداد کی تاکہ وہ کسی کا مال دبا لے ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے اور جس نے ایک درہم سود کھایا وہ تینتیس مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے جس کا گوشت حرام مال کھا کر بڑھا جہنم ایسے شخص کا زیادہ حقدار ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ سود کے ستر سے کچھ زیادہ دروازے ہیں ان سب سے کمتر گناہ حالت اسلام میں ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سود کا ایک درہم ترپن مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔

طبرانی اوسط میں عمرو بن راشد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سود کے بہتر دروازے ہیں ان میں کمتر گناہ کسی کا اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے۔ اور سب سے برا سود یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کے مال کی طرف سے ہاتھ بڑھائے (یعنی اپنے مسلمان بھائی کا مال ہتھیائے)۔

سود کا سب سے چھوٹا گناہ:

ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو منشر سے اور انہوں نے ابو سعید القبر ی سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سود میں ستر گناہ ہیں، سب سے چھوٹا گناہ ہے آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

عذاب الٰہی کے حقدار:

صحیح سند کے ساتھ حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھل کو بڑا ہونے اور پک جانے سے قبل فروخت کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کسی بستی میں سود اور زنا عام ہو جائے تو انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حق دار بنا لیا۔

ابو یعلی بسند جید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کسی قوم کی سود خوری اور زنا ظاہر نہیں ہوتے مگر وہ لوگ عذاب الٰہی کو اپنے لیے جائز کر لیتے ہیں۔

سود اور قحط سالی:

مسند احمد کی حدیث پاک ہے کہ جس قوم میں سُود عام ہو جائے وہ قحط سالی میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ خوف اور قحط عام میں مبتلا کر دیتا ہے خواہ بارش ہی کیوں نہ ہو جائے۔

سُود خوروں کے پیٹ:

احمد کی ایک طویل حدیث، ابن ماجہ کی مختصر حدیث اور اصبہانی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی اور ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر دیکھا تو مجھے بجلی کی کڑک اور چمک دکھائی دی پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ کمروں کی مانند تھے اور ان کے شکموں میں چلتے پھرتے سانپ باہر سے دیکھائی دے رہے تھے میں نے پوچھا جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سُود کھانے والے ہیں۔

سُود خوروں کی دُعا:

اصبہانی نے حضرت ابو سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اہل دنیا کو دیکھا جن کے پیٹ کمروں کے موافق تھے وہ فرعون کی گزرگاہ میں پڑے ہوئے۔ صبح و شام انہیں آگ پر کھڑا کیا جاتا وہ کہتے کہ باری تعالیٰ قیامت نہ لانا۔ میں نے دریافت کیا جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہیں؟ یہ اس کا جواب انہوں نے دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سود خور ہیں یہ اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں انہیں شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہے۔

طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ قیامت سے پہلے شراب سود اور زنا عام ہوگا۔

طبرانی نے قاسم بن عبداللہ الوراق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صیارفہ (سودی کاروبار والی مارکیٹ) کے بازار میں دیکھا، وہ اہل بازار سے کہہ رہے تھے، اے ابو محمد! آپ ہمیں کس چیز کی خوشخبری دے رہے ہیں؟ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صارفہ کے لیے فرماتے سنا ہے کہ انہیں آگ کی بشارت دے دو۔

سودخور پر شیطان کا اثر:

طبرانی کی حدیث ہے کہ اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچا جن کی معافی نہیں ہوتی خیانت ایسا ہی ایک گناہ ہے، جو جس چیز میں خیانت کرتا ہے قیامت کے دن اسے اسی کے ساتھ لایا جائے گا، سودخوری، جو سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن پاگل آسیب زدہ اٹھایا جائے گا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''جو سود کھاتے ہیں وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان آسیب سے پاگل کر دیتا ہے''۔

اصبہانی کی حدیث ہے کہ روز محشر سود خوار پاگل کی طرح اپنے دونوں پہلو کھینچتا ہوا آئے گا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان آسیب سے پاگل کر دیتا ہے''۔ ابن ماجہ اور حاکم کی حدیث ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بھی سود سے اپنا مال بڑھالیتا ہے، آخر کار وہ تنگدستی کا شکار بنتا ہے۔

صحیح سند کے ساتھ حاکم نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سود خواہ کتنا ہی بڑھ جائے آخر کار قلت پر خاتمہ ہوتا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (محدثین نے حضرت ابوہریرہ سے حسن کے سماعِ حدیث میں اختلاف کیا ہے، جمہور کا قول ہے کہ سماع ثابت نہیں ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو سود نہ کھاتا ہو اور جو سود نہیں کھائے گا سود کا غبار اس تک ضرور پہنچ جائے گا۔

سُوؤروں اور بندروں کی شکل:

جناب عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ قسم ہے اس ذات

کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، البتہ میری امت کے لوگ برائیوں میں رات گزاردیں گے عیش وعشرت اور لہوولہب میں مشغول ہوں گے جب صبح ہوگی تو اللہ رب العزت کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے، عورتوں سے گانا سننے، شراب نوشی کرنے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے سُور اور بندر ہو جائیں گے۔

احمد اور بیہقی نے حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اس اُمت کا ایک گروہ رات کھانے پینے اور لہوولہب میں گزارے گا جب صبح ہوگی تو ان کی شکلیں مسخ ہو چکی ہوں گی وہ بندر اور سُور بن جائیں گے اور البتہ وہ زمین میں دھنس جائیں گے اور ان کو پتھروں سے مارا جائے گا یہاں تک کہ لوگ کہیں گے فلاں گھر اور فلاں لوگ زمین میں دھنس گئے ہیں اور بے شک ان پر پتھروں کو برسایا جائے گا جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے ان کے قبیلوں پر اور ان کے گھروں پر، یہ آفت ان کی شراب نوشی، ریشمی کپڑے پہننے، گانے بجانے کی محافل کا انعقاد کرنے، سود خوری اور قطع رحمی کی وجہ سے ہوگی۔ ایک اور عادت ہے جس کو بیان کرنا راوی بھول گئے ہیں۔



باب ۔۷۰

حقوق العباد کی اہمیت

(حقوق العباد کے ضمن میں) ہر انسان پر دوسروں کے حقوق یہ ہیں کہ جب دوسرے سے ملے تو اسے السلام علیکم کہے، وہ جب اس کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، اسے جب چھینک آئے تو اس کا جواب دے وہ جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب اس ُ ا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے، وہ جب قسم دلائے تو اس کی قسم کو پورا کرے، وہ جب نصیحت کا طلب گار ہو تو اسے نصیحت کرے اس کی غیر حاضری میں اس کی غیبت نہ کرے اور جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے اس کے لیے بھی وہی پسند کرے، جس چیز کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے اس کے لیے ناپسند کرے۔

چار حقوق:

احادیث مبارکہ میں یہ تمام احکام بیان ہوئے ہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تجھ پر مسلمانوں کے چار حقوق ہیں ان کے اچھے کی اعانت کر، بُرے کے لیے مغفرت کی دُعا مانگ، ان میں سے جانے والے (یعنی فوت ہو جانے والے) کے لیے دعا کر اور ان میں سے توبہ کرنے والے کو محبوب رکھ۔

پسند اور ناپسند کا معاملہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وہ آپس میں رحمدل ہیں۔ کے بارے میں فرمایا نیک آدمی بُرے آدمی کے لیے دعا گو ہوتا ہے اور بُرا نیک کے لیے دعا کرتا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے کوئی آدمی کسی نیک آدمی کو دیکھے تو اس کے لیے یہ کہے۔ اے اللہ اسے ہدایت دے اس کی توبہ قبول فرما۔ اس کے گناہ معاف کر دے۔ مسلمانوں کے مسلمانوں پر یہ بھی حقوق ہیں کہ وہ دوسروں کے لیے وہی پسند کرتے ہیں، جو اپنے

لیے انہیں پسند ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لیے بھی انہیں وہ ناپسند ہے جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔

تمام مسلمان ایک جسم ہیں:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا۔ باہم محبت اور باہم شفقت سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے جب جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

مسلمان کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی زبان اور کسی حرکت سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائے۔

افضل مسلمان کی نشانی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو اچھی عادات اپنانے کے بارے میں حکم فرمایا ہے، فرمایا اگر تم یہ نہیں کر سکتے ہو تو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو، یہ تمہارے لیے صدقہ ہے جو تم نے اپنی ذات کے لیے دیا ہے اور فرمایا افضل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

مسلمان اور مومن کی تعریف:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانتے ہو مسلمان کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ صحابہ نے عرض کی مومن کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے اپنی طرف سے مسلمانوں کو ان کے مال اور جانوں میں بے خوف کر دیا، پوچھا گیا مہاجر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا اور ان سے

بچتا رہا۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو دل سے اللہ پر ایمان لائے اور تیرے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دوزخیوں پر خارش مسلط کر دی جائے گی جو تیزی سے ان کا گوشت ختم کر کے ان کی ہڈیاں ظاہر کر دے گی، پھر ندا آئے گی اے فلاں! تجھے اس خارش سے تکلیف ہوتی ہے وہ کہے گا ہاں، ندا آئے گی یہ مسلمانوں کو تکلیف دینے کا تجھ سے بدلہ ہے۔

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا اجر:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک ایسے شخص کو چہل قدمی کرتے ہوئے دیکھا جس نے مسلمانوں کے راستہ سے ایک ایسے درخت کو ہٹا دیا تھا جو ان کے لیے تکلیف کا باعث تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے نفع حاصل کرنے والا کوئی عمل بتایئے! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں کی راہ سے ایذا پہنچانے والی اشیاء کو ہٹا دیا کرو۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی راہ سے کسی ایسی شے کو دُور کرتا ہے جو ان کو ایذا دیتی ہے تو اس کے عوض میں اللہ رب العزت اس کے لیے نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لیے بھلائی لکھ دیتا ہے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کے لیے روا نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس طرح کا اشارہ کرے جسے وہ پسند نہیں کرتا۔

حضور سرکار پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت مومن کی تکلیف کو پسند نہیں فرماتا۔

لوگوں کی دو اقسام:

ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ مومن اسے ایذا نہ دے جاہل سے جہالت نہ کرو۔ مسلمان کے ساتھ تواضع اختیار کرے اور اس کے مقابلہ میں متکبر نہ بنے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر وغرور کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا مجھے حکم باری تعالیٰ ہوا اس قدر تواضع کرو کہ دوسرا کوئی فخر نہ جتائے اگر اس کے باوجود بھی دوسرا فخر جتائے تو برداشت کرے۔ حکم باری تعالیٰ ہے۔

خُذِ العَفوَوَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ٥

درگزر کو اپنایئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے منہ پھیر لیجئے۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے روایت بیان فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مسلمان سے تواضع سے پیش آتے اور بیوہ مسکین کے ساتھ چل کر ان کی حاجت روائی کے لیے جاتے اور ان کے کام کے لیے چلنے کو ناگوار نہ سمجھتے اور نہ تکبر سے کام لیتے۔

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حقوق العباد میں یہ بات بھی ہے کہ لوگوں کی باتیں دوسروں تک چغلی کی صورت میں نہ پہنچائی جائیں۔ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

چغل خور کی بُری عادت:

حضرت خلیل بن احمد رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے تیرے سامنے چغلی کی، وہ تیری بھی چغلی کرے گا، جس نے تجھے دوسروں کی باتیں بتائیں، وہ تیری باتیں دوسروں کو بتائے گا۔

مسلمان کا ایک حق:

ایک حق یہ بھی ہے کہ جس مسلمان کو تو جانتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے تین دن سے زیادہ تعلق نہ توڑے رکھے۔

تین دن سے زائد ترک تعلق کی ممانعت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کسی مسلم کے لیے روا نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، جب ملیں، تو یہ اس سے اعرض کرے اور وہ اس سے اعراض کرے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے کہ جو سلام میں پہل کرے۔

درگزر کرنے کا اجر:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو ایک مسلمان سے درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر سے بروز محشر درگزر کرے گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرمایا: میں نے تیرے ذکر کو دنیا و آخرت میں اس لیے بلند کیا کہ تو نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حدود توڑی گئیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر سزا دی۔

معاف کرنے کا فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کوئی شخص جب بھی کسی کی زیادتی معاف کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی معاف کرنے اور درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص رضائے الٰہی کی غرض سے تواضع کرتا ہے اللہ رب العزت اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔



باب ۔۷۱

مذمت خواہشاتِ نفسانی

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

اَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ.

"کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے علم پر گمراہ کردیا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کافر ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کو ہوئی ہدایت اور دلیل کے بغیر خواہشات کو اپنا دین بنالیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نفسانی خواہشات کا غلام ہے اور وہ ہر اس کام کو کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کی خواہشات اشارہ کرتی ہیں اور وہ اللہ رب العزت کی کتاب کی پیروی نہیں کرتا گویا کہ وہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتا ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے،

وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَاءَهُمۡ . (المائدہ) "اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کرو"۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ . (ص)

"اور خواہشات کی اتباع نہ کر یہ تجھے اللہ کے راستے سے ہٹادیں گی"۔

یہی وجہ ہے کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ هَوًی مُّطَاعٍ وَّشُحٍّ مُّتَّبَعٍ

"اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس خواہش سے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اس بخل سے جس کی اطاعت کی جاتی ہے"۔

تین مہلک باتیں:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے لیے تین باتیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ خواہش جس کی اطاعت کی جائے، بخل جس کی اتباع کی جائے اور انسان کا مغرور ہونا یعنی اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر گناہ کی وجہ نفسانی خواہشات ہیں اور انسان کو یہی دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

خواہش نفسانی سے بچو:

ایک عارف کا کہنا ہے کہ جب تیرے سامنے دو باتیں ہوں اور تجھے علم نہ ہو سکے کہ ان میں سے کون سی بات اچھی ہے تو یہ دیکھ کہ ان دو میں سے کون سی بات تیری خواہش نفس کے نزدیک تر ہے تُو اسی کو چھوڑ دے اور دوسری کو پوری کر۔ اسی ضمن میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَا حَالَ اَمْرُکَ فِیْ مَعْنَیَیْنِ !!

وَلَمْ تَدْرِ حَیْثُ الْخَطَا وَالصَّوٰبُ

جب تجھے دو معاملہ سے واسطہ پڑے اور پتہ نہ چلے کہ اچھا کونسا ہے اور بُرا کونسا؟

فَخَالِفْ هَوَاکَ فَاِنَّ الْهَوٰی

یَقُوْدُ النُّفُوْسَ اِلٰی مَایَعَابُ

تو خواہش کی مخالفت کر کیونکہ خواہش انسانوں کو برے کاموں کی طرف لے جاتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جب تجھے دو سوچیں گھیر لیں تو جو سوچ تجھے زیادہ پسند ہو اسے چھوڑ دے اور جو ناپسند ہو اسے پسند کر لے، اس کی وجہ یہ ہے کہ معمولی کام آسانی سے ہو جائے گا، اس میں محنت مشقت نہیں کرنی پڑتی، کسی سے تعاون کی درخواست نہیں کرنی پڑتی، اس لیے نفس انسانی اس کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسی کی طرف اسے اکساتا ہے لیکن مشکل کام مشکل ہی سے سرانجام دیا جاتا ہے، تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، کوئی معاونت نہیں کرتا، خود بڑی مشکل سے انسان اسے پورا کرتا ہے اس لیے نفس انسانی اسے کرنے میں ہچکچاتا ہے اور محنت و مشقت کو بُرا سمجھتا ہے۔

اپنے نفسوں پر قابو پاؤ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تم اپنے نفسوں پر کنٹرول کرو کیونکہ یہ ایسا ہراول دستہ ہیں جو تمہیں برائی کی آخری سرحد تک لے جاتا ہے، حق کڑوا اور بھاری ہے، باطل آسان مگر تباہ کن ہے، توبہ کے علاج سے بہتر یہی ہے کہ انسان گناہوں ہی کو چھوڑ دے۔ بہت سی نظروں نے شہوت کا پودا لگایا اور ایک گھڑی کی لذت ان کو لمبے غم کی میراث دی گئی۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے! میں سب سے پہلے تجھے تیرے نفس سے ڈراتا ہوں کیونکہ ہر نفس کی خواہشات اور امنگیں ہیں، اگر تو ان کو پورا کر دے گا تو وہ اپنی خواہشات کو لمبا کر دے گا اور تجھ سے ساری خواہشات کو پورا کرنے کی طلب کرے گا، بے شک شہوت دل میں اس طرح چھپی ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ! اگر تو پتھر پر چقماق مارے گا تو آگ نکلے گی ورنہ چھپی رہے گی۔ کسی شاعر کا کہنا ہے ۔

اِذَا مَا اَجَبْتَ النَّفْسَ فِیْ کُلِّ دَعْوَۃٍ

وَعَتکَ اِلَی الْاَمْرِ الْقَبِیْحِ الْمُحَرَّمِ

جب تو نفس کی ہر خواہش کو مان لے گا تو یہ تجھے حرام اور شدید برے کام کی طرف راغب کرے گا۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے ۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْھَوٰی تَادَکَ الْھَوٰی

اِلٰی کُلِّ مَانِیْہِ عَلَیْکَ مَقَالٗ

جب تم خواہش کی مخالفت نہ کرو گے تو خواہش تمہیں یقیناً اس کی طرف لے جائے گی۔ جس پر تجھ کو اعتراض ہوگا۔ ایک اور شاعر کا کہنا ہے ۔

وَاعْلَمْ بِاَنَّکَ لَمْ تَسُوْدُ وَلَنْ تَرٰی

طُوْقَ الرَّشَادِ اِذَا تَبَّعْتَ ھَوَاکَ

یہ بات اچھی طرح جان لو سیدھی راہ نہ دیکھو گے اور نہ ہی سرداری کرو گے اگر تم نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔ ایک اور شاعر کا قول ہے۔

اِذَا شِئْتَ اِتْيَانَ الْمَحَامِدِ كُلِّهَا

وَنَيْلَ الَّذِیْ تَرْجُوْ مِنْ رَحْمَةِ الرَّبِّ

جب تمہاری یہ خواہش ہو کہ تمام اوصاف تمہیں حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مرادیں پوری ہو جائیں۔

مَخَالِفُ هَوَى النَّفْسِ الْمُسِيْئَةِ اِنَّهٗ

لَاَعْدٰى وَاَرْدٰى مِنْ هَوَى الْحُبِّ

تو نفس کی بری خواہش کی مخالفت کرو، کیونکہ یہ بات محبت کی خواہش سے بھی زیادہ دشمن اور مہلک ہے۔

هُمَا سَبَبَا حَتْفَ الْهُدٰى غَيْرَ اَنَّ فِیْ

هَوَالْحُبِّ مَهْمَا عُفَّ بَعْدَعَنْ الذَّنْبِ

وہ دونوں خواہشات کی ہلاکت کا باعث ہیں البتہ جب محبت کرنے والا پاک دامن ہو تو گناہ سے بچ جاتا ہے۔

وَجلَ الْمَعَاصِیْ هَوىَ النَّفْسِ فَاعتمد

خَلَافَ الَّذِیْ تَهْوَاهُ اِنْ كُنْتَ ذَالُبِّ

اور نفسانی خواہش کو پورا کرنے میں بڑے گناہ ہیں اگر تو عقل مند ہے تو نفس کی خواہش کے خلاف کام کر۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے

اِنَارَةُ الْعَقْلِ مَكْسُوْفٌ بِطَوْعِ هَوىً

وَعَقْلُ عَاصِی الْهَوىٰ يَزْدَادُ تَنْوِيْرًا

خواہشات کی اتباع کے باعث عقل کی روشنی میں چھپ جاتی ہے اور خواہشات کی مخالفت کرنے والے عقل کی روشنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ تَرْفَعُ الْاَيَّامُ مَنْ كَانَ جَاهِلًا
وَيَرَى الْهَوىٰ ذَالرَّاْيِ وَهُوَ لَبِيْبُ

زمانہ جاہلوں کو بلندی عطا کرتا ہے اور صاحب رائے عقل مند کو خواہشات کی اتباع اس کے مقام سے گرادیتی ہے۔

وَقَدْ تَحْمَدُ النَّاسُ الْفَتىٰ وَهُوَ مُخْطِئٌ
وَيُقْذَلُ فِي الْاِحْسَانِ وَهُوَ مُصِيْبُ

اور کبھی لوگ ایک نوجوان کی تعریف کرتے ہیں حالانکہ وہ غلط کار ہوتا ہے اور احسان کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ وہ ٹھیک ہوتا ہے

عقل کی تخلیق:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کی تخلیق فرمائی تو اس سے فرمایا، سامنے آ، جب وہ سامنے آئی تو پھر فرمایا، پیچھے ہٹ جا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا، مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی! تجھ کو میں اپنی سب سے زیادہ محبوب مخلوق میں رکھوں گا۔ پھر اللہ رب العزت نے حماقت کی تخلیق فرمائی اور اسے سامنے آنے کا حکم دیا۔ جب وہ سامنے آئی تو پھر فرمایا پیچھے ہو جا تو وہ پیچھے ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی! تجھے میں اپنی بدترین مخلوق میں رکھوں گا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

کسی شاعر کا کیا خوب کہنا ہے۔

وَقَدْ اَصَابَ رَاْيُهُ عَيْنَ الصَّوَابِ
مَنِ اسْتَشَارَ عَقْلَهُ فِيْ كُلِّ بَابٍ

اس شخص کی رائے بالکل ٹھیک رہی کہ جس نے عقل سے ہر معاملہ میں مشورہ کیا۔

وَقَدْ رَایٰ اَنَّ الْهَوٰی مَهْمَا یَجِبُ

یَدْعُوْ اِلٰی سُوْءِ الْعَوَاقِبِ وَالْعِقَابْ

اور اس نے دیکھا کہ جب خواہش کی پیروی کی جائے تو وہ بُرے نتائج اور عذاب کی طرف دعوت دیتی ہے۔ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اِذَا شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی وَاِنْ تَبْلُغَ الْمُنٰی

فَلَا تَسْعُدِ النَّفْسَ الْمُطِیْعَةَ لِلْهَوٰی

جب تم چاہو کہ خوش قسمت رہو اور امید پوری ہو تو خواہش کے پیرو کار نفس کی اطاعت سے بچ۔

وَخَالِفْ بِهَا عَنْ مُقْتَضٰی شَهْوَاتِهَا

وَاِیَّاکَ اَنْ تَحْفِلَ بِمَنْ ضَلَّ اَوْغَوٰی

اور اس کی خواہش کو پوری نہ کر اور گمراہ یا سرکش شخص کی ہم نشینی سے بچ۔

وَدَعْهَا وَمَا تَدْعُوْا اِلَیْهِ فَاِنَّهَا

لَاَ مَّارَةٌ بِالسُّوْءِ مَنْ هَمَّ اَوْمَدٰی

نفس اور اس کی خواہشات چھوڑ دے اور جس کی طرف دعوت دے رہا ہے، اسے بھی چھوڑ دے کیونکہ جو بھی اس کی طرف راغب ہوا اسے اس نے برائی پر لگایا۔

لَعَلَّکَ تَنْجُوْ مِنَ النَّارِ اِنَّهَا

لَقَاطِعَةُ الْاَمْعَاءِ نَزَّاعَةُ الشَّوٰی

اس طرح تو شاید دوزخ کی آگ سے نجات پالے جو انتڑیوں کو کاٹنے والی اور بدن کی کھال کو اکھیڑنے والی ہے۔

داناؤں کا کہنا ہے کہ خواہش ایک بُری سواری ہے جو انسان کو فتنوں کے اندھیروں میں لے جاتی ہے اور ناموافق چراگاہ ہے جو انسان کو دکھوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔اس لیے آگاہ ہو جاؤ کہ نفسانی خواہشات تجھے برائیوں کی طرف راغب نہ کر دیں اور گناہوں کے مقامات میں

لے جا کر تاریکی میں خیمہ زن نہ کر دیں۔

عقل مندی کی بات:

کسی عقل مند سے کہا گیا کہ اگر تم شادی کر لیتے تو بہتر تھا عقل مند نے برجستہ جواب دیا اگر میں طلاق دے سکتا تو اپنے نفس کو طلاق دے دیتا پھر یہ شعر پڑھا۔

تَجَرَّدْ عَنِ الدُّنْیَا فَاِنَّکَ اِنَّمَا
سَقَطْتَ اِلَی الدُّنْیَا وَاَنْتَ مُجَرَّد

دنیا سے الگ ہو جاؤ کیونکہ تُو اکیلا ہی دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

دنیا کی حقیقت:

دنیا نیند اور آخرت بیداری ہے اور اس کے درمیان کی مسافت موت ہے اور ہم جھوٹے خوابوں میں پڑے ہیں، جس نے خواہش کی نظروں سے دیکھا وہ تند و تیز ہو گیا جس نے خواہشات کی اتباع کی اس نے ظلم کیا اور جس نے لمبی اُمیدیں لگائیں اس نے انتہا کو نہ پایا اور یہ نہ ہی کسی دیکھنے والے کی انتہا ہے۔

اچھائی اور بُرائی میں فرق:

ایک عقل مند نے ایک شخص کو وصیت کی اور فرمایا: میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنی خواہش کیساتھ جہاد کرو۔ اس لیے کہ یہ خواہش برائیوں کی کنجی اور نیکیوں کی دشمن ہے اور تیری ہر خواہش تیری دشمن ہے۔ اور بعض ایسی بھی خواہشات ہیں جو تیرے سامنے گناہ کو بھی تقویٰ کے رنگ میں پیش کرتی ہیں اور ان دشمنوں کے درمیان تب ہی فرق کر سکو گے کہ تم ان پر پوری احتیاط سے نظر رکھو اور سستی نہ کرو۔ سچائی اختیار کرو اور جھوٹ نہ بولو۔ اور تسلیم کرو اور انکار نہ کرو اور صبر کرو اور بے صبری نہ دکھاؤ اور نیت ٹھیک رکھو اور نیت خراب کر کے اپنے اعمال برباد نہ کرو۔ اے اللہ! ہماری عقلوں کو خواہشات نفس و حرص میں نہ ڈال، ہمیں دنیا میں مصروف رکھ کہ آخرت سے غافل نہ کر دینا۔ ہمیں ہر وقت اپنا ذکر کرنے والا، اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے طفیل ہمیں دین و دنیا کی بھلائی عطا فرما، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے۔

تقویٰ اور قناعت:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے، تقویٰ اعمال کی سرداری ہے اور فرمایا متقی بن تمام لوگوں سے زیادہ عابد و زاہد بن جائے گا اور قانع ہو جا کہ تمام لوگوں سے زیادہ شکر ادا کرنے والا بن جائے گا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس میں تقویٰ نہیں (کہ جو اسے اللہ رب العزت کی نافرمانی سے روک سکے تو) اللہ تعالیٰ کو اس کے کسی عمل کی پرواہ نہیں۔

زہد کے مقامات:

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ زہد کے تین مقامات ہیں۔

(۱) زہد فرض: یعنی اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں سے رکنا۔

(۲) زہد سلامتی: یعنی مشتبہ اشیاء کو چھوڑ دینا۔

(۳) زہد فضیلت: یعنی یہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو بھی ترک کر دے اور یہ زہد کا سب سے بلند مقام ہے۔

زہد کی حقیقت:

حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ تقویٰ کو خفیہ رکھنے کا نام زہد ہے۔
زاہد جب لوگوں سے کنارہ کشی اختیار رکھے تو اس کی تلاش رکھو اور جب زاہد لوگوں کو ڈھونڈتا پھرے تو اس سے دُور ہو جاؤ۔ کسی شاعر کا کیا ہی خوب کہنا ہے ۔

اِنِّیْ وَجَدْتُ فَلَا تَظُنَّنَّ غَیْرَہٗ

اِنَّ التَّوَرُّع عِنْدَ ھٰذَا الدِّرْھَمِ

مجھے یہ بھید معلوم ہو گیا کہ دنیا اور مال دنیا کو چھوڑ دینے کا نام تقویٰ ہے۔

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَیْہِ ثُمَّ تَرَکْتَہٗ

فَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاکَ تَقْوَی الْمُسْلِمِ

جب تو دولت حاصل کر کے اسے چھوڑ دے تو سمجھ لے کہ تیرا تقویٰ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

زاہد کون ہے؟

زاہد وہ نہیں ہے کہ جو دنیا کے نہ ہونے کی صورت میں اس سے علیحدگی اختیار کر لے بلکہ زاہد وہ ہے جس کے پاس دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ آئی لیکن اس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں اور راہ فرار اختیار کی جیسا کہ ابوتمام کا کہنا ہے۔

اِذَالْـمَرْءُ عُلِمَ بِزُهْدٍ وَقَدْ صُبِغَتْ لَهُ

بِـعُهْـفَـرِهَـا الـدُّنْيَـا فَلَيْـسَ بِزَاهِدٍ

جو آدمی زہد اختیار کرے مگر دنیا کی رعنائیوں میں مشغول ہوتو وہ زاہد نہیں ہے۔

کسی حکیم کا کہنا ہے کہ ہم دنیا سے ترک تعلق کیوں نہیں کرتے حالانکہ اس کی عمر مختصر ہے اس کی بھلائی معمولی اور اس کی صفائی میں مکدر ہے اس کی امیدیں دھوکہ اور فریب ہیں جب آتی ہے تو تکالیف لے کر آتی ہے اور جب جاتی ہے تو دکھوں کا بوجھ چھوڑ کر جاتی ہے۔ ایک شاعر کا کہنا ہے۔

تَبًّـا لِطَـالِـبِ الـدُّنْيَـا لَا بَقَـاءَ لَهَـا

كَـاَنَّـمَـا هِـىَ فِـىْ تَـصْـرِيْـفِهَا حُلُمٌ

دنیا کے طلب گار کے لیے ہلاکت ہے، دنیا باقی نہیں، گویا اس کا آنا جانا ایک خواب تھا۔

صَـفَـاءُ وَهَـا كَـدِرٌ وَسَـرَّاؤُهَا ضَرَرٌ

اَمَـــانُهَـــا غُـــرَرٌ اَنْـوَارُهَـــا ظُـلَـمٌ

اس کی صفائی میں گدلا پن ہے اس کی خوشی دکھ ہے، اس کی امید فریب ہے اور اس کی روشنی اندھیرے میں ہے۔

شَبَـــابُهَـــا هَـرَمٌ رَاهَـــاتُهَـــا سَـقَمٌ

لَـــذَّاتُهَـــا نَـــدَمٌ وَجُـــدَانُهَـــا عَـدَمٌ

اس کا شباب بڑھاپا ہے، اس کا آرام بیماری ہے، اس کی لذت ندامت ہے اور اس کا پانا محرومی ہے۔

لَا يَسْتَفِيْقُ مِنَ الْاِنْكَادِ صَاحِبُهَا
لَوْ كَانَ يَمْلِكُ مَاقَدْ ضَمَنَتْ اَرَم

اگر چہ ارم (شداد کی جنت) جیسی آرام دہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو پھر بھی اس کی آفات ومصائب سے چھٹکارہ ممکن نہیں۔

فَخَلِّ عَنْهَا وَلَا تَكُنْ لِزَهْرَتِهَا
فَاِنَّهَا نِعَمٌ فِىْ طَيِّهَا نِقَمٌ

پس اس کو چھوڑ دے اور اس کی چمک دمک پر نہ جا، اس لیے کہ یہ نعمتیں ہیں جو عتاب میں لپٹی ہوئی ہے۔

وَاعْمَلْ لِدَارِ نَعِيْمٍ لَا نَفَادَلَهَا
وَلَا يَخَافُ بِهَا مَوْتٌ وَلَا هَرَمٌ

دارِ نعمت کے لیے کام کر، جو فنا نہ ہوگی اور وہاں موت اور بڑھاپے کا خوف نہیں ہوگا۔

حکیمانہ قول:

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک حکیمانہ قول ہے کہ دنیا کو نگاہ عبرت سے دیکھو اور اپنی مرضی سے اسے چھوڑ اور مجبوری کی حالت میں اس کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہو اور آخرت کو توجہ (یکسوئی) سے طلب کر۔

☆☆☆

باب ۔۷۲

جنت اور مراتب اہل جنت

اس سے پہلے جس گھر کے مصائب و آلام کے حالات آپ پڑھ چکے ہیں اس گھر کے برعکس ایک اور گھر ہے پہلے گھر کو دوزخ کا نام دیا گیا تھا اور دوسرے گھر کو جنت کہتے ہیں، اب ذرا اس گھر کے انعامات اور خوشیوں پر نگاہ ڈالیے اس لیے کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ جو ایک گھر میں نہ جا سکے گا وہ ضرور دوسرے گھر میں جائے گا چاہے وہ جنت ہو یا دوزخ، لہٰذا لازم ہے کہ دوزخ کی ہلاکتوں سے محفوظ رہنے کی غرض سے اپنے دل میں خوب غور وفکر کیا جائے تا کہ کسی طرح اس سے خلاصی مل جائے اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے خوف کو جگہ دیں اور جنت کی ابدی نعمتوں کے بارے میں کافی غور وفکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی رحمت سے اُمید رکھیں کہ وہ ہمیں بھی اس میں جگہ عطا فرمائے جس کا وعدہ اس نے اپنے نیک بندوں سے فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف کا کوڑا اپنے نفس کو ماریں اور اسے امید کی لگام ڈال کر صراطِ مستقیم پر چلائے رکھیں اس طرح ہی آپ کو ملک عظیم یعنی جنت حاصل ہوگی اور عذاب الیم سے بچ رہیں گے۔

اہل جنت کے حالات:

اب ذرا اہل جنت کے متعلق غور کریں ان کے چہروں پر اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ تازگی اور شادابی ہوگی ان کے ہاتھوں میں شراب طہور کے مہر لگے ہوئے جام ہوں گے اور وہ دوسُرخ یاقوت کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے جن کے اوپر سفید براق موتیوں سے بنے ہوئے سائبان تنے ہوں گے۔ سبز ریشم کے بے نظیر فرش ان کے نیچے ہوں گے اور وہ شہد و شراب کی نہروں کی کنارے لگے ہوئے تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے جن کو جنتی بچے اور خوبصورت ترین جنتی حوریں جو موتیوں اور مونگوں کی طرح ہوں گی اور جن کو اس سے قبل کسی

انسان اور جن نے چھوا تک نہیں ہوگا یہ تمام انہیں گھیرے ہوں گی۔ جو حوریں جنت کے درجات میں چہل قدمی کر رہی ہوں گی، جب ان میں سے کوئی ایک چلنے پر مائل ہوگی تو ستر ہزار جنتی بچے اس کے لباس اٹھائے ہوئے ہوں گے، ان پر سفید ریشمی لباس ہوگا جس کو دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں گے، لؤلؤ اور مرجان سے مرصع تاج ان کے سروں پر سجے ہوں گے، وہ انتہائی ناز و انداز والی شیریں ادا عطر بیز اور بڑھاپے اور دکھ سے بے پرواہ ہوں گی، وہ یاقوت سے تیار کیے ہوئے محلات میں مقیم ہوں گی اور جنت کے باغات کے درمیان آنکھیں نیچی کیے آرام فرما ہوں گی، پھر ان جنتیوں اور حوروں پر آبخورے آفتابے اور شراب طہور کے پیالے لیے غلمان پھریں گے جن میں انتہائی سفید، لذت بخش مشروب ہوگا اور ان کے اردگرد جنتی خادم اور امرد، موتیوں کی طرح پھر رہے ہوں گے یہ ان کے اعمال کا بدلا ہوگا کہ وہ امن والے مقام میں چشموں، باغوں اور نہروں کے درمیان اللہ رب العزت کے نزدیک سچے مقام میں ہوں گے، وہ ان میں بیٹھ کر پروردگار عالم کا دیدار کریں گے، ان کے چہروں پر اللہ کی نعمتوں کی تازگی کے آثار نمایاں ہوں گے، ان کے چہرے ذلت و رسوائی سے آلودہ نہیں ہوں گے بلکہ وہ اللہ کے معزز بندے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں تحفے عطا ہوں گے، وہ اپنی اس پسندیدہ جگہ میں دائمی رہنے والے ہوں گے، نہ اس میں انہیں کوئی خوف ہوگا نہ غم، وہ موت کی تکلیف سے بے خوف ہوں گے، وہ جنت میں نعمتیں پائیں گے، جنت کے لذیذ کھانے کھائیں گے، دودھ، شراب، شہد اور صاف پانی کی ایسی نہروں سے اپنی پیاس بجھائیں گے جن نہروں کی زمین چاندی کی کنکریاں موتیوں کی اور مٹی مشک کی ہوگی، جس سے تیز خوشبو آئے گی، وہاں کا سبزہ زعفران کا ہوگا، وہ کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور ان پر پھولوں کے عطر کی بارش ہوگی اور ان کی خدمت میں چاندی کے پیالے جن پر موتی جڑے ہوں گے اور جو یاقوت و مرجان سے مرصع ہوں گے، لائے جائیں گے۔ کسی پیالے میں سلسبیل کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی میں مہر بند شراب ملی ہوئی ہوگی اور ایسا پیالہ جس کی صفائی کی وجہ سے اس میں موجود شراب کا رنگ و روپ باہر سے نظر آ رہا ہوگا، آدمی اس جیسا مرصع اور صاف برتن بنانے کا تصور ہی نہیں کر سکتا، وہ پیالہ ایسے خادم کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدمی اس کے چہرہ کی چمک دمک یاد کرے گا مگر سورج میں اس کی دلنشیں شکل، خوبصورت چہرہ اور بے مثال آنکھیں کہاں؟

مقام غور:

حیرت ہے ایسے شخص پر جو اس گھر پر ایمان رکھتا ہے، اس کی تعریفوں کو حق سمجھتا ہے اور اس بات کا یقین کامل رکھتا ہے کہ اس کے مکینوں کو کبھی بھی موت بھی آئے گی جو اس میں داخل ہوگا اسے دکھ درد نہیں ستائیں گے، اس کے مکینوں پر کبھی بھی تغیر نہیں آئے گا اور وہ ہمیشہ امن وسکون سے رہیں گے، یہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ ایسے گھر میں دل لگاتا ہے جو آخر کار برباد ہونے والا ہے جس کا عیش زوال پذیر ہے، واللہ اگر جنت میں صرف موت سے بے خوفی ہوتی، انسان بھوک، پیاس اور تمام حوادثات سے بے خوف ہی رہ سکتا اور دیگر نعمتیں نہ ہوتیں تب بھی وہ جنت اس لائق تھی کہ اس کے لیے دنیا کو چھوڑ دیا جائے اور اس پر ایسی چیز کو ترجیح نہ دی جاتی جو لٹ جانے والی اور مٹ جانے والی ہے چہ جائیکہ جنت میں رہنے والے بے خوف بادشاہوں کی طرح ہوں رنگ بھری مسرتوں، راحتوں سے ہمکنار ہوں ہر خواہش کو پانے والے ہوں، روزانہ عرش اعظم کے قرب میں جانے والے ہوں، پروردگار عالم کا دیدار کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کو ایسی بے مثال نظروں سے دیکھنے والے ہوں کہ جس نظر سے وہ جنت کی نعمتوں کو نہیں دیکھا کرتے تھے وہ ان نعمتوں سے پھرنے والے نہ ہوں، ہمیشہ انہیں نعمتوں میں رہیں اور ان کے زوال سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، منادی پکارے گا، اے جنت کے مکینو! تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، اور تم پر ہمیشہ انعام وکرام ہوں گے، کبھی ناامید نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ارشاد ہے،

وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥

اور پکارے جائیں گے کہ یہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث ہوئے ہو۔

جنت سے متعلق معلومات:

اگر تم جنت کے حالات کے بارے میں معلوم کرنے کے خواہاں ہو تو قرآن کریم پڑھو اس لیے کہ اللہ رب العزت کے بیان سے اچھا کسی کا بیان نہیں ہے اور اللہ رب العزت کے اس

ارشاد ہے کہ،

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (سورہ رحمٰن)

''جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں''۔

سورۂ رحمٰن کے آخر تک پڑھو، سورہ واقعہ اور دیگر سورتوں کو پڑھو اگر تم جنت کی تفصیلات احادیث مبارکہ سے حاصل کرنا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا اجمال کے بعد اس کی تفصیل کے متعلق غور وفکر سے کام لو اور سب سے پہلے جنتوں کی تعداد کو خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العزت کے اس ارشاد،

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (سورہ رحمٰن)

''جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں''۔

کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دو جنتیں چاندی کی ہیں اس میں تمام چیزیں اور برتن وغیرہ چاندی کے ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں اس میں تمام اشیاء اور برتن وغیرہ سونے کے ہیں اور جنت عدن میں لوگوں اور اللہ تعالیٰ کی تجلی کے درمیان صرف اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا پردہ حائل ہوگا۔

جنت کے دروازے:

باقی رہے جنت کے دروازے، ان دروازوں کا یہ حال ہے کہ عبادات کے اصول کے مطابق ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جیسے کہ گناہوں کے اصول کی بنا پر جہنم کے دروازے کثرت سے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا، اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ چنانچہ جو نمازی ہوں گے انہیں باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور زکوٰۃ وصدقات دینے والوں کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور مجاہد کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یقیناً ہر دروازے پر وہ لوگ ہوں گے

جن کو بلایا جائے گا مگر کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جس کو ہر دروازے پر سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انشاء اللہ ان میں سے ہو گے۔

حضرت عاصم بن ضمرہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دوزخ کے بارے میں بہت زیادہ بیان کیا جسے میں یاد نہیں رکھ سکا پھر انہوں نے کہا،

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرے وہ جنت کی طرف جوق در جوق لے جائے جائیں گے۔

جب وہ جنت کے نزدیک پہنچیں گے تو اس کے قریب ایک درخت ہوگا اور اس کی جڑ میں دو چشمے بہتے ہوں گے۔ وہ ایک چشمے کی طرف جائیں گے جیسے کہ انہیں حکم ہوگا اور وہ اس سے پانی پئیں گے۔ اس سے ان کے پیٹوں میں سے ہر قسم کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رُخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے یا جو طریقہ طہارت ہوگا، وہ اختیار کریں گے پھر ان پر نعمت کی تازگی آجائے گی اس کے بعد ان کے بال کبھی نہیں بدلیں گے نہ سفید ہوں گے اور نہ اس کے سر خشک اور پراگندہ ہوں گے، گویا وہ تیل لگے ہوئے ہیں، پھر وہ جنت کی طرف پہنچیں گے تو جنت کے فرشتے کہیں گے: تم پر سلامتی ہو، خوش رہو۔ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر ان کے پاس بچے آئیں گے جو ان کے گرد گھومیں گے۔ جیسے کہ دنیا میں بچے اپنے کسی عزیز کے گرد خوشی سے گھومتے ہیں، جب کہ کوئی سفر وغیرہ سے آئے اور کہیں گے: خوش ہو جایئے، اللہ تعالیٰ آپ پر اس اس طرح کا اکرام فرمائے گا۔ پھر ان میں سے ایک بچہ ایک خوبصورت حور کے پاس جائے گا اور کہے گا: فلاں آدمی آیا ہے اور دنیا میں جس نام سے پکارا جاتا تھا، وہ نام لے گا۔ وہ کہے گی: کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں: میں نے اسے دیکھا ہے اور وہ پیچھے پیچھے آیا چاہتا ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ دروازے سے نمودار ہوگا۔ جب وہ آدمی اپنے مکان کے نزدیک پہنچے گا تو اس کی بنیادوں کو دیکھے گا تو وہ موتی کی چٹان ہوگی، اس کے اوپر سرخ سبز اور زرد ہر رنگ کے پتھر ہوں گے۔ پھر سر اٹھائے گا تو اس کی چھت سفید و چمکدار ہوگی اگر اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے کی تاب نہ عطا فرمائے تو بینائی چلی جائے وہ سر نیچے کرے گا تو حوریں کھڑی ہوں گے، پیالے رکھے ہوں گے، مسند بچھے ہوں گے، مسہریاں پڑی ہوں گی، پھر وہ تکیہ لگا کر کہے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ ج (الانعام)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ہدایت دی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

پھر منادی آواز دے گا: تم زندہ رہو گے اور کبھی نہیں مرو گے۔ تم ہمیشہ یہاں رہو گے اور یہاں سے کبھی نہیں نکلو گے، تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ رضوان پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سوا پہلے کسی دوسرے کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔

جنت کے درجات:

اب جنت کے مکانات اور اس کے بلند ترین درجات کے متعلق غور کرو، سب سے عظیم درجات آخرت ہی کے ہیں اور جس طرح لوگوں کا ظاہری عبادت اور باطن عمدہ اخلاق میں فرق ہے اسی طرح ان کے اجر و ثواب میں بھی واضح فرق ہوگا۔ اگر تم جنت کے بلند ترین درجات کے طلب گار ہو، تو پھر خوب محنت کرو تا کہ ہر آدمی سے عبادت میں سبقت لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اتباع میں مقابلے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَابِقُوْآ اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ

''اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف سے سبقت حاصل کرو''۔

پھر مزید ارشاد فرمایا۔

وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ o

''اور اس میں چاہیے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں''۔

مقام غور:

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اگر تمہارے دوست یا پڑوسی تم سے مال و دولت یا مکانات کی

تعمیر میں تم سے سبقت لے جائیں تو تم کو بہت افسوس ہوتا ہے، تمہارا دل کڑھتا ہے۔ اور حسد کے باعث زندگی میں بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے لیکن تم نے کبھی جنت کے حصول کے بارے میں نہیں سوچا، بس اپنے خیالات کو جنت کے حصول کے لیے اچھا بناؤ اور تم جنت میں ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو تم سے سبقت لے گئے ہوں گے۔ ایسے مقامات پر جلوہ افروز ہوں گے کہ تمام دنیا بھی جس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

جنتیوں کے مکانات:

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک اہل جنت اپنے اوپر بلند و بالا درجات میں رہنے والوں کو ایسے دیکھیں گے، جیسے تم دور مشرق یا مغرب کے افق میں بہت نیچے کسی چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، یہ ان کے مابین بلندیوں کے سبب ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ انبیائے کرام کے مقامات ہوں گے جہاں دیگر لوگ نہیں پہنچ پائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہاں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے بلند درجات والے نیچے سے ایسے دکھائی دیں گے جیسے تم دور مشرق یا مغرب آسمان کے افق پر طلوع ہونیوالا ستارہ دیکھتے ہو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انہی جنتیوں میں سے ہیں اور دونوں خوب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے مکانات کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں یا یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے! آپ نے فرمایا جنت میں موتیوں جیسے مکانات ہیں جن کے اندر والا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے دیکھا جا سکتا ہے اور ان میں ایسی نعمتیں، لذتیں اور خوشیاں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی شخص کے دل میں ان کا تصور تک بھی ہوا۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مکانات کس کے لیے ہوں گے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے جو اسلام کو پھیلاتے ہیں دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں روزے رکھتے ہیں جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں وہ شب بیداری کر کے اپنے خالق حقیقی کو یاد کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ان اعمال کو کون پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تم کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔ جو شخص دوسرے مسلمانوں سے ملا تو اس نے انہیں سلام کیا گویا اس نے اسلام پھیلانے کی سعی کی جس نے اپنے اہل وعیال کو خوب سیر کر کے کھلایا گویا اس نے دوسروں کا پیٹ بھر دیا جو پورے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر ماہ تین روزے رکھے گویا اس نے ہمیشہ کے روزے رکھے جو عشاء کی نماز اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرے تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی اور لوگ یعنی یہود، نصاریٰ اور مجوسی سوتے رہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس ارشاد باری تعالیٰ،

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

''اور جنت عدن میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں''۔

کی وضاحت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ موتیوں کے محلات ہوں گے، ہر محل میں ستر گھر سُرخ یاقوت کے ہوں گے ہر گھر میں ستر کمرے سبز زمرد کے ہوں گے، ہر کمرے میں ایک تخت ہوگا، ہر تخت پر طرح طرح کے ستر بچھونے ہوں گے ہر بچھونے پر اس کی بیوی حور ہوگی، ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہوں گے ہر دستر خوان پر ستر اقسام کے کھانے ہوگے، ہر کمرے میں ستر خدام ہوں گے اور ہر صبح کو ان تمام دستر خوانوں پر مومن بیٹھ کر تناول کریں گے۔



باب ۔۷۳

صبر، رضا اور قناعت

قرآن کریم کی آیات مبارکہ سے رضا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ

''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے''۔

مزید فرمان باری تعالیٰ ہے

ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ

''احسان کا بدلہ احسان ہی ہے''۔

احسان کی انتہا یہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے سے راضی ہو اور بندے کو یہ مقام اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ

''اور جنت عدن میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی رضامندی ہے''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے رضا کو جنت عدن سے بلند قرار دیا ہے جس طرح کہ ذکر الٰہی کو نماز پر فوقیت دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

جیسا کہ نماز سے معبود حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند ہے۔ اسی طرح جنت سے

رضا الٰہی ارفع اور اعلیٰ ہے۔ یہی چیز ہر جنتی کا مقصود اور مطمع نظر ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر تجلی فرمائے گا اور کہے گا مجھ سے مانگو! وہ اللہ سے اس کی رضا مانگیں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کمال فضیلت کو بھی حاصل کر کے وہ اپنے اللہ کی رضا کے طالب ہوں گے۔

رضائے الٰہی کا مفہوم:

بندے کی رضا طلب کرنے کی حقیقت کا آئندہ بیان کیا جائے گا۔ بندے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا مطلب ہے کہ وہ اس مفہوم سے زیادہ نزدیک ہے جس کا تذکرہ ہم نے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ضمن میں کر دیا ہوا ہے چونکہ لوگوں کی عقلیں اس مفہوم کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتیں اس لیے اس حقیقت کو بیان کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کون ایسا ہے جو اپنے نفس کے ادراک سے اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔

رضائے الٰہی کی حقیقت:

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت سے زیادہ کوئی اور چیز نہیں ہے لیکن دیدار کی سعادت حاصل کرتے وقت مومنین کی رضائے الٰہی کی تمنا اس لیے ہوگی کہ دائمی دیدار کا باعث یہی چیز ہے اس لیے جب انہوں نے مراتب کی انتہائی بلندیوں اور اُمیدوں کی آخری حدوں کو چھو لیا اور دیدار کی لذت سے لطف حاصل کر لیا تو پھر انہوں نے کوئی اور سوال کرنے جواب میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دیدار ہی کو طلب کیا اور سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہی دائمی طور پر حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ. "ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہے"۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس سے زیادہ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین تحائف عطا کیے جائیں گے پہلے یہ کہ جنت میں ان کو ایسا تحفہ عطا کیا جائے گا جو اس سے پیشتر ان کے پاس موجود نہ ہوگا۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

"پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کے لیے کون سی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپائی گئی ہے"۔

دوسرے یہ کہ ان کے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام ہوگا جو اس تحفہ سے بڑھ کر ہوگا

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے،

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

''ربِ رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا''۔

تیسرا یہ کہ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ میں تم سے راضی ہوں اور یہ بات سلام اور تحفہ سے بھی اچھی اور عمدہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

''اور اللہ کی طرف سے بہت بڑی رضا ہے''۔

رضا کی فضیلت:

رضا کی فضیلت کی ضمن میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مومن، آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے؟ انہوں نے کہا ہم مصائب پر صبر کرتے ہیں، فراخی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کی قضا پر راضی رہتے ہیں، آپ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ حکماء اور علماء اپنی فقہ کے باعث اس امر کے قریب ہوئے کہ مراتب نبی حاصل کرلیں۔ حدیث میں ہے اس کے لیے خوش خبری ہے جو اسلام سے ہدایت یافتہ اور معمولی گزر اوقات پر راضی رہا۔

رب کی رضا پر راضی:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے عطا کردہ قلیل روزی پر راضی ہوا اللہ تعالیٰ اس کے قلیل عمل پر راضی ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے راضی ہوجاتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے اگر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرلیتا ہے اگر وہ آزمائش میں پورا اترے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے خاص بندوں میں چن لیتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ

میری امت کے ایک گروہ کے پر پیدا فرما دے گا وہ ان سے اڑ کر قبروں سے نکلتے ہی سیدھے جنت میں چلے جائیں گے اور وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے کیا تم نے حساب دیکھا؟ وہ کہیں گے ہم نے حساب نہیں دیکھا۔ پھر پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط کو عبور کیا وہ کہیں گے ہم نے کوئی پل صراط نہیں دیکھا۔ فرشتے پھر سوال کریں گے کیا تم نے جہنم کو دیکھا وہ اس کا بھی انکار کریں گے۔ تب فرشتے کہیں گے تم کس امت سے ہو وہ کہیں گے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے ہم تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں تم نے دنیا میں کون سے عمل کیے جن کی وجہ سے آج تم یہاں ہو۔ وہ جواب دیں گے ہماری دو عادتوں نے ہمیں یہاں پہنچایا جن کی بدولت اللہ کا فضل ہمارے شامل حال ہے۔ وہ عادتیں یہ تھیں کہ ہم جب تنہا ہوتے تو گناہ کرتے تو ہمیں شرم آتی اور ہم اس پر شرمندہ ہوتے چہ جائے کہ اس کا علی الاعلان اظہار کرتے۔ ہم اللہ کے عطا کردہ معمولی رزق پر راضی رہے تب فرشتے سن کر کہیں گے تب تو تمہارا یہی بدلہ ہونا چاہیے تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے گروہ فقراء تم دل کی گہرائیوں سے اللہ کی عطا پر راضی ہو جاؤ تو اپنے فقر کا ثواب حاصل کر لو گے ورنہ نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ہے کہ بنی اسرائیل نے آپ کو کہا اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسا عمل معلوم کیجئے کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آپ نے عرض کی تو وہ سنی گئی اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ مجھ سے راضی ہو جائیں میرے دیئے ہوئے کم و بیش رزق پر راضی ہو جائیں تو ان سے میں راضی ہو جاؤں گا۔

صبر کے فضائل:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نوے سے زائد مقامات پر صبر کرنے کا ذکر فرمایا ہے صبر پر بلند درجات کے عطا کیے جانے اور نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے اور صابروں کو ان انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے جو کسی دوسرے کے حصہ نہ آئیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِنْ رَبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ مُھْتَدُوْنَ.

ان لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے درود ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ

ہدایت یافتہ ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہدایت، رحمت اور صلوٰت یہ تین چیزیں صابرین کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔

چونکہ اس میں تمام آیات کو جمع کرنا قدرے ناممکن تھا لہٰذا اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف چند احادیث ذکر کی جارہی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صبر نصف ایمان ہے۔ مزید فرمایا وہ تھوڑی سی چیز تمہیں جو صبر اور پختہ یقین سے میسر آئے۔ اگر صبر اور پختہ یقین میسر آجائے تو وہ اس کی پرواہ نہ کرے کس قدر نفلی روزے رہ گئے اور کتنی راتوں کو جاگ کر عبادت کرنی رہ گئی اور اپنی حالت پر صبر کرو تیسرے یہ بات میرے لیے پسندیدہ ہے تم میں سے ہر آدمی کے پاس اتنا عمل ہو کہ جتنا سب مل کر پیش کریں۔ مجھے خطرہ ہے کہ میرے بعد تم پر دنیا فراخ ہو جائے گی پھر ایک دوسرے سے اجنبیت اختیار کرلو گے۔ اس وقت آسمان والا بھی تم سے منہ موڑ لے گا۔ جس نے صبر کیا اور اس کے ثواب کی امید رکھی اس نے ثواب کے کمال کو حاصل کرلیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

مَاعِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ.

”جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور البتہ صبر کرنے والوں کو اجر دیں گے“۔

جنت کا ایک خزانہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایمان، صبر اور سخاوت کا نام ہے۔ مزید ارشاد فرمایا، صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

آپ سے ایک بار پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، صبر، اور یہ بات حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے عین مطابق ہے جس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا تھا کہ حج کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وقوف عرفہ یعنی

وقوفِ عرفات اہم رکن ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ سب سے اچھا عمل وہ ہے جسے نفس بُرا سمجھتا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے اخلاق جیسے اپنے اخلاق بناؤ اور میرے اخلاق میں سے یہ ہے کہ میں صبور ہوں۔

حضرت عطار رضی اللہ عنہ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب انصار میں تشریف لائے تو فرمایا کیا تم مومن ہو؟ وہ خاموش رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، ہم خوش حالی میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں تکالیف میں صبر کرتے ہیں اور قضاء الٰہی پر راضی رہتے ہیں، آپ نے یہ سن کر فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اپنی ناپسندیدہ چیزوں پر تمہارا صبر بہت اچھی چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی پسندیدہ چیزوں کو نہیں پا سکتے جب تک کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اگر صبر آدمی ہوتا تو مہربان آدمی ہوتا اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صبر کے عنوان پر بے شمار احادیث مبارکہ ہیں جنہیں ہم طوالت کے خوف سے چھوڑ رہے ہیں اب قناعت کے بارے میں یہ احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا اور جس نے لالچ کیا وہ رسوا ہوا، نیز فرمایا کہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔

اس سے قبل بھی اس موضوع پر تحریر کیا جا چکا ہے۔ واللہ اعلم



باب ۔ ۷۴

فضائلِ توکل

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ

''بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''۔

بلند مرتبہ شخص:

سب سے بلند مرتبہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے موسوم ہیں اس کا ہے کہ جس کا لباس وغیرہ اللہ رب العزت کی کفایت سے سجا ہوا ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھنے والا اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو وہی بہت بڑی کامیابی سے سرفراز ہے اور محبوب تو وہ ہوتا ہے کہ جسے نہ تو عذاب دیا جاتا ہے نہ اس کو دھتکارا جاتا ہے اور نہ ہی اسے دُور کیا جاتا ہے۔

متوکل کی فضیلت:

احادیث مبارکہ میں بھی توکل اور متوکلین کی فضیلت کے ضمن میں وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمام امتوں کو مکہ میں حج کے موقع پر جمع ہونے کی جگہ دیکھا اور میں نے اپنی امت کو دیکھا، اس نے ہر بلندی و پستی کو گھیر رکھا تھا، مجھے ان کی کثرتِ تعداد اور صورتوں نے بہت حیران کیا تب مجھ سے کہا گیا، کیا اب تم راضی ہو؟ میں نے کہا ہاں! پھر کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو جسموں کو نہیں داغتے، فالیں نہیں نکالتے، چوری چھپے لوگوں کی باتیں نہیں سنتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان

میں سے کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ! عکاشہ کو ان میں سے کر دے! پھر ایک اور صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے! آپ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔

توکل کرنے کا صحیح طریقہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اگر تم صحیح معنوں میں اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اللہ تعالیٰ پرندوں کی طرح روزی مہیا کرتا جیسے وہ صبحدم خالی پیٹ ہوتے ہیں لیکن شام کو پیٹ بھرے گھونسلوں میں لوٹتے ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو سب سے قطع تعلق کر کے یعنی ان سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل آسان فرماتا ہے اور ایسے طریقہ سے رزق مہیا کرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا مگر جو شخص دنیا کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے دنیا کے سپرد کیے دیتا ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ سب سے بے نیاز ہو تو اس کے لیے لازم آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو ہے اس پر اپنے پاس والے سے زیادہ یقین رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے جب آپ کے اہل خانہ یعنی اہل بیت فاقہ سے ہوتے تو آپ فرماتے اٹھو اور نماز پڑھو میرے رب نے یہی حکم مجھے دیا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

اور اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم کرو اور اس پر صبر کرو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے منتر پڑھایا پڑھایا اور جسم کو داغا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل:

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہم السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکے جانے کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے تو کہو آپ نے کہا تمہارے پاس میری کوئی حاجت نہیں ہے میرا رب مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى. ''اور ابراہیم نے اپنا قول پورا کر دیا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد میرا کوئی بندہ اگر مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامن تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں کرتے لیکن میں اس کی دشواریاں دور کر دیتا ہوں اور اس کے لیے راہ نکال دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) بچھو نے مجھے ڈنگ مارا تو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ میں کسی جھاڑ پھونک والے کے پاس جا کر دم کراؤں، چنانچہ منتر پڑھنے والے نے میرے اس ہاتھ کو پکڑا جسے ڈنگ نہیں لگا تھا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

''اور توکل کر اُس زندہ پر جسے موت نہیں آئے گی''۔

پھر فرمایا، اس آیت کو سن لینے کے بعد کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی پناہ ڈھونڈے۔

اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے:

ایک عالم نے خواب میں دیکھا کہ اس سے کہا جا رہا ہے: جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا، اس نے اپنا رزق جمع کرالیا۔ بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ مقرر کردہ رزق کا حصول تجھے فرض کردہ اعمال سے غفلت میں نہ ڈال دے کیونکہ اس طرح تیری آخرت برباد ہو جائے گی اور تجھے وہی رزق حاصل ہوگا جو تیرے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بغیر مانگے بندے کا رزق حاصل کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ رزق کو بندے کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے۔

حکمت کی بات:

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک راہب سے میں نے سوال کیا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں اس بارے میں نہیں جانتا

پروردگار عالم سے پوچھ کہ وہ کہاں سے مجھے کھلاتا ہے۔

حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے شام کی طرف اشارہ کیا تو ہرم بن حیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا، وہاں پر میری گزر بسر کس طرح ہوگی؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے اور وہ شک میں مبتلا ہیں نصیحت ایسے دلوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ میں جب سے اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز بنا لینے پر راضی ہوا ہوں مجھے ہر بھلائی کی راہ مل گئی ہے۔ یا اللہ! ہمیں بھی حُسن ادب مرحمت فرما۔ (آمین)



باب ۔۷۵

فضیلتِ مسجد

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

''اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں''۔

مسجد بنانے کا اجر:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رضائے الٰہی کی غرض سے مسجد تعمیر کی خواہ وہ مسجد بہت ہی چھوٹی سی کیوں نہ ہو، اللہ رب العزت جنت میں اس شخص کے لیے محل بنا دیتا ہے۔

مسجد سے محبت کا اجر:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جب کوئی مسجد سے محبت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز (اگر وقت ہو تو) پڑھ لے۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز سوائے مسجد کے جائز نہیں۔

فرشتوں کی دعائیں:

حضور سرکار پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی جب تک جائے نماز پر رہتا ہے اس کے لیے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ! اسے بخش

دے۔ دعاؤں کا یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ کسی سے (دنیاوی) بات نہ کرے یا مسجد سے نکل نہ جائے۔

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کا نقصان:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مسجدوں میں آکر گروہ کی شکل میں دنیا کی باتیں کرتے رہیں گے اور دنیا کی محبت کی کہانیاں بیان کریں گے۔ ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعض الہامی کتابوں میں ہے کہ زمین پر مساجد میرا گھر ہیں ان کو تعمیر اور آباد کرنے والے میری زیارت کے مشتاق ہیں اس لے خوشخبری ہے جو گھر میں وضو کرے اور میرے گھر میں آکر میری زیارت کرے میرے لیے ضروری ہوتا ہے کہ آنے والے زائر کو عزت وقار عطا کروں (یعنی اس کی دعا قبول کی جائے)۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم ایک ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے کا عادی ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ حضرت سعید ابن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ جو مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے لہٰذا وہ اچھی بات ہی کرے۔

ایک حدیث پاک ہے: مساجد میں فضول دنیاوی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جیسے جانور چارہ کھاتے ہیں۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ سلف صالحین نے فرمایا۔ رات کی تاریکی میں مسجد میں بغرض الٰہی آنے والے کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

مسجد میں روشنی کرنے کا فائدہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جس نے مسجد میں چراغ جلایا جب تک مسجد اس روشنی سے منور رہتی ہے حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔

زمین کا رونا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب آدمی مر جاتا تو جائے نماز کی زمین وہ روتی رہتی ہے جہاں سے اس کے اعمال آسمان کو جایا کرتے تھے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ.

پس ان پر نہ زمین نہ آسمان روئے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس پر زمین چالیس دن تک روتی ہے۔

حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جو بندہ زمین کے کسی حصہ پر سجدہ کرتا ہے تو روز محشر وہ حصہ اس کے عمل کی شہادت دے گا اور وہ حصہ اس بندے کی موت کے دن روتا ہے۔

زمین کا فخر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین کے جس بھی حصہ پر نماز پڑھی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ارد گرد کے تمام حصوں پر فخر کرتا ہے اور وہ خوشی و مسرت اوپر سے نیچے ساتویں زمین تک محسوس کرتا ہے اور بندہ جب کسی زمین پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ زمین اس پر فخر کرتی ہے۔

مروی ہے کہ اگر کوئی جماعت کسی جگہ پر جا کر قیام کرتی ہے اور دوران قیام نماز پڑھتی یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو زمین کا وہ حصہ جس پر قیام کیا ہے ان پر سلامتی بھیجتا ہے اگر وہ ایسا نہ کریں (یعنی نماز اور ذکر اللہ نہ کریں) تو ان پر لعنت بھیجتا ہے۔



باب ۔۷۶

اصحاب کرامت کی ریاضت وفضیلت

اس بات کو بخوبی ذہن میں بٹھالینا چاہیے کہ اللہ رب العزت جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو وہ بندہ اپنے عیوب پر نظر دوڑاتا ہے اور جس کی بصیرت کامل ہو جاتی ہے کوئی گناہ اس سے مخفی نہیں رہتا اس لیے جیسے ہی وہ اپنے محبوب سے آگاہی حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس کا علاج کرنا آسان ہو جاتا ہے مگر اکثر جاہل اپنے عیوب سے آگاہ نہیں ہوتے ان کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

چار طریقے:

جو کوئی اپنے عیوب سے آگاہی حاصل کرنے کا خواہاں ہو وہ ان چار طریقوں پر عمل کرے۔

پہلا طریقہ:

وہ ایسے مرشد کامل بزرگ کی صحبت اختیار کرے جو عیوب کی جڑ کو پہچانتا ہو اور نفسانی خواہشات جنسی خبائث سے کماحقہ آگاہ ہو اور ان کے خاتمہ کی قدرت رکھتا ہو اس کا کام کہ ریاضت کی آگ سے اس کی نفسانی خواہشات کو جلا کر راکھ بنادے گناہ سے آلودہ کا کام ہے کہ وہ شیخ کے اشارے پر چلے اور سر مو بھی اس سے انحراف نہ کرے کیونکہ وہ اس کے نفسانی عیوب کو گنوا کر اس کا طریقہ علاج بھی سمجھائے گا مگر اس زمانہ میں ایسے پائے کے پیر شاذ شاذ ہی ہیں۔

دوسرا طریقہ:

کسی نیک کی صحبت اختیار کر کے اسے اپنا سچا دوست بنالے جو عاقل صاحب بصیرت اور احکام دین کا پوری طرح پابند ہو اسے اپنا نگران قرار دے وہ بھی اس کے احوال وافعال کو دیکھتا رہے وہ اس کے ظاہری افعال کی برائی دیکھ کر اسے باز اور ممنوع رکھے۔ یہ طریقہ اہل طریقت

بزرگان دین عقل منداور اکابر علماء کرام کا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو میرے عیوب مجھے بتائے۔ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کرتے؟ آپ کو میرے کسی عیب کا علم ہوتو مجھ سے کہہ دیجئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے دستر خوان پر دو سالن جمع کر لیے ہیں اور آپ کے دو جوڑے ہیں، ایک دن کے لیے اور ایک رات کے لیے، فرمایا کیا اس کے بغیر بھی کچھ معلوم ہوا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، فرمایا یہ دونوں بھی کافی ہیں۔ آپ نے کہا شکریہ میں نے ترک کر دیا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کہتے: آپ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منافقین کے بارے میں صاحب راز ہیں۔ کیا مجھ پر آپ آثار نفاق تو نہیں دیکھتے۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی کس قدر اصلاح نفس ہے۔ آپ اس قدر عظیم مرتبہ اور اعلیٰ شان کے باوجود کس قدر خائف ہیں کہ اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرتے جس کی عقل بھی کامل ترین اور صائب ترین ہوگی۔ عجب و کبر نخوت و تکبر سے کنارہ کشی کر لے گا اور وہ اپنے نفس کی سرزنش سے کبھی بھی غفلت نہیں برتے گا کیونکہ اسی کے سبب وہ بلند مراتب پر فائز ہوا۔ ایسے شخص کو دوست نہ بناؤ جو چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے تمہیں تمہارے عیوب سے مطلع نہ کرے اور ایک مقرر حد سے بڑھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے تمہیں اپنے متعلق اندھیرے میں رکھے بلکہ ایسے لوگوں کو دوست بناؤ جو حاسد اور مطلبی ہوں تاکہ وہ تمہاری نیکیاں بھی عیبوں کی شکل میں دکھائیں اور تم ان سے سبق حاصل کرو اور ایسے چشم پوشی کرنے والے دوست سے بچو جو تمہاری برائیوں کو خوبیاں کہے۔

جب حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار فرمائی تو کسی نے پوچھا آپ لوگوں سے میل ملاپ کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا میں ایسی قوم سے کیسے تعلقات رکھوں جو مجھ سے میرے عیب چھپاتے ہیں۔

دینی لوگ شروع ہی سے اس بات کے خواہاں ہوتے تھے کہ لوگ انہیں ان کے عیوب کے بارے میں بتائیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جو ہمیں نصیحت کرتا ہے اور ہمیں ہمارے عیوب بتلاتا ہے، ہم اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور یہ بات انسان کے ایمان کو کمزور کر دیتی ہے کیونکہ بُری عادات سانپ بچھو کی طرح ڈسنے والی ہیں، اگر ہم سے

کوئی شخص یہ کہہ دے کہ تمہارے کپڑوں میں بچھو ہے تو ہم اس کے احسان مند ہوتے ہیں، اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں، بچھو سے بچنے اور اسے مارنے کی تدبیر کرنے لگتے ہیں حالانکہ اس کی تکلیف صرف جسم محسوس کرتا ہے اور ایک دو دن سے زیادہ اس کی تکلیف بھی باقی نہیں رہتی مگر بُرے اعمال کی تکلیف دل کی گہرائیوں میں محسوس کی جاتی ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ تکلیف مرنے کے بعد بھی باقی رہے گی، اگر ہمیشہ باقی نہ رہی تب بھی ہزاروں سال ان کی پاداش میں تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ ناصح کی نصیحت سن کر اپنے ان عیوب کو دور کرنے کی فکر کریں، اپنے محسن کا شکریہ ادا کریں اس کے برعکس اس کے مقابلہ میں اتر آتے ہیں اور اس کی باتوں کے جواب میں یوں کہتے ہیں کہ تم بھی ایسا ایسا کام کر چکے ہو، ہمیں اس کی دشمنی سچی باتوں پر عمل کرنے سے روک دیتی ہے اور یہ سب کچھ سنگ دلی کا نتیجہ ہے۔ جو گناہوں کی زیادتی کے باعث پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور یہ سب ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے ہم بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ رب العزت! ہمیں سیدھی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنے عیوب کو دیکھنے ان کو دور کرنے کی ہمت عطا فرما اور اپنی رحمت کے طفیل ہمیں ہر اُس شخص کا شکر گزار ہونے کی توفیق عطا فرما جو ہمیں ہمارے عیوب سے آگاہ کرتا ہے۔

تیسرا طریقہ:

اپنے دشمنوں سے اپنے عیوب سے کیونکہ دشمن کی آنکھ ہر عیب کو ظاہر کر دیتی ہے، عقل مند انسان کینہ پرور دشمن سے اپنے عیوب سن کر ایسے چشم پوشی کرنے والے دوست سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے جو اس کی تعریف اور خوبیاں بیان کرتا رہتا ہے اور اس کے عیب چھپاتا رہتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ انسانی طبیعتیں دشمن کی بات کو جھوٹ اور حسد سمجھتی ہیں لیکن عقل مند دشمنوں کی باتوں سے بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں اور اپنے عیوب کی تلافی کرتے ہیں کہ آخر کوئی عیب تو ضرور ہے جو اس کے دشمنوں کی نظر میں ہے۔

چوتھا طریقہ:

لوگوں سے میل ملاپ رکھے، ان کا جو کام اسے اچھا لگے اسے اپنائے اور جو کام اسے بُرا لگے اس میں غور وفکر کرے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے اپنے عیوب دوسرے کے آئینے میں نظر آرہے ہیں کیونکہ مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے لہٰذا دوسروں کے عیوب کے آئینے میں اپنے عیب ڈھونڈے اور وہ جانتا ہے کہ نفسانی خواہش میں طبائع ایک دوسرے کے نزدیک ہیں، جو چیز ایک زمانہ کے لوگوں میں ہوگی وہ دوسرے زمانے کے لوگوں میں بھی ہوگی لہٰذا اسے اپنے نفس میں ڈھونڈنا چاہیے اور اپنے نفس کو بُری چیزوں سے پاک کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادب سکھانے کے لیے یہ طریقہ کافی ہے، اگر لوگ ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیں جن کو وہ دوسروں سے اچھا سمجھتے ہیں تو انہیں کسی ادب سکھانے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ کو ادب کس نے سکھایا؟ آپ نے فرمایا مجھے کسی نے ادب نہیں سکھایا بلکہ میں نے جاہل کی جہالت کو بُرا جان کر اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

حاصل کلام:

یہ تمام طریقے اس کے لیے ہیں، جس کو ایک عارف عقل مند، عیوب نفس سے آگاہ مشفق، دین کے سلسلہ میں نصیحت کرنے والا، خود مہذب، اللہ کے بندوں کو تہذیب سکھانے میں مصروف اور ان کا خیر خواہ بزرگ نصیب نہ ہو، اور جس کو اس درجہ کا کوئی بزرگ مل گیا تو اسے طبیب مل گیا، وہ اس سے وابستہ ہو جائے، وہی اس کی بیماری کا علاج کرے گا اور اسے اس بربادی سے بچانے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ جس بربادی کا وہ سامنا کر رہا ہے۔

یاد رکھو اگر ہماری مندرجہ ذیل تحریر کو نگاہ عبرت سے پڑھا تو انشاء اللہ تمہیں بصیرت حاصل ہوگی۔ دل کی بیماریاں سامنے آجائیں گی اور علم ویقین کے نور کے ذریعہ اس کا علاج بھی معلوم ہو جائے گا اور اگر ایسا نہ کر سکو گے تو بھائی تلقین وتقلید کے طور پر ایمان ویقین کو تو نہ جانے دو، اس لیے کہ ایمان کے یہ درجات ہیں جیسے کہ علم کے درجات ہیں اور علم، ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ.

(اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے بلند مرتبہ دے گا اور جن کو علم ملا ان کے بلندتر درجات ہیں۔

چنانچہ جس نے یہ پہچان کی کہ شہوات کی مخالفت کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف ایک سیدھا رستہ ہے لیکن اس کے سبب یہ رسائی نہ حاصل کر سکا تو وہ ایمان لانے والوں میں سے ہے اور جب شہوات کے ساتھ تعاون کرنے والے امور سے بھی آگاہ ہوگیا تو وہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کو علم عطا ہوا اور ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے وہ ان امور کو سامنے رکھے۔ کہ قرآن وسنت اور اقوال علماء میں ایمان کی یہ تفصیل بے شمار مقامات میں آتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى.

اور جس نے اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ بلاشبہ جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى.

''یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کرلیا ہے''۔

کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے خواہشات کی محبت ختم کردی ہے۔

پانچ آفات:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مومن پانچ آفات میں گھرا ہوتا ہے۔

(۱) مومن اس سے حسد کرتا ہے۔

(۲) مومن اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

(۳) کافر اس کو ہلاک کرنے کے درپے رہتا ہے۔

(۴) شیطان اسے گمراہ کرتا ہے۔

(۵) نفس اس سے لڑتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نفس بھی ایک جھگڑالو دشمن ہے جس کا مقابلہ کرنا بہت ضروری ہے۔

روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے داؤد (علیہ السلام)! اپنے آپ کو بچاؤ اور خواہشات کی اتباع کرنے سے دوستوں کو بھی ڈراؤ اس لیے کہ قلوب دنیاوی تمناؤں میں کھوئے رہتے ہیں اور ان کی عقل مجھ سے دُور ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اُن وعدہ کردہ انعامات کے لیے جو ابھی دکھائی نہیں دیتے ظاہری اشیاء کی خواہشات کو چھوڑ دیا ہے۔

جہادِ اکبر:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک ایسی جماعت جو جہاد سے واپس آ رہے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، خوش آمدید، تم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف واپس آئے ہو۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نفس کے ساتھ جہاد۔

مجاہد کی تعریف:

حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو عبادتِ الٰہی میں نفس سے مقابلہ کرتا ہے وہ مجاہد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اپنے نفس کے مصائب کو دُور کر اس کی خواہشات کی اتباع میں اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کر۔ روزِ محشر تیرا نفس تیرے ساتھ جھگڑا کرے گا تو تیرے جسم کا ایک حصہ دوسرے پر لعنت کرے گا اگر اللہ رب العزت تیرے عیوب پر پردہ ڈال دے اور تجھے معاف کر دے تو یہ اور بات ہے۔

نفس سے مقابلہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفس سے مقابلہ کرنے سے بڑھ کر مقابلہ کرنے میں کچھ زیادہ سخت مشکل محسوس ہوئی کبھی میں غالب آیا اور کبھی مجھ پر غالب رہا۔

نفس کو سرزنش:

حضرت ابو عباس موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے: اے نفس! نہ تو دنیا داروں کے ساتھ مل کر نعمت حاصل کرتا ہے اور نہ ہی نیک بندوں کے ساتھ مل کر طلب آخرت میں محنت کرتا ہے، گویا میں تیرے ساتھ جنت اور دوزخ کے درمیان قید ہوں۔ واہ! اے نفس تجھے شرم نہیں آتی؟

سرکش جانور:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے، نفس سے بڑھ کر کوئی سرکش جانور ایسا نہیں، جو لگام دینے کے زیادہ لائق ہو۔

ریاضت کی اقسام:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ریاضت کی تلواروں کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرو اور ریاضت کی چار اقسام ہیں۔

(۱) کھانے میں، خوراک کم رکھو (۲) نیند میں کمی رکھو (۳) کلام بقدر ضرورت ہی کرو۔ (۴) لوگوں کی ایذا کو برداشت کرو۔

چنانچہ کھانے میں کمی کرنے سے شہوات کی موت واقع ہوتی ہے نیند کی کمی سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں، اور کلام کی کمی سے آفات سے سلامتی رہتی ہے۔ لوگوں کی ایذا برداشت کرنے میں مطلوب تک رسائی خوب ہوتی ہے اور بندے پر سختی کے وقت بردباری اور ایذا رسائی پر صبر کرنے سے زیادہ شدید بات نہیں اور جب نفس سے شہوانی اور گناہ کے ارادے حرکت میں آجائیں اور فضول کلامی کی شیرینی چلنے لگے، تو اس پر کھانے سے کمی۔ تہجد سے بڑھ کر تیز تلوار ہی ہوتی ہے اور نیند کی کمی انسان کو گمنامی کی عادت ڈالتی ہے اور کلام کم کرنے سے انسان ظلم و انتقام سے بچا رہتا ہے، اس سے ہی تم نفسانی آفات سے محفوظ رہو گے اور شہوانی تاریکیوں کو دُور کرتا کہ اس کی گمراہی کی آفت سے خلاصی حاصل ہو سکے، اگر ایسا ہو گیا تو تُو پاکیزہ اور نورانی و روحانی اسرار کا مالک ہو جائے گا پھر تو اس تیز رفتار گھوڑے کی مانند جو میدان میں اپنی برق رفتاری کے جوہر دکھاتا ہے نیکیوں اور عبادات کے راستے میں اپنی برق رفتاری کے جوبن دکھا کہ تو باغ کے

مالک کی طرح باغ کی روشوں پر سیر کر سکے۔

انسان کے تین دشمن:

آپ کا مزید ارشاد ہے کہ انسان کے تین دشمن ہیں۔ (۱) دنیا (۲) شیطان (۳) نفس ترک دنیا کر کے اس سے بچ جا، شیطان کی مخالفت کر اور خواہشات کو ترک کر کے نفس کے شر سے بچ جا۔

نفس کے غلبہ کا نقصان:

کسی دانا کہ کہنا ہے کہ جس پر اس کا نفس غلبہ پالیتا ہے تو وہ شہوات کی محبت کے دام میں پھنس جاتا ہے وہ خواہشات کے قید خانہ میں بند ہو جاتا ہے اس کی لگام نفس کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ اس پر ظلم وتشدد کرتا ہے اور جہاں چاہتا ہے زبردستی اسے لے جاتا ہے اس لیے اس کا دل ہر طرح کے دینی فوائد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت جعفر بن حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ میں نے علماء کرام اور حکماء کا اس بات پر اتفاق پایا ہے کہ دنیا کی نعمتیں ترک کیے بغیر آخرت کی نعمتوں کا حصول ممکن نہیں۔

حضرت ابو یحییٰ الوراق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے اعضاء کی خواہشات کی پیروی میں لگا رہا اس نے گویا اپنے دل میں پشیمانیوں کے بیج لگائے۔ حضرت وہیب بن الورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پیٹ کی روٹی سے جو زائد ہے وہ شہوت ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جس نے دنیاوی خواہشات سے محبت رکھی وہ ذلت کے لیے تیار ہوا۔

صبر وتقویٰ کا اجر:

کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کی مسند اقتدار پر فائز ہو گئے تو عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کے راستے میں ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھی ہوئی تھی (اس وقت) حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً بارہ ہزار امر ءمملکت کے ہمراہ وہاں سے گزر رہے تھے تو اس نے کہا، پاک ہے وہ ذات جس نے گناہ کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا۔ یہ عبادت و ریاضت کی وجہ ہے کہ غلام بادشاہ بن گیا اور حرص و شہوت نے بادشاہوں کو غلام بنا دیا۔ فساد کرنے والوں کی یہی جزاء ہے اور صبر وتقویٰ نے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ

السلام نے فرمایا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جو تقویٰ اور صبر اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

نفس کی بیماری کا علاج:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک رات کو میری آنکھ کھلی اور میں اپنا ورد کرنے لگا، مگر مجھے اس میں وہ حلاوت محسوس نہیں ہوئی جو پہلے آتی تھی میں نے سونے کا ارادہ کیا۔ مگر سو نہ سکا۔ پھر بیٹھ گیا، مگر بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔ آخرکار باہر نکلا، تو دیکھا کہ ایک آدمی چغہ لپیٹے راستہ میں پڑا تھا۔ جب میں نے اسے آتا محسوس کیا تو کہا: اے ابوالقاسم! ابھی ادھر آؤ، میں نے کہا اے میرے آقا! بغیر کسی کے بلائے آجاؤ؟ کہا ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ میرے لیے تیرے دل کو حرکت دے۔ میں نے کہا، تو اس نے کر دیا۔ اب آپ کی کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: نفس کی بیماری کا علاج کب ہوتا ہے؟ میں نے کہا: جب نفس کی خواہشات کے خلاف کیا جائے وہ اپنے نفس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔ سن، میں نے تجھے سات بار یہی جواب دیا، مگر تو نے حضرت جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کے سوا کسی کی بھی بات سننے سے انکار کر دیا اب تو نے سن لیا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور میں نے اسے پھر نہیں دیکھا۔

حضرت یزید قاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے ٹھنڈے پانی! دنیا میں مجھ سے دور ہو جا تاکہ میں آخرت میں تجھ سے محروم نہ رہو۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: میں کب گفتگو کروں؟ فرمایا جب خاموش رہنا چاہو۔ کہا میں خاموش کب ہو جاؤں؟ فرمایا، جب تو کلام کرنے کا خواہاں ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو جنت کا خواہش مند ہو اسے چاہیے کہ وہ دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دے۔



باب ۔۷۷

حقیقتِ ایمان ومنافقت

سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق اور رسولوں کے لائے ہوئے احکامات کی تائید و تصدیق اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

''بے شک وہی لوگ ایماندار ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ.

''اور بھلائی اس کے لیے ہے جو اللہ اور روز محشر فرشتوں اور کتابوں اور انبیاء کرام پر ایمان لایا''۔

ایمان کامل کی شرائط:

اللہ رب العزت نے ایمان کامل کی بیس شرائط مقرر کی ہیں مثلاً۔ وعدہ وفا کرنا، مصیبتوں پر صبر کرنا وغیرہ۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا. ''وہی ہیں جنہوں نے سچ کہا''

ایک اور مقام پر فرمایا۔

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ.

اللہ تعالیٰ ان کو بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم ملا، ان کے درجات

بلند تر ہیں۔

مزید فرمایا:

لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں سے وہ برابر نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَاللّٰهِ. "وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات بلند ہیں"

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان برہنہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایمان کے ستر اور کچھ مزید درجات ہیں سب سے کمتر درجہ راستے سے تکلیف وہ چیز ہٹا دینا ہے۔

منافق کی نشانیاں:

مندرجہ بالا آیات واحادیث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایمان کا اعمال سے گہرا تعلق ہے۔ نیز اس کا نفاق اور شرک خفی سے بری ہونے سے بھی تعلق ہے جیسے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: چار خصائل ہیں کہ اگر کسی میں یہ ہوں، تو وہ پکا منافق ہے۔ اگر چہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور سمجھتا ہے کہ وہ مومن ہے۔

(۱) جب بات کرے، جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ سے کام لے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ جب معاہدہ کرے تو اسے توڑ دے۔

دلوں کی کیفیت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دل چار ہیں۔ دنیاوی خواہشات سے پاک دل جس میں معرفت کا چراغ روشن ہے اور یہ مومن کا دل ہے۔ وہ دل جس میں ایمان اور نفاق دونوں موجود ہوں اس طرح کے دل میں ایمان ہریالی کی طرح ہے جس کی

نشو ونما شیریں پانی سے ہوتی ہے جب کہ نفاق اس گندے پھوڑے کی طرح ہے جس سے پیپ اور گندہ خون نکلتا رہتا ہے۔ ان میں سے جس چیز کا غلبہ ہو جاتا ہے اسی کا حکم دل پر چلتا ہے۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ان میں سے جس کا غلبہ ہو جاتا ہے وہ دوسرے کو لے جاتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے زیادہ تر منافقین قاری ہیں۔

شرک کی کیفیت:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ شرک میری اُمت میں کوہِ صفا پر چلنے والی چیونٹی سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

منافق کا ظاہر ہو جانا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور مبارک میں کوئی شخص ایسی بات کرتا جس کی وجہ سے اس کو مرتے دم منافق سمجھا جاتا جب کہ تم لوگوں سے میں روزانہ اس طرح کی دس باتیں سُنتا ہوں۔

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ نفاق سے وہ شخص بہت نزدیک ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ نفاق سے بَری ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے زیادہ منافق ہیں، اس وقت منافق اپنا نفاق مخفی رکھتے تھے اور اب ظاہر کرتے ہیں، یہی نفاق کمال ایمانی اور صدق ایمان کی ضد ہے کیونکہ یہ مخفی ہے، جو اس سے ڈرتا ہے وہ اس سے دور ہوتا ہے اور اس سے نزدیک وہی ہوتا ہے جو خود کو اس سے بَری سمجھتا ہے چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں آج نفاق ختم ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا اے بھائی اگر منافق ہلاک ہو جائیں تو تم راستوں پر وحشت زدہ ہو جاؤ اور آپ نے یا کسی اور نے کہا کہ اگر منافقوں کے سینگ اُگ آئیں تو ہم زمین پر قدموں سے نہ چل پائیں۔ (یعنی منافقین بکثرت موجود ہیں)

منافقت کیا ہے؟

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حجاج کو بُرا بھلا کہتے سن کر فرمایا کہ اگر حجاج

یہاں موجود ہوتا تو تم یہ باتیں کرتے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ہم اس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں منافقت سمجھتے تھے۔

بُراترین شخص:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا میں دو زبانوں والا ہوتا ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے دو زبانوں والا بنائے گا، مزید فرمایا بدترین شخص دو چہروں والا ہے جو اس کے پاس ایک چہرے سے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو نفاق کا خوف نہیں ہے، آپ نے فرمایا بخدا مجھے زمین کی ہر بلندی کے برابر سونے کے مالک ہونے سے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ مجھے علم ہو جائے میں نفاق سے بَری ہوں۔

منافق کا دل اور زبان:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، نفاق کی وجہ سے زبان اور دل مختلف ہوتے ہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا اختلاف ہوتا ہے اور آنے جانے میں فرق ہوتا ہے، داخل ہونے کا راستہ اور، نکلنے کا اور ہوتا ہے۔ کسی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نفاق سے ڈرتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تم منافق ہوتے تو تم نفاق سے نہ ڈرتے کیونکہ منافق تو نفاق سے بے خوف ہوتا ہے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: میں نے ایک سو تیس اور ایک روایت کے مطابق ایک سو پچاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو پایا، سب کے سب نفاق سے ڈرتے تھے یہ بلند شان اور یہ خوف الٰہی بھی ان کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

مخلوق کے دلوں کی کیفیت:

روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ایک شخص کا ذکر کیا اور اس کی بہت تعریف کی۔ ابھی وہیں تھے کہ وہ شخص بھی آ گیا۔ وضو کے اثر سے اس کے چہرے سے پانی کے قطرے بہہ رہے تھے اور اس نے جوتا ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا اور اس کی آنکھوں کے اور پیشانی

کے درمیان سجدے کا نشان تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ شخص ہے جس کی بابت ہم عرض کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر شیطانی اثر دیکھ رہا ہوں۔ آخر وہ شخص آیا، اس نے سلام کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جب تو نے ان لوگوں کو دیکھا، تو کیا تیرے دل میں یہ بات نہیں آئی کہ ان میں سے تجھ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں؟ اس نے کہا: اللہ گواہ ہے، یہ ٹھیک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ رب العزت! میں بخشش مانگتا ہوں اس سے جو میں جانتا ہوں اور جو میں نہیں جانتا۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں کس طرح بے خوف ہو جاؤں، جب کہ مخلوق کے دل، اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ جیسے چاہتا ہے، الٹتا پلٹتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝

ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ظاہر ہو جائے گا۔ جس کا وہ گمان نہیں کرتے تھے۔

اس کی تفسیر میں علماء کرام نے فرمایا کہ انہوں نے ایسے اعمال کیے جنہیں نیکیاں گمان کیں، مگر وہ برائیوں کے پلڑے میں تھیں۔

پرندوں کا قیدی:

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے باغ میں جائے جہاں ہر طرح کے درخت ہوں اور ان درختوں پر ہر طرح کے پرندے بیٹھے ہوں جو اس کو دیکھتے ہی سب پرندے ایک ہی بات کریں کہ اے ولی اللہ! تجھ پر سلامتی ہو۔ یہ بات سن کر اس شخص کا دل کو اطمینان حاصل ہو جائے تو گویا وہ ان پرندوں کا قیدی ہے۔

نقطۂ فکر:

ان تمام اقوال و احادیث مبارکہ سے عیاں ہوتا ہے کہ نفاق اور شرک کس قدر معمولی کاموں میں بھی مضمر مخفی ہوتا ہے اور کوئی بھی ذی شعور اس سے غافل نہیں رہ سکتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے بارے

میں پوچھا کرتے (کہ کہیں میرا ذکر منافقین میں تو نہیں۔اس روایت کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے)

حضرت سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دولت مند سے میں نے ایک ایسی بات سُنی جو مجھے اچھی نہ لگی تو میں نے اس کو ٹوکنے کا ارادہ کیا لیکن مجھے اس بات کا خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ مجھے موت کے گھاٹ تار دینے کا حکم نہ دے دے، مجھے موت سے نہیں بلکہ اس بات سے خوف محسوس ہوا کہ قتل کے وقت میرے دل میں لوگوں کے سامنے یہ بات نہ آجائے کہ میں نے کیسا اچھا کام کیا ہے۔اس لیے میں نے اسے نہ ٹوکا۔

یہ نفاق کی وہ قسم ہے جو ایمان کی اصل کو نہیں بلکہ اس کی صفائی، حقیقت، کمال اور صدق کے الٹ ہے، نفاق کی دو اقسام ہیں۔ایک قسم وہ ہے جو دین سے خارج کر کے کفار میں شامل کر دیتی ہے اور ان افراد کے ساتھ جوڑ دیتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔ دوسری قسم کا نفاق وہ جو اپنے رکھنے والوں کو کچھ مدت تک دوزخ میں ٹھہرائے گی یا اس کے بلند مرتبوں میں کمی کا باعث ہوگی اور اس کو صدیقین کے بلند مرتبہ مقام سے نیچے گرا دے گی۔



باب ۔۷۸

مذمت غیبت و چغلی

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں غیبت کی مذمت فرمائی ہے اور غیبت کرنے والے کو مردار کا گوشت کھانے والے کی مانند قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ

اور تم سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اسے برا سمجھو گے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر مسلمان کا خون، اس کا مال اور عزت حرام ہے، غیبت عزت کو ختم کر دیتی ہے اور اسے اللہ رب العزت نے مال اور خون کے ساتھ اکٹھے ذکر کیا ہے۔

غیبت نہ کرنے کا حکم:

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، دھوکہ نہ دو، کسی کی غیر موجودگی میں برائیاں نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت جابر اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، غیبت سے خاص طور پر پرہیز کرو، اس لیے کہ یہ زنا سے بدتر ہے اس لیے کہ آدمی اگر زنا کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ فرما لیتا ہے غیبت کرنے والے کو تب تک معافی نہیں ملتی جب تک کہ وہ معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

غیبت کا انجام:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معراج کی رات میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں کو چھیل رہی تھی میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا نیکی کا کام بتائیے جس سے میں فائدہ حاصل کرسکو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نیکی کے کسی بھی کام کو حقیر نہ جان اگر چہ تجھے اپنے ڈول سے پیاسے کے برتن میں پانی ہی کیوں نہ ڈالنا پڑے اگر چہ تو اپنے بھائی سے اچھی طرح ملے اور جب وہ چلا جائے تو اس کی غیبت نہ کر۔

مسلمانوں کی غیبت نہ کرو:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطاب فرمایا جسے پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سنا، آپ نے فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر دلوں میں ایمان نہیں رکھتے ہو! مسلمانو کی غیبت نہ کرو اور ان کی رسوائی کی کوشش میں نہ رہو کیونکہ جو کسی بھائی کی رسوائی کے پیچھے پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی رسوائی کے پیچھے پڑ جائے اسے اس کے گھر میں بے عزت اور ذلیل کر دیتا ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس نے غیبت سے توبہ کر کے وفات پائی وہ آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور جو غیبت کرتے کرتے مر گیا وہ پہلا شخص ہوگا جو دوزخ میں جائے گا۔

مُردے کا گوشت کھانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو ایک دن کے روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے، یہاں

تک کہ جب شام ہوگئی تو لوگ آنا شروع ہوئے اور ہر شخص حاضر ہو کر عرض کرتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دن میں روزہ رکھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے افطار کروں، آپ اسے اجازت مرحمت فرما دیتے۔ اسی طرح لوگ آتے گئے اور اجازت لیتے گئے حتیٰ کہ ایک شخص نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر کی دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ آپ کی خدمت میں آتے ہوئے حیا کرتی ہیں اجازت دیجئے تا کہ وہ روزہ افطار کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چہرہ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر چہرہ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے روزہ نہیں رکھا وہ شخص روزہ دار کیسے ہو سکتا ہے جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے تم جاؤ اور انہیں جا کر کہو کہ اگر تم روزہ دار ہو تو کسی طرح قے کرو چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور انہیں ساری بات بتا کر قے کرنے کو کہا چنانچہ انہوں نے قے کی اور ہر ایک کی قے میں سے خون اور لوتھڑے نکلے۔ اس شخص نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ساری بات بتائی۔ اس کی بات سُن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بخدا اگر ان کے پیٹوں میں یہ چیز موجود رہتی تو ان کو آگ جلا دیتی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے اپنا چہرۂ انور پھیر لیا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ دونوں انتقال کر گئی ہیں یا کہا کہ وہ دونوں قریب المرگ ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ جب وہ حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اور ان میں سے ایک کو فرمایا کہ اس میں قے کرو اس نے خون، پیپ اور بدبودار مواد کی قے کی جس سے پیالہ بھر گیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری کو بھی قے کرنے کا حکم دیا اس نے بھی اسی طرح قے کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حلال کیے ہوئے رزق سے روزہ رکھا اور اسے افطار کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھ کر دونوں لوگوں کا گوشت کھانا شروع ہو گئیں (یعنی غیبت میں مشغول ہو گئیں)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا اور سُود اور اس کی برائیوں اور مصیبتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سُود کا ایک درہم انسان کے لیے تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے اور سب سے بڑا سود یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت پامال کی جائے۔

چُغل خوری:

یہ ایک بہت بُری عادت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِکَ زَنِیْمٍ ۝

''لوگوں سے غیبت کرنے والا اور چغلی کرنے والا''۔

پھر فرمایا: تکبر کرنے والا، اس کے بعد بدنصیب

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: زنیم سے مراد وہ ہے، جو ولد الزنا ہو اور بات چھپاتا نہ ہو۔ چنانچہ جو بات نہ چھپائے چاہے وہ کس قدر بُری ہو اس کی طرف اشارہ کیا اور چغلی کرتا پھرے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استنباط کرتے ہوئے۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِکَ زَنِیْمٍ ۝

اور وہ زنیم ہی ہے، جو دوسرے باپ کی طرف نسبت کرتا ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَیْلٌ لِکُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ.

بربادی ہے ہر عیب لگانے والے طعنہ زن کے لیے۔

ایک تشریح کے مطابق ہمزۃ سے مراد چغلی خور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے (ابو لہب کی بیوی کے بارے میں فرمایا:

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. (لکڑیاں اٹھانے والی)

کہتے ہیں کہ وہ چغل خور تھی اور باتیں اٹھا کر دوسروں کو پہنچاتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَخَانَتَا هُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

پس ان دونوں نے خیانت کی، پس ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے (عذاب سے بچانے کے لیے کوئی چیز کام نہ آئی)

کہا جاتا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں دو خواتین کا ذکر ہے ایک حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں قوم کو اطلاع دیا کرتی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی جو آپ کو دیوانہ کہا کرتی تھی۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا:

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چغلی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک دوسری حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ قتات جنت میں نہیں جائے گا۔ قتات چغلی کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

بدترین لوگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو دنیا میں رہ کر لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرے لوگ چغل خور ہیں (جو کہ) بھائیوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور نیک لوگوں کی برائیاں تلاش کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا میں تمہیں بدترین اشخاص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بتایئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چغلیاں کرنے والے، دوستوں کے درمیان جھگڑا کرانے والے اور نیک لوگوں پر جھوٹی تہمتیں لگانے والے ہیں۔

روزِ محشر رسوائی:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو شخص غلط طور پر کسی مسلمان کے بارے میں جھوٹی بات مشہور کرتا ہے کہ اسے ذلیل

ورسوا کرے تو اللہ رب العزت اسے روز محشر دوزخ میں ذلیل ورسوا کرے گا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو کسی مسلمان کے متعلق کسی ایسی بات کو مشہور کرتا ہے جو قطعی طور پر غلط ہو اور اس سے اس کا مقصد اس مسلمان کو دنیا میں رسوا کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ اسے روز محشر دوزخ میں ذلیل کرے گا۔

عذابِ قبر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو کسی مسلمان کے خلاف جھوٹی شہادت دیتا ہے وہ سمجھ لے کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ قبر میں ایک تہائی عذاب صرف چغلیاں کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

آٹھ آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا، تو کہا بات کر۔ اس (جنت) نے کہا: وہ خوش نصیب ہوا جو میرے اندر داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! لوگوں میں سے آٹھ قسم کے آدمی اس میں داخل نہیں ہوں گے۔

(۱) عادی شرابی (۲) زانی (۳) چغل خور (۴) دیوث یعنی بے غیرت، دیوث سے مراد وہ ہے کہ جس کی بیوی، مائیں، بہنیں، بدکاری کریں، اسے اس کی پروا نہ ہو (۵) رزیل یعنی کمینہ (۶) ہیجڑا یعنی جو قصداً ہیجڑا بن کر گائے بجائے (۷) قطع رحمی کرنے والا (۸) اور وہ آدمی جو یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ یہ کام نہیں کروں گا، پھر وعدہ پورا نہ کرے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بار بار بارش کی دعا مانگی مگر بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ میں تیری اور تیرے ساتھیوں کی دعا نہیں سنوں گا جب تک کہ تم میں ایک بھی چغل خور بھی شریک دعا ہے اور وہ چغلی پر اصرار کئے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے باری

تعالیٰ! مجھے وہ بتادیں تا کہ ہم اسے اپنے اندر سے باہر نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ: میں نے تمہیں چغلی سے منع کیا اور اب میں خود چغل خور بن جاؤں۔ اس پر سب قوم نے توبہ کی، پھر بارش ہوئی۔

سات سوال:

روایت ہے کہ ایک آدمی سات باتوں کے سلسلے میں ایک دانا کی طرف سات سو فرسخ چلا (ایک فرسخ تقریباً پانچ کلومیٹر ہے) جب وہاں پہنچا تو کہا: میں آپ کے پاس اس علم کے لیے آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے کہ آسمان کا وزن کس قدر ہے اور اس سے وزنی کیا چیز ہے؟ اور زمین کا وزن بتائیے اور اس سے بھاری کیا چیز ہے؟ اور پتھر کے بارے میں بتائیے کہ اس سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟ آگ کے بارے میں بتائیے اور یہ بتائیے کہ آگ سے گرم تر کیا چیز ہے؟ اور زمہریر کے بارے میں بتائیے کہ اس سے بھی ٹھنڈی کیا چیز ہے؟ سمندر کے متعلق بتائیے کہ اس سے بھی زیادہ بے پرواہ چیز کیا ہے؟ اور یتیم کے متعلق بتائیے کہ اس سے بھی زیادہ ذلت کیا ہے؟ اس دانش مند نے جواب دیا کہ کسی پاکباز پر بہتان لگانا آسمان سے بھی زیادہ وزنی ہے۔ حق زمین سے بھی زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ قناعت کرنے والا دل سمندر سے بھی زیادہ بے پرواہ و بے نیاز ہے لالچ اور حسد آگ سے بھی زیادہ گرم ہیں۔ کسی قریبی (تعلق والے) سے کام ہو اور وہ اس کو پورا نہ کرے تو یہ زمہریر سے بھی زیادہ سرد ہے۔ کافر کا دل چٹان سے بھی زیادہ سخت ہے اور چغلی کرنے والا جب کہ اس کا فعل ظاہر ہو جائے تو وہ یتیم سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہے۔

کسی شاعر کا کیا خوب کہنا ہے۔

مَنْ نَعَمَّ فِی النَّاسِ لَمْ تُؤْمِنْ عَقَارِبه

عَلَیٰ الصِدِیْقِ وَلَمْ تُؤمِنْ اَفَاعِیه

جو لوگوں میں چغلیاں کرتا ہے تو اس کے دوست کو بھی اس کے سانپوں اور بچھوؤں سے بے خوف نہ جان۔

کَالسَّیْلِ بِالَّیْلِ لَا یَدْرِیْ بِه اَحَدٌ

مِنْ اَیْنَ جَاءَ وَلَامِنْ اَیْنَ یَاتِیْہٖ

رات کے وقت آنے والے سیلاب کی مانند کہ جس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کدھر سے آیا اور کدھر کو جا رہا ہے۔

اَلْوَیْلُ لِلْمَھْدِ کَیْفَ یَنْقُضُہٗ

وَالْوَیْلُ لِلْوُدِ مِنْہُ کَیْفَ یَنْفِیْہٖ

ہلاکت اس کے لیے وہ عہد کیسے توڑتا ہے اور ہلاکت ہے اس کے لیے کہ وہ دوستی کو کیسے ختم کرتا ہے۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے

یَسْعٰی اِلَیْکَ کَمَا یَسْعٰی اِلَیْکَ فَلَا

تَاْمَنْ غَوَائِلَ ذِیْ وَجْھَیْنِ کَیَادْ

وہ چغل خور جیسے تیری حمایت کرتا ہے اسی طرح وہ (تیری غیر موجودگی میں) تیری برائیاں بھی کرے گا دومنہ والے کے مکروفریب سے غافل نہ رہو۔

☆☆☆

باب ۔۷۹

عداوتِ شیطان

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ قلب میں اترنے کے دو مقامات ہیں ایک مقام وہ ہے جو فرشتے کے اترنے کا ہے جو نیکی کی طرف راغب کرتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے اس لیے انسان جب اپنے آپ کو اس کی جانب مائل ہوتا ہوا محسوس کرے تو وہ اسے اللہ رب العزت کی رحمت سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے۔ دوسرا مقام دشمن کا ہے جو فتنہ وفساد کی طرف راغب کرتا ہے حق کو جھٹلاتا اور نیکیوں سے روکتا ہے اس لیے جو کوئی اپنے دل میں اس کو محسوس کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے شیطان مرذود کے شر سے پناہ مانگے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَ يَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ

''شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دے کر بُرے کام کرنے کا حکم دیتا ہے''۔

دو خوف:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کے دل میں دو خوف گردش کرتے رہتے ہیں ایک اللہ رب العزت کا خوف اور دوسرا دشمن کا خوف۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر اپنا رحم فرمائے کہ جو کسی اپنے کام کا ارادہ کرتا ہے اور وہ کام اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائی دے رہا ہو تو وہ اسے ثابت قدمی سے مکمل کرتا ہے اور جو دشمن کی طرف سے دکھائی دیتا ہو تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔

شیطان کی گزرگاہ:

حضرت جابر بن عبیدہ العدوی کا فرمان ہے کہ میں نے حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا، دل کی

مثال اس گھر کی مانند ہے کہ جس میں چور گھس آئے ہیں اور اگر اس میں کچھ موجود ہو تو وہ اسے لوٹ کر لے جاتے ہیں ورنہ خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں یعنی جو دل خواہشات سے خالی ہوتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ.

اے شک میرے بندوں پر تیرا تسلط قائم نہیں ہوگا۔

اس آیت کی رو سے جس نے خواہش کی پیروی کی وہ خواہش کا بندہ ہے اور اللہ کا نہیں اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس پر شیطان کو مسلط فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ

کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا۔

اس آیت میں اس امر کی جانب اشارہ ہے جس نے خواہش کو اپنا معبود بنالیا وہ کسی طرح اللہ کا بندہ نہیں ہوسکتا۔

شیطان کو بھگانے کا راز:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اس شیطان کو خترب کہتے ہیں جب اس کے وسواس محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ سے اعوذ...... پڑھ کر پناہ مانگو اور بائیں جانب تین بار تھوک دو وہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دور کر دیا۔

حدیث پاک میں ہے وضو میں نقص ایک شیطان جس کا نام ولہان ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے بچنے کے لیے دعا کرو۔

دل سے شیطان کے وسوسے اس صورت میں دور ہو سکتے ہیں کہ انسان ان وساوس کے خلاف سوچے یعنی ذکر الٰہی کرے کیونکہ دل میں جس چیز کا خیال آتا ہے تو پہلے کی چیز کا خیال مٹ جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہر اس چیز کا خیال جو ذات باری تعالیٰ اور اس کے احکامات کے علاوہ ہو ہر جگہ شیطان کا ڈیرہ جما جاتا ہے۔

ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے جس سے مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ شیطان کی طاقت نہیں کہ زور آزمائی کرے اس معاملہ میں ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے مثلاً شیطانی وساوس کا ذکر الٰہی سے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ان سے شیطان کو بھگا دیا جاتا ہے جو اہل ذکر متقی ہیں اور ذکر ان کی رگ رگ میں بس گیا ہے بے خبری میں شیطان ان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ o

بلاشبہ وہ لوگ جو پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان سے کچھ وسوسہ ہوتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

جناب مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ

خناس سے وسوسوں کے شر سے کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان دل پر پھیلا ہوتا ہے جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے جب انسان ذکر الٰہی سے غافل ہو تو شیطان دل پر اپنا تسلط جما لیتا ہے۔

ذکر الٰہی اور شیطانی وسوسوں میں مقابلہ ایسے ہے جیسے نور اور ظلمات رات اور دن جیسے یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَاَنْسَاھُمْ ذِکْرَ اللّٰہ

ان پر شیطان غالب آیا اور انہیں ذکر الٰہی سے غافل کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ شیطان اپنی ناک انسانی دل سے لگائے رکھتا ہے اگر انسان ذکر الٰہی کرے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اگر دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو شیطان اسے نگل لیتا ہے۔

شیطان کا ہاتھ:

حضرت ابن وضاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے انسان کی عمر جب چالیس برس کی ہو جاتی ہے اور وہ توبہ نہیں کرتا تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اپنے باپ کی قسم! یہ اس کا چہرہ ہے جو کبھی نجات نہیں پائے گا۔

شیطان کے راستے:

جیسا کہ نفسانی خواہشات وشہوات انسان کے خون اور گوشت پوست سے الگ نہیں ہوتیں اسی طرح شیطان کی سلطنت بھی انسانی قلب پر محیط ہے اور وہ انسان کے خون اور گوشت میں گردش کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس لیے اس کے گزرنے کی جگہوں کو فاقہ سے بند کرو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لیے بھوک کا ذکر فرمایا کہ یہ شہوت کو ختم کر دیتی ہے اور شہوات بھی شیطان کے راستے ہیں۔

نفسانی خواہشات کے انسانی دل کو گھیرا ڈالنے کے ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَاَ قْعُدَنَّ لَهُم صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُم لَاٰ تِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَن اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ.

''میں ان کے لیے سیدھی راہ میں ضرور بیٹھوں گا پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور بائیں سے آؤں گا۔

شیطان کے بہکاوے

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ شیطان انسان کے راستوں پر بیٹھ گیا اس کے اسلام کی راہ میں بیٹھ کر اس سے کہا کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو ترک کرتا ہے لیکن اس انسان نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اسلام قبول کر لیا پھر وہ ہجرت کی راہ میں بیٹھ گیا اور کہا، کیا تم ہجرت کرتے ہوئے اور اپنے وطن کو اور اس کے ارض وسما کو چھوڑتے ہو؟ لیکن اس انسان نے اس کی بات نہ مانی اور ہجرت کر لی۔ پھر وہ (شیطان) اس کے جہاد کی راہ میں بیٹھ گیا اور کہا تم جہاد کرنے کے خواہاں ہو

حالانکہ اس میں جان و مال کی نقصان ہے جب تم لڑائی میں جاؤ گے تو قتل ہو جائے گے تیری عورتوں سے لوگ شادی کر لیں گے، تیرا مال آپس میں بانٹ لیں گے لیکن اللہ کے اس بندے نے شیطان کی بات کو نہ مانا اور جہاد میں شرکت کی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جس کسی نے اس طرح کیا پھر وہ انتقال کر گیا تو اللہ رب العزت پر واجب ہے کہ وہ اسے جنت عطا فرمائے۔



باب ۔ ۸۰

محبت اور محاسبہ نفس

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کا نام محبت ہے۔ ایک اور بزرگ کا کہنا ہے کہ دائمی ذکر الٰہی کا نام محبت ہے۔ ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے کہ محبوب کو خود پر ترجیح دینا محبت ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ دنیا میں قیام کو ناپسند کرنے کا نام محبت ہے۔

یہ تمام ارشادات محبت کے فوائد کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر نفس محبت کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ محبوب کے ان کمالات کا نام محبت ہے جس کے ادراک سے قلوب اور جس کو بیان کرنے سے زبانیں عاجز ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا سے واسطہ رکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے محبت کو حرام کر دیا ہے۔ مزید فرمایا کہ جو محبت کسی معاوضے کے بدلے میں کی جاتی ہے تو جب معاوضہ ختم ہو جاتا ہے تو محبت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار کرے اس سے کہہ دو کہ کسی غیر کے سامنے عاجزی کرنے سے اپنے آپ کو بچانا۔

عارف و مُحب کی تعریف:

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا کہ ہمیں بتایئے عارف و مُحب کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، اگر عارف بات کرتا ہے تو ہلاکت میں پڑتا ہے اور مُحب اگر خاموش رہتا ہے تو ہلاکت میں پڑتا ہے۔ پھر آپ نے ان اشعار کو پڑھا،

يَـــا أَيُّهَـــا السَّيِّـدُ الْـكَـرِيْـمُ

حُبُّـكَ بَيْـنَ الْـعَشَـاءِ مُقِيْـمٌ

اے میرے مہربان سردار! تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں براجمان ہے۔

يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِیْ

اَنْتَ بِمَا مَرَّبِیْ عَلِیْمٌ

اے میری آنکھوں سے نینداڑانے والے، مجھ پر جوگزری ہے تو اسے جانتا ہے۔

ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

عَجِبْتُ لِمَنْ يَّقُوْلُ ذَكَرْتُ اُلْفِیْ

وَهَلْ اَنْسٰی فَاَذْكُرُ مَانَسِيْتُ

مجھے اس پر انتہائی تعجب ہوتا ہے جو کہتا ہے، میری محبت کو تُو نے یاد کیا ہے اور کیا میں اسے بھول گیا ہوں کہ اسے یاد کروں۔

اَمُوْتُ اِذَا ذَكَرْتُكَ ثُمَّ اَحْيَاءُ

وَلَوْ لَا حُسْنُ ظَنِّیْ مَاحَيِيْتُ

(جب میں تجھے یاد کرتا ہوں، تو مر جاتا ہوں، پھر زندہ ہو جاتا ہوں) اور اگر میرا حسن ظن نہ ہو، تو میں کبھی زندہ نہ ہوتا۔

فَاَحْيَا بِالْمُنٰی وَاَمُوْتُ شَوْقًا

فَكَمْ اَحْيَا عَلَيْكَ وَكَمْ اَمُوْتُ

میں موت میں زندگی پاتا ہوں اور شوق سے مرتا ہوں، پس میں تجھ پر کئی بار زندہ ہوا ہوں اور کئی بار مرا ہوں۔

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاسًا بَعْدَ كَاْسٍ

فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَارَوِيْتُ

میں نے محبت کے جام پہ جام پیے، نہ شرابِ محبت کم ہوئی اور نہ میں سیراب ہوا۔

فَلَيْتَ خِيَالُهُ نُصِبَ لِعَيْنِيْ
فَإِنْ قَصُرْتُ فِيْ نَظْرِيْ عَمِيْتُ

کاش! اس کا خیال میری آنکھوں میں رہے، پس اگر میں دیکھنے میں کوتاہی کروں، تو اندھا ہو جاؤں۔

محبوب کا پتہ:

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیھا نے ایک دن کہا کون ہے جو ہمیں ہمارے محبوب کا پتہ بتائے، ان کی خادمہ نے کہا کہ ہمارا محبوب تو ہمارے ساتھ ہے مگر اس سے ہمیں دنیا نے جدا کر رکھا ہے۔

محبت سے بھرپور دل:

ابن جلاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جب میں بندے کے دل کو دنیا و آخرت کی محبت سے خالی دیکھتا ہوں تو اس کے دل میں اپنی محبت بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی امان میں لے لیتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت سمنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محبت کے بارے میں بات کی تو ان کے سامنے ایک پرندہ آ کر گرا اور اپنی چونچ سے زمین کریدنا شروع کر دی حتیٰ کہ اس کا خون بہہ نکلا اور وہ مر گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا، یا اللہ! تُو جانتا ہے کہ تیرے ان انعامات کے مقابلہ میں جو تُو نے مجھے عطا فرمائے ہیں میرے نزدیک جنت مچھر کے پر کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتی۔ تُو نے مجھے اپنی محبت سے نوازا ہے اپنے ذکر سے اُنسیت عطا فرمائی ہے اور اپنی عظمت میں غور و فکر کرنے کے لیے فرصت عطا فرمائی ہے۔

زندگی کا راز

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اس نے ابدی زندگی پائی اور جس نے دنیا سے محبت رکھی وہ بے عزت ہوا۔ بے وقوف انسان صبح و

شام ذلت ورسوائی میں گزارتا ہے اور عقل منداپنے عیوب ڈھونڈتا رہتا ہے۔

نفس کا محاسبہ:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے محاسبہ کا حکم دیا ہے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ.

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا (آگے) بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنے سابقہ اعمال کا محاسبہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہو تم خود اپنا محاسبہ کرو اور اس سے قبل کہ تمہارے اعمال وزن کیے جائیں تم خود اپنے اعمال کا وزن کرلو۔

اچھی نصیحت:

حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا: کیا تو نصیحت کا طلب گار ہے؟ اس نے کہا: ہاں! فرمایا جب تو کسی بات کا ارادہ کرلے، تو اس کے انجام کو سوچ لے۔ اگر اچھا ہو تو کر گزر اور اگر (اس کا انجام) برا ہو تو اس سے رُک جا۔

حدیث پاک میں ہے کہ عقل مند کو چاہیے کہ اس کی چار گھڑیاں ہوں۔ ایک گھڑی میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥

اور اے ایمان والو، تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل توبہ کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔

توبہ سے مراد یہ ہے کہ انسان غلطی کر کے شرمندگی کے ساتھ اس کو دیکھے اور توبہ کرلے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو بار توبہ

واستغفار کرتا ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

''بے شک وہ لوگ جو متقی ہیں۔ جب ان کی طرف سے شیطان کا وسوسہ آتا ہے، تو وہ ذکر کرتے ہیں، اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں''۔

اپنا احتساب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہ آپ جب رات کی تاریکی پھیل جاتی تو اپنے پاؤں کو اپنے درے سے ٹھوکر دے کر اپنے نفس سے سوال کرتے بتا تو نے آج کیا عمل کیا؟

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ آدمی اس وقت تک پرہیز گار نہیں بن سکتا جب تک وہ کام کے بعد اپنے شریکوں سے اپنا محاسبہ نہ کرائے یا خود اپنا محاسبہ نہ کرے۔

باغ وقف کرنا:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ جب ان کے باغ کے پرندوں نے دوران نماز ان کی توجہ ہٹادی تو انہوں نے اس بے توجہی کے باعث پشیمانی محسوس کی تو اپنا وہ سارا باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا۔

نفس کا امتحان:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے واقعات میں ہے کہ انہوں نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا تو لوگوں نے کہا اے ابو یوسف! تیرے گھر میں لکڑیاں موجود تھیں اور تیرے غلام بھی اس کام کے لیے موجود تھے، تو نے یہ کام کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے نفس کا امتحان لے رہا تھا کہ کہیں یہ ان کاموں کو برا تو نہیں سمجھتا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مومن اپنے نفس کا حکمران ہوتا ہے اور اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، ان لوگوں کا روز محشر حساب آسان اور ہلکا ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہے ہیں اور روز محشر ان لوگوں کا شدید محاسبہ ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ نہیں

کرتے، پھر محاسبہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اچانک مومن کو کوئی چیز پسند آجاتی ہے اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے واللہ! تو مجھے پسند ہے، تو میری ضرورت ہے مگر افسوس یہ ہے کہ تیرے اور میرے درمیان حساب حائل ہے، یہ حساب قبل از عمل کی مثال ہے اور جب مومن سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو وہ خود سے کہتا ہے تیرا اس فعل سے کیا مقصد تھا، واللہ میں اس پر بہانہ پیش نہ کروں گا اور واللہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کبھی بھی ایسا کام دوبارہ نہیں کروں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں مدینہ طیبہ سے باہر نکلے یہاں تک کہ وہ ایک دیوار کے نزدیک پہنچے، میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے اور میرے اور ان کے مابین ایک دیوار حائل تھی، واہ واہ! عمر بن الخطاب امیر المومنین ہے! بخدا اے نفس! اللہ سے ڈر، ورنہ وہ تجھے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اس اشاد باری تعالیٰ:

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ

اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مومن سے جب کوئی خطا ہوتی ہے تو وہ اپنے نفس کا تعاقب کرتا ہے کہ تیرا اس بات سے کیا مقصد تھا؟ تیرا اس کھانے اور پینے سے مدعا کیا تھا؟ بدکار قدم بقدم آگے بڑھتا رہتا ہے لیکن گناہوں پر اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے نفس سے یہ کہا کہ تو نے ایسا ایسا کام نہیں کیا پھر اس کی خدمت کی، اس کی ناک میں نکیل ڈال کر کتاب اللہ کی اتباع کو اس کے لیے لازمی قرار دے دیا، ایسا شخص اپنے نفس کا قائد ہو گا اور یہی نفس کے محاسبہ کا صحیح طریقہ ہے۔

درست محاسبہ کرنے والا:

جناب میمون بن مہران رحمۃ اللہ کا فرمان ہے کہ پرہیز گار شخص اپنے نفس کا ظالم بادشاہ اور بخیل حصہ دار سے بھی زیادہ محاسبہ کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے نفس کے سامنے جنت

کی مثال پیش کی، اس کے پھل کھانا، اس کی نہروں سے پانی پینا اور اس کی پاکیزہ عورتوں سے میل ملاپ رکھنے کے بارے میں بتایا، پھر میں نے اپنے نفس کو دوزخ کے متعلق بتایا یعنی اس کا تھوہر کھانا، اس کی پیپ پینا اور اس کی وزنی زنجیر اور طوق گلے میں پہننے کا بتا کر کہا تجھے اور ان دونوں میں سے کون سی چیز پسند ہے؟ نفس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ دنیا میں جا کر نیک عمل کر کے آؤں، تب میں نے اسے کہا کہ ابھی تو تجھے مہلت ملی ہوئی ہے، تُو نیک اعمال کر لے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا حساب دوسرے کے پاس جانے سے قبل خود ہی اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے کام کرنے سے پہلے یہ سوچا کہ میں یہ کام کیوں کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنے وزن پر توجہ دی، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے اپنے اعمال کو میزان میں دیکھا۔ وہ اس طرح کی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ میں رو پڑا۔

حضرت احمد بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ساتھی سے مروی ہے کہ میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔ عام طور پر رات کے وقت ان کی عبادت یہ ہوتی تھی کہ وہ دعائیں مانگا کرتے تھے وہ چراغ کے پاس آ کر اس کی لو میں اپنی انگلی رکھتے اور اس کی حدت کو محسوس کرتے پھر اپنے نفس سے خطاب کرتے، اے حنیف! تُو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کس لیے کئے تھے اور کس چیز نے تجھے فلاں دن ایسے بُرے کام کے لیے تیار کیا تھا۔



باب ۔۸۱

آمیزش حق و باطل

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب لوگوں کے دلوں میں قرآن حکیم جسم کے کپڑوں کی طرح پرانا ہو جائے گا۔ ان کے سب کام لالچ و طمع کے تحت ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا خوف کسی کے دل میں نہ ہوگا۔ اگر کوئی ان میں سے ایک نیکی کرے گا تو کہے گا کہ یہ قبول ہو جائے گی اور اگر برائی کرے گا تو کہے گا کہ اس کی معافی مل جائے گی۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے کی بجائے طمع و لالچ رکھیں گے کیونکہ قرآن حکیم کی ان وعیدوں سے جن میں انسانوں کو عذاب الٰہی سے خوف دلایا گیا ہے وہ بالکل لاعلم ہوں گے۔ اس طرح کی عادت اور اس جیسی دیگر عادات کے باعث اللہ رب العزت نے نصاریٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا،

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا

پس ان کے بعد وہ آئے جو کتاب کے بُرے وارث ٹھہرے۔ وہ مال حرام کو اپناتے ہیں اور کہتے ہیں البتہ ہم کو بخش دیا جائے گا۔

یعنی ان کے علماء نے وراثت میں کتاب کا علم حاصل کیا مگر ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے حرام وحلال کی تمیز کیے بغیر مال کھانا اور بنانا شروع کر دیا بجائے نادم ہونے کے کہتے ہیں اللہ ہمیں بخش دے گا۔

حالانکہ فرمان باری تعالیٰ ہے اور اس شخص کے لیے جو اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا، یہ اس شخص کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور میرے ڈرانے سے خوفزدہ ہوا ہے۔

مقامِ غور وفکر:

قرآن حکیم میں شروع سے آخر تک لوگوں کو خوف دلایا گیا ہے انہیں ڈرایا گیا ہے جب کوئی ذی شعور غور وفکر سے کام لیتا ہے تو اس کے غم میں اضافہ ہو جاتا ہے اگر وہ صاحب ایمان ہے تو اس کا اس میں غور وفکر کرنے سے خوف مزید بڑھ جاتا ہے لیکن تم لوگوں کو دیکھتے ہو کہ اسے تیز تیز پڑھتے ہیں، اس کے حروف کے مخارج نکالتے ہیں، اس کے زبر زیر اور پیش میں جھگڑتے ہیں جیسے کہ وہ عرب کے اشعار پڑھ رہے ہوں، وہ اس کے معانی میں غور وفکر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے احکامات پر عمل کی کوشش کرتے ہیں اور دنیا میں اس جیسا یا اس سے بڑھ کر کوئی دھوکہ ہے کہ لوگ نیکیاں اور گناہ کرتے ہیں، ان کی برائیاں گناہوں سے زیادہ ہوتی ہیں لیکن وہ اس کے باوجود بخشش کی آرزو رکھتے ہیں اور گناہوں کے پلڑے کو وزنی سمجھتے ہوئے بھی وہ نیکیوں کے پلڑے کو بھاری ہونے کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں، یہ ان کی جہالت کی آخری حد نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک شخص چند حلال و حرام کے ملے جلے روپے اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور مسلمانوں کے مال اور مشتبہ مال سے ان کے دوگنے چوگنے روپے کھرے کر لیتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا فی سبیل اللہ خرچ کیا ہوا مال بھی مسلمانوں کے مال سے چھینا ہوا ہو، کھائے ہوئے ہزار روپے کا یہ حرام یہ حلال سے کمائے دس روپے جن کو اس نے فی سبیل اللہ دیا ہے، بدلہ بن جائیں گے، ایسے آدمی کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک آدمی ترازو کے ایک پلڑے میں دس روپے اور دوسرے میں ایک ہزار روپے رکھ کر یہ توقع رکھے کہ دس روپوں والا پلڑا بھاری اور ہزار والا ہلکا ہو جائے گا اور یہ اس کی جہالت کی حد ہو گی، تم کو بعض ایسے لوگ بھی نظر آئیں گے جن میں سے ہر ایک یہ سمجھے گا کہ اس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہیں، ایسا شخص نفس کا محاسبہ نہیں کرتا اور اپنے گناہوں کو تلاش نہیں کرتا مگر جب وہ کوئی نیکی کرتا ہے، اس پر اعتماد کرتا ہے اسے گن لیتا ہے، ایسے شخص کی مثال ایسی ہے جو زبان سے استغفار کرتا ہے یا دن میں سو مرتبہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے پھر مسلمانوں کی غیبت کرتا ہے، ان کی عزتیں خراب کرتا ہے اور سارا دن بے شمار ایسی باتیں کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ خفا ہو جاتا ہے مگر اس کی نظر میں وہ سو تسبیحات گردش کرتی

رہتی ہیں اور سو بار استغفار کرتا گھومتا رہتا ہے اور سارے دن کی لغویات سے غافل ہو جاتا ہے جن کو اگر وہ لکھتا تو وہ ہر تسبیح سے سو گنا یا ہزار گنا زیادہ ہوتیں، جنہیں محافظ فرشتوں نے لکھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہر ایسے کلمہ پر عذاب کا وعدہ کیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "وہ شخص تسبیح و تہلیل کے فضائل میں تو غور کرتا ہے لیکن ان وعیدوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے جو غیبت کرنے والوں، جھوٹ بولنے والوں، چغلی کرنے والوں اور ایسے لوگوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو زبان سے کچھ اور کہتے ہیں اور دل میں کچھ اور کہتے ہیں"۔ علاوہ ازیں اور بھی اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں جن پر پکڑ ہوگی یہ دنیا تو صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

مجھے قسم ہے زندگی کی اگر لکھنے والے محافظ فرشتے اس سے ان فضول باتوں کے لکھنے کا معاوضہ مانگتے جو اس کی تسبیحات سے زیادہ ہیں تو وہ اپنی زبان کو بند کر لیتا اور ایسی ضروری گفتگو بھی نہ کرتا جو اس کے لیے ضروری ہوتی اور نہ ہی وہ کمزوری میں بھی کوئی بات کرتا بلکہ وہ اپنے ہر کلام کو شمار کرتا اس کا محاسبہ کرتا اور ان کا موازنہ اپنی تسبیحات سے کرتا کہ کہیں میری باتوں کا معاوضہ تسبیحات سے بڑھ نہ جائے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ انسان لکھنے کے معاوضے کی وجہ سے تو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور گفتگو کرنے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لے لیکن فردوس اعلیٰ اور اس کی نعمتوں کے برباد ہونے کو کوئی اہمیت نہ دے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ چیز ہر اس شخص کے لیے ایک بہت بڑی آفت ہے جو غور و فکر کرنے کی عادت اپنائے ہوئے ہو اللہ رب العزت کی طرف سے ہمیں ایسے کام سپرد کیے گئے ہیں کہ ہم اگر ان سے انکاری ہو جائیں تو نافرمان کفار میں سے ہو جائیں اور اگر ان کی تصدیق کریں تو اس کے باوجود کہ اعمال بالکل ہی نہ ہوں تو ہم دھوکہ کھائے ہوئے احمق کہلائیں گے اس لیے کہ ہمارے اعمال اس طرح کے نہیں ہیں جس طرح کے اعمال اس شخص کے ہونے چاہئیں جو قرآن حکیم کے احکامات پر صدق دل سے ایمان لاتا ہے۔

☆☆☆

باب ۸۲

فضائل نماز باجماعت

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اکیلا نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پڑھنا ستائیس درجات فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند نمازوں میں بعض اشخاص کو جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو جماعت سے غیر حاضر ہیں ان کو اور ان کے گھر والوں کو جلا دوں۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ ان کے گھروں کو لکڑیوں کے گٹھوں کے ساتھ جلانے کا حکم دوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوئے اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہوتا کہ نماز (باجماعت) میں شامل ہونے سے موٹی ہڈی (کا گوشت) یا جانور کے دو پائے ملیں گے تو وہ ضرور جماعت میں شرکت کرتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع روایت ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے نصف شب عبادت میں گزاری اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی اس نے گویا ساری رات عبادت میں گزاری۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اس نے گویا اپنے سینے کو عبادت سے بھر لیا۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیس سال سے میرا یہ معمول ہے کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے اُس وقت میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔

جناب محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں دنیا میں تین چیزیں پسندیدہ رکھتا ہوں۔

(۱) ایسا بھائی کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔

(۲) کوشش کیے بغیر تھوڑا سا رزق جس کے متعلق باز پرس نہ ہو۔

(۳) ایسی با جماعت نماز جس کی غلطیوں کی مجھے معافی عطا کر دی جائے اور جس کا ثواب مجھے عطا کر دیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لیے کچھ لوگوں کی امامت فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیطان کے متعلق فرمایا کہ وہ مجھے بہکا رہا تھا مجھے دوسروں سے اپنی برتری کا احساس ہوا لہٰذا اب کبھی امامت نہیں کروں گا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو علماء کی صحبت میں کبھی حاضر نہیں رہا۔

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص بغیر علم کے امامت کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو سمندر کی پیمائش کرے لیکن کمی بیشی کو نہ جانے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میری نماز با جماعت رہ گئی تو صرف مجھ سے اس کی تعزیت حضرت ابو اسحاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی اگر میرا بیٹا فوت ہو جاتا تو دس ہزار آدمی تعزیت کو آتے کیونکہ لوگ دین کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے ہلکا تصور کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس نے اذان سنی تو اس کا جواب نہ دیا اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے بھلائی نصیب ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے جو اذان سن کر اس کا جواب نہ دے تو اس کے کانوں کو پگھلے ہوئے سیسہ سے بھر دیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں گئے تو انہیں کہا گیا کہ نماز ہو چکی ہے لوگ جا چکے ہیں آپ نے سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا نماز با جماعت پا لینا مجھے عراق کی حکومت سے افضل ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جس نے چالیس دن با جماعت نماز ادا کی اور اس کی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے براءت لکھ دیتا ہے ایک

نفاق اور دوسری جہنم سے۔

کہا گیا ہے قیامت کو قبروں سے ایسے لوگ اٹھیں گے جن کے چہرے چمکتے ستاروں کی طرح ہوں گے فرشتے ان سے سوال کریں گے تمہارے کون سے اعمال ہیں وہ کہیں گے ہم جب اذان سنتے تھے تو وضو کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور مزید کسی کام میں ہرگز مصروف نہیں ہوتے تھے پھر کچھ لوگ ایسے آئیں گے جن کے چہرے چاند کی مانند ہوں گے وہ فرشتوں کے سوال کا جواب یہ دیں گے کہ ہم وقت سے پیشتر ہی وضو کرلیا کرتے تھے۔ پھر کچھ لوگ ایسے آئیں گے جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوں گے اور ان کا جواب یہ ہوگا کہ ہم مسجد میں اذان کی آواز سنا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ سلف صالحین اپنی تکبیر اولیٰ کے فوت ہوجانے پر تین یوم تک اپنی تعزیت کیا کرتے تھے۔



باب ۔۸۳

فضائلِ نمازِ تہجد

اس نماز (تہجد) کی فضیلت میں قرآن حکیم کی بہت سی آیات مبارکہ ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ.

"بے شک تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تُو دو تہائی شب کے قریب کھڑا ہوتا ہے"۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلاً

"بلاشبہ رات کا اُٹھنا نفس کو کچلنے کے لیے بہت شدید ہے اور کام کا بہت درست کرنے والا ہے"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے،

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

"ان کی کروٹیں بچھونوں سے دور ہوتی ہیں"۔

مزید ارشاد ربانی ہے،

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ الَّیْلِ

وہ جو رات بھر عبادت کرتا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے،

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا

جو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ اور قیام کرتے رات گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ

اے ایمان والو! (اللہ تعالیٰ سے) صبر اور نماز سے مدد مانگو۔

ایک قول ہے کہ اس سے قیام شب مراد ہے اور صبر کے ساتھ مجاہدہ نفس میں مدد حاصل کی جاتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سوتے وقت گدی میں شیطان تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ یہ گرہ لگاتے وقت کہتا ہے رات لمبی ہے سوتا رہ۔ جب ذکر الٰہی کے لیے بیدار ہو جاتا ہے تو ایک گرہ کھلتی ہے جب وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے اور نماز کی ادائیگی پر تیسری گرہ کھل کے رہ جاتی ہے اور انسان خوش وخرم صبح کرتا ہے وہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے۔ جو نہیں جاگتا نہ نماز ادا کرتا ہے وہ سست اور بدمزاج حالت میں بیدار ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کے بارے میں عرض کیا گیا وہ رات کو سوتا ہے اور دن نکلے بیدار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے آدمی کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ شیطان کے پاس ناک کی دوا، چاٹنے اور چھڑکنے کی دوا ہے جب وہ کسی انسان کی ناک میں دوا ڈالتا ہے تو وہ بدخلق ہو جاتا ہے اور جب وہ کسی انسان کو چاٹنے والی دوا دیتا ہے تو وہ انسان بدزبان ہو جاتا ہے اور جب کسی انسان پر دوا چھڑکتا ہے تو وہ صبح تک سویا رہتا ہے۔

نصف شب کو نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ بندے کا نصف شب کو دو رکعت (نفل) پڑھنا دنیا اور اس کی سب چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر میری اُمت پر مشکل نہ ہوتا تو یہ دو رکعتیں میں ان پر فرض کر دیتا۔

قبولیت والی گھڑی:

صحیح بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جب بندہ اس میں اللہ رب العزت سے بھلائی کی دُعا مانگتا ہے تو اللہ رب العزت اسے عطا فرما دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی جو بھی بھلائی مانگتا ہے اور ہر رات میں یہ گھڑی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام (رت کے وقت نماز پڑھنے کے لیے) کھڑے ہوئے حتیٰ کہ رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس سُوج گئے آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشوں کو معاف نہیں فرما دیا؟ یہ سُن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں اللہ رب العزت کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اس حدیث پاک سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی مزید نعمتوں کی طلب اور جستجو تھی اس لیے کہ شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

''اگر تم شکر کرو تو البتہ میں تمہیں زیادہ دوں گا''۔

رضائے الٰہی کا حصول:

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس بات کی خواہش رکھتے ہو کہ تم پر زندگی میں موت (کے وقت) قبر میں اور (روز) محشر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو تو جب کچھ حصہ رات کا باقی ہو تو تم رضائے الٰہی کی غرض سے اُٹھ کر عبادت کرو۔ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! گھر کے گوشوں میں نماز پڑھا کرو، آسمان سے تمہارا گھر اس طرح چمکتا ہوا دکھائی دے گا جس طرح اہل زمین کو ستارے چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

امراض کا علاج:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تم پر لازم ہے کہ رات کے وقت عبادت کیا کرو اس لیے کہ رات کو قیام کرنا قربت الٰہی کا باعث، گناہوں کا کفارہ، جسمانی امراض کو دور کرنے والا اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔

زادِ راہ کی تیاری:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ہر وہ شخص جو رات کو عبادت کا عادی ہو اور اسے نیند آ جائے تو اس کے نامہ اعمال میں رات کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیند کو اس پر بخش دیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوذر! جب تم سفر کا ارادہ کرتے ہو تو زادِ راہ تیار کرتے ہو؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا قیامت کے لمبے راستے کا سفر کیسے کرو گے؟ اے ابوذر! میں تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو تم کو قیامت کے دن فائدہ پہنچائے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور بتلایئے! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ محشر کے لیے شدید گرمی کے دن روزہ رکھ، قبر کی تاریکی کو دور کرنے کے لیے اندھیری رات میں دو رکعت نفل پڑھ، قیامت کے دن شدائد سے بچنے کے لیے حج کر، مسکین پر صدقہ کر، کلمہ حق کہہ اور بری بات کہنے سے چپ رہ۔

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ایک شخص تھا، جب لوگ اپنے بستروں پر سو جاتے اور آنکھیں سکون حاصل کرنے کے لیے بند ہو جاتیں تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا، قرآن حکیم کی تلاوت کرتا اور کہتا اے اللہ! مجھے جہنم سے بچا! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اس شخص کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا جب وہ ایسی حالت میں ہو تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لائے اور اس کی تلاوت و دعائیں سنیں، صبح ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! تو نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیوں نہیں کیا؟ اس شخص نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنت کا سوال کیسے کروں، ابھی تو میرے اعمال اُن کی طلب کے قابل نہیں ہوئے۔ اس گفتگو کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ فلاں شخص کو بتلا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم سے محفوظ فرما لیا اور اسے جنت عطا فرما دی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ ابنِ عمر کیا خوب آدمی ہے، کاش وہ رات کو عبادت کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس بات کی خبر دی، اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ رات کو عبادت کیا کرتے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رات کے وقت عبادت کرتے اور پھر مجھ سے فرماتے، دیکھو صبح تو نہیں ہوگئی؟ میں کہتا نہیں، اس پر آپ پھر عبادت کرنے لگ جاتے، پھر فرماتے اے نافع؟ دیکھو صبح ہوئی کہ نہیں؟ میں ہاں کہتا تو آپ بیٹھ جاتے اور استغفار کرتے یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جاتا۔

زیادہ کھانے کا نقصان:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شب حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے پیٹ بھر کر جَو کی روٹی تناول فرمالی۔ رات کو انہیں خوب نیند آئی اور وہ صبح تک سوئے رہے۔ اپنے اوراد و وظائف بھی نہ کر سکے۔ اس پر اللہ رب العزت کی طرف سے وحی نازل ہوئی، اے یحییٰ (علیہ السلام)! کیا تم نے میرے تیار کیے ہوئے گھر (جنت) سے بہتر گھر یا میری قربت سے بہتر قربت حاصل کرلی؟ اے یحییٰ (علیہ السلام) مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی! اگر تُو جنت الفردوس کو دیکھ لیتا تو اس کے (طلب کے) شوق میں تیری چربی پگھل جاتی اور روح پرواز کر جاتی اور اگر دوزخ کو دیکھ لیتا تو تیری چربی پگھل جاتی اور آنکھوں سے پیپ بہنا شروع ہو جاتی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی گئی یارسول اللہ! فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، صبح ہوئی تو اس نے چوری کرلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت جلد اس کا اچھا عمل اس کو ان برائیوں سے باز کر دے گا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو رات کو کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہا، پھر اس نے اپنی بیوی کو جگایا اور اس نے بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو کر عبادت کی، اگر عورت نے انکار کیا تو اس بندے نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور آپ نے فرمایا: اللہ نے اس عورت پر رحم فرمایا جو رات کو کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہی پھر اس نے اپنے شوہر کو جگایا اور وہ بھی اس کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گیا وگرنہ اس عورت نے اپنے شوہر کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

افضل ترین نماز:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جو رات کو خود جاگا اور اپنی بیوی کو بھی جگایا پھر دونوں نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ انہیں ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں سے لکھ دیتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ فرائض کے بعد افضل ترین نماز رات کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے وظائف یا عبادت کرنے کے لیے جس کی رات کو آنکھ نہ کھلی اور اس نے وہ وظائف اور عبادت نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان ادا کیے تو اس کے نامہ اعمال میں ساری رات کی عبادت کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر ان اشعار کو پڑھا کرتے تھے۔

اِغْتَنِمْ فِی الفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوْعٍ　　فَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً

فرصت کے اوقات میں رکوع و سجود کو غنیمت سمجھو بہت جلد تیری موت تجھے آ لے گی۔

کَمْ صَحِیْحٍ رَأَیْتُ مِنْ غَیْرِ سَقَمٍ　　خَرَجَتْ نَفْسُہُ الصَّحِیْحَۃَ فَلْتَۃً

میں نے کتنے ہی ایسے صحت مند دیکھے جنہیں کوئی مرض نہیں تھا مگر اچانک ان کی جان نکل گئی۔



باب ۔۸۴

سزاءِ علماءِ سُوء

ہماری مراد علماءِ سُوء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم کی وجہ سے دنیا کماتے ہیں وہ دنیاوی قدرومنزلت کے خواہاں ہیں اور اہل دنیا کے برابر ہونے کی خواہش رکھتے ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ روز محشر شدید ترین عذاب اس عالم کو ہوگا جسے پروردگار عالم نے اس کے علم سے فائدہ نہیں اُٹھانے دیا۔ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت تک انسان عالم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے عمل کے مطابق عمل نہ کرے۔

علم کی اقسام:

حضور پُرنور سرکار دعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم کی دو اقسام ہیں ایک زبانی علم جو لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ دوسرا قلبی علم اور یہی وہ علم ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخری زمانہ میں (بعض) جاہل عبادت گزار اور فاسق علماء ہوں گے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علماء پر برتری جتانے احمقوں سے جنگ وجدال کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے کی غرض سے علم حاصل نہ کرو جو بھی اس طرح کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو کوئی اپنے علم کو چھپائے گا اللہ رب العزت اسے آگ کی لگام دے گا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ میں دجال سے زیادہ اور لوگوں پر تمہارے لیے ڈرتا ہوں، پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا گمراہ کن امام۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم کو بڑھاتا لیکن ہدایت میں نہیں بڑھتا، اللہ تعالیٰ سے اس کا فاصلہ بڑھتا رہتا ہے۔

علم وحکمت کے راستوں کی صفائی:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم جو حیران و پریشان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والے ہو، اندھیری رات میں آنے والوں کے لیے علم وحکمت کے راستے کیسے صاف کرو گے۔

دائمی سعادت یا ہلاکت:

یہ اور ان جیسی بہت سی مزید احادیث ہیں جو علم کے خطرات سے آگاہ کرتی ہیں کیونکہ عالم یا تو دائمی ہلاکت پاتا ہے یا پھر دائمی سعادت سے بہرہ مند ہوتا ہے اور اگر عالم علم کی جستجو میں سلامتی سے محروم ہو جائے تو سعادت کو کبھی نہیں پا سکتا۔

منافق عالم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے میں اس امت پر سب سے زیادہ منافق عالم سے خوف زدہ ہوں، لوگوں نے کہا منافق عالم کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسکی زبان عالم ہوتی ہے لیکن اس کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو علماء کا علم اور عقل مندوں کی حکیمانہ باتیں جمع کرتا ہے مگر عمل احمقوں جیسا کرتا ہے۔

علم کا ضیاع:

کسی شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں علم سیکھنا چاہتا ہوں اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہیں میں اسے ضائع نہ کر دو، آپ نے کہا علم کو چھوڑ دینا ہی بہت بڑا ضیاع ہے۔ ابراہیم بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا لوگوں میں سے طویل شرمندگی پانے والا شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا دنیا میں تو ایسے شخص سے بھلائی کرنے والا جو کفران نعمت کا عادی ہے اور موت کے وقت گنہگار عالم۔

لوگوں کی چار اقسام:

جناب خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ چار طرح کے شخص ہیں، ایک وہ جو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ علم رکھتا ہے وہ عالم ہے، اس کی اتباع کرو، دوسرا وہ جو علم رکھتا ہے

لیکن اسے معلوم نہیں کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ سویا ہوا ہے اسے جگاؤ، تیسرا وہ جو نہیں جانتا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا وہ رہنمائی کا خواہاں ہے اس کی رہنمائی کرو۔ چوتھا شخص وہ ہے جو کچھ نہیں جانتا لیکن سمجھتا ہے کہ اسے بہت کچھ علم ہے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے علم آواز دیتا ہے کہ عمل کرو اگر انسان عمل کرلے تو ٹھیک ورنہ علم وہاں سے چلا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان علم کی جستجو میں رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے اور جیسے ہی وہ خود کو عالم سمجھنا شروع ہوجاتا ہے جہالت کے اندھیروں میں گم ہوجاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ مجھے تین طرح کے آدمیوں پر بہت ترس آتا ہے کسی قوم کا سربراہ جو رسوا ہوجائے، قوم کا مالدار جو محتاج ہوجائے اور ہر وقت دنیاداری میں مشغول عالم۔

دل کی موت:

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی دولت آخرت کے عوض دنیا کا حاصل کرلینا ہے اس ضمن میں ایک شاعر کا کیا خوب کہنا ہے۔

عَجِبْتُ لِمبتاعِ الضَّلالَةِ بِالهُدیٰ
وَمَنْ يَشْتَرِیْ دُنْیاهُ بِالدِّیْنِ اَعْجِبٌ

مجھے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والے پر حیرت ہے اور جو دین کے بدلے دنیا خریدتا ہے اس پر اس سے زیادہ حیرت ہے۔

وَاَعْجَبُ مِنْ هٰذَيْنِ مَنْ بَاعَ دِيْنَهٗ
بِدُنْيَا سَوَاهُ فَهُوَ مِنْ دِيْنٍ اَعْجَبَ

اور ان سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ انسان غلط دین کے بدلے اپنا صحیح دین بیچ دیتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ عالم کو دوزخ میں ایسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا جس کی شدت کے باعث وہ دوزخیوں میں گھومتا رہے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسے عالم سے مراد فاسق وفاجر عالم سے تھی۔

بے عمل عالم کو عذاب:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز محشر ایک عالم کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور اس کی انتڑیاں نکل آئیں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کے بل دوزخ میں اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے۔ دوزخی اسے اپنے گرد چکر لگاتا دیکھ کر اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کریں گے تو وہ عالم جواب دے گا کہ میں دوسروں کو تو نیکی کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل پیرا نہ ہوتا تھا لوگوں کو برائیوں سے منع کرتا تھا لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔

عالم کو گناہوں کی وجہ سے اس لیے دگنا عذاب دیا جائے گا کہ وہ علم ہونے کے باوجود گناہوں میں مشغول رہا اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

منافقین بے شک جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

کیونکہ انہوں نے علم کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا اور نصاریٰ نے تین میں سے تیسرا یعنی تین خداؤں کا کافرانہ نظریہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا انہوں نے پہچاننے کے باوجود ایسا کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ.

وہ (یہود) آپ کو پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ مزید فرمایا۔

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ.

پس جب ان کے پاس وہ کچھ آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس سے کفر کیا پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور بلعم باعور کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ o

اور ان لوگوں پر اس شخص کا قصہ بیان کر جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں پس وہ ان میں سے نکل گیا اور شیطان نے اسے پیچھے لگایا بس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْتَتْرُكْهُ یَلْهَثْ

پس اس کی مثال کُتے جیسی ہے اگر تو اس پر بوجھ ڈال دے تو وہ زبان نکالے گا۔ لٹکائے گا اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی زبان نکالے گا یعنی زبان لٹکائے گا۔

یہی انجام فاسق و فاجر عالم کا ہے کیونکہ بلعم کو کتاب اللہ کا علم عطا فرمایا مگر وہ شہوات میں ڈوب گیا اس لیے اس کو کتے سے تشبیہ دی گئی چاہے اسے علم وحکمت دیا جائے یا نہ وہ ہر حالت میں شہوت کی زبان لٹکائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بُرے عالم کی مثال اس چٹان کی ہے جو نہر کے منہ پر گر پڑے نہ خود سیراب ہو اور نہ پانی کو راستہ دے، کر کھیتوں کو سیراب ہونے دے۔



باب ـ ۸۵

فضائلِ حُسنِ خلق

اللہ رب العزت نے اپنے نبی اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف فرماتے ہوئے اوران کے لیے اپنے انعامات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا،

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.

''بے شک آپ صاحب خلق عظیم ہیں''۔

حُسن خلق کی تعریف:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن حکیم تھا۔ایک شخص نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حُسن خلق کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی،

خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ٥

''درگزر کرنا اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیرلو''۔

پھر حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حُسن خلق یہ ہے کہ تم تعلق توڑنے والوں سے صلہ رحمی کرو جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔

سب سے وزنی چیز:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کروں، پھر ارشاد فرمایا، روز محشر میزان اعمال میں سب سے زیادہ وزنی شے اللہ تعالیٰ کا خوف اور حُسن خلق ہوگا۔

دین کیا ہے؟

ایک شخص نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حُسن خلق۔ اُس شخص نے دائیں طرف سے آکر پھر عرض کی کہ دین کیا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حُسن خلق۔ اس شخص نے پھر بائیں طرف سے آکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا، کیا تُو نہیں سمجھتا کہ دین کیا ہے؟ دین یہ ہے کہ تُو غصہ نہ کرے۔

نحوست کیا ہے؟

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ نحوست کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بداخلاقی۔

ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اس نے عرض کی مزید فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر بُرائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکیاں کرو وہ اسے مٹادیں گی۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ کچھ مزید ارشاد فرمایئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

افضل عمل:

حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حُسن خلق۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس بندے کی ولادت اور خلق کو اللہ رب العزت نے بہترین بنایا ہے اسے وہ دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں شکایت کی گئی کہ فلاں عورت رات کو عبادت کرتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے لیکن وہ بدخلق ہے

اپنی باتوں سے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا، اس میں بھلائی نہیں ہے وہ دوزخیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا میزان میں سب سے پہلے حسن اخلاق اور سخاوت رکھی جائے گی جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا تو اس نے عرض کیا یا اللہ! مجھے قوی فرما تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے حسن اخلاق اور سخاوت سے تقویت عطا کی جب اللہ نے کفر کو بنایا تو اس نے بھی طاقت کا مطالبہ کیا تو اسے بخل اور بد خلقی سے قوت عطا کی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو اپنے لیے پسند فرمالیا ہے تمہارا یہ دین سخاوت اور حسن خلق کے بغیر صحیح نہیں رہتا۔ خبردار اپنے اعمال کو ان دونوں سے آراستہ کرو۔

افضل ایمان:

آپ کا ارشاد ہے حسن خلق اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس مسلمان کا ایمان افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کا خلق سب سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ بلاشبہ تم لوگوں کی مال و دولت سے امداد نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی امداد خندہ پیشانی اور حسن خلق سے کیا کرو۔

اعمال کا ضائع ہونا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا۔ بد خلقی اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو برباد کر دیتا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم بے شک ایسے جوان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہترین تخلیق کی ہے اس لیے تم اپنا اخلاق بہترین کرو۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں سے زیادہ حسین اور بہترین اخلاق والے تھے۔

حضرت ابوسعید البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں دُعا کیا کرتے تھے، یا اللہ! جس طرح تُو نے میری بہترین تخلیق کی ہے اسی طرح میرے خلق کو بھی بہترین فرما۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر یہ دُعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الصِّحَّتَ وَ الْعَافِیَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ .

''یا اللہ! تجھ سے میں صحت، عافیت اور حسن خلق کا سوال کرتا ہوں''۔

حِکمت کی بات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی شرافت اس کا دین ہے اس کی نیکی حُسن خلق ہے اور اس کی مروت اس کی دانش ہے۔ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں دیہاتیوں کی ایک مجلس میں حاضر ہوا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کر رہے تھے کہ انسان کی دی گئی بھلائیوں میں سے کونسی بھلائی سب سے اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حُسن خلق۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ روز محشر مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور مجھ سے نزدیک تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے بہترین خلق رکھنے والے ہیں

تین عادات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تین عادات ہیں جس کسی میں وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک پائی جائے تو اس کے کسی عمل کو گنتی میں نہ لاؤ۔

(۱) تقویٰ: جو اس کو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے روکتا ہے۔

(۲) حلم: جس سے وہ احمق کو روک دیتا ہے۔

(۳) حسن خلق: جس کے ذریعہ وہ زندگی گزارتا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھنے سے قبل اس طرح دُعا فرمایا کرتے تھے یا اللہ! مجھے بہترین خلق کی ہدایت فرما۔ ماسوا تیرے وہ کون ہے جو حسن خلق کی مجھے ہدایت دے مجھے بد خلقی سے نجات۔ بد خلقی سے بچانے والا ماسوا تیرے کون ہوسکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا انسان کی آرائش کس بات میں ہے؟ آپ نے فرمایا کلام میں تری کشادہ روی اور خندہ پیشانی کا اظہار کرنے میں۔ جو شخص لوگوں کو بھلے انداز میں ملے اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آئے یہ وہ آدمی ہے جس کے سامنے اجنبی نرم روی اختیار کرتے ہیں اور لوگ اس کی تعریف فرماتے ہیں۔

ایک شاعر کا کہنا ہے۔

اِذَا حَوَيْتَ خِصَالَ الْخَيْرِ اَجْمَعَهَا

فَضْلًا وَعَامَلْتَ كُلَّ النَّاسَ بِالْحُسْنِ

جب تو نے بھلائی کی تمام عادات کو جمع کرلیا اور سب لوگوں سے اچھا سلوک کیا۔

لَمْ تَعْرِمِ الْخَيْرَمِنْ ذِی الْعَرْشِ تَحْرِزَهٗ

وَالشُّكْرَ مِنْ خَلْقِهٖ فِی السِّرِّ وَلْعِلَنِ

تو تُو عرش والے کے ہاں اپنی جمع شدہ بھلائی (کے اجر سے) محروم نہیں رہے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ظاہری اور باطنی طور پر اپنے شکر سے محروم ہوگا۔

☆☆☆

باب۔۸۶

ہنسنا اور رونا

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ o

''کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو''۔

یعنی تم اس قرآن پر تعجب کرتے ہو اور اسے جھٹلاتے ہو اس کے باوجود کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے تم اس کا مذاق کرتے ہو اور اس میں جو وعیدیں اور تنبیہات وارد ہوئی ہیں ان کو پڑھ کر تم خوف سے روتے نہیں اور جن اعمال کا تم سے تقاضہ کیا گیا ہے اس سے غافل ہو۔

مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہیں ہنسے صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہنستے اور تبسم فرماتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے وصال فرما گئے۔

موت کو یاد رکھا کرو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہو گئے ان کو سلام کیا اور فرمایا، دنیاوی لذتوں کو ختم کر دینے والی (موت) کو بکثرت یاد کیا کرو۔ ایک مرتبہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنس رہے تھے ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، واللہ! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام سے علیحدہ ہونے کے خواہاں ہوئے تو فرمایا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، اے موسیٰ (علیہ السلام)! اپنے آپ کو جھگڑوں سے بچانا، بغیر ضرورت کے نہ چلنا، تعجب کے بغیر نہ ہنسنا، گنہگاروں کو اس کے گناہوں کی وجہ سے شرمسار نہ کرنا اور اپنے پروردگار کے حضور روتے رہنا۔

مقامِ غور:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزید ارشاد ہے: جو جوانی میں ہنستا ہے بڑھاپے میں روتا ہے جو مال پر ہنستا ہے فاقہ مستی میں روتا ہے اور زندگی میں ہنستا ہے وہ موت کے وقت روتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت ہی بنالو۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥

''پس چاہیے تھوڑا ہنسو ورنہ آخرت میں رونا زیادہ پڑے گا یہ تمہارے اعمال کی جزاء ہوگی''۔ فرمایا مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب آتا ہے۔ جس کے پیچھے جہنم ہے اور اس مسرور پر جس کے پیچھے موت ہے۔ آپ ایک ایسے نوجوان کے نزدیک سے گزرے جو ہنس رہا تھا آپ نے فرمایا بیٹا کیا تو نے پل صراط کو عبور کر لیا ہے اس نے جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو نے جنت حاصل کر لی ہے۔ اس نوجوان نے خاموشی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا پھر ہنسی کیسی ؟ اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے نہ دیکھا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رونے والوں کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ

اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے۔

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصَاهَا ۚ

''کیا ہے اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑتی چھوٹی اور بڑی بات مگر اس کو گن لیا ہے''۔

اس کی توضیح کرتے ہوئے امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چھوٹی بات سے مراد مسکراہٹ ہے جب کہ بڑی بات سے مراد قہقہہ لگانا ہے۔

تین آنکھیں:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ روز محشر تمام آنکھیں رو رہی ہوں گی لیکن تین آنکھیں آنکھیں نہیں روئیں گی۔

(۱) جو (اس دنیا میں) اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی۔

(۲) جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی اشیاء سے بند رہی۔

(۳) جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی۔

دل کو سخت کرنے والی چیزیں:

کہا گیا ہے کہ تین چیزیں سنگدلی کا باعث ہیں۔

(۱) کسی تعجب کے بغیر ہنسنا۔

(۲) بغیر بھوک کے کھانا۔

(۳) کسی ضرورت کے بغیر کلام کرنا۔

لباس کے بارے میں احتیاط:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بھی کپڑا، تہبند، چادر، قمیض یا جبہ وغیرہ مل جاتا اسے زیب تن فرما لیتے تھے اور آپ کو سبز لباس پسند تھا مگر اکثر اوقات آپ سفید لباس زیب تن

فرمایا کرتے تھے اور فرماتے یہی لباس اپنے زندوں کو پہناؤ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشمی قباء تھی۔ آپ کے جسم اطہر پر اس کا سبز رنگ بہت بھلا لگتا تھا۔ آپ کے تمام کپڑے ٹخنوں کے اوپر ہوتے تھے اور آپ کا تہبند ان سے اوپر نصف ساق (پنڈلی) تک ہوتا تھا۔

آپ کے پاس ایک سیاہ کمبل تھا جو آپ نے کسی کو بخش دیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، سیاہ کملی کا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ میں نے پہنا دی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بولیں یارسول اللہ! میں نے آپ کے سفید جسم پر اس سیاہ کمبل سے زیادہ خوبصورت چیز نہیں دیکھی۔

لباس پہننے کا طریقہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام داہنی طرف سے لباس پہننا شروع فرماتے اور یہ پڑھتے،

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ.

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس دیا جس سے میں اپنا جسم ڈھانپتا ہوں اور لوگوں میں زینت کے ساتھ جاتا ہوں''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ بائیں جانب سے اپنا لباس اتارتے تھے اور جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو مرحمت فرما دیتے اور ارشاد فرماتے جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنا پُرانا کپڑا کسی مسلمان کو پہناتا ہے تو وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے زندگی اور موت دونوں میں اللہ رب العزت کی امان، پناہ اور رحمت میں ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جُبہ مبارک تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں آرام فرماتے اسے دوتہوں میں نیچے بچھا لیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ چٹائی کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے نیچے کوئی اور چیز نہیں ہوتی تھی۔



باب ۔۸۷

قرآن، علم اور علماء کرام

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے قرآن حکیم کی تلاوت کی اور پھر یہ سمجھا کہ کسی کو اس سے بھی اعلیٰ چیز دی گئی ہے تو اس نے گویا اللہ رب العزت کی عظمت کو معمولی جانا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ قرآن حکیم سے زیادہ بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شفیع نہیں ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کی بہترین عبادت قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزید ارشاد ہے کہ تم میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو قرآن حکیم پڑھے اور پڑھائے۔

دلوں کے زنگ کا علاج:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے عرض کیا گیا وہ زنگ کیسے ختم ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن حکیم کی تلاوت کرنے اور موت کو یاد کرنے سے۔

اسلام کا علمبردار:

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم کا علم رکھنے والا اسلام کا جھنڈا اُٹھانے والا ہے اس لیے اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لہو ولہب کرنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر لہو ولہب میں مشغول ہو جائے بھولنے والوں سے مل کر بھولے نہیں اور بے ہودہ لوگوں کے ساتھ مل کر بے ہودگی نہ کرے اس لیے کہ یہ قرآن حکیم کی تعظیم کے خلاف ہے۔

مزید ارشاد فرمایا جو صبح ہوتے ہی سورۂ حشر کی آخری آیات تلاوت کرتا ہے اگر اس کا انتقال اسی دن ہو جائے تو اسے شہیدوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس پر شہیدوں کی مہر لگا دی جاتی ہے اور جو کوئی رات کے آغاز میں تلاوت کرتا ہے اور اگر اسی رات میں اس کا انتقال ہو جائے تو اس پر شہیدوں کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

علم اور علماء کی فضیلت:

اس ضمن میں متعدد احادیث مبارکہ وارد ہیں چنانچہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور اسے راہ راست کی ہدایت فرماتا ہے۔ نیز ارشاد مبارک ہے کہ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ انبیاء کرام سے بڑھ کر کسی کا رتبہ نہیں اور انبیا کرام علیہ السلام کے وارثوں سے بڑھ کر کسی وارث کا مرتبہ نہیں ہے۔

افضل مومن و عالم:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ سب لوگوں سے افضل وہ مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مرتبۂ نبوت سے سب سے زیادہ نزدیک عالم اور مجاہد ہیں، علماء اس لیے کہ انہوں نے رسولوں کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے اور مجاہد اس لیے کہ انہوں نے انبیاء کرام کے احکامات کو بزور شمشیر پورا کیا اور ان کے احکامات کی پیروی کی، مزید ارشاد ہے کہ پورے قبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے۔ اور فرمایا کہ روز محشر علما کی سیاہی کی دواتیں شہداء کے خون کے برابر وزن کی جائیں گی۔

اُمت کی ہلاکت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے، مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے، علم کا چھوڑ دینا اور مال کا جمع کرنا۔ ایک اور ارشاد ہے کہ عالم بن یا متعلم، یا علمی گفتگو سننے والا یا علم سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں یعنی علم سے بغض رکھنے والا نہ بن کہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور فرمایا کہ

تکبر علم کے لیے بہت بڑی آفت ہے۔

دانشمندوں کا قول ہے کہ جو سرداری کے حصول کے لیے علم حاصل کرتا ہے وہ توفیق اور رعیت داری کے اوصاف گنوا دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ.

البتہ ہم اپنی نشانیوں سے ایسے لوگوں کو پھیر دیں گے جو دنیا میں تکبر کرتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس نے علم قرآن سیکھا اس کی عظمت بڑھ گئی جس نے فقہ کو سیکھا اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا جس نے علم حدیث حاصل کیا اس کی دلیل قوی ہوئی جس نے حساب سیکھا اس کی رائے درست ہوئی جس نے دیگر علوم نادر زبانیں سکھیں اس کی طبیعت میں گداز پیدا ہوا جس نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جو شخص علماء کی مجلس میں کثرت سے شریک ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے ذہن کی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں جو کچھ وہ حاصل کرتا ہے وہ اس کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے اس کا علم اس کے لیے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رد کر دیتا ہے تو اس سے علم کو دور کر دیتا ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ کوئی فقر جہالت سے بڑھ کر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۔۸۸

فضیلت زکوٰۃ ونماز

خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ زکوٰۃ کو اللہ رب العزت نے اسلام کی بنیادوں میں سے شمار کیا ہے اور نماز کے ذکر کے ساتھ اس کا بھی ذکر ہے اور نماز اسلام کا بلند ترین شعار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو''۔

اسلام کی بنیاد:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو واحد ماننا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔

(۲) نماز قائم کرنا۔

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔

(۴) رمضان کے روزے رکھنا۔

(۵) حج بیت اللہ کرنا۔

اور اللہ رب العزت کی طرف سے دو چیزوں یعنی نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی کرنے والوں کے بارے میں شدید وعید آئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلٰوتِهِمۡ سَاهُوۡنَ.

''پس اُن نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں''۔

اس ضمن میں اس سے پیشتر کافی بحث ہو چکی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥

''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے پس انہیں عذاب الیم کی خوشخبری دیجئے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مراد زکوۃ ادا کرنا ہے۔ صدقہ دینے کے لیے ایسے فقراء کو تلاش کیا جائے جو پرہیز گار ہوں دنیا ان کا مطمع نظر نہ ہو آخرت سے لو لگائے ہوئے ہوں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پرہیز گار کا کھانا کھا اور پرہیز گار کو کھانا کھلا اس لیے کہ پرہیز گاری کی بدولت متقی بننے میں اس کا شریک ہو جائے گا۔

بہترین عادت:

ایک عالم کی عادت تھی کہ وہ صدقہ دیتے وقت صوفیاء فقراء کا خاص خیال رکھا کرتے تھے آپ سے کہا گیا آپ عام فقراء کو صدقہ دیا کریں اس پر انہوں نے فرمایا صوفی درویش وہ ہیں جو ہر وقت اور ہر معاملہ میں اللہ کی طرف دھیان کرتے ہیں اگر ان پر فاقہ آیا تو ان کی توجہ تقسیم ہو جائے گی اگر میں ان سے ایک کا بھی دھیان اللہ کی جانب کر دوں تو میرے نزدیک ہزار فقیر کو جو دنیا کا طالب ہے انہیں دینے سے بہتر ہے۔ کسی نے یہ بات حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو آپ نے پسند فرما کر کہا یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ایک ہے۔ مدت ہوئی اس جیسی بہترین بات میں نے نہیں سنی تھی۔ کچھ مدت کے بعد آپ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ اب تنگ دست ہے اور دوکان چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر آپ نے مال بھیج کر کہلا بھیجا اسے مصرف میں لائیں اور دوکان نہ چھوڑیں تم جیسے لوگوں کو تجارت نقصان نہیں دیتی یہ آدمی جس کا تذکرہ ہوا ہے وہ دوکاندار تھا اور صوفیاء اس سے جو کچھ خریدتے وہ پیسے نہ لیتا تھا۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کو خصوصی طور پر امداد کیا کرتے تھے ان سے عام صدقہ کرن کے لیے کہا گیا آپ نے فرمایا میں مقام نبوت کے بعد علماء سے افضل کسی

کونہیں دیکھتا اگر ان میں کسی دن اپنے علمی مشاغل کو چھوڑ کر ضرورتوں کی طرف ہو جائے تو تعلیم وتربیت پر وہ پوری توجہ نہ دے سکیں گے لہٰذا ان کے علم کو عام کرنے کے لیے یہ ضروری ہے اپنے صدقات میں سے مصیبت زدہ لوگوں میں سے مفلوک الحال عزیز واقارب کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے اور صلہ رحمی کا اجر بہت زیادہ ہے جیسا کہ صلہ رحمی کے باب میں اس کے فضائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

- اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ انسان چُھپا کر صدقات دے تاکہ ریا کاری کی نحوست سے بچا رہے اور لینے والا لوگوں کے سامنے رسوا ہونے سے محفوظ رہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ چُھپا کر صدقہ دینا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو بُجھا دیتا ہے اور اس حدیث پاک میں جس میں ان سات اشخاص کا تذکرہ ہے جنہیں اللہ رب العزت عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جب کہ وہاں پر سوائے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ وہ شخص جس نے پوشیدہ طور پر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا کہ دائیں نے کیا دیا ہے۔

البتہ اگر صدقہ ظاہر کر کے دینے میں یہ فائدہ ہو کہ دوسرے لوگ بھی صدقہ دیں گے تو اس کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ ریا کاری اور احسان جتانے کی غرض اس میں شامل نہ ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی

''اپنے صدقات کو احسان اور ریا سے باطل نہ کرو''۔

صدقہ دے کر احسان جتانا بہت بڑی آفت ہے یہی وجہ ہے کہ چُھپا کر صدقہ دینے کو ترجیح دی گئی ہے اور اپنی نیکی کو بھول جانے کا کہا گیا ہے بالکل اُسی طرح جس طرح اس شخص کے لیے جس پر کسی نے احسان اور نیکی کی ہو شکر ادا کرنا اور اچھے جذبات کا اظہار کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

لَا یَشۡکُرُ اللّٰہَ مَنۡ لَّا یَشۡکُرُ النَّاسَ

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا''۔

کسی کا کیا خوب کہنا ہے،

یَدُ الْمَعْرُوْفِ غَنَمٌ حَیْثُ کَانَتْ

تَحَمَّلَهَا کَفُوْرٌ اَوْ شَکُوْرٌ

نیکی کا احسان جہاں بھی ہو غنیمت ہو چاہے اسے شکر کرنے والا اُٹھاتا ہے یا ناشکرا۔

فَفِیْ شُکْرِ الشُّکُوْرِ لَهَا جَزَاءٌ

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَا کَفَرَ الْکَفُوْرُ

شکر گزار کے شکر میں اس کے لیے ثواب ہے اور جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے عذاب ہے۔



باب ۔۸۹

اولادووالدین کے حقوق

اس بات کوخوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جہاں عزیز واقارب کے حقوق کی تاکید کی گئی ہے وہاں نسبی اولاد کا بھی خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ کوئی بیٹا اپنے والد کا حق نہیں ادا کرسکتا حتیٰ کہ وہ اپنے والد کو غلامی کی حالت میں خرید کر آزاد کردے۔

افضل نیکی:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ، حج، عمرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے افضل ماں باپ سے نیکی کرنا ہے۔

جنت کے دروازوں کا کُھلنا:

حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے ماں باپ اس سے خوش ہوں اس کے لیے دو دروازے جنت کے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو اسی حال میں شام کرتا ہے اسی طرح اس کے لیے بھی دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہوتو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اگر چہ ماں باپ زیادتی کریں، اگر چہ وہ زیادتی کریں۔ اگر چہ وہ زیادتی کریں اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس پر اس کے ماں باپ خفا ہوں تو اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور جو اسی حال میں شام کرتا ہے اس کے لیے بھی دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اگر ماں باپ میں سے ایک ہوتو ایک دروازہ کھلتا ہے اگر چہ وہ زیادتی کریں۔ اگر چہ وہ زیادتی کریں، اگر چہ وہ زیادتی کریں۔

جنت کی خوشبو:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ پانچ سو برس کی مسافت کی دوری سے جنت کی خوشبو آتی ہے لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس خوشبو سے محروم رہے گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اپنے ماں باپ، بہن اور بھائی سے ہر طرح سے احسان کرو اس کے بعد قریبی پس قریبی (اس کا حقدار) ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، اے موسیٰ! جس نے اگرچہ والدین کی تو فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی میں اسے نیک لوگوں میں لکھ دیتا ہوں مگر جو میرا فرمانبردار ہونے کے باوجود والدین کا نافرمان ہو میں اسے نافرمانوں میں لکھ دیتا ہوں۔

والد کی تعظیم:

مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے یہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ استقبال کے لیے کھڑے نہ ہوئے تو وحی الٰہی ہوئی تم اپنے والد کے لیے کھڑے ہونے کو بہت بڑی بات خیال کرتے ہو، مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم! میں تمہارے صلب میں نبی پیدا نہیں کروں گا۔

والدین کے لیے صدقہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب ایک آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لیے بھی حصہ مقرر کرے جب کہ وہ مسلمان ہوں تو اس کے والدین کے لیے اس کا ایک اجر ہوگا اور اس کے لیے دو اجر ہوں گے اور اس کے والدین کو برابر اجر ملے گا کم نہ ہوگا۔

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی نیکی ہے جو والدین کی وفات کے بعد کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کے لیے دعائے مغفرت مانگو۔ ان کی بخشش طلب کرو۔ ان کے وعدے پورے کرو ان کے دوستوں کی عزت اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔

سب سے بڑی نیکی:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے اچھا برتاؤ کرے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ بیٹے کا ماں سے نیکی کرنا دوگنا اجر رکھتا ہے۔ ایک اور ارشاد ہے کہ ماں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے، پوچھا گیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ ماں، باپ سے زیادہ مہربان ہوتی اور رحم کی دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

اولاد سے نیکی کرنا:

ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنے والدین سے نیکی کر، اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے والدین نہیں ہیں، آپ نے فرمایا اپنی اولاد سے نیکی کر کیونکہ جس طرح والدین کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تجھ پر اولاد کا بھی حق ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس والد پر رحم کرے جو اپنے بچے کی نیکی کرنے میں مدد کرے یعنی برے سلوک کے سبب اسے نافرمانی پر نہ ابھارے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عطا کرنے میں اپنی اولاد کے ساتھ برابری رکھو۔ کہا کرتے ہیں کہ تیرا بچہ تیری خوشبو ہے، تو اسے سات بار سونگھے اور وہ تیری سات برس خدمت کرے پھر وہ تیرا دشمن ہے یا شریک ہے۔

بچے کا عقیقہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بال وغیرہ دور کیے جائیں جب چھ سال کا ہو جائے تو اسے ادب سکھائے۔ جب نو برس کا ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دے۔ جب تیرہ برس کا ہو جائے تو اسے نماز چھوڑنے پر مارے اور جب سولہ سال کا ہو جائے تو اس کا باپ اس کا نکاح کر دے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تجھے میں نے ادب سکھایا، تعلیم دی اور تیرا نکاح کر دیا۔ دنیا کے

فتنوں اور عذاب آخرت سے میں تیرے لیے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

اچھا نام رکھنے کا حکم:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اولاد کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں بہترین ادب سکھائے اور ان کے اچھے نام رکھے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ہر لڑکا اور لڑکی عقیقہ سے گروی ہے۔ ان کے لیے ساتویں روز کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے تو اس جانور کی کچھ اون پکڑے اور جانور کو شہ رگ کے سامنے سے ذبح کرے اس اون کو بچے کے سر پر رکھے پھر بچے کا سر دھوئے اور اس کے بعد اس کے سر کو منڈوا دے۔

اولاد سے اچھا سلوک کرو:

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کے لیے بددعا کی ہے؟ اس نے کہا ہاں، فرمایا تو تو نے اسے برباد کر دیا۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور نیک سلوک کرنا چاہیے۔

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے نواسہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چومتے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کسی کو کبھی بوسہ نہیں دیا آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

ام المومنین سیدہ عابدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسامہ کا منہ دھو دو میں نے کراہت سے اس کا منہ دھونا شروع کیا آپ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس کا منہ خود دھویا اور اسے چوما۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آئے اور گر پڑے۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ "تمہارا مال اور تمہاری اولاد بے شک آزمائش ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں آئے آپ سجدہ میں تھے اور گردن پر سوار ہو گئے۔ آپ نے سجدہ لمبا کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا شاید کوئی بات ہو گئی ہے نماز پوری ہونے پر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بہت طویل سجدہ فرمایا آپ نے فرمایا میرے بیٹے نے مجھ پر سواری کر لی اس لیے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ جلدی کروں تا کہ وہ اپنی خوشی پوری کر لے۔

اس حدیث پاک میں متعدد فوائد ہیں ایک یہ کہ بندہ جب تک حالت سجدہ میں رہتا ہے اللہ رب العزت کا قرب اسے حاصل رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث پاک سے اولاد کے ساتھ نرمی اور بھلائی اور امت کی تعلیم ان تمام باتوں کی دلیل ملتی ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ (مگر یہ کہ اولاد صحیح معنوں میں اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہو)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یزید کا کہنا ہے کہ میرے والد نے مجھے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا ان کے آجانے پر میرے والد نے کہا، اے ابوالبحر! اولاد کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے فرمایا۔ اے امیر المومنین! یہ ہمارے دلوں کے پھل اور پشت کے ستون ہیں ان کے لیے ہم نرم زمین اور سایہ دار آسمان ہیں انہی کی وجہ سے ہم ہر بلند شے تک پہنچتے ہیں، یہ اگر کچھ مانگیں تو ان کو عطا کیجئے اور اگر یہ خفا ہو جائیں تو ان کو راضی کیجئے۔ ان کی سرزمین آپ کو محبت دیتی ہے ان کی محبت پسندیدہ ہے ان پر اتنے سخت نہ ہوں کہ وہ آپ کی زندگی ناپسند کرنے لگیں اور آپ کی موت کی خواہش کرنے لگیں اور آپ کی قربت کو ناپسند کرنے لگیں۔

یہ سُن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ! اے احنف! تم جب آئے تھے تو میں یزید پر شدید ناراض تھا، جب حضرت احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید سے راضی ہو گئے اور اسے دو ہزار درہم اور دو سو کپڑے بھیجے۔ ان میں سے یزید نے ایک ہزار درہم اور ایک سو کپڑے حضرت احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے یعنی آدھے آدھے بانٹ لیے۔

☆☆☆

باب۔۹۰

حقوقِ ہمسایہ ومساکین

پڑوسی کے حقوق اسلامی اخوت سے بہت زیادہ حقوق کا تقاضا کرتے ہیں اس لیے اخوتِ اسلامی کے سلوک کے علاوہ بھی ہر مسلمان پڑوسی کے کچھ مزید حقوق ہوں گے۔

تین پڑوسی:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ پڑوسی تین ہیں ایک پڑوسی کا ایک حق، دوسرے پڑوسی کے دو حقوق اور تیسرے کے تین حقوق ہیں، جس کے تین حقوق ہیں وہ رشتہ دار مسلمان پڑوسی ہے جس کے دو حقوق ہیں اس کا ہمسائیگی کا مسلمان ہونے کا حق ہے جس کا ایک حق ہے وہ مشرک پڑوسی ہے اس کا صرف حق ہمسائیگی ہے اہم نقطہ یہ ہے کہ اسلام نے مشرک ہونے کے باوجود اس کے حق ہمسائیگی کو قائم رکھا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو گے تو تب مسلمان ہونے کے دعویدار ہو گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت فرماتے رہتے مجھے گمان ہوا کہیں پڑوسی کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے پڑوسی کی عزت کرنی چاہیے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی آفات سے محفوظ نہ ہو۔

روز محشر پہلا مقدمہ:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روز محشر سب سے پہلے جھگڑا کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جب تو نے پڑوسی کے کُتے کو مارا تو تُو نے گویا پڑوسی کو ایذا پہنچائی۔

پڑوسیوں کو ستانے کا انجام:

روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے، گالیاں دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے، آپ نے یہ سن کر فرمایا جاؤ اگر وہ تمہارے متعلق اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو تم اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یارسول اللہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو عبادت کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

بُرے پڑوسی پر لعنت ملامت:

ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنے پڑوسی کی شکایت کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا صبر کر، تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا اپنا سامان راستہ میں پھینک دے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے جب اس کے سامان کو باہر راستہ پر پڑا دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا مجھے پڑوسی ستاتا ہے، لوگ وہاں سے گزرتے رہے، پوچھتے رہے اور کہتے رہے اللہ تعالیٰ اس پڑوسی پر لعنت کرے، جب اس پڑوسی نے یہ بات سنی تو آیا اسے کہا اپنا سامان واپس لے آؤ، اللہ کی قسم میں پھر تمہیں کبھی نہیں ستاؤں گا۔

ہمسائیگی کی حدود:

امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کرو کہ ساتھ کے چالیس گھر ہمسائیگی میں داخل ہیں۔ امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس اِدھر چالیس اُدھر اور چاروں

اطراف کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں برکت اور نحوست ہے۔ عورت کی برکت تھوڑا مہر، آسان نکاح اور اس کا اچھے اخلاق والا ہونا ہے جب کہ اس کی نحوست زیادہ مہر، مشکل نکاح اور بداخلاقی ہے، گھر کی برکت اس کا کھلا ہونا اور اس کے پڑوسیوں کا اچھا ہونا جب کہ اس کی نحوست اس کا تنگ ہونا اور اس کے پڑوسیوں کا بُرا ہونا ہے۔ گھوڑے کی برکت اس کی اطاعت اور اچھی عادات ہے جب کہ اس کی نحوست اس کی بُری عادات اور سوار نہ ہونے دینا ہے۔

پڑوسی کے حقوق:

پڑوسی کا صرف یہی حق نہیں ہے کہ اس سے اس کی تکالیف رفع کردی جائیں بلکہ اس سے ایسی چیزیں بھی رفع کردینی چاہئیں جس سے اسے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، پڑوسی کی تکلیف دور کرنا اسے تکلیف دینے والی چیزوں سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ مزید حقوق بھی ہیں مثلاً۔ اس سے نرمی اور اچھے برتاؤ کا مظاہرہ کرے اس سے نیکی اور اچھائی کرتا رہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ روزِ محشر ایک مسکین پڑوسی اپنے دولت مند پڑوسی کو پکڑ کر بارگاہ الٰہی میں کہے گا، یا اللہ! اس سے پوچھ اس نے تیری عطایا سے مجھے کیوں محروم رکھا تھا اور مجھ پر اپنا دروازہ کیوں بند کیا تھا؟

پڑوسی کی تنگدستی دور کرنا:

کسی نے حضرت ابن المقنع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ کا پڑوسی سواری کے قرض کے باعث اپنا گھر فروخت کر رہا ہے۔ ابن المقنع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پڑوسی کی دیوار کے سایہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب یہ بات سُنی تو کہا، اگر اس نے تنگدستی کے باعث اپنا گھر فروخت کردیا تو گویا میں نے اس کی دیوار کے سایہ کا احترام نہیں کیا چنانچہ اس کے پاس کچھ رقم بھیجی اور کہلا بھیجا کہ گھر کو فروخت نہ کرو۔

کسی شخص نے اپنے گھر میں بکثرت چوہوں کی شکایت کی تو سننے والے نے کہا کہ تم ایک بلی رکھ لو تو اس شخص نے جواب دیا، مجھے اس بات کا احتمال ہے کہ بلی کی آواز سن کر چوہے پڑوسیوں کے گھروں میں بھاگ جائیں گے تو گویا میں ایسا شخص بن جاؤں گا کہ جو خود تو ایک

تکلیف کو اچھا نہیں سمجھتا لیکن وہی تکلیف دوسروں کو پہنچانا چاہتا ہے۔

پڑوسیوں کے دیگر حقوق:

پڑوسیوں کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے دیکھتے ہی سلام کرے، اس سے لمبی گفتگو نہ کرے، اس سے اکثر مانگتا نہ رہے، بیماری میں اس کی عیادت کرے، مصیبت میں اسے تسلی دے، اگر اس کے یہاں موت ہو جائے تو اس کے ساتھ رہے، خوشی میں اسے مبارک باد کہے اور اس کی خوشی میں برابر کا شریک رہے، اس کی غلطیوں سے درگزر کرے، چھت سے اس کے گھر میں نہ جھانکے، اپنے گھر کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے اس کے پرنالے میں پانی نہ انڈیلے اس کے گھر کے صحن میں مٹی نہ پھینکے، اس کے گھر کے راستہ کو تنگ نہ کرے، وہ گھر کی طرف جو کچھ لے جارہا ہو اسے نہ گھورے، اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی مدد کرے، اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر کی دیکھ بھال سے غافل نہ ہو، اس کی غیبت نہ سنے، اس کی عزت سے آنکھ بند کرے، اس کی لونڈی کو اکثر نہ دیکھتا رہے، اس کی اولاد سے نرمی سے گفتگو کرے، جن دینی اور دنیاوی امور سے وہ ناواقف ہو ان میں اس کی رہنمائی کرے۔ یہ وہ حقوق ہیں جو عام وخاص ہر مسلمان کے لیے ضروری ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تمہیں پڑوسی کے حقوق معلوم ہیں اگر وہ امداد کا طالب ہو تو مدد کی جائے اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر مفلس ہو تو اس کی حاجت روائی کی جائے۔ بیمار ہونے پر عیادت کی جائے۔ مر جائے تو تجہیز وتکفین میں امداد کی جائے اس کا جنازہ پڑھو۔ خوشی پر اسے مبارک باد پیش کرو مصیبت میں صبر کی تلقین کی جائے اس کی ہوا نہ رکے لہٰذا اس انداز کی تعمیر کی جائے اجازت پر کوئی حرج نہیں۔ اسے تکلیف نہ دو پھل خرید لاؤ تو اسے بھی دو ورنہ چھپا کر لے کر آؤ، پھل اپنے بچوں کے ہاتھ میں دے کر باہر نہ بھیجو ممکن ہے کہ پڑوسی اپنے بچوں کو خرید کر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تا کہ اس کے بچے نہ ترسیں اور نہ غصہ کریں۔ ہانڈی کی خوشبو سے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچاؤ پک جائے تو اس میں سے پڑوسی کے ہاں بھی بھیجو اور پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو پڑوسی کے حقوق کیا ہیں؟ واللہ پڑوسی کے حقوق وہی پورا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اس طرح عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ اور دادا سے انہوں نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کا خادم بکری کی کھال اتار رہا تھا فرمایا جب تم گوشت بنا لو تو تقسیم کا آغاز یہودی ہمسائے سے کرنا آپ نے یہ الفاظ کہہ کر پھر آپ نے یہودی ہمسائے کے بارے میں تاکید کی تو خادم نے کہا آپ کتنی مرتبہ دہراتے چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں پڑوسیوں کے بارے میں برابر نصیحت اس قدر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں خدشہ ہوا کہیں پڑوسی کو وارث نہ قرار دے دیا جائے۔

حضرت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات میں کوئی قباحت خیال نہیں کرتے تھے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت یہودی یا نصرانی پڑوسی کو کھلاؤ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تم جب ہنڈیا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو پھر اپنے پڑوسیوں کے گھروں کی طرف نظر دوڑاؤ اور ان کو بھی تھوڑا سا شوربہ (سالن) بھیج دیا کرو۔



باب ۔۹۱

شرابی پر عذاب

اللہ رب العزت نے شراب کے متعلق جو آیات مبارکہ نازل فرمائی ہیں ان میں پہلی آیت مبارکہ یہ ہے،

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور (بظاہر) فائدے ہیں لوگوں کے لیے اس آیت مبارکہ کو سُن کر کچھ لوگوں نے شراب نوشی ترک کر دی جب کہ کچھ اسی طرح پیتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص شراب پی کر نماز پڑھنے لگا تو اس کی زبان سے غلط الفاظ ادا ہو گئے۔ چنانچہ پروردگار عالم نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى.

''اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو''۔

اس آیت مبارکہ کو سننے کے بعد جس نے شراب پی اس نے پی اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے چھوڑ دیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب نوشی کی اور اونٹ کا جبڑا اُٹھا کر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر مار کر ان کا سر زخمی کر دیا پھر بیٹھ کر بدر کے مقتولوں پر رونے لگے۔ جب یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غصہ کے عالم میں چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور اپنے پاس جو چیز تھی اس سے انہیں مارا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار اُٹھے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ رب العزت کی طرف سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

بے شک شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے سے دشمنی اور بغض ڈال دے۔

اس کے آخری کلمات تھے کیا تم رُک جانے والے ہو، یہ آیت سنتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ہم رُک گئے، ہم رُک گئے۔

شراب نوشی حرام ہے:

شراب کے حرام ہونے کے متعلق متعدد احادیث ہیں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عادی شرابی جنت میں نہیں جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بت پرستی کی ممانعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے شراب نوشی سے اور مردوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا۔

شرابی کا ٹھکانہ جہنم ہے:

جو قوم شراب پر دنیا میں اکٹھی ہوئی یا اتفاق کیا اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جمع کرے گا۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کہیں گے اے فلاں تو نے مجھے شراب کا رسیا بنایا تھا جس کی بدولت آج یہاں ہوں یہی بات دوسرا کسی اور کو کہے گا۔

شرابی اور شراب کا کاروبار کرنے والے پر عذاب:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جو دنیا میں شراب پیئے گا اسے جہنم میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا زہر پلائے گا جو جسے پی کر اس کے جسم کا گوشت گر جائے گا جہنمی اس سے سخت اذیت پائے گا۔ شراب پینے والے کشید کرنے والے اور نچوڑنے والے اٹھانے والے پر جس کے لیے لائی گئی ہو اس پر اس کی قیمت کھانے والے پر سب پر برابر کے شریک گناہ ہونے کی بناء پر عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کا نماز روزہ حج قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیں اگر بغیر توبہ کے مر گئے تو ہر گھونٹ کے عوض اللہ تعالیٰ جہنم کی پیپ پلائے گا۔ یاد رکھو نشہ ہر قسم کا حرام ہے۔ ہر قسم کی شراب حرام ہے۔

شرابی کی بدحواسی:

حضرت ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر نشے میں دھت ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح پیشاب سے ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طَهُوْرًا.

''اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اسلام کو نور بخشا اور پانی کو پاک فرمایا''۔

زمانہ جاہلیت میں عباس بن مرداس سے کہا گیا کہ تم شراب نوشی کیوں نہیں کرتے اس سے تمہارے اندر تیزی بڑھ جائے گی، انہوں نے جواب دیا کہ میں جہالت کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر خود اپنے پیٹ میں داخل نہیں کرسکتا اور نہ ہی میں اس بات پر راضی ہوں کہ میں صبح کے وقت تو اپنی قوم کا سردار کہلاؤں اور شام کے وقت ان میں ایک احمق کی طرح جانا جاؤں۔

گناہوں کی جڑ شراب:

بیہقی کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، شراب سے بچو، تم سے پیشتر لوگوں میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو لوگوں سے علیحدہ رہتا تھا، ایک عورت نے اس کا پیچھا کیا اور اپنا ایک خادم بھیج کر اسے بلایا اور کہا ہم تجھے گواہی کے لیے بلانے آئے ہیں چنانچہ عابد ان کے گھر میں داخل ہوگیا، وہ جیسے ہی کسی دروازہ سے آگے بڑھتا وہ عورت اس دروازہ کو بند کردیتی، یہاں تک کہ وہ عورت کے پاس پہنچا، وہ بد کردار عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک برتن تھا جس میں شراب رکھی ہوئی تھی ۔اس عورت نے کہا میں نے تجھے کسی گواہی کے لیے نہیں بلکہ اس لڑکے کے قتل اور اپنے ساتھ جماع کے لیے بلایا ہے، یا پھر شراب کا یہ پیالہ پی لے، اگر تو نے انکار کردیا تو میں چلاؤں گی اور تجھے بدنام کردوں گی، جب اس عابد نے کوئی تدبیر نہ دیکھی تو کہا اچھا مجھے شراب پلادے، چنانچہ اس نے شراب کا پیالہ پلادیا عابد پیالہ لے کر بولا، اور دیدے، یہاں تک کہ شراب سے بدمست ہوکر اس نے عورت سے زنا کیا اور اس لڑکے کو بھی قتل کردیا، لہٰذا شراب سے بچو، پس واللہ! ایمان اور دائمی شراب نوشی کسی شخص کے سینہ میں کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتے البتہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔

فرشتوں کا امتحان:

مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو فرشتوں نے کہا، اے پروردگار! تو زمین پر اس شخص کو اپنا نائب بنا کر بھیج رہا ہے جو فساد کرے

گا اور خون بہائے گا ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں (اس منصب کے ہم زیادہ اہل ہیں) اللہ رب العزت نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ ہم بنی آدم سے زیادہ اطاعت گزار ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا تم سے دو فرشتے آئیں ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا دنیا میں کرتے ہیں چنانچہ ہاروت اور ماروت آگے بڑھے اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں بھیج کر ان کے سامنے زہرہ نام کی ایک نہایت خوبصورت عورت آئی انہوں نے اس سے مباشرت کرنے کی خواہش کی تو عورت نے انکار کر دیا اور کہا یہ نہیں ہوگا جب تک تم کلمات شرک زبان سے نہ نکالو! انہوں نے کہا واللہ ہم کبھی شرک نہ کریں گے عورت چلی گئی دوبارہ بچہ گود میں لیے آ گئی تو فرشتوں نے مباشرت کا اظہار کیا تو اس عورت نے کہا پہلے بچے کو قتل کر دو پھر مباشرت کر لینا انہوں نے واللہ ہم ہرگز یہ نہ کریں گے وہ پھر چلی گئی اب وہ شراب کو لیے حاضر ہوئی تو انہوں نے مباشرت کے لیے کہا عورت نے کہا پہلے شراب پی لو، چنانچہ انہوں نے شراب پی لی اور بدمست ہو گئے، انہوں نے عورت سے بدکاری کی۔ اور بچے کو قتل بھی کر دیا، ہوش آیا تو عورت نے کہا تم نے بدمست ہو کر سب کام کیے جن کا انکار کیا۔

پھر ان سے کہا گیا تم دنیا اور آخرت کے عذاب سے ایک کو چن لو تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بیٹی بیمار ہو گئی تو میں نے ایک برتن میں نبیذ تیار کی اسی اثناء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہاں تشریف لائے تو وہ (نبیذ) پک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُم سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میری بیٹی بیمار ہے اس کے لیے دوائی تیار کر رہی ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حرام کی ہوئی چیزوں میں اللہ رب العزت نے میری اُمت کے لیے شفا نہیں رکھی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے جب شراب کو حرام قرار دے دیا تو اس میں جس قدر بھی فوائد تھے وہ تمام چھین لیے۔

☆☆☆

باب ۔۹۲

معراج شریف

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں شب معراج کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں تھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں مقام حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کوئی بات کی جسے میں نے سُنا وہ کہہ رہا تھا پھر اس جگہ اس جگہ کے درمیان چاک کیا گیا۔ (راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جو کہ میرے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے کہ اس جگہ اور اس جگہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حلقوم سے ناف تک) پھر اُنہوں نے میرا دل نکالا اور سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اس کے بعد میرا دل دھویا گیا اور اسے علم و ایمان سے بھر کر واپس رکھ دیا گیا۔ پھر ایک سفید جانور میرے پاس لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا۔ (حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ! کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہاں وہ اپنا قدم نگاہ کی آخری حد پر رکھتا تھا) میں اس پر سوار ہو گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چل پڑے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جواب دیا جبرائیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا گیا کیا اُن کو بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا تو کہا گیا ان کو خوش آمدید ان کا آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں جب وہاں پر پہنچا تو وہاں پر حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا یہ آپ کے جدِ امجد ہیں انہیں

سلام کیجئے، چنانچہ میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا، نیک بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ اوپر چڑھتے ہوئے دوسرے آسمان پر پہنچے اور جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبرائیل، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، کہا گیا ان کا آنا مبارک ہو اور دروازہ کھول دیا، جب میں وہاں پہنچا تو میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ علیہما السلام کو وہاں دیکھا اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا گیا کون؟ کہا جبرائیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، کہا گیا خوش آمدید، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے حضرت یوسف علیہ السلام ملے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرائیل مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا گیا کہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام بولے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا ہاں، دربان نے کہا خوش آمدید، ان کا آنا بہت مبارک ہے اور وہ دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں پہنچا تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر مجھے جبرائیل علیہ السلام ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے، انہوں نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبرائیل،، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ہاں، کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا مبارک ہو، جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام

ملے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کریں، میں نے سلام کیا۔ انہوں ے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید، نیک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر چھٹے آسمان کی طرف چڑھے، دروازہ کھلوایا گیا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ جواب ملا، جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا، ساتھ کون ہے؟ جواب دیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پوچھا گیا، کیا بلائے گئے ہیں؟ جواب ملا ہاں! پھر فرشتوں نے کہا، خوش آمدید، نیک بھائی اور نیک نبی۔ پھر میں جب میں آگے بڑھا تو وہ رو پڑے، پوچھا گیا، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا میں اس لیے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان مبعوث کیا گیا اور اس کی امت میں سے میری امت سے زیادہ لوگ جنت میں میں داخل ہوں گے۔ پھر مجھے لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولا۔ پوچھا گیا، کون ہے؟ جواب ملا، جبرائیل ہوں۔ پوچھا، ساتھ کون ہے؟ جواب دیا حضرت محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں! پھر فرشتوں نے کہا، خوش آمدید خوب ہے آنے والا جو آیا۔ جب میں اندر گیا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید، اے نیک بیٹے اور نیک نبی۔

نمازوں کی فرضیت:

پھر مجھے سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا۔ وہاں کی بیری ایسی ہے جیسے کہ ہجر کے خوشے ہوں۔ یعنی گھنی شاخیں ہیں اور پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہی ہے۔ اس میں چار نہریں ہیں دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ میں نے پوچھا، اے جبرائیل یہ کیا ہیں؟ فرمایا، باطنی نہریں تو وہ دو نہریں ہیں جو جنت میں ہیں اور ظاہری نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر میرے پاس ایک شراب کا برتن اور ایک شہد کا برتن لایا گیا اور ایک دودھ کا برتن لایا گیا۔ میں نے دودھ پسند کیا۔ جبرائیل نے کہا یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ فرمایا، پھر میں واپس آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، تو انہوں نے پوچھا، آپ کو کیا حکم ملا؟ میں نے

کہا مجھے ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ واللہ! میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرلیا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کے ساتھ بہت زور لگایا، اس لیے آپ اپنے پروردگار کی طرف واپس جائیں اور اپنی امت کے لے تخفیف کی درخواست کریں۔ چنانچہ میں واپس لوٹا اور (دو مرتبہ میں) دس نمازوں کی کمی کردی گئی۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں میں پھر واپس لوٹا اور دس نمازیں مزید معاف کردی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح کہا چنانچہ میں پھر واپس لوٹا اور اس مرتبہ بھی دس نمازیں مزید معاف کردی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں میں پھر واپس لوٹا اور پھر روزانہ نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے انہوں نے کہا کہ آپ کی امت پانچ نمازیں بھی روزانہ نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے قبل والے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل سے سختی کا سلوک کر چکا ہوں اس لیے آپ پھر اپنے پروردگار کی بارگاہ اقدس میں جائیں اور اپنی امت کے لیے (نمازوں میں مزید) کمی کی درخواست کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے پرودگار کے حضور کئی مرتبہ درخواست کر چکا ہوں اس لیے اب مجھے حیا آتی ہے لہٰذا میں راضی ہوں اور اپنے پروردگار کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں جب آگے بڑھا تو کسی ندا کرنے والے نے ندا دی کہ میں نے اپنا حکم جاری کردیا اور اپنے بندوں پر آسانی کردی ہے۔



باب ۔۹۳

فضائلِ جُمعۃ المبارک

جُمعہ یومِ عظیم ہے اللہ رب العزت نے اس دن کے ساتھ اسلام کی عظمت عطا فرمائی اور مسلمانوں کے لیے اس دن کو خاص کر دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ.

''جب جمعہ کے دن نماز کے لیے آواز (اذان) دی جائے تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو اور خرید وفروخت چھوڑ دو''۔

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے وقت ہر قسم کے کام کو حرام قرار دیا ہے اور ہر وہ چیز جو جمعہ کے لیے رکاوٹ بنے وہ ممنوع ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم پر میرے اس دن اور اس مقام میں جمعہ کو فرض قرار دیا ہے آپ کا مزید ارشاد ہے جو شخص بغیر کسی عذر کے تین جمعہ کی نمازیں چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے ایک روایت ہے کہ اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس متعدد بار آتا رہا اور مکرر یہی سوال کرتا رہا ایک شخص مر گیا ہے جو نہ نماز جمعہ پڑھتا تھا اور نہ دوسری نمازوں میں شریک ہوتا تھا آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں لایا گیا اس نے ایک ماہ میں متعدد بار یہی سوال کیا اور یہی جوب ملا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

جمعہ یوم عید ہے:

حدیث پاک میں ہے کہ اہل کتاب کو جمعہ کا دن ملا تھا مگر وہ اس کے متعلق اختلاف کا شکار ہو کر اس سے محروم رہ گئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت فرمائی اور اسے اس امت کے لیے

موخر کیا ان کے لیے اس کو عید قرار دیا یہ سب لوگوں پر سبقت لے جانے کے اہل ہیں اور اہل کتاب ان کے تابع ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا انہوں نے فرمایا یہ جمعہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے آپ پر فرض کیا ہے تاکہ یہ آپ پر آپ کے بعد آنے والوں کے لیے عید ہو میں نے پوچھا اس میں کیا یمین و برکت ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں جو شخص بھلائی کی دُعا کہ اس میں جو شخص بھلائی کی دُعا مانگتا ہے اگر وہ چیز اس شخص کے مقدر میں ہو تو اللہ رب العزت اسے عطا فرما دیتا ہے ورنہ اس کے لیے اس سے بہتر چیز ذخیرہ کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اس لمحہ میں ایسی آفت سے پناہ مانگتا ہے جو اس کے لیے لکھی جا چکی ہے تو اللہ رب العزت اس آفت سے بھی بڑی آفت کو ٹال دیتا ہے اور وہ ہمارے لیے تمام ایام کا سردار ہے اور ہم آخرت میں مزید ایک یوم طلب کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا، وہ کیوں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کے پروردگار نے ایک ایسی وادی جنت میں بنائی ہے جو سفید ہے اور مُشک کی خوشبو سے بھری ہوئی ہے جب یوم جمعہ ہوتا ہے تو اللہ رب العزت علیین سے کُرسی پر جلوہ افروز ہوتا ہے یہاں تک کہ تمام اس کے دیدار کے سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا دن:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، سب سے عمدہ دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن آپ کو زمین پر اتارا گیا۔ اسی دن آپ کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن آپ کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ یوم المزید ہے۔ آسمان میں فرشتے اسی کا یہی نام لیتے ہیں اور جنت میں یہی دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کا دن ہے۔

جہنم سے آزادی کا دن:

حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تو نے جمعہ کو سالم کرلیا تو گویا تمام دنوں کو سالم کرلیا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ دوزخ کو روزانہ زوال سے پہلے ضحوہ کبریٰ میں یعنی نصف النہار (کے وقت) بھڑکایا جاتا ہے (اس وقت سورج آسمان کے عین قلب میں ہوتا ہے) اس لیے اس گھڑی میں نماز نہ پڑھو لیکن جمعہ کے دن یہ پابندی نہیں ہے کیونکہ جمعہ پورے کا پورا نماز ہے اور دوزخ کو اس روز نہیں بھڑکایا جاتا۔

سب دنوں سے افضل:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے تمام شہروں سے افضل مکہ مکرمہ کو بنایا۔ تمام مہینوں میں رمضان المبارک کو فضیلت عطا فرمائی، تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو فضیلت سے نوازا اور تمام راتوں میں لیلۃ القدر کو فضیلت بخشی ہے۔

کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز حشرات الارض اور پرندے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سعد دن میں سلام ہو، سلام ہو۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب جس شخص کا انتقال ہو جاتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سو شہیدوں کا ثواب تحریر کرتا ہے اور اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

☆☆☆

باب ۔۹۴

بیوی کے حقوق

خاوند پر اپنی بیوی کے بہت سے حقوق ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے اچھا برتاؤ کرے چونکہ عورت کمزور عقل کی مالک ہے اس لیے اس کی اس کمزوری کی وجہ اسے اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے ان کے دکھ درد کو دُور کرے ان کے حقوق کے ضمن میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

وَاِذْ اَخَذْنَ مِنكُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا

''اور انہوں نے تم سے پکا وعدہ لیا''۔

پھر مزید فرمایا،

وَالصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ ''یعنی کروٹ کے ساتھی، اس سے مراد عورت ہے۔

تین باتوں کی وصیت:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت وصال مبارک جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اطہر لڑکھڑا رہی تھی تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ارشاد فرمایا، نماز، نماز اور وہ غلام جو تمہاری ملکیت ہیں ان کو ایسی تکلیف نہ دو جس کو برداشت کرنے کی وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، وہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں یعنی وہ ایسی قیدی ہیں جنہیں تم نے اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے باعث تم پر ان کی شرم گاہیں حلال کر دی گئی ہیں۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کی بد خلقی پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کی بیوی کے مصائب پر اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے ساتھ اجر دے گا۔ جس عورت نے اپنے خاوند کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی

بیوی حضرت آسیہ کے ثواب کے مثل ثواب دے گا۔

بیوی سے حسن سلوک کرنا:

بیوی سے صرف حسن سلوک ہی کافی نہیں اس کی ہر تکلیف کو رفع کرنا بھی ضروری ہے عورت کے غصہ پر تحمل اور بردباری سے کام لے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے۔ بعض اوقات ازواج مطہرات آپ سے بحث کرتیں آپ رات کو ان سے کلام نہ کرتے تھے مگر حسن سلوک سے پیش آتے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے آپ سے تکرار کی تو فرمایا اے لونڈی تو مجھ سے بحث کرتی ہے۔ بیوی نے کہا حضور کی ازواج بھی آپ سے بحث کرتی ہیں اس پر آپ نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا اگر تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بحث کی تو تُو بد نصیب ٹھہری۔ پھر آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، ابن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر غیرت نہ کرنا کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبہ ہیں اور پھر آپ نے انہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بحث کرنے سے ڈرایا۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اطہر پر ہاتھ رکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیچھے ہٹایا تو ان کے والدہ نے انہیں ڈانٹا۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی والدہ کی بات سُن کر فرمایا کہ ان سے درگزر کرو یہ تو اس سے بہت زیادہ کیا کرتی ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مابین کوئی بات ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور انہیں منصف بنایا گیا انہوں نے جب بات سُننا چاہی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، تم بات کرو گی یا میں کروں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، بات آپ ہی کریں لیکن درست۔ یہ بات سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر اس زور

سے تھپڑ مارا کہ ان کے منہ سے خون نکل پڑا۔ پھر کہا، اے اپنی جان کی دشمن! کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام درست بات نہ کریں گے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سے بچتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک کی طرف دوڑ کر بیٹھ گئیں۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہیں تھا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی بات پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناراض ہوگئیں اور کہا کہ آپ کو اس بات پر ناز ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ یہ بات سُن کر آپ نے تبسم فرمایا اور اپنے حلم وکرم کے باعث اس بات کو برداشت کرلیا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہاری خوشی اور ناراضگی کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پروردگار کی قسم! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا، میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ابوزرعہ، ام زرعہ کے لیے تھے لیکن میں تم کو طلاق نہیں دوں گا اور آپ اپنی ازواج مطہرات سے یہ بھی فرماتے کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو، واللہ اس کے سوا تم میں سے کسی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں اور بچوں پر سب لوگوں سے زیادہ مہربان تھے۔ ہر شخص کے لیے ضروری یہ ہے کہ وہ خوش طبعی، مزاح اور خوش گفتاری سے اپنی عورتوں سے ان کی تکالیف کو دور کرے کیونکہ ان چیزوں سے عورتوں کے دل خوش ہوا کرتے ہیں۔

جضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ازواج مطہرات سے مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے اور ان سے ان کی عقلوں کے مطابق اقوال وافعال فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ میں مقابلہ کرتے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ سے آگے نکل جاتیں اور کبھی آپ آگے نکل جاتے اور فرماتے کہ یہ اس دن کا بدلہ ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ازواج مطہرات سے سب سے زیادہ خوش طبعی فرمانے والے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حبشی اور دوسرے لوگوں کی آوازیں سنیں جو عاشورہ کے روز کھیل رہے تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم ان کا کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے ان کی طرف علی کو بھیجا، جب وہ آگئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنا دست انور دروازہ پر رکھ دیا اور ہاتھ لمبا کرلیا، میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے دست اطہر پر رکھ دی، وہ لوگ کھیل میں مشغول ہو گئے اور میں دیکھتی رہی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے دریافت فرماتے بس کافی ہے؟ میں عرض کرتی ذرا خاموش رہیے، دو یا تین مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا پھر ارشاد فرمایا، عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اب بس کرو۔ میں نے عرض کی ٹھیک ہے۔ اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ فرمایا تو وہ واپس چلے گئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اہل ایمان میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق اعلیٰ ہو اور جو اپنے اہل خانہ پر نہایت مہربان ہو۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہتر ہے اور میں اپنی ازواج کے ساتھ تم سب سے بہتر برتاؤ کرنے والا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ انسان کے لیے مناسب ہے کہ غصے کے باوجود وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بچے کی طرح ہو اور جب گھر والے اس سے کچھ مانگیں جو اس کے پاس موجود ہو تو وہ اسے مرد پائیں (یعنی وہ اس چیز کو دینے میں بخل نہ کرے)۔

حضرت لقمان کا قول ہے عقل مند کے لیے زیبا ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بچے کی طرح ہو اور جب لوگوں میں ہو تو جوانوں کی طرح ہو۔

اس حدیث پاک کی تفسیر میں جس میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ رب العزت تند و تیز شخص سے نفرت کرتا ہے اس سے مراد گھر والوں سے سختی کرنے والا

ہے اور دل میں تکبر کرنے والا۔ ارشاد باری تعالیٰ "عُتُلٍّ" سے مراد بد اخلاق، زبان دراز، اپنے گھر والوں پر تشدد کرنے والا ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم نے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی وہ تم سے کھیلتی اور تم اس کے ساتھ خوش طبعی کرتے۔

ایک بدوی عورت نے ان الفاظ میں اپنے مرد شوہر کی تعریف کی، واللہ وہ جب گھر میں داخل ہوتا تو ہنستا ہوا آتا اور جب باہر جاتا تو خاموش رہتا جو کچھ ملتا کھالیتا کسی چیز کے گم یا ضائع ہونے پر پوچھ گچھ نہ کرتا۔

چاہیے کہ انسان خوش طبعی، حُسن اخلاق اور بیوی کی خواہشات کو پورا کرنے میں اس حد تک نہ گزر جائے کہ اس کے دل سے خاوند کا رعب جاتا رہے بلکہ اعتدال سے کام لے تاکہ رعب بھی قائم رہے۔ خاوند کو چاہیے کہ اس سے کوئی غلط بات نہ سُنے اور اس کو بُرے کاموں کی طرف رغبت نہ کرنے دے بلکہ اگر اس سے کوئی خلاف شرع بات دیکھے تو اس کو سرزنش کرتے ہوئے راہِ راست پر لائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جو آدمی بیوی کی غلط خواہشات کی پیروی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں پھینکے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جائز طور پر عورتوں سے اختلاف کرو کیونکہ اس میں برکت ہے ان سے مشورہ کرو غلط بات پر ان کی مخالفت کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا زن مرید آدمی اپنی بیوی کی ہر بات کو آنکھ بند کرکے مانتا چلا جاتا ہے آخر وہ اس کا بندہ اور غلام ہو کر رہ جاتا ہے اس وجہ سے اس کی بربادی ہے۔ اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بیوی کا بندہ ہوا ہلاک ہوا۔

مرد حاکم ہے:

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا مالک بنایا تھا مگر اس نے عورت کا اپنا مالک بنا کر معاملہ الٹ کر دیا۔ لہٰذا وہ شیطان کا پیروکار ہو گیا۔ جیسا کہ شیطان کے قول کے متعلق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ "اور میں تمہیں ضرور حکم کروں گا، پس وہ ضرور بدلہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو"۔ مرد حق

وہ ہے جس کی تابعداری کی جاتی ہو نہ کہ وہ خود تابع فرمان رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے بارے میں فرمایا۔ ''مرد عورتوں پر قائم رہنے والے حاکم ہیں''۔ شوہر کو عورت کا سردار قرار دیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں جب وہ بھاگے اور عزیز مصر کی بیوی نے ان کا پیچھا کیا۔

وَاَلْفَیَاسَیِّدَ هَالَدَی الْبَابِ.

ان دونوں نے اس کے سردار خاوند کو دروازے پر کھڑا پایا۔

جب عورت کا سردار آقا اس کا ماتحت بن گیا تو گویا اس نے کفرانِ نعمت کیا اور عورت کا معاملہ تیرے نفس کی طرح ہے اگر تو نے اسے بے لگام چھوڑ دیا تو وہ سرکش ہو جائے گی اگر کھلی ڈھیل دے دی گئی تو ہاتھ سے نکل جائے گی۔

حِکمت کی بات:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ تین ہستیاں ایسی ہیں اگر تو ان کی عزت کرے گا تو یہ تجھے ذلیل و رسوا کریں گی اگر تو نے ان کی توہین کی تو تیری عزت کریں گی۔ عورت، خادم اور گھوڑا، ان کی مراد یہ ہے کہ اگر ان سے نرمی اختیار کی گئی اور سختی نہ برتی گئی تو یہ تجھے نقصان پہنچائیں گے۔



باب۔ ۹۵

خاوند کے حقوق

جاننا چاہیے کہ نکاح ایک طرح کی اطاعت ہے اس لیے بیوی شوہر کی اطاعت گزار ہے اور اس کے لیے لازم ہے کہ اس سے جو کچھ شوہر طلب کرے وہ اس کی فرمانبرداری کرے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اسے اللہ رب العزت کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ بیوی پر شوہر کے حقوق کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں چنانچہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس عورت کا اس حال میں انتقال ہوا کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔

خاوند کی اطاعت کا انعام:

ایک شخص نے سفر پر جانے سے پہلے اپنی بیوی سے وعدہ لیا کہ وہ اوپر سے نیچے نہیں اُترے گی۔ اس عورت کا والد نیچے رہائش رکھتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اُس عورت نے کسی کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بھیج کر اپنے والد کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کر، پھر اُس کا انتقال ہو گیا تو عورت نے پھر، اجازت چاہی، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کر، اس کے والد کو سپردِ خاک کر دیا گیا اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے خوشخبری سنائی کہ پروردگار عالم نے اس کے شوہر کی اطاعت کی بناء پر اس کے والد کی مغفرت فرما دی ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگی۔

جنت میں داخلہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جو عورتیں حاملہ، بچہ جننے اور دودھ پلانے والی اپنی اولاد پر مہربان ہوں وہ اگر اپنے خاوندوں کی تابع فرمان رہیں اور نافرمانی نہ کریں تو ان میں نماز پڑھنے والی جنت میں داخل ہوں گی۔

جہنم میں عورتوں کی کثرت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جہنم کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس میں کثرت سے عورتیں دکھائی دیں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ کثرت سے لعنت کرتی ہیں اور خاوند کی نافرمانی جو زندگی گزارنے میں مدد دے اس کے شکریے کے بجائے کفران نعمت کرنے سے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں آیا ہے کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں عورتیں بہت کم تھیں میں نے کہا عورتیں کہاں ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، انہیں دو سُرخ چیزوں سونے اور زعفران یعنی رنگین کپڑوں اور زیورات نے روک دیا ہے۔

نکاح میں بھلائی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک جوان عورت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں جوان عورت ہوں مجھے نکاح کے پیغام آتے ہیں لیکن میں شادی کو مکروہ خیال کرتی ہوں آپ مجھے بتائیں کہ بیوی پر شوہر کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شوہر کے سر سے پاؤں تک پیپ ہو اور وہ اسے چاٹے تو شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ اس نے پوچھا تو پھر میں شادی نہ کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم شادی کرو اس لیے کہ اس میں بھلائی ہے۔

خاوند کی اجازت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو خثعم کی ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میں غیر شادی شدہ عورت ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا بیوی پر شوہر کا یہ حق ہے کہ جب وہ اس کا ارادہ کرے، اگر

اس کے ارادے کے وقت وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہو تو تب بھی اسے نہ روکے۔ شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ بیوی اس گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے، اگر اس نے بلا اجازت کچھ دے دیا تو گنہگار ہوگی اور شوہر کو ثواب ہوگا، بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ مقبول نہ ہوگا اور اگر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ واپس نہ آجائے یا توبہ نے کرلے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ بیوی پر شوہر کے بہت حقوق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قربت:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس وقت عورت اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندر ہو اور گھر کے صحن میں عورت کا نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے اندر والے گھر میں اس کی نماز گھر میں نماز سے زیادہ افضل ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات پردے کے ضمن میں فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورت سراسر عریانی ہے وہ جب نکلتی ہے تو اس کو شیطان دیکھتا ہے۔ مزید ارشاد فرمایا عورت کے لیے دس عریانیاں ہیں وہ جب شادی کرتی ہے تو اس کی ایک عریانی شوہر ڈھانپ لیتا ہے اور جب اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی تمام عریانیاں قبر ڈھانپ لیتی ہے۔

بیوی پر شوہر کے بہت سے حقوق ہیں سب سے اہم دو ہیں حفاظت اور پردہ پوشی۔ دوسرا یہ کہ ضرورت کے علاوہ کسی بھی چیز کا مطالبہ نہ کرنا اور مرد کے حرام سے کمائے ہوئے رزق سے اجتناب کرنا۔ پہلے وقتوں میں عورتیں یہی کرتی تھیں جب آدمی گھر سے باہر جاتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اسے کہتی کہ حرام کی کمائی سے اجتناب کرنا کیونکہ ہم دکھ تکلیف اور بھوک تو سہہ سکتے ہیں لیکن دوزخ کی آگ نہیں سہہ سکتے۔

اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے:

پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے سفر کا قصد کیا اس کے پڑوسیوں کا اس کا سفر کرنا ناپسند تھا۔ انہوں نے اس کی بیوی سے کہا: تم اس کے سفر پر کیوں رضامند ہوتی ہو؟ جب کہ یہ اخراجات دے کر بھی نہیں جا رہا۔ اس کی بیوی نے جواب دیا: اس آدمی کو ہم نے جب سے جانا ہے، یہی دیکھا ہے کہ وہ خوب کھانے والا ہے۔ اور ہم نے اسے کبھی رازق نہیں پایا۔ میرا رب رزق دینے والا ہے۔ اب حال یہ ہے کہ کھانے والا جا رہا ہے اور رزاق یہیں ہے۔

نیک بیوی:

حضرت رابعہ اسماعیل نے حضرت احمد بن ابی حواری کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے پسند نہ کیا، اس لیے کہ وہ عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! مجھے عورتوں سے انس نہیں ہے۔ اس لیے کہ میں اپنے کام میں مشغول ہوں۔ حضرت رابعہ نے کہا: میں بھی اپنے حال میں مشغول ہوں اور مجھے شہوت بھی نہیں ہے البتہ مجھے اپنے پہلے شوہر سے کافی مال ملا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ تم اسے اپنے بھائیوں پر خرچ کرو اور تمہارے ذریعے میں بھی نیک بندوں کو جان لوں اور میرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک راہ حاصل ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا: اچھا، میں اپنے استاد سے اجازت لوں گا۔ ان کے استاد حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو نکاح سے منع کرتے تھے اور فرماتے: ہمارے لوگوں میں سے جس نے نکاح کیا اس کا حال بگڑ گیا۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کا حال سنا، تو فرمایا: اس سے نکاح کرلو۔ یہ عورت ولی ہے۔ یہ صدیقین کا کلام ہے جو اس نے کہا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے نکاح کرلیا۔ مگر ہم گھر میں اسی طرح رہتے تھے کہ غسل کرنا تو درکنار اس آدمی کی طرح تھے کہ جسے کھانے کے بعد جلدی جانا ہو اور ہاتھ دھونے کی فرصت بھی نہ ہو۔ فرمایا: اس کے بعد میں نے تین عورتوں سے نکاح کیا۔ مگر یہ پہلی بیوی مجھے اچھے اچھے کھانے کھلاتی اور مجھے خوش رکھتی اور کہتی جاؤ، خوش رہو، اور دوسری بیویوں کے لیے قوت حاصل کرو۔ حضرت رابعہ کا اہل شام میں وہ مقام تھا جیسے کہ بصرہ میں حضرت رابعہ بصریہ کا مقام تھا۔

بیوی کے لیے قابل غور باتیں:

بیوی پر شوہر کا یہ حق بھی ہے کہ وہ شوہر کے مال کو برباد نہ کرے بلکہ اس کی نگہداشت کرے، حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے کچھ کھائے البتہ جس کھانے کے خراب ہونے کا خدشہ ہو وہ کھا سکتی ہے۔ اگر شوہر کی رضامندی سے بیوی کھائے گی تو اسے شوہر کے برابر ثواب عطا ہوگا، ورنہ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو شوہر کو ثواب عطا ہوگا لیکن بیوی پر گناہ ہوگا۔

لڑکی کی اچھی تربیت کرنا:

ماں باپ پر حق ہے کہ وہ لڑکی کی اچھی تربیت کریں اور اسے ایسی تعلیم سے نوازیں کہ جس سے وہ اچھی طرح رہنا سہنا اور شوہر سے اچھے سلوک کے آداب جان جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی کی شادی پر اس سے فرمایا کہ اب تم اس گھر سے رخصت ہو رہی ہو جو تمہارا نشیمن تھا، اس سے نکل کر تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم نے کبھی چاہت نہیں کی۔ تم اس کی زمین بن جاؤ وہ تمہارا آسمان بن جائے گا۔ تم اس کا بچھونا بن جاؤ وہ تمہاری عمارت بن جائے گا۔ تم اس کی خدمت گار بنو تو وہ تمہارا خادم بنے گا۔ اس سے کنارہ کشی نہ کرنا ورنہ وہ تم سے دور ہو جائے گا اور اس سے دوری اختیار نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں بھلا دے گا۔ اگر وہ تیری قربت کا خواہاں ہو تو اس کے نزدیک ہو جانا اگر وہ تجھ سے دوری کا خواہاں ہو تو تُو بھی اس سے دُور ہو جانا۔ تم اپنی ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تاکہ وہ تم سے اچھی خوشبو کے علاوہ مزید کچھ نہ سونگھے اور تم سے اچھی بات کے علاوہ اور کچھ نہ سُنے اور ہمیشہ تمہیں اچھا ہی دیکھے۔

بخاری و مسلم میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر ایک غلام لڑکی کو آزاد کر دیا پھر جب حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی باری پر ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تُو نے آزاد کر دی؟ عرض کیا، ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا، اگر تُو اپنے بھائی بہنوں کو دے دیتی تو تجھے زیادہ ثواب حاصل ہوتا۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا،

خُذِی الْعَفْوَ مِنِّی تَسْتَدِیْمِیْ مُوَدَّتِیْ

وَلَا تَنْطِقِیْ فِیْ سُوْرَتِیْ حِیْنَ اَغْضَبُ

معاف کرتے رہو، میری محبت دائم رہے گی، اور جب میں خفا ہوں گا تو میری شان میں کلام نہ کرو۔

وَلَا تَنْقِرِیْنِیْ نَقْرَکَ الدَّفِّ مَرَّةً

فَاِنَّکَ لَاتَدْرِیْنَ کَیْفَ الْمُغَیَّبُ

اور دف کی طرح مجھے ٹھوکر نہ لگاؤ، اس لیے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ پردۂ غیب میں کیا ہے۔

وَلَا تُکْثِرِی الشَّکْوٰی فَتَذْهَبُ بِالْهَوٰی

وَیَاْبَاکَ قَلْبِیْ وَالْقُلُوْبُ تُقَلَّبُ

اور شکوے زیادہ نہ کرو، ورنہ محبت ختم ہو جائے گی اور میرا دل تمہارا انکار کر دے گا اور دل تو بدلتے رہتے ہیں۔

فَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْحُبَّ فِی الْقَلْبِ وَالْاَذٰی

اِذَا اجْتَمَعَا لَمْ یَنْبُتُ الْحُبُّ یَذْهَبُ

میں نے دل میں الفت اور عداوت دیکھی ہے اور جب دونوں جمع ہوں تو محبت اسے دور کرنے لگتی ہے۔



باب ۔٩٦

فضائل جہاد

اللہ رب العزت کا فرمان ہے،

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات:١٥)

”بے شک وہ ایمان دار ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ سچے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں منبر رسول کے نزدیک تھا کہ ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کسی اور عمل کی خواہش نہیں سوائے اس کے کہ میں حاجیوں کو پانی پلاؤں۔ دوسرے نے کہا، تمہارے اس عمل سے جہاد کی فضیلت زیادہ ہے۔ ان دونوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھڑکا اور فرمایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پاک کے نزدیک آوازیں اونچی نہ کرو۔ وہ جمعہ کا روز تھا جب میں نماز جمعہ ادا کر لی تو میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جس چیز کے بارے میں وہ (دونوں) اختلاف کر رہے تھے اس کے متعلق پوچھا۔ چنانچہ اس ارشاد باری تعالیٰ کا نزول ہوا،

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (التوبہ:١٩)

کیا حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا، اس کی طرح ہے؟ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ برابر نہیں

ہوتے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند دوست اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے ہم نے کہا، اگر ہمیں علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور افضل عمل کونسا ہے تو ہم وہی عمل کرتے اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ الأية. (الصف:١-٤)

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے جو چیز بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے، اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو نہیں کرتے، تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ آیات مبارکہ سنائیں۔

جہاد کے برابر عمل:

مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسا کوئی عمل مجھے نظر نہیں آتا۔ پھر ارشاد فرمایا، کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لیے نکل پڑیں تو تم مسجد میں داخل ہو جاؤ اور ہمہ وقت عبادت میں رہو کبھی وقفہ نہ کرو، ہمیشہ روزے رکھو کبھی افطار نہ کرو، اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ایسا کرنے کی کس میں طاقت ہے۔

جنت کا حصول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی ایک ایسی گھاٹی سے گزرے جس میں شیریں پانی کا چشمہ تھا انہوں نے کہا میں لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کر کے اس گھاٹی میں عبادت میں مشغول ہوں گا اور اسی جگہ پر قیام

کروں گا مگر جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بات کی اجازت نہ لے لوں۔ چنانچہ وہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایسا مت کرنا، اس لیے کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرنے) میں مصروف ہو۔ یہ بات گھر میں ستر برس کی عبادت سے افضل تر ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹنی کے دو بار دودھ دینے کا وقت (یعنی ایک دن بھی) جہاد کیا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جلیل القدر صحابی کو عبادات میں خوب محنت کے باوجود عزلت نشینی کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اسے جہاد کا حکم دیتے ہیں تو ہمیں کس طرح جائز ہے کہ جہاد چھوڑ دیں، حالانکہ ہماری عبادات بہت کم، گناہ بہت زیادہ، ہم مشتبہ غذائیں کھاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہماری نیتیں بھی خراب ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال روزہ دار، توجہ و یکسوئی سے عبادت کرنے والے، قیام کرنے والے، رکوع کرنے والے اور سجود کرنے والے کی سی ہے اور اللہ رب العزت کو علم ہے کہ اس کی راہ میں کون مجاہد ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو اس بات پر راضی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کا پروردگار ہے، اسلام دین ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ یہ بات حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت اچھی لگی چنانچہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بات ایک مرتبہ پھر مجھ سے ارشاد فرما دیجئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو دہرایا پھر ارشاد فرمایا ایک اور عمل ایسا ہے جس کی وجہ سے اللہ رب العزت بندے کے سو مرتبے بلند کرتا ہے اور ہر مرتبے کا دوسرے سے درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

☆☆☆

باب۔۹۷

شیطان کا مکر و فریب

کسی آدمی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ کیا شیطان بھی سوتا ہے؟ آپ نے مسکرا کر جواب دیا اگر وہ سوتا تو ہم بھی سکون حاصل کرتے۔ اس سے پتہ چلا کہ مومن کے لیے شیطان سے نجات حاصل کرنا بہت مشکل ہے البتہ اس کو اپنے سے پرے کرنے اور اس کی طاقت کو کمزور کرنے کے طریقے ممکن ہیں۔

شیطان کو کمزور کرنا:

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مومن (اپنے) شیطان کو کمزور کر دیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی (لمبے) سفر میں اونٹ کو لاغر کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ مومن کا شیطان کمزور ہوتا ہے حضرت قیس بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میرے شیطان نے مجھ سے کہا، تیرے اندر داخل ہوتے وقت میں اونٹ کی طرح تھا اور اب چڑیا کی طرح ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ شیطان بولا، تُو نے ذکر الٰہی کر کے مجھے کمزور کر دیا ہے۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ شیطان کے ظاہری دروازوں کا بند کرنا اور گناہوں کی طرف جانے والے راستوں کی حفاظت و نگہبانی کرنا پرہیز گاروں کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ان کے لیے صرف وہ خفیہ شیطانی راستے لغزش کی وجہ بنتے تھے جن کی کھڑکیاں دل میں کھلتی ہیں ان کے لیے ان راستوں کی نگرانی کرنا دشوار تھا کیونکہ شیطان کے بہت سے راستے دل میں ہیں جب کہ صرف ایک دروازہ فرشتے کا ہے اور یہ ایک دروازہ بھی ان بہت سے دروازوں میں مل کر رہ گیا ہے۔

بندے کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی مسافر کسی ایسے جنگل میں جس میں بہت سے

راستے ہوں اپنا راستہ بھول جائے اور سیاہ رات نے تمام راستوں پر تاریکی کی چادر تان دی ہو تو اسے بصیرت والی آنکھ اور سورج کی روشنی کے سوا راستہ دکھائی نہیں دے سکتا۔ بصیرت والی آنکھ اور پرہیزگاری سے مراد پاکیزہ قلب ہے جب کہ سورج کی روشنی سے مراد وہ بابرکت علم ہے جو قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا ہو، اسی کی روشنی میں انسان تاریک راستوں پر چل سکتا ہے ورنہ رات کی سیاہی اور لاتعداد راہیں ہیں۔

شیطان کے راستے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر اس کے مخالف دائیں بائیں کئی خطوط کھینچے یہ وہ راستے ہیں جن پر شیطان بیٹھا دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ. (الانعام:۱۵۳)

بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور دوسری راہوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دیں۔

ہم شیطان کے مخفی راستوں کا ذکر کر چکے ہیں اور ایک مثال بیان کی ہے جس کے ذریعے شیطان علماء کرام اور عبادت گزار بندوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ جس آدمی کا راہ سلوک اختیار کرنا ہے وہ اس کو سامنے رکھے۔

شیطان کا ورغلانا:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک عبادت گزار تھا شیطان نے ایک لڑکی پر غلبہ حاصل کر کے اس کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس لڑکی کا علاج فلاں راہب کے پاس ہے اس کے علاج کے لیے لڑکی کو راہب کے ہاں لے گئے پہلے اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا پھر ان کے اصرار پر اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر شیطان نے راہب کو اس قدر ورغلایا کہ اس نے لڑکی سے بدفعلی کر کے اسے حاملہ کر دیا

پھر شیطان نے راہب کے دل میں یہ بات راسخ کردی کہ اب جب اس لڑکی کے گھر والے آئیں گے تو تجھے بہت شرمندگی ہوگی اور تو رسوا ہوگا اس لیے اس لڑکی کو قتل کردے۔ اگر وہ تجھ سے پوچھیں تو کہہ دینا کہ وہ فوت ہوگئی۔ چنانچہ اس نے لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا۔

دوسری طرف شیطان نے لڑکی کے گھر والوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ راہب نے لڑکی کو حاملہ کر دیا تھا پھر اسے قتل کر کے دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ گھر والے آئے اور راہب سے اپنی لڑکی کے بارے میں پوچھا، راہب نے کہا کہ وہ فوت ہوگئی تھی، انہوں نے راہب کو پکڑ لیا تا کہ لڑکی کے قتل کے بدلے میں اسے مار دیں، راہب کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اسی اثناء میں شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا میں ہی وہ ہوں جس نے لڑکی کو آسیب زدہ کیا تھا اور میں نے ہی لڑکی کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی ہے اب تو اگر میری اطاعت کرے گا تو بچ جائے گا۔ راہب نے کہا کیا کروں، شیطان لعین نے کہا مجھے دو سجدے کر و اس نے اس کے کہنے پر دو سجدے کر دیئے تو شیطان نے کہا اب میں تجھ سے بری ہوں۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ. (الحشر:١٦)

"شیطان کی طرح جس وقت اس نے انسان سے کہا کفر کر، پس جب اس نے کفر کیا تو اس نے کہا، بے شک میں تجھ سے بری ہوں"۔

شیطان کا دھوکہ:

روایت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیطان نے پوچھا، آپ اس ذات کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جس نے اپنی منشاء کے مطابق مجھے پیدا کیا اور جس طرح چاہا مجھے کام پر لگایا پھر اس کے بعد اگر چاہے تو مجھے جنت میں داخل کر دے یا دوزخ میں داخل کرے۔ کیا یہ عدل کی بات ہے یا ظلم کی؟ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بات کا بغور جائزہ لینے کے بعد فرمایا، اے کمینے! اگر اس نے تجھے تیری مرضی کے مطابق پیدا کیا ہے تو تجھ پر واقعی ظلم ہے اور اگر اس نے اپنی مرضی کیمطابق تجھے پیدا کیا ہے تو وہ اس چیز کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا جو وہ

کرتا ہے اور نہ ہی اس سے سوال کیے جاسکتے ہیں۔ شیطان نے یہ سُنا تو منتشر ہونے لگا حتیٰ کہ بالکل غائب ہوگیا۔ اور کہا، اے شافعی! یہی سوال کر کے میں نے ستر ہزار عابدین کو عبدیت کے زمرے سے خارج کرا کے بے دینی کے رستوں میں دھکیل دیا ہے؟

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس شیطان لعین حاضر ہوا اور آپ کو کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا، کلمہ طیبہ برحق ہے لیکن تیرے کہنے سے میں نہیں پڑھوں گا، اس لیے کہ برائیوں کی طرح شیطان نیکیوں میں بھی، غلط ملط کرتا رہتا ہے اور انہی حرکات کے ذریعے وہ عبادت گزار، زاہد، غنی اور ہر طرح کے لوگوں کو برباد کرتا رہتا ہے۔ جسے اللہ رب العزت اپنی حفظ وامان میں رکھے وہی اس کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

اے رب العالمین! ہم سب کو شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ رکھ تا کہ ہم ہدایت پانے والے بندوں سے ملاقات کی سعادت حاصل کرسکیں۔ (آمین ثم آمین)



اب ۔۹۸

سماع

حضرت امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک، حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
ور علماء کرام کی ایک جماعت کے حوالے سے قاضی ابوالطیب طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ
یسے الفاظ نقل کیے ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ حضرات سماع کے قائل نہیں تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''آداب القضاء'' میں لکھتے ہیں غنا ایک نامناسب
ور مکروہ چیز ہے جو بکثرت اس میں مشغول ہو وہ بے سمجھ ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

قاضی ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ امام شافعی اور ان کے مقلدین نے کہا ہے کہ غیر
حرم عورت سے سننا خواہ وہ پردہ میں ہو یا سامنے، وہ آزاد ہو یا لونڈی ہر صورت میں ناجائز ہے۔

قاضی صاحب نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ لونڈی کا مالک اگر جب
وگوں کو اس سے کچھ سننے کے لیے جمع کرے تو وہ بے وقوف ہے۔ اس کی گواہی مردود ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دو ٹہنیوں یا ڈنڈوں کو آپس میں ٹکرا کر آواز پیدا کرنے
کو مکروہ قرار دے کر فرمایا کہ یہ بے دینوں کی ایجاد ہے تاکہ اس سے لوگوں کی توجہ قرآن پاک سے
ٹائی جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نرد سے کھیلنا دوسرے تمام کھیلوں سے برا کھیل ہے
ور آپ نے فرمایا میں شطرنج کو بھی پسند نہیں کرتا جو یہ کھیل کھیلتے ہیں میں ان کو بھی پسند نہیں کرتا
کیونکہ یہ اچھے لوگوں کا فعل ہے اور نہ اہل تقویٰ کا شیوہ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے غنا سے منع فرمایا اور ان کا قول ہے جب کوئی لونڈی خرید
لے تو بعد میں پتہ چلے کہ وہ مغنیہ ہے تو اسے واپس کرنے کا حق ہے اور ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ
علیہ کے علاوہ تمام اہل مدینہ کا یہی عقیدہ ہے۔

غنا سُننا گناہ ہے:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی غنا کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک اس کا سننا گناہوں میں شامل ہے۔ اور تمام علمائے اہل کوفہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد شعبی اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

مذکورہ بالا روایت قاضی ابوالطیب طبری نے نقل کی ہے۔

سماع کا جواز:

حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جماعت سے سماع کا جواز نقل کیا ہے اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سماع منقول ہے۔

جناب ابوطالب مکی رحمۃ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ گزشتہ بزرگوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسے اچھا خیال کیا ہے اور ہمارے یہاں مکہ مکرمہ میں اہل حجاز سال کے بہترین دنوں میں سماع سنتے تھے۔ بہترین دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو عبادت اور ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے کہ ایام تشریق وغیرہ۔ اور ہمارے عہد میں مدینہ طیبہ والے بھی مکہ مکرمہ والوں کی طرح پابندی کے ساتھ ہمیشہ سماع سُنا کرتے تھے۔ اور ہم نے ابومروان قاضی کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے پاس چند لڑکیاں تھیں جو خوش الحانی سے گا کر لوگوں کو سنایا کرتی تھیں جب کہ قاضی صاحب نے ان کو صوفیاء کرام کے لیے تیار کیا تھا، مزید فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دو لڑکیاں تھیں اور ان سے آپ کے بھائی سماع کیا کرتے تھے۔

بزرگوں کا سماع کرنا:

حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ابوالحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ تم سماع کا کیسے انکار کرتے ہو حالانکہ حضرت جنید، سری سقطی اور ذوالنون رحمہم اللہ علیہم اسے سنا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا میں سماع کا کیسے انکار کروں گا حالانکہ مجھ سے بہتر شخص نے اسے سنا اور اس کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سماع سنا کرتے تھے۔ انہوں نے سماع میں صرف لہو ولعب کو منع فرمایا ہے۔

تین چیزوں کی گمشدگی:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے تین چیزیں گم ہوگئی ہیں اس کے بعد ان کو ہم نے نہیں دیکھا اور جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں ان کی کمی کثرت سے ہوتی جارہی ہے خوبصورت چہرہ جو پاکباز ہو، حق بات جس میں دیانت کی جھلکی واضح طور پر دکھائی دیتی ہو اور بہترین بھائی چارہ جس میں خلوص ہی خلوص ہو اور بعض کتب میں میں نے بالکل اسی طرح کا یہ قول حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول دیکھا ہے اور اس میں ایسی بات پائی جاتی ہے جو ان کے تقویٰ، پاکبازی اور دینی معاملات میں ان کی کوشش اور اہتمام کے باوجود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ سماع کے جواز کے قائل تھے۔

ابن مجاہد اور سماع:

حضرت ابن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ کا یہ معمول تھا کہ آپ ایسی کوئی دعوت قبول نہ فرماتے تھے جس میں سماع نہ ہو اور پھر ایک سے زیادہ افراد نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ وہ کسی دعوت میں جمع ہوئے۔ اور ہمارے ساتھ ابوالقاسم بن بنت منیع، ابوبکر ابن داؤد اور ابن مجاہد (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے، تب محفل سماع کا انعقاد ہوا، ابن مجاہد، ابن بنت منیع کو اس بات پر مجبور کرنے لگے کہ وہ ابن داؤد کو اس کے سننے پر آمادہ کریں، ابن داؤد نے کہا مجھے میرے والد نے حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بتلایا ہے کہ آپ سماع کو مکروہ جانتے تھے، میرے والد بھی اسے مکروہ سمجھتے تھے اور میں بھی اپنے والد کے عقیدہ پر ہوں اور ابو القاسم بن بنت منیع نے کہا میرے دادا احمد بن بنت منیع نے مجھے جناب صالح بن احمد کے بارے میں بتلایا کہ ان کے والد ابن الخبازہ کا قول سنا کرتے تھے۔ یہ سن کر ابن مجاہد نے ابن داؤد سے کہا مجھے چھوڑ دو، تم اپنے والد کی باتیں کرتے ہو اور ابن بنت منیع سے کہا مجھے چھوڑ دو، تم اپنے دادا کی باتیں مان لو! اے ابوبکر! تم مجھے اتنی سی بات بتاؤ کہ اگر کسی نے شعر پڑھا یا شعر کہا تو کیا وہ ناجائز ہے؟ ابنِ داؤد نے کہا نہیں، ابنِ مجاہد بولے اگر شعر کہنے والا خوش آواز ہو تو اس کے لیے شعر کہنا حرام ہے انہوں نے کہا نہیں، ابنِ مجاہد نے کہا اچھا اگر وہ اس طور پر اشعار پڑھتا ہے کہ ممدود حرف کو مقصور اور مقصور کو ممدود کر دیتا ہے تو کیا یہ حرام ہے؟ ابنِ داؤد نے کہا کہ میں تو ایک شیطان پر قابو نہیں پا سکتا، دو شیطانوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہوں۔

امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع:

حضرت ابوالحسن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جو سردار اولیا تھے آپ کا انتہائی ذوق سماع تھا بوقت سماع جذب وشوق کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔ آپ نے منکرین سماع کے رد کے ضمن میں ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ کے بعد ویسے بھی متعدد کتابیں سماع کے حق میں لکھی ہوئی نظر آئی ہیں جن کو اولیائے امت نے تحریر کیا ہے۔

مشائخ میں سے کسی سے روایت ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے پوچھا آپ کا سماع کے بارے میں کیا خیال ہے جس سے متعلق ہمارے ساتھیوں میں اختلاف ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ شیریں اور صاف وخوشگوار ہے اس پر علما کے سوا کسی کے قدم نہیں ٹھہر سکتے۔

حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ محفل سماع میں کس چیز کو ناپسند فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس میں سے کسی چیز کو ناپسند نہیں کرتا لیکن انہیں کہہ دو کہ محفل سماع کا آغاز قرآن کریم سے کریں اور اس کا اختتام بھی قرآن کریم سے ہی کریں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سماع:

حضرت ظاہر بن بلال صمدانی وراق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے جو اکابر علماء میں سے تھے، کہ میں سمندر کے کنارے جدہ کی جامع مسجد میں معتکف تھا کہ ایک روز میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو مسجد میں کچھ اشعار پڑھ رہے تھے اور دوسرے لوگ سن رہے تھے۔ مجھے یہ بات اچھی نہ لگی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں اشعار پڑھ رہے ہیں۔ حضرت طاہر فرماتے ہیں کہ میں نے اسی رات خواب میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ آپ اسی گوشے میں تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کچھ کہنے لگے اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سماعت فرمانے لگے اور آپ نے وجد کرنے والے کی طرح اپنا دست

اقدس سینہ اطہر پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس جماعت کو ناپسند کرتا جو محفل سماع منعقد کیے ہوئے تھے حالانکہ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سماعت فرما رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ حق کے ساتھ حق ہے یا یہ حق ہے حق سے حق ہے، مجھے یہ بھول گیا ہے کہ آپ نے ان دو باتوں سے کونسی بات ارشاد فرمائی تھی۔

رحمتِ الٰہی کا نزول:

حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس جماعت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول تین مواقع پر ہوتا ہے۔

(۱) کھاتے وقت اس لیے کہ فاقہ کیے بغیر کچھ نہیں کھاتے۔

(۲) کلام کرتے وقت اس لیے کہ وہ صدیقین کے مقامات کے علاوہ اور کسی بارے میں کلام نہیں کرتے۔

(۳) سماع کے وقت اس لیے کہ وہ جذب وشوق سے سنتے ہیں اور سچ کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرت ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سماع کو جائز سمجھتے تھے ان سے سوال کیا گیا کہ یہ عمل روز محشر اچھائیوں میں شمار ہوگا یا برائیوں میں؟ انہوں نے جواب دیا نہ اچھائیوں میں اور نہ ہی برائیوں میں اس لیے کہ یہ فضولیات کے مشابہ ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے،

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ

''نہیں مواخذہ کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارا فضول قسموں پر''۔

اس سے قبل جو کچھ ہم نے نقل کیا ہے وہ مختلف اقوال کا مجموعہ ہے جو آدمی مقلد ہو کر حق کو ڈھونڈے گا تو اسے ان اقوال میں اختلاف نظر آئے گا جس کی وجہ سے وہ حیرت زدہ ہوگا یا اپنی خواہشات کے مطابق کسی قول کو پسند کرے گا حالانکہ یہ دونوں باتیں درست نہیں بلکہ چاہیے کہ حق کو درست طریقہ سے ڈھونڈے جو کہ جائز اور ناجائز کے ابواب کے مطالعہ سے ہی علم ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

باب ۔۹۹

خواہشات کی پیروی اور بدعات

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو نئے کاموں سے بچاؤ اس لیے کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی آگ کا باعث ہے۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہمارے اس دین میں جس نے ایسی کوئی بات نکالی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ بات مسترد ہے مزید ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ تم میرے طریقہ اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کے طریقہ کی اتباع کرو۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ بات جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے مخالف ہو وہ قابل تردید اور بدعت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اسے اس کا اجر قیامت تک ملے گا جو بھی اس پر عمل کرے گا اور اس کو جاری کرنے والے کو اجر قیامت تک ملے گا لیکن جس نے برائی کی طرح ڈالی اس کو اس برائی کی قیامت تک اور اس برائی کو اختیار کرنے والوں کو گناہ ہوگا۔

صراطِ مستقیم کی اتباع:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان باری تعالیٰ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ''اور بے شک میرا راستہ سیدھا ہے اس کی اتباع کرو۔

کے متعلق فرمایا یاد رکھو سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور یہی ہدایت ہے اس پر چلنا جنت کی طرف ہے اور شیطان نے کئی راہیں نکال رکھی ہیں وہ سب گمراہی کی ہیں ان کا انجام دوزخ ہے۔

سیدھا اور غلط رستہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سمجھانے کو اپنے دست مبارک سے سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ سیدھا راستہ اللہ کا ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں کئی خطوط کھینچے اور فرمایا ان پر ہر راہ میں شیطان بیٹھا دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے متذکرہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ گمراہی کی راہیں ہیں۔ حضرت ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ غلط راہوں سے مراد یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور اسلام کے سوا تمام اقوام اور بدعتوں اور گمراہوں کی راہیں ہیں وہ لوگ جو جھگڑوں فتنہ فساد میں محو ہیں گویا وہ سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے غلط اعتقادات میں گھرے ہوئے ہیں۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس نے میری سُنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ کوئی ایسی اُمت نہیں ہے جو اپنے نبی کے دین میں بدعات کو جاری کرتی ہے اور اس بدعت کے برابر اس کی سنت زائل ہو جاتی ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ رب العزت کے نزدیک ایسا کوئی معبود آسمان کے نیچے نہیں ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو اور جو اس نفسانی خواہش کے مشابہ اور برابر ہو جس کی بندہ اطاعت کرتا ہے۔

بدعت گمراہی ہے:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سب سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور سب سے بُرے کام بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے میں تم پر تمہاری پشتوں، شرم گاہوں اور شہوانی خواہشات کی گمراہی سے ڈرتا ہوں تم ہر بدعت سے بچو اسلیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ہر بدعتی سے اللہ تعالیٰ توبہ کو چھپا دیتا ہے جب تک کہ وہ بدعت کو چھوڑ نہ دے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی بدعتی کا روزہ، حج، عمرہ،

جہاد، حیلہ اور انصاف کچھ بھی قبول نہیں کرتا وہ (دائرہ) اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکلتا ہے۔ میں تمہیں سفید اور واضح دین پر چھوڑتا ہوں اس کا دن اور رات ایک ہی طرح (روشن) ہیں اس سے جو ہٹ جائے گا وہ برباد ہوگا۔ ہر زندگی کے لیے ایک تڑپ ہے اور ہر تڑپ کے لیے سستی ہے۔ جس کی تڑپ میری سنت کی طرف ہوگی وہ ہدایت یافتہ ہوگا اور جس کی تڑپ کی رغبت دوسری طرف ہوئی وہ برباد ہوا۔ میں تین چیزوں کی وجہ سے اپنی اُمت کے لیے ڈرتا ہوں۔ (۱) علم کی لغزش (۲) خواہشات کی پیروی (۳) ظالم حکمران

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے۔

حرام کھیلیں:

مسلم ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے جو نرد بازدشیر کے ساتھ کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون میں ہاتھ ڈبویا۔

احمد وغیرہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو نرد کے ساتھ کھیلتا ہے پھر اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز ایسے ہے جیسے اس نے پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھی اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ بیہقی کی روایت ہے یحییٰ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے افراد کے قریب سے گزرے جو نرد کھیل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے دل غافل ہیں۔ ہاتھ فضول کر رہے ہیں اور زبانیں فضول بک رہی ہیں۔

دیلمی کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں سے گزرو جو فال کی تیروں، شطرنج نرد اور ان کے مشابہ ہر اس چیز میں جو حرام کر دی گئی ہے لگے ہوئے ہوں تو انہیں سلام نہ کرو اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کے سلام کا جواب نہ دو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین چیزیں جوا ہیں۔ قمار بازی، جوا پر پانسہ لگانا اور کبوتر بازی پر شرط لگانا۔ اور سیٹیاں بجا بجا کر کبوتر اڑانا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جو شطرنج کھیل رہے تھے

آپ نے فرمایا یہ کیا خباثت ہے جس پر تم جھکے ہوئے ہو تم میں سے کسی کو آگ کا انگارہ اس کی موت تک لگا رہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے گا کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اس شطرنج کو ہاتھ نہ لگاؤ پھر فرمایا واللہ تم کسی دوسرے مقاصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ مزید فرمایا شطرنج کھیلنے والا سب لوگوں سے جھوٹا ہوتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے مار دیا حالانکہ اس نے مارا نہیں ہوتا۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شطرنج ہمیشہ گنہگار ہی کھیلتا ہے اگر یہ گنہگار توبہ نہ کرے تو اس کا انجام جہنم ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھئے کہ تمام آلات نغمہ اور طرب یا تو حرام ہیں جیسے سارنگی، طنبورہ، طبلہ، رُباب، بانسری اور ہر وہ ساز جو انفرادی طور پر گانے والے کی آواز سے ہم آہنگی رکھتا ہو یا پھر مکروہ ہیں اور وہ ایسے ساز ہیں جو گانے میں خوشی و مسرت کے رنگ نمایاں کرتے ہیں لیکن انفرادی طور پر ان سے گانوں کا کام نہ لیا جا سکے جیسے نرکل اور باجا وغیرہ ان کا گانے کے ساتھ سُننا مکروہ ہے بغیر گیتوں کے نہیں اور جو ساز جائز ہیں وہ ایسے ہیں جو گانے اور طربیہ کیفیت کو اُبھارنے کے لیے نہیں بلکہ اطلاع کی غرض سے استعمال میں لائے جاتے ہیں جیسے بگل، طبل جنگ یا لوگوں کو جمع کرنے کے لیے طبل یا نکاح کے اعلان کی غرض سے دف وغیرہ بجانا۔



باب۔۱۰۰

فضائل رجب المرجب

رجب اصل میں ترجیب کے مصدر سے نکلا ہے جس کا مفہوم تعظیم کا ہے اس کو اصب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس ماہ میں توبہ کرنے والوں پر رحمت کی زیادتی کر دی جاتی ہے اور اعمال صالحہ کرنے والوں پر انوار قبولیت کا فیضان ہوتا ہے۔ اسے اصم بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں جنگ وخونریزی وغیرہ کی جاتی ہے۔ ایک قول کے مطابق جنت کی ایک نہر کا نام رجب ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ جو رجب میں روزے رکھتا ہے وہی اس کا پانی پئے گا۔

اللہ کا مہینہ:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان المبارک میری اُمت کا مہینہ ہے واقف رموز افراد کہتے ہیں کہ رجب تین حروف پر مشتمل ہے۔ ر، ج اور ب۔ ''ر'' سے مراد رحمت باری تعالیٰ، ''جیم'' سے مراد بندے کے جرم اور گناہ اور ''ب'' سے مراد اللہ رب العزت کا بھلائی کرنا مراد ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گناہوں کو اپنی رحمت اور مہربانی کے مابین کر لیتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے رجب کی ستائیس کا روزہ رکھا، اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ یہی وہ دن ہے کہ جب پہلی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے اسی ماہ میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج شریف کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، آگاہ ہو جاؤ کہ رجب اللہ کا اصم مہینہ

ہے جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا، ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت کرتے ہوئے، تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم رضا واجب ہوگئی۔

محترم مہینے:

کہا گیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مہینوں کو چار کے ساتھ مزین فرمایا: ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ''ان میں سے چار محترم ہیں''۔ ان میں سے تین ملے ہوئے ہیں اور ایک تنہا ہے وہ رجب المرجب ہے۔

رجب میں عبادت کا اجر:

بیت المقدس میں ایک عورت دن میں بارہ ہزار مرتبہ قل ہو اللہ احد یعنی سورۂ اخلاص پڑھا کرتی تھی۔ وہ رجب میں ادنیٰ لباس پہنتی جب بیمار ہوئی تو اس نے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے ساتھ میرا ادنیٰ لباس دفن کر دینا۔ جب فوت ہوئی تو بیٹے نے بہترین کفن سے دفن کیا۔ اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی والدہ کہہ رہی ہے تجھ سے سخت ناراض ہوں کیونکہ تو نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا، بیٹے کو ماں کے الفاظ کا خیال آیا کہ اس نے ادنیٰ لباس ہمراہ دفن کرنے کے لیے کہا تھا وہ لباس لے کر گیا قبر کھودی تو اس میں ماں کی میت نہ تھی۔ اس نے آواز سنی جس نے رجب میں ہماری عبادت کی ہم اسے تنہا نہیں چھوڑتے۔

روایت ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ میں جب رات کی ایک تہائی گزر جاتی ہے تو ہر فرشتہ رجب کے روزے دار کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے ماہ حرام میں سے تین روزے رکھے اس کے لیے نو سو برس کی عبادت اس کے حصہ میں آئی یعنی اتنا ثواب ملے گا۔ فرماتے ہیں اگر میں نے یہ بات حضو علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہوں۔

چار کی برکت:

ماہ حرام چار ہیں۔ سب سے افضل ملائکہ چار ہیں۔ نازل کردہ کتب سے افضل ترین کتب چار ہیں۔ اعضائے وضو چار ہیں۔ تسبیح کے افضل ترین کلمات بھی چار ہیں۔

(یعنی سبحان اللہ۔ الحمد اللہ۔ لا الٰہَ اِلا اللہ۔ اللہ اکبر)

حساب کے اہم ستون چار ہیں۔ (اکائی، دہائی، سینکڑہ، ہزار)

اوقات چار ہیں۔ (ساعت، دن، مہینہ، سال)

سال کے موسم چار ہیں۔ (موسم سرماں، موسم گرما، موسم بہار، موسم خزاں)

طبعتیں چار ہیں۔ (حرات، برودت، یبوست، رطوبت)

بدن کے اجزائے عظمیٰ چار ہیں۔ (صفراء، سودا، خون، بلغم)

خلفاء راشدین بھی چار ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

چار بابرکت راتیں:

دیلمی کی روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، چار راتیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت کی بارش نازل فرماتا ہے۔ عید الاضحیٰ کی شب، عید الفطر کی شب، پندرہ شعبان کی شب اور رجب المرجب کی پہلی رات۔

دعاؤں کی قبولیت:

دیلمی کی روایت ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب المرجب کی پہلی شب، پندرہ شعبان کی شب، جمعہ کی شب، عیدین کی دو راتیں۔



باب۔۱۰۱

فضائل شعبان المعظم

چونکہ اس ماہ میں خیر و برکت کا کثرت سے نزول ہوتا ہے اسی لیے اسے شعبان کہتے ہیں، شعبان شعب کے مصدر سے نکلا ہے جس کا مفہوم ہے گھاٹی۔ جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے بالکل اسی طرح یہ مہینہ بھی خیر و برکت کی راہ ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب شعبان کا مہینہ آجائے تو اپنے جسموں کو پاک صاف رکھو اور اس مہینہ میں اپنی نیتیں نیک رکھو انہیں خوبصورت بناؤ۔

شعبان میں روزے رکھنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام روزے رکھنا شروع کرتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر روزے کے نہیں رہیں گے اور پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تو ہم یہ گمان کرتے اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے۔ نسائی کی حدیث پاک ہے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ آپ کو میں نے (رمضان المبارک کے علاوہ) سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، رجب اور رمضان کے اس درمیانی مہینے سے لوگ غافل رہتے ہیں حالانکہ یہ مہینہ ایسا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب بارگاہ الٰہی میں میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رمضان کے مہینہ کے علاوہ اور کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کونہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان کے علاوہ اور کسی مہینہ کے بہت زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شعبان کے چند یوم چھوڑ کر پورا مہینہ روزے رکھا کرتے تھے یہ روایت پہلی روایت کی توضیح ہے پورے رمضان سے مراد اکثر شعبان ہے۔

عید کی دو راتیں:

روایت ہے کہ آسمان کے فرشتوں کے لیے دو راتیں عید اور خوشی کی ہیں جیسے دنیا میں مسلمانوں کے لیے دو عید کی راتیں عید و خوشی کی ہیں، فرشتوں کی عید رات شب برات یعنی پندرہ شعبان کی شب اور لیلۃ القدر ہیں اور مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں ہیں، اسی لیے پندرہ شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید رات کا نام دیا گیا ہے۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی توضیح میں کہا ہے کہ یہ رات سارے سال کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، جمعرات ہفتہ کے گناہوں کا کفارہ اور لیلۃ القدر عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یعنی ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور ذکر الٰہی میں شب بیداری کرنا اور گناہوں کے کفارہ کا باعث ہوتا ہے اسی لیے اس رات کو کفارے کی رات بھی کہا جاتا ہے اور اسے زندگی کی رات بھی کہا جاتا ہے امام المنذری نے مرفوعاً یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے دو عید راتیں اور پندرہ شعبان کی شب جاگ کر گزار دی تو ایسے دن میں جب کہ تمام دل مر جائیں گے، اس انسان کا دل نہیں مرے گا۔

شفاعت کی شب:

اسے شفاعت کی شب بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہویں کی شب اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی، اللہ نے ایک تہائی امت کی شفاعت مرحمت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کی شب پھر امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت کی شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہویں کی شب اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کی شفاعت منظور فرمائی مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے (بدکے ہوئے) اونٹ کی طرح دور بھاگ گیا اور گناہوں پر مُصر ہو کر خود ہی دور سے دور ہوتا گیا۔

مغفرت کی شب:

اس کا نام شب مغفرت بھی ہے اس لیے کہ امام احمد کی روایت میں ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو بندوں پر ظہور فرماتا ہے۔ پھر اہل زمین کو معاف کرتا ہے، سوائے دو کے۔ (۱) مُشرک (۲) کینہ ور

آزادی کی شب:

اس کا نام شب آزادی بھی ہے۔ ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک ضروری کام کی غرض سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیجا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی جلدی کیجئے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ پندرہ شعبان کی رات کے سلسلے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا اے انیس! بیٹھ میں تجھے شعبان کی پندرہویں شب کی بات سناؤں، ایک مرتبہ یہ رات میری باری کی رات تھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے، رات کو میں بیدار ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا میں نے اپنے دل میں کہا شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لونڈی قبطیہ کی طرف تشریف لے گئے ہوں، میں اپنے گھر سے باہر نکلی، جب میں مسجد سے گزری تو میرا پاؤں آپ کے پاؤں سے جا لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَآمَنَ بِکَ فُوَادِیْ وَهٰذِهٖ یَدِیْ وَمَاجَنَیْتُ بِهَاعَلٰی نَفْسِیْ یَاعَظِیْمًا یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ۔

میرے جسم اور میرے خیال نے تجھ کو سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور مرے ہاتھ

ہیں اور جو میں نے ان کے ساتھ اپنے پر زیادتی کی۔ اے عظیم، ہر بڑی بات میں تجھ پر امید کی جاتی ہے، بڑا گناہ معاف کر دے۔ میرے چہرے نے تجھے سجدہ کیا جسے تو نے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ بنائی۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا نَقِیًّا مِنَ الشِّرْکِ بَرِیًّا لَا کَافِرًا وَّلَا شَقِیًّا.

اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو پرہیزگار شرک سے پاک، نیک ہو، نہ کافر اور نہ ہی بد بخت ہو۔

پھر دوبارہ سجدہ کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

اَعُوْذُ بِرِضَائِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِعَفْوِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ اَعْفِرُ وَجْهِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقٌّ لِوَجْهِ سَیِّدِیْ اَنْ یُّعْفَرَ.

میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ تجھ سے تیری پناہ، میں تیری تعریف نہیں کر سکتا بس تو ایسا ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔ میں وہی کہتا ہوں، جو میرے بھائی حضرت داؤد نے فرمائی، میں اپنے آقا کے لیے مٹی میں اپنا چہرہ خاک آلودہ کرتا ہوں۔ اور چہرے کا حق یہ ہے کہ اپنے آقا کے سامنے خاک آلودہ ہو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر مبارک اُٹھایا تو میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں تھی۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے حمیرا! کیا تمہیں علم نہیں کہ یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اس شب کو اللہ رب العزت بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے مگر چھ اشخاص اس شب بھی محروم رہتے ہیں۔ (۱) شرابی (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (۳) زنا سے باز نہ آنے والا (۴) قاطع رحم (۵) چنگ ورباب بجانے والا (۶) چغل خور۔ ایک

روایت میں رباب بجانے والے کی بجائے مصور کا ذکر ہے۔

مقدر کی شب:

اس کو مقدر اور تقدیر کی شب بھی کہا جاتا ہے، حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ جب پندرہویں شعبان کی شب آتی ہے تو ملک الموت کے پاس ہر اس شخص کا نام تحریر کروا دیا جاتا ہے جس کا انتقال اس شعبان سے آئندہ شعبان تک ہونے والا ہوتا ہے انسان پودے لگاتا ہے، عورتوں سے شادی کرتا ہے، مکانات تعمیر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے اور ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے حکم کے انتظار میں ہوتا ہے۔



باب ۱۰۲

فضائل رمضان المبارک

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ.

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے''۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے والے لوگوں پر عشاء سے لے کر دوسری شب تک روزہ ہوتا تھا جس طرح کہ اسلام کے ابتدائی دور میں یہی رواج تھا۔

قبل از اسلام روزے:

علماء کرام کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ عیسائیوں پر بھی اسی طرح روزہ فرض کیا گیا تھا۔ کبھی تو روزوں کا مہینہ سخت گرمی اور کبھی شدید سردی میں آ جاتا جس کے وجہ سے انہیں سفر اور اپنے کاروبار میں بہت مشکل پیش آتی۔ چنانچہ ان کے بڑے جمع ہوئے اور باہم مل کر یہ طے کیا گیا کہ روزے سردیوں اور گرمیوں کے علاوہ سال کے کسی اور موسم میں رکھے جائیں، چنانچہ انہوں نے روزوں کے لیے بہار کا موسم مقرر کیا اور اپنے اس ہیر پھیر کے کفارہ کے طور پر دس روزوں کا اضافہ کر دیا، پھر ان کا ایک بادشاہ بیمار ہو گیا، اس نے نذر مانی کہ اگر وہ اس مرض سے صحت یاب ہو گیا تو ایک ہفتہ کے روزے مزید بڑھا دے گا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ صحت یاب ہوا اس نے لوگوں کے لیے ایک ہفتہ کے روزوں کا اضافہ کر دیا۔ جب یہ بادشاہ فوت ہوا اور دوسرا بادشاہ ان کا حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم پچاس روزے پورے کرو، پھر انہیں دو موتیں پہنچیں اور وہ جانوروں کی موت تھی تو اس بادشاہ نے کہا اپنے روزوں کو زیادہ کرو چنانچہ دس روزے ان روزوں میں مزید بڑھا دیئے گئے۔

مروی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہر اُمت پر رمضان کے مہینے کے روزے فرض کیے تھے لیکن وہ اس سے برگشتہ ہو گئے۔

امام بغوی کا فرمان:

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان مہینے کا نام ہے اور یہ رمضاء کے مصدر سے نکلا ہے جس کا مفہوم گرم پتھر کا ہے۔ عرب قبائل شدید گرمی کے موسم میں بھی روزے رکھتے تھے عرب قبائل نے جب مہینوں کے نام رکھے تو اس زمانہ میں رمضان نہایت گرمی میں آیا۔ چنانچہ انہوں نے اس مہینہ کا نام رمضان رکھ دیا ایک قول کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

روزوں کی فرضیت:

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے اور یہ دین کا ضروری رکن ہے، رمضان میں روزے رکھنے کا منکر کافر ہے۔ روزوں کے فضائل کے متعلق متعدد احادیث مبارکہ ہیں۔

رمضان کی پہلی شب:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی شب آتی ہے تو جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں اور پورا مہینہ کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ آواز دو۔ اے بھلائی کے طلب گارو آگے بڑھو۔ اے برائی کی خواہش مندو! پیچھے ہٹ جاؤ۔ پھر وہ کہتا ہے کہ ہے کوئی جو بخشش طلب کرے تا کہ اسے بخش دیا جائے، ہے کوئی مانگنے والا تا کہ وہ مانگے اور اسے دے دیا جائے ہے کوئی توبہ کرنے والا توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ اور صبح ہونے تک یہ ندا مسلسل آتی ہے اور اللہ تعالیٰ عید الفطر کی رات کو دس لاکھ ایسے بندوں کو بخش دیتا ہے جو عذاب کے حقدار ہوتے ہیں۔

افضل ترین رات:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض

قرار دیا ہے۔ اس ماہ کی راتوں کی عبادت نفلی ہے جس نے اس ماہ میں ایک نیکی کی اس نے دوسرے مہینے میں گویا فرض ادا کرنے کے برابر ہے اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ بھائی چارے اور ہمدردی کا مہینہ ہے اس میں ایمانداری کی روزی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک اس قابل نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو شکم سیر کروا کر کھانا کھلائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ! یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا کرے گا جو کسی روزہ دار کا روزہ دودھ کے گھونٹ یا پانی کے گھونٹ یا کھجور سے افطار کرائے گا اور جس نے کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ وہ اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا اور اسے بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اول حصہ میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخری حصہ میں جہنم سے نجات ہے جس نے اس مہینہ میں اپنے غلام یا خادم سے کام لینے میں کمی کی اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے چھٹکارا دے گا۔ اس ماہ میں چار کام کثرت سے کرو۔ ان میں سے دو کاموں سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو گے اور دو کاموں کے بغیرہ چارہ کار نہیں ہے۔ ان میں دو کام لا الہ الا اللہ کا کثرت سے ورد اور استغفار ہے۔ دو کام جنت کے لئے التجا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کے لیے رکھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کا ہر عمل اسی کے لیے ہے ماسوائے روزہ کے کیونکہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا یہ کس قدر خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عبادت کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے اور اسے اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کو رمضان کے مہینہ میں پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو اس سے قبل کسی اُمت کو نہیں عطا کی گئیں۔

(۱) روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔

(۲) افطاری تک ان کے لیے فرشتے بخشش کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

(۳) اس مہینہ میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(۴) روزانہ اللہ تعالیٰ جنت کو سنوارتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے میرے نیک بندے بہت جلد اس میں داخل ہوں گے۔

(۵) ان سے دکھ اور تکلیف ختم کر دی جائے گی۔

اور اس ماہ کی آخری شب کو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا اس سے لیلۃ القدر مراد ہے؟ ارشاد فرمایا، نہیں مگر کام کرنے والا کام مکمل کرنے کے بعد اپنا اجر حاصل کرتا ہے۔



باب ۔۱۰۳

فضائل لیلۃ القدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے کندھے پر ہزار مہینے ہتھیار اُٹھائے تھے۔ سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سُن کر حیرت ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیے ایسی نیکی کی خواہش فرمائی اور کہا، اے پروردگار! میری اُمت کی عمریں تُو نے تمام اُمتوں سے کم رکھی ہیں اور اعمال میں تمام اُمتوں سے کم کیا ہے اس پر اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ بنی اسرائیل کے اس شخص نے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہتھیار اُٹھائے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو اس لمبے عرصے کے مقابلے میں ایک رات عطا کی گئی یہ عظیم نعمت (یعنی لیلۃ القدر) اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے۔

ہزار مہینوں سے افضل رات:

ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی کا نام شمعون تھا، اس نے پورے ایک ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا نمدہ (پسینہ سے) خشک نہ ہوا، اسے اللہ تعالیٰ نے جو قوت اور دلیری عطا فرمائی تھی اس کی بناء پر اس نے دشمنوں کو مغلوب کیا اور وہ اس سے بہت تنگ آ گئے اور انہوں نے اس کی بیوی کی طرف ایک قاصد بھیجا اور اس کی بیوی کو یقین دہانی کرائی اگر تو اسے قید کر لے تو ہم تمہیں سونے کا بھرا ہوا تھال پیش کریں گے۔ چنانچہ اس عورت نے کھجور کے پتوں سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں سے اسے باندھ دیا جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو رسوں میں جکڑے ہوئے پایا تو اس نے بیوی سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں تمہاری قوت کا اندازہ کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے جسم کو حرکت دے کر

تمام رسوں کو توڑ دیا۔ جب مخالفوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے عورت کے پاس زنجیریں بھیجیں عورت نے اسے زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اس نے پہلے کی طرح زنجیروں کو بھی توڑ دیا۔ اس کے بعد شیطان ان کے مخالفوں کے پاس آیا کہ اس کی بیوی سے کہو کہ خود اس سے پوچھے کہ وہ کونسی چیز ہے جسے وہ توڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عورت سے رابطہ قائم کیا عورت نے اس سے پوچھ لیا وہ کون سی چیز ہے جو تم نہیں توڑ سکتے اس نے کہا یہ میرے لمبے بال ہیں ان میں وہ جو طویل ہیں جو زمین پر گھسٹتے چلے جاتے ہیں وہ اٹھارہ تھے جب وہ سو گیا تو عورت نے چار گیسوؤں سے اس کے ہاتھ اور چار سے اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ کافر آئے اور پکڑ کر لے گئے اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے جو چار سو ہاتھ بلند تھی اس قدر اس کا طول اور عرض تھا اس میں ایک ستون تھا جس سے باندھ کر اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے اس پر اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کی کہ اے اللہ! مجھے یہ بندھن توڑنے کی اجازت دے جو قبول ہوئی اس نے اس ستون کو ہلا کر چھت ان پر گرا دی اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور وہ ان کافروں میں سے بچ کر چلا آیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ بات سُن کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا اُس جیسا ثواب ہمیں بھی حاصل ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس بارے میں نہیں جانتا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تو اللہ رب العزت کی طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا ہوئی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔

فرشتوں کی دُعا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب شب قدر آتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور جو بھی بندہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کی بخشش کی دُعا مانگتے ہیں۔

فرشتوں کی عبادت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں لاتعداد فرشتے زمین پر اترتے ہیں اوران کے نزول کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ تب بکثرت انوار چمکتے ہیں اور عظیم تجلیات ہوتی ہیں جس میں ملک عظیم عیاں ہوجاتا ہے اس میں مختلف درجات پر لوگ فائز ہوتے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جن پر زمین و آسمان کے حجابات ظاہر ہوجاتے ہیں اور جب ان پر آسمانوں کے حجابات منکشف ہوتے ہیں تو وہ آسمانوں میں فرشتوں کو ان صورتوں میں دیکھتے ہیں جن میں وہ مشغول عبادت ہوتے ہیں، بعض قیام میں، بعض قعود میں، بعض رکوع میں، بعض سجدہ میں، بعض ذکر میں، بعض شکر میں اور بعض تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں۔

جنت کا مشاہدہ:

بعض لوگوں پر جنت کے احوال کا مکاشفہ ہوتا ہے اور وہ جنت کے محلات، گھر، حوریں، نہریں، درخت اور جنت کے پھل وغیرہ دیکھتے ہیں اور عرش اعظم کا نظارہ کرتے ہیں، جو کہ جنت کی چھت ہے، انبیاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کے مقامات دیکھتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی آنکھوں سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ پروردگار عالم کے جمال کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھ پاتے۔

لیلۃ القدر میں عبادت کا اجر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے ماہ رمضان کی ستائیسویں شب، صبح ہونے تک عبادت میں گزاری وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے ابا جان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام کی طاقت نہیں رکھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ تکیے نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہِ رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے شب قدر جاگ کر گزاری اور اس میں دو رکعت (نفل) نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے اسے اپنی رحمت میں جگہ عطا فرماتا ہے اور جبرائیل علیہ السلام اس پر اپنے پروں کو پھیرتے ہیں اور جس پر جبرائیل (علیہ السلام) اپنے پر پھیر دیں اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔



باب ۔۱۰۴

فضائل عید الفطر

ماہ شوال کے پہلے دن کا نام عید الفطر ہے جب کہ دس ذی الحجہ عید الاضحیٰ کا دن ہے، یہ دونوں دن اس لیے عید کے کہلاتے ہیں کہ اس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت یعنی رمضان المبارک کے مہینے کے فرض روزوں اور حج سے فارغ ہوئے اور اللہ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کی بجا آوری کی خوشی میں عید منائی انہوں نے (عید الفطر کے بعد) شوال کے چھ روزے رکھے اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تیاری کی چونکہ یہ دن ہر سال بعد لوٹ کر آتا ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے اور اس کے لوٹ آنے سے چونکہ خوشیاں لوٹ آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بار بار ہوتا ہے اس لیے ان تمام توجیہات میں عود کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

پہلی عید الفطر:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲ھ میں پہلی نماز عید الفطر ادا فرمائی اور پھر کبھی اسے نہیں چھوڑا اس لیے یہ سنت مؤکدہ ہے۔

یوم عید کی عبادت کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تکبیروں سے اپنی عیدین کی آرائش کرو۔ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص عید کے روز تین سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی ارواح کو اس کا ثواب ہدیہ کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور اس کا جب انتقال ہوگا تو اس کی قبر میں (بھی) اللہ رب العزت ایک ہزار انوار داخل کرے گا۔

شیطان کا رونا:

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے شیطان ہر عید پر نوحہ اور ماتم کرتا ہے اور اس کے ہمنوا شیطان اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور پوچھتے آقا آپ کیوں رو رہے ہیں وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو بخش دیا تم انہیں شہوت اور نفسانی لذتوں میں مشغول کر کے ہر دینی کام سے غافل کر دو۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور اسی دن درخت طوبیٰ کو کاشت کیا۔ وحی کے لیے جبرائیل کو عید کے دن منتخب کیا۔ فرعون کے جادوگروں کو اس دن توبہ قبول فرمائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے ثواب کے لیے عید کی رات کو قیام کیا (یعنی عبادت الٰہی کی) تو اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن کہ تمام دل مر جائیں گے۔

رضائے الٰہی کی دولت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو پرانے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو رو پڑے بیٹے نے کہا ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹا اس لیے کہ آج عید کے دن تجھے لڑکے اس حال میں دیکھیں گے تو تمہارا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے کہا دل تو اس کا ٹوٹتا ہے جسے رضائے الٰہی نصیب نہ ہو۔ یا وہ ماں باپ کا نافرمان ہو اور مجھے یقین کامل ہے آپ کی رضا سے اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوگا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اپنے بیٹے کو گلے سے لگالیا اور اس کے لیے اللہ کے حضور دعا کی۔ اس ضمن میں کسی شاعر کا کہنا ہے۔

قَالُوْا غَدًا الْعِيْدُ مَاذَا اَنْتَ لَابِسُهٗ

قُلْتُ خِلْعَةَ سَاقٍ عَبْدَهُ الْجُرَعَا

انہوں نے کہا کل عید ہے تم کیا پہنو گے؟ میں نے کہا وہی پرانا لباس جو بندے کو یک دم ملا تھا۔

فَقْرٌ صَبْرٌ ثَوْبَانِ بَيْنَهُمَا
قَلْبٌ يَرىٰ رَبَّهُ الْاَعْيَادَ وَالْجُمَعَا

فقر، صبر دو کپڑے ہیں ان کے درمیان دل ہے جو عیدین اور جمعہ کے دن کو اپنے پروردگار کے زیارت کرتا ہے۔

اَلْعِيْدُ لِيْ مَاءٌ تَمَّ اِنْ غِبْتَ يَا اَمَلِيْ
وَالْعِيْدُ اِنْ كُنْتَ لِيْ مَرْاٰىً وَمُسْتَمِعَا

اگر میرا مطلب غائب ہو تو پھر میری عید کیسی؟ اگر تو میرے سامنے اور سننے والا ہے تو میری عید ہی عید ہے۔

مروی ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو زمین پر اترتے ہیں اور گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں مگر ان کی آواز جن و انس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اپنے پروردگار کی طرف آؤ وہ تمہیں سب کچھ عطا کرے گا اور تمہارے سب گناہ معاف فرما دے گا۔ جب عید کی نماز کے لیے مسلمان جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے مزدور کی مزدوری کیا ہے جس نے کام کیا ہو وہ کہتے ہیں کہ اسے پورا عوضانہ یعنی بدلہ دیا جائے تب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم گواہ رہنا میں نے ان کا ثواب اپنی رضا سے عطا کیا اور ان کو بخش دیا۔

☆☆☆

باب ۔۱۰۵

فضیلت عشرہ ذی الحجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اور (کوئی) دن ایسے نہیں ہیں کہ جن میں اللہ رب العزت کو عمل ان ایام یعنی ذی الحجہ کے دس ایام کے عمل سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد بھی ایسا نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی مگر یہ کہ انسان اپنا مال اور جان لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ بھی سلامت نہ لایا۔

پسندیدہ ایام:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ان دنوں سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس ایام سے افضل کوئی دن نہیں ہے، پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے دن بھی ایسے نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے دن بھی ان جیسے نہیں مگر جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا زخمی ہو گیا اور وہ خود بھی زخمی ہو گیا۔

بے شمار اجر وثواب:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک جوان جو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ سنا کرتا تھا۔ اسے جب ذی الحجہ کا چاند نظر آیا تو اس نے روزہ رکھ لیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلوا کر پوچھا کہ تجھے کس نے اس بات کے لیے تیار کیا تو نے روزہ رکھ لیا؟ اس

نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ حج وقربانی کے ایام ہیں، ہوسکتا ہے کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں شامل فرمالے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیرے ہر دن کے روزہ کا ثواب ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور ایک سو اونٹوں کی قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے گئے سو گھوڑوں کے ثواب کے برابر ہے۔ جب ذی الحجہ کا آٹھواں دن ہوگا تو اس دن کے روزہ کا اجر تجھے ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار اونٹوں کی قربانی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری کے لیے ہزار گھوڑے دینے کے برابر عطا ہوگا۔ جب ذی الحجہ کا نواں دن ہوگا تو اس دن روزے کا ثواب تجھے دو ہزار غلاموں کو آزاد کرنے، دو ہزار اونٹوں کی قربانی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں سواری کے لیے دو ہزار گھوڑے دینے کے برابر ثواب عطا ہوگا۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کی نویں کا روزہ دو برس کے روزوں کے مساوی اور عاشورہ کا روزہ ایک برس کے روزہ کے مساوی ہے۔

مفسرین کرام اس آیت کریمہ:

وَوَاعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ تیس راتوں کا وعدہ کیا اور یہاں اس کو دس سے پورا کیا۔ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن مہینوں میں سے چار مہینے اور عورتوں سے چار عورتیں پسند فرمائی ہیں۔ چار آدمی جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور چار آدمیوں کی جنت از خود مشتاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دنوں میں سے پہلا دن جمعہ کا ہے اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں جب کوئی اللہ سے دنیا یا آخرت کے متعلق دعا کرتا ہے تو وہ پوری ہو جاتی ہے۔ دوسرا نویں ذی الحجہ کا یعنی عرفہ کا دن اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے جاؤ دیکھو میرے بندے بکھرے بال غبار آلود چہرے مال خرچ کر کے مشقت برداشت کر کے حاضر ہوئے ہیں۔ تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا۔

تیسرا دن قربانی کا ہے۔قربانی سے بندہ قرب الٰہی طلب کرتا ہے جونہی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ بندے کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چوتھا عید الفطر کا دن ہے۔جس دن روزے رکھنے کے بعد نماز عید کے لیے بندے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے ہر مزدور اپنی مزدوری مانگتا ہے میرے بندوں نے پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اب عید کے لیے نکلے ہیں وہ مزدوری مانگتے ہیں تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا اور پکارنے والا کہتا ہے اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم واپس جاؤ۔اللہ نے تمہاری برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مہینے:

اللہ کے چار پسندیدہ مہینے یہ ہیں۔رجب جو تنہا یعنی علیحدہ مہینہ ہے۔ذی القعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام۔

بلند مرتبہ شخصیات:

بارگاہ الٰہی میں جن عورتوں کا مقام ہے وہ یہ ہیں۔

سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔ کیونکہ آپ سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں۔فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔سیدہ فاطمہ بنت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار قوموں میں سبقت لے جانے یعنی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سب سے اول پہل کی۔

(۱) عربوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) اہلِ فارس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) اہلِ روم میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) اہل حبشہ میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنت جن کی مشتاق ہے:

وہ چار شخصیات جن کی جنت مشتاق ہے یہ ہیں۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کے تکالیف پر صبر کرنے کے مساوی اجر عطا فرماتا ہے۔ اور جو یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کو روزہ رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مساوی اجر عطا فرماتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بھی روایت ہے کہ یوم عرفہ کو اللہ رب العزت اپنی رحمت وسیع کر دیتا ہے اور اس دن سے زیادہ کسی بھی دن لوگوں کو آگ سے آزاد نہیں کیا جاتا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے یوم عرفہ کو دنیا یا آخرت کی حاجت کی دعا کی تو اس کی حاجت اللہ رب العزت پوری فرما دیتا ہے اور یوم عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ ایک برس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ دن دو عیدین کے مابین ہے اور عیدین مسلمانوں کے لیے خوشی کے دن ہوتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں کہ ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

یوم عاشورہ عیدین کے بعد ہوتا اس لیے اس کا روزہ ایک برس کے گناہوں کے کفارہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عاشورہ کا دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھا اور عرفہ کا دن حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔



باب ۔۱۰۶

فضائل عاشورہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ اس دن تم کیوں روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا، یہ دن ایسا ہے کہ جس میں اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غالب فرمایا تھا اس لیے ہم تعظیم کے طور پر اس دن کا روزہ رکھتے ہیں اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری نسبت ہم زیادہ قریب ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عاشورہ کی خصوصیت:

عاشورہ کے دن کے ساتھ بہت سی باتیں مخصوص ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اس دن ان کی ولادت ہوئی۔ اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی دن عرش، کرسی، آسمان و زمین، سورج، چاند، ستارے اور جنت پیدا ہوئے۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات ملی اور فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہوئے۔ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن وہ آسمان پر اٹھالیے گئے۔

اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑی سلطنت عطا ہوئی۔ اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس ہوئی۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دور ہوئی اسی دن زمین پر آسمان سے پہلی بارش ہوئی۔ اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ اس دن کا روزہ رمضان سے پہلے فرض تھا۔ مگر رمضان شریف کے بعد روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ تشریف لائے تو اس کی تاکید کی اور آخری عمر میں فرمایا: اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نو اور دس محرم کو روزہ رکھوں گا۔ مگر آپ اسی سال ہی وصال فرما گئے اور نویں کے سوا روزہ نہ رکھ سکے۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن یعنی نویں، دسویں اور گیارہویں محرم کے دنوں میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا جیسا کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس دن سے ایک دن قبل اور ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہودیوں کے طریقہ کی مخالفت کرو اس لیے کہ وہ ایک ہی دن کا روزہ رکھتے تھے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے جس نے عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر فراخی کی اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال فراخی اور برکت عطا فرماتا ہے۔

طبرانی کی ایک منکر روایت ہے اس دن کا صدقہ ایک درہم سات لاکھ درہم کے برابر ہے۔ جس نے اس دن سرمہ لگایا اس کی آنکھیں سال بھر دکھنے سے محفوظ رہیں گی جس نے اس دن غسل کیا وہ بیمار نہ ہوگا۔ یہ حدیث من گھڑت ہے۔

حاکم نے تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے۔ ابن قیم نے کہا اس دن سرمہ لگانے والے، دانے بھونے تیل لگانے اور خوشبو وغیرہ لگانا عاشورہ کے دن یہ سب حدیثیں جھوٹی اور جھوٹوں کی وضع کردہ ہیں۔

یاد رہے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسی دن ہوئی اس شہادت کی بدولت آپ کے درجات بلند ہوئے۔ جو شخص ان کی مصیبت کو یاد کرے وہ صرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے، تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.

یہی ہیں جن پر ان کے اللہ کی طرف سے درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس بات کا خاص طور پر خیال رہے کہ کہیں روافض کی بدعتوں میں مشغول نہ ہو جانا جس طرح کہ وہ لوگ اور ان کی پیروی کرنے والے رونے، پیٹنے اور غم کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ یہ کام اہل ایمان کے اخلاق سے تعلق نہیں رکھتے اگر یہ باتیں پسندیدہ ہوتیں تو ان کے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کا دن ان باتوں کا بدرجہ اولیٰ حقدار ہوتا اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہی سب سے اچھا مدد کرنے والا ہے۔



باب ۔ ۱۰۷

فضائل ضیافت فقراء

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مہمان کے لیے تکلف نہ کرو ورنہ تم اسے دشمن سمجھو گے اور جس نے مہمان کو دشمن جانا اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا اللہ تعالیٰ نے اس کو دشمن جانا۔

سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس میں مہمان نوازی نہیں اس کے پاس خیر و برکت نہیں۔

اخلاق کی بات:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کے پاس بہت سے اونٹ اور گائیں تھیں لیکن اس نے مہمان نوازی نہ کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرے جس کے پاس چھوٹی چھوٹی بکریاں تھیں اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایک بکری ذبح کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دو کو دیکھو، اخلاق (تو) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے (جسے چاہے اچھے اخلاق سے نوازے)۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں ایک مہمان آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (مجھ سے) فرمایا، فلاں یہودی کے پاس جا کر کہو کہ میرا مہمان آیا ہے۔ ماہ رجب تک کے لیے کچھ آٹا مجھے قرض دے دو۔ یہ پیغام سن کر یہودی نے کہا، میں کچھ رہن رکھے بغیر ان کو کچھ نہیں دوں گا۔ یہ بات میں نے واپس جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، واللہ! میں آسمانوں اور زمین میں امین ہوں، اگر وہ مجھے قرض دیتا تو میں ضرور ادا کر دیتا جاؤ میری زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معمول:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب آپ کے ساتھ کوئی کھانے والا مہمان نہ ہوتا تو آپ ایک دو کلومیٹر تک مہمان کی تلاش کے لیے نکل جایا کرتے تھے اسی لیے آپ کی کنیت ابوالضیفان یعنی مہمان نوازی تھی اور آپ کی صدق نیت کی بدولت مکہ مکرمہ میں آج تک آپ کی ضیافت جاری ہے کوئی ایسی رات نہ گزری تھی کہ آپ کے پاس تین سے دس تک مہمان نہ ہو۔ بعض اوقات سو سو مہمان ہوتے کوئی رات ایسی نہ تھی جب آپ کے ہاں کوئی مہمان نہ ہو۔

ایمان کی علامت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا ایمان کیا ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہوں کے کفارہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا کفارہ ہے اور بلندی درجات کے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں، نماز تہجد ادا کرنا۔ حج مبرور کے بارے میں سوال کے متعلق فرمایا کھانا کھلانا اور خوش کلامی۔

رحمت کے فرشتے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جس گھر میں مہمان نہیں آتے وہاں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے الغرض مہمان اور کھانا کھلانے کے فضائل کے متعلق بے شمار روایات ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

لِمَ لَا اُحِبُّ الضَّیْفَ اَوْ

اَرْتَاحُ مِنْ طَرَبِ اِلَیْهِ

میں مہمان کو کیوں نہ محبوب جانوں اور اس کی خوشی سے راحت کیوں نہ محسوس کروں۔

وَالضَّیْفُ یَاْکُلُ رِزْقَهٗ

عِنْدِیْ وَیَشْکُرُلِیْ عَلَیْهِ

وہ میرے پاس اپنا رزق کھاتا ہے اور اس پر میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔

عقلمندوں کا کہنا ہے احسان تب مکمل ہوتا ہے کہ پر مسرت چہرے کے ساتھ خوش

کلامی سے گفتگو ہو اور ملاقات میں نوازش ظاہر ہوتی ہے۔ ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

اُضَاحِکُ ضَیْفِیْ قَبْلَ اَنْزَالِہٖ رَحْلَہٗ !
وَیَخْصِبُ عِنْدِیْ وَالْمَحَلُّ جَدِیْبٌ

میرا مہمان سواری سے اترنے سے قبل ہی مجھے خوش کر دیتا ہے اور قحط سالی کی جگہ مجھے شادابی گھیر لیتی ہے۔

وَمَا الْخَصْبُ لِلْاَضْیَافِ فِیْ کَثْرَۃِ الْقِرَای
وَلٰکِنَّھَا وَجْہُ الْکَرِیْمِ خَصِیْبٌ !

اکثر مہمانی میں شادابی نہیں ہوتی لیکن کریم کا چہرہ پھر بھی شاداب یعنی کھلا رہتا ہے۔

نیکوکاروں کی دعوت کرو:

دعوت دینے والے کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ فاسق وفاجروں کی بجائے پرہیز گاروں کو دعوت دے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''نیک کے کھانے کے علاوہ کسی کا کھانا نہ کھاؤ اور کھانا نیک ہی کو کھلاؤ''۔

''دعوت میں مالداروں کی بجائے فقراء کو بلاء''۔

''بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں فقیروں کی بجائے امراء کو بلایا جائے''۔

جب ضیافت کی جائے تو دعوت دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو بھی دعوت میں شریک ہونے کے لیے مدعو کرے اگر انہیں نظر انداز کیا جائے تو یہ صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی ہوگا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ دوستوں کو بھی دعوت دے اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو اس سے اجنبیت اور غیریت پیدا ہوگی۔ علاوہ ازیں دعوت میں تکبر اور غرور کا سایہ نہ پڑنے پائے بلکہ مقصود یہ ہو کہ میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق عمل کر رہا ہوں اور بھائیوں میں بھائی چارہ کا اضافہ کر رہا ہوں لہٰذا اس طرح سے کھانا کھلا کر مسلمانوں کے دلوں میں بھائی چارہ اور مسرت پیدا کرنے کا یہی نتیجہ نکلتا ہے جو دعوت قبول کرنے میں تکلیف محسوس کرے اسے نہ بلایا جائے اور ایسے شخص کو بھی نہ بلایا جائے جس کی بدولت حاضرین کو تکلیف ہو صرف اسے

دعوت دی جائے جس کے بارے میں پتہ ہو کہ وہ اسے قبول کرے گا۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے، جس نے کسی ایسے شخص کو بلایا جو اسے ناپسند کرتا ہے تو اس پر گناہ ہے اور جس کو دعوت دی گئی اس نے باوجود ناپسندیدگی کے اس کی دعوت قبول کر لی تو اس پر دوگنا گناہ ہے اس لیے کہ وہ اس دعوت کا انعقاد کرنے والے نے باوجود ناپسندیدگی کے اسے لاگھسیٹا ہے۔ اگر وہ اس بات کو جانتا تو وہ اس کو کبھی بھی کھانا نہ کھلاتا، پرہیزگار کو کھانا کھلانا گویا اس کی عبادت میں تعاون کرنا ہے جب کہ بُرے آدمی کو کھلانا اس کی برائی کو تقویت پہنچانا ہے۔

تقویٰ کی بات:

ایک درزی نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ میں بادشاہوں کے لباس سیتا ہوں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان کے ظلم کے مددگاروں میں میرا بھی شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں، ان کے ظلم کی اعانت کرنے والے تو وہ ہیں جو تیرے پاس کپڑا فروخت کرتے ہیں اور سوئی وغیرہ، بہر حال تم توبہ کرو۔

سُنت نبوی:

دعوت قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے بلکہ بعض مرتبہ تو اسے واجب میں شمار کیا گیا ہے۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اگر مجھے گائے یا بکری کی چھوٹی سی ران کی بھی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا اور مجھے جانور کی دستی بطور ہدیہ دی جائے تو میں قبول کرلوں گا۔

''احیاء علوم الدین'' وغیرہ میں دعوت قبول کرنے کے ضمن میں پانچ آداب کا بیان کیا گیا ہے۔



باب ۔۱۰۸

جنازہ اور قبر

ہر دیکھنے والے کے لیے جنازے عبرت کا باعث ہوتے ہیں عقل مندوں کے لیے اس میں (موت کی) یاددہانی اور انتباہ ہوتا ہے لیکن غافل لوگوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ اس طرح کے دیکھنے سے ان کے دلوں کی سختی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا یہ گمان ہوتا ہے کہ ہم اسی طرح دوسروں کے جنازے دیکھتے رہیں گے وہ یہ خیال نہیں کرتے آخر کار ایک دن ان کو بھی اسی طرح اُٹھایا جائے گا یا وہ اس کے متعلق غور وفکر کریں مگر قربت کے باوجود وہ ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی اس بارے میں سوچتے ہیں کہ جو لوگ آج جنازوں کی شکل میں لیجائے جا رہے ہیں وہ بھی ان کی طرح حساب کتاب میں مشغول رہتے تھے لیکن ان کے تمام حساب ختم ہو گئے اور ان کی میعاد بھی بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ اس لیے اگر کوئی شخص جنازے کو دیکھے تو یہ گمان کرے کہ وہ بھی جلد اسی طرح اُٹھا کر لے جایا جائے گا وہ تو آج جا رہا ہے یہ بھی کل یا پرسوں اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جب بھی جنازہ دیکھتے تو فرماتے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، حضرت مکحول الدمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کو جاؤ اور ہم آئندہ شام کو آنے والے ہیں۔ یہ زبردست نصیحت ہے اور غفلت کو ختم کرنے والی بات ہے پہلا چلا جاتا ہے اور دوسرا اس حال میں رہتا ہے کہ اس میں عقل نہیں ہوتی۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی جنازہ ایسا نہیں کہ جس میں

نہیں شریک ہوا اور میرے نفس نے مجھے ایسی باتوں میں مشغول نہ رکھا جو اس کے انجام کار اور جو کچھ میرے ساتھ ہوگا اس سے علاوہ تھیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی کا جب انتقال ہوا تو آپ روتے ہوئے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے اور فرمایا، واللہ! میری آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوں گی جب تک مجھے یہ علم نہ ہو جائے کہ میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟ اور مجھے زندگی بھر اس کا علم نہ ہو سکے گا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور سب کو غمزدہ دیکھ کر یہ نہیں جان سکتے کہ ہم تعزیت کس سے کریں۔

جنازوں میں شرکت کرنے والے:

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں میں جاتے تو ہر شخص کو کپڑا لپیٹے روتا دیکھتے، واقعی وہ لوگ موت سے بہت خوفزدہ ہوتے تھے مگر آج ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو جنازوں میں شریک ہوتے ہیں مگر ان میں سے اکثر ہنستے رہتے ہیں، لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کی میراث کی باتیں کرتے اور اس کے ورثاء کی باتیں کرتے ہیں اور مرنے والے کے رشتہ دار ایسے طریقوں کی تلاش میں ہوتے ہیں جس کے ذریعہ وہ اس کے چھوڑے ہوئے مال سے کچھ حاصل کر سکیں اور ان میں سے کوئی بھی اپنے جنازے کے بارے میں نہیں سوچتا کہ جب وہ بھی اسی طرح اٹھایا جائے گا اس بارے میں وہ غور وفکر نہیں کرتا۔

اس غفلت کی وجہ ان کے دلوں میں سختی ہے جو گناہوں اور نافرمانیوں کی کثرت سے پیدا ہوئی ہے یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ، قیامت اور ان وحشت ناکیوں کو بھی بھول گئے ہیں جو ہمیں پیش آنے والی ہیں، ہم لہو ولعب میں مشغول ہو گئے جو ہمارے لیے فضول ہیں، پس ہم اللہ سے اس غفلت سے بیداری کی دعا مانگتے ہیں کیونکہ جنازوں کے شرکاء کی سب سے اچھی عادت یہ ہے کہ وہ جنازوں میں میت پر روئیں حالانکہ اگر انہیں عقل ہوتی تو وہ میت کی بجائے اپنی حالت پر روتے۔

حضرت ابراہیم الزیات رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو مردہ پر ترس کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا اگر تم میت کی بجائے اپنے آپ پر ترس کھاتے تو تمہارے لیے اچھا تھا کیونکہ اس نے تین وحشت ناکیوں سے نجات حاصل کر لی ہے۔

(۱) اس نے عزرائیل (علیہ السلام) چہرہ دیکھ لیا ہے۔

(۲) موت کی تلخی کا ذائقہ چکھ چکا ہے۔

(۳) اپنے آخری انجام کو پہنچ گیا ہے۔

جناب ابو عمرو بن علاء کا قول ہے کہ میں جریر کے ہاں بیٹھا ہوا تھا، وہ اپنے کاتب کو اشعار املا کروا رہے تھے۔ ایک جنازہ آیا تو انہوں نے فرمایا ان جنازوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

تَـرُوِّعُـنَـا الْـجَـنَـائِزُ مُـقْبِلاتٌ

وَنَـلْـهُـوْ حِيْـنَ تَـذْهَـبُ مُـدْبِـرَاتٌ

جنازے ہمیں آتے ہوئے خوف زدہ کرتے ہیں اور جب وہ چلے جاتے ہیں تو ہم پھر غافل ہو جاتے ہیں۔

كَـرَوْعَةِ ثُـلَّةٍ لِـمَـغَـارِ ذِئْـبٍ !

فَـلَـمَّـا غَـابَ عَـادَتْ رَاتِـعَـاتٌ

بھیڑیئے کی غار کو دیکھ کر خوف آتا ہے لیکن جب بھیڑیا غائب ہو تو بھیڑیں بے خطر چرنے لگتی ہیں۔

جنازہ میں شرکت کے آداب:

جنازہ میں شرکت کرنے کے یہ آداب ہیں۔

غور وفکر کرے اور اس کے ساتھ اگلے لوگوں کے ساتھ ہو۔ ان آداب کو بجالائے جن کا ذکر فقہ نے کیا ہے۔ مردے کے بارے میں حسن ظن رکھتے خواہ وہ فاسق ہی ہو اپنے آپ پر بدظن رہے چاہے ظاہری طور پر نیک ہو حقیقت حال سے کوئی آگاہ نہیں۔

حضرت عمر بن ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک پڑوسی فوت ہو گیا وہ سخت بُرا آدمی تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کا جنازہ نہ پڑھا مگر یہ آئے اور انہوں نے جنازہ پڑھا جب اسے قبر میں رکھا گیا تو انہوں نے قبر پر کھڑے ہو کہا، اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے تو نے عمر بھر اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور سجدہ میں اپنے چہرے کو رکھا۔ لوگ کہتے ہیں تو گنہگار ہے ہم میں سے کون ہے جو گنہگار نہیں؟

بخشش کا راز:

ایک شخص جو کہ انتہائی گنہگار تھا اور بصرہ کے نزدیک رہتا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے جنازے کو اٹھانا تو درکنار کسی نے ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کیا ایسی حالت میں اس کی بیوی نے مزدور کرائے کے لیے وہ جنازہ اٹھوا کر قبرستان میں لے گئی۔ قبرستان کے قریب پہاڑوں میں ایک زاہد رہتا تھا جس کی عبادت کا بہت شہرہ تھا جنازہ رکھنے سے پہلے وہ جنازہ پڑھانے کا منتظر تھا جب اس زاہد کے جنازہ پڑھانے کی خبر پہنچی تو لوگ جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے۔ انہوں نے اس زاہد کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی۔ لوگوں کو زاہد کے اس فعل پر سخت حیرانی ہوئی انہوں نے جنازہ کے بارے میں اس سے سوال کیا تو اس نے بتایا کہ مجھے خواب میں یہ حکم ملا فلاں جگہ جاؤ وہاں جنازہ آ رہا ہے اس کے ساتھ صرف ایک عورت ہے جس کا جنازہ ہے وہ مغفور ہے۔ اس بات پر لوگوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہوا۔ اس کی بیوی سے اس کے حالات معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ درست ہے کہ یہ شرابی اور شراب خانے میں ساری عمر گزاری مگر اس میں ایک صفت تھی کہ صبح جب یہ مدہوش نہ ہوتا تو باوضو جماعت کے ساتھ نماز فجر ادا کرتا تھا۔ دوسرے اس کے گھر میں یتیم

بچے رہتے تھے جن سے اپنے بچوں جیسا سلوک کرتا تھا۔ تیسرے رات کو جب ہوش آتا تو خوب روکر اللہ کے حضور التجاء کرتا یا اللہ مجھ خبیث سے جہنم کے کونے کو پُر کرے گا۔ جب یہ راز کھل گیا تو زاہد خاموشی سے واپس چلا گیا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو قبر اور مصائب کو نہ بھولے۔ دنیاوی زیب وزینت کو ترک کردے فانی چیزوں پر دائمی چیزوں کو ترجیح دے آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہ کیا۔ خود کو اہل قبور ہی میں شمار کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ قبرستان کے نزدیک رہائش رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں اہل قبرستان کو اچھے اور سچے پڑوسی خیال کرتا ہوں جو زبانیں بند رکھتے ہیں اور آخرت کی یاددلاتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب قبروں میں کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی اس بارے میں آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا بیان کرتے ہوئے نہیں روتے مگر قبروں پر کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اگر قبر والا اس سے خلاصی حاصل کرلیتا ہے تو اس کے بعد کی منازل اس کے لیے آسان ہوجاتی ہیں اور اگر اس نے اس سے خلاصی حاصل نہیں کی تو پھر بعد کی منازل مزید زیادہ سخت ہوتی ہیں۔

منقول ہے ہے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبرستان کو دیکھ کر اپنی سواری سے نیچے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے پہلے تو کبھی اس طرح نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا، میں نے اہل قبرستان اور اس چیز کو یاد کرکے جوان کے اور میرے مابین

حائل کی گئی ہے تو میں نے اس بات کو اچھا جانا کہ میں پروردگار عالم کی قربت حاصل کرنے کی غرض سے دو رکعت نماز ادا کروں۔

قبر کا کلام:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر سب سے پہلے انسان سے یہ کہتی ہے کہ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں تنہائی اور اندھیرے کا مسکن ہوں، تیرے لیے میں نے یہی کچھ تیار کر رکھا ہے تُو میرے لیے کیا تیاری کر کے آیا ہے؟

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا تو وہ دن میرے فقر کا دن ہوگا۔



باب ۔۱۰۹

عذابِ دوزخ کا ڈر

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دُعا اکثر فرمایا کرتے تھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

''اے پروردگار! ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا''۔

دو چیزیں نہ بھولو:

ابو یعلیٰ نے روایت تحریر کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا، دو عظیم چیزوں جنت اور دوزخ کو فراموش نہ کرو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روئے حتیٰ کہ آنسو جاری ہو گئے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک کے دونوں پہلو تر ہو گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آخرت کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو تم مٹی پر چلتے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے۔

دوزخ کی کیفیت:

طبرانی اوسط میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایسے وقت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جس وقت میں وہ کبھی نہیں آیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، جبرائیل کیا وجہ ہے کہ تمہارا رنگ اڑا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ

تعالٰی نے دوزخ کو دھکانے کا حکم دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جبرائیل جہنم کے بارے میں بتاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالٰی نے دوزخ کا دھکانے کا حکم دیا تو ہزار سال تک آگ جلائی گئی۔ حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی پھر حکم ہوا تو ہزار برس تک آگ جلائی گئی۔ حتیٰ کہ سرخ ہوگئی۔ پھر حکم ہوا تو ہزار برس تک جلائی گی۔ حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اندھیرا ہے اس کے شرارے اسے روشن نہیں کرتے اور اس کے شعلے بجھتے نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر دوزخ میں سے ایک سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ ہو جائے تو زمین کا ہر ذی روح مر جائے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر دوزخ کا داروغہ اہل دنیا کے سامنے رونمائی کرے اس کے چہرے کے خوف اور بدبو سے تمام جاندار مر جائیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر دوزخیوں کی زنجیر کا ایک حلقہ جس کا ذکر کتاب اللہ میں ہوا ہے اسے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ پگھل کر بہہ جائیں۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام بس کرو۔ کہیں میرا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے اور میں انتقال نہ کر جاؤں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام خود رو رہے تھے فرمایا جبرائیل تم کیوں رو رہے ہو حالانکہ تم تو بلند ترین مقام پر فائز ہو کہنے لگے مجھے رونے کا زیادہ حق ہے شاید کہ میں اللہ تعالٰی کے علم میں اس حال سے کسی دوسرے حال میں لکھا گیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں مجھے بھی آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے جیسا کہ ابلیس کو ڈالا گیا تھا پھر وہ رسوا ہوا وہ بھی فرشتوں میں سے تھا۔ کہیں ہاروت اور ماروت کی طرح مصیبت نہ آ جائے اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رو پڑے، آخر کار ندا آئی اے جبرائیل اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ کر دیا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل آسمان پر چلے گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف فرما ہوئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر انصار کے ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو خوش گپیوں میں مشغول تھے اور ہنس رہے تھے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رمایا، تم ہنس

رہے ہو جب کہ دوزخ تمہارے پیچھے ہے جو مجھے علم ہو چکا ہے اگر تمہیں علم ہوتا تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے، کھانا پینا ترک کر دیتے اور پہاڑوں کی بلندیوں کی طرف نکل جاتے تاکہ رضائے الٰہی کے لیے خود پر ریاضت ومحنت کو مسلط کر سکو۔ اس پر آواز آئی اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میرے بندوں کو ناامید نہ کرو۔ آپ کو میں نے خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے آپ کو مشقتوں میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ اس پر حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (ان لوگوں سے) فرمایا کہ اپنے اعمال صحیح کرو اور اللہ کی قربت حاصل کرو۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے میں نے کبھی میکائیل (علیہ السلام) کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ جب سے آگ کی تخلیق کی گئی ہے میکائیل (علیہ السلام) کبھی نہیں ہنسے۔

ابن ماجہ اور حاکم کی صحیح حدیث پاک ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں حصہ ہے اور اگر اس کو رحمت کی پانی سے دو مرتبہ نہ بجھایا جاتا تو تم اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتے اور بارگاہ الٰہی میں یہ آگ دُعا مانگتی ہے کہ مجھے دوزخ میں دوبارہ نہ بھیجنا۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت مبارکہ کو پڑھا،

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ. (النساء:۵۶)

"جب ان کی جلدیں گل جائیں گی تو ہم ان کے چمڑے دوبارہ بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں"۔

پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کی تفسیر مجھے بتاؤ اور اگر آپ نے درست کہا تو میں آپ کی تصدیق کروں گا ورنہ آپ کا قول مسترد کر دوں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب انسان کا چمڑہ جل جائے گا تو اسی وقت نیا (پیدا) ہو جائے گا اور یہ

روزانہ چھ ہزار مرتبہ نیا (پیدا) ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُن کر کہا، واقعی آپ نے درست فرمایا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ روزانہ ستر ہزار مرتبہ ان کو آگ کھائے گی اور جب انہیں آگ جلا دے گی تو وہ ہر مرتبہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک گنہگار مسلمان کو جسے دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہوں گی اسے دوزخ میں غوطہ دے کر پوچھا جائے گا اے انسان تو نے کبھی آرام بھی دیکھا کیا تجھے کبھی کوئی نعمت میسر آئی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم نہیں۔ دنیا میں نہایت شدید تکالیف برداشت کرنے والا لایا جائے گا اسے جنت کی جھلک دکھا کر پوچھا جائے گا اے انسان تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر کبھی کوئی دکھ نہیں آیا اور نہ ہی میں نے کوئی تکلیف دیکھی ہے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ دوزخیوں پر رونا مسلط کر دیا جائے گا وہ اس قدر روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے ان کے چہروں پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ وہ ایسے دکھائی دیں گے اگر کشتیاں ڈال دی جائیں تو وہ چل پڑیں۔

ابو یعلیٰ سے روایت ہے کہ اے لوگو! روؤ۔ اگر تم رو نہ سکو تو رونی صورت بنالو۔ کیونکہ دوزخی روئیں گے حتیٰ کہ ان کے رخسار پر آنسو ایسے بہیں گے گویا وہ نہریں ہیں۔ بالآخر آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور ان کی آنکھیں زخموں سے لہولہان ہو جائیں گی۔

☆☆☆

باب ۔۱۱۰

میزان اور پُل صراط

ابوداؤد کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ رو پڑیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! روتی کیوں ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ دوزخ کو یاد کر کے میں رو پڑی ہوں۔ کیا روز محشر آپ اپنے اہل بیت کو یاد رکھیں گے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔

(۱) میزان عمل کے وقت حتیٰ کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس کا میزان ہلکا ہے یا بھاری۔

(۲) نامۂ اعمال کے اڑنے کے وقت حتیٰ کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے۔

(۳) پل صراط کو جب دوزخ پر رکھا جائے گا حتیٰ کہ اسے یہ پتہ نہ چل جائے کہ وہ اسے پار کر سکتا ہے یا نہیں۔

تین مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی:

ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ روز محشر میری سفارش فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا کروں گا۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پہلے پُل صراط

پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ پل صراط پر نہ ملے تو پھر میں کہاں ڈھونڈوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے میزان کے نزدیک ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے میزان کے پاس بھی نہ مل سکے تو پھر کہاں ڈھونڈوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر حوض (کوثر) کے نزدیک مجھے ڈھونڈنا کیونکہ ان تین مقامات کے علاوہ میں کہیں نہیں ہوں گا۔

میزان کا رکھا جانا:

حاکم کی روایت ہے کہ روز محشر میزان کو رکھا جائے گا اس میں اگر وزن کیا جائے یا اس میں زمین و آسمان رکھ دیئے جائیں تو وہ اس میں رکھے جا سکیں گے۔ پھر فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ! اس میں کس کے اعمال تولے جائیں گے؟ اللہ رب العزت فرمائے گا اپنی مخلوق میں سے جس کے لیے چاہوں گا۔ فرشتے عرض کریں گے۔

سُبْحٰنَکَ مَاعَبَدْنٰکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

پاک ہے تُو، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

پھر پُل صراط کو رکھ دیا جائے گا جو اُسترے کی دھار جیسا (تیز) ہو گا فرشتے عرض کریں گے۔ اسے کون پار کرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنی مخلوق میں سے جسے میں چاہوں گا فرشتے عرض کریں گے،

سُبْحٰنَکَ مَاعَبَدْنٰکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

پاک ہے تُو، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

پُل صراط کی کیفیت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کے درمیان میں پل صراط رکھا جائے گا جو تلوار کی طرح تیز اور باریک ہو گا جس پر پھسلن ہو گی اس پر آگ کے کانٹے ہوں گے جن

سے وہ لوگوں کو اُچک لے گی اس پر رکنے ولا اس میں گرے گا اور کچھ تیز چلنے والے ہوں گے جن میں سے بعض بجلی کی تیزی سے گزریں گے وہ گزر کر ہی رُکیں گے بعض اس پل کو ہوا کی طرح عبور کر لیں گے۔ بعض گھوڑے سوار کی طرح۔ بعض لوگ دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح پھر اس سے کم رفتار دوڑتے ہوں گے۔ پھر پیدل چلنے والوں کی طرح لوگ گزریں گے سب کے آخر میں ایسا انسان آئے گا جسے آگ نے جھلسا دیا ہوگا وہ تکلیف برداشت کر کے آیا ہوگا۔ وہ بھی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اسے کہا جائے گا مانگ جو کچھ تجھے مانگنا ہے وہ کہے گا۔ اے رب العزت مجھ سے مزاح کرتا ہے؟ پھر اس کی تمام تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر کہا جائے گا مانگ جو مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس وہ سبھی کچھ ہے جو تو نے طلب کیا اور اس کے ساتھ اور کچھ بھی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ام مبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا انصاریہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے سنا وہ دوزخ میں انشاء اللہ تعالیٰ نہیں جائیں گے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں یارسول اللہ! آپ نے انہیں ڈانٹ دیا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا. (مریم:۷۱)

تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر وارد ہونے والا ہے۔

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا. (مریم۷۲)

جناب احمد کی روایت ہے کہ علماء کرام کی ایک جماعت نے ورود کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اہل ایمان اس میں داخل نہیں ہوں گے جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ اس میں تمام لوگ داخل ہوں گے پھر جو لوگ تقویٰ رکھتے ہیں ان کو نجات عطا فرمائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس

میں تمام لوگ داخل ہوں گے۔ پھر اپنی انگلیوں کو کانوں کے نزدیک لے جا کر کہا کہ اگر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنا ہو تو یہ دونوں بہرے ہوں۔

ورود سے دخول مراد ہے اس میں تمام نیکو کار اور گنہگار داخل ہوں گے پھر اہل ایمان پر وہ دوزخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا ہو جائے گا حتیٰ کہ اس آگ یا دوزخ کے لیے آپ نے فرمایا، سردی کے باعث اہل ایمان فریاد کریں گے اور اللہ رب العزت ان لوگوں کو جو متقی ہیں نجات عطا فرمائے گا جب کہ ظالموں کو دوزخ میں پڑا رہنے دے گا۔

حاکم کی روایت ہے کہ دوزخ میں لوگ داخل ہوں گے مگر اپنے اعمال کے سبب اس سے نکلیں گے پہلے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ، پھر ہوا کی طرح، پھر گھڑ سوار کی طرح پھر اونٹ سوار کی طرح پھر بھاگتے ہوئے آدمی کی طرح اور پھر پیدل چلنے والے شخص کی طرح باہر نکلیں گے۔



باب ۔ ۱۱۱

وصال النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیت اطہر میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ وصال کی ساعت قریب تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری طرف دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمانِ اطہر پُرنم ہوگئیں پھر فرمایا، تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی عطا کی، اللہ تعالیٰ نے تمہیں پناہ دی اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے متعلق کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں تمہارے لیے کُھلا ہوا نذیر ہوں، یہ کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اس کے بندوں پر زیادتی نہ کرو۔ موت نزدیک ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ اور بھرے ہوئے جاموں کی طرف لوٹ کر جانا ہے پس تم اپنے آپ پر اور جو میرے بعد میرے دین میں داخل ہو اس پر میری طرف سے سلام کہو۔

اُمت کا والی:

روایت ہے کہ بوقتِ وصال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خوشخبری سنادو کہ انہیں میں امت کے بارے میں شرمسار نہیں کروں گا اور اس بات کی بھی انہیں خوشخبری سنادو کہ قیامت

کے دن جب لوگ اُٹھائے جائیں گے تو وہ سب سے پہلے اُٹھیں گے جب وہ جمع ہو جائیں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہو گا۔ بے شک اُس وقت تک جنت دوسری اُمتوں پر حرام ہو گی جب تک کہ اس میں آپ کی اُمت داخل نہ ہو جائے۔ یہ سُن حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا کہ سات کنوؤں کے سات پانیوں سے مجھے غسل کرایا جائے۔ چانچہ ہم نے اسی طرح ہی کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راحت محسوس کی پھر باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اُحد کے شہیدوں کے لیے بخشش کی دُعا مانگی پھر انصار کے لیے وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

''بے شک بندے کو دنیا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مابین اختیار دیا گیا تو اس نے شے کو پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔''

''امابعد! اے گروہ مہاجرین! تم بڑھتے رہو گے اور انصار اپنی موجودہ حالت پر باقی ہیں وہ نہیں بڑھے، انصار میرے راز دار ہیں جن کی طرف میں نے پناہ لی ہے لہٰذا ان کے نیک کی عزت کرو اور بُرے سے درگزر کرو۔''

پھر فرمایا'

''بے شک بندے کو دنیا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مابین اختیار دیا گیا تو اس نے اس شے کو پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔''

دوستی میں افضل:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور سمجھ گئے کہ اس بندہ سے مراد خود حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تسلی رکھو۔ ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف کھلنے والے تمام گھروں کے دروازے بند کر دو کیونکہ میرے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی آدمی دوستی میں افضل نہیں۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے گھر میں میرے دن میں اور میری گود میں میرے دل اور حلقوم کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دنیا سے پردہ پوشی کے وقت میرے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو جمع کر دیا۔ میرے گھر میرا بھائی عبدالرحمٰن آیا تو اس کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کی طرف دیکھنے لگے۔ میں سمجھ گئی آپ مسواک پسند فرما رہے ہیں اس پر میں۔ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے لوں۔ آپ نے سر سے اشارہ فرمایا ہاں میں نے مسواک لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دہن مبارک میں دے دی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کیا نرم کر دوں۔ آپ نے سر کے اشارے کے ساتھ نرم کرنے کو فرمایا۔ میں نے اسے منہ میں لے کر چبا کر نرم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا برتن تھا آپ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے اور فرماتے۔ لاالہٰ الا اللّٰہ ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سیدھا کیا اور فرمایا الرفیق الاعلیٰ الرفیق الاعلیٰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ملاقات مطلوب ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔

انصار کی پریشانی:

حضرت سعید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب انصار نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع شریف میں گرانی کا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے تو مسجد کے گرد اضطرابی حالت میں پھرنے لگے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی حالت اور ان کے غم اور اندیشہ کے متعلق بتایا پھر

حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی بات عرض کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور وہی بات کی جو پہلے ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا اسے تھامو۔ اس پر انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھام لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں آپ کے وصال فرما جانے کا خدشہ ہے۔ (اسی اثناء میں) ان کی عورتیں اپنے جوانوں کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جمع ہونے کے باعث ایک دوسرے کو بلانے لگیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لے کر چلے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر اطہر لپیٹا ہوا تھا اور آپ کے پائے اقدس گھسٹتے جاتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر مبارک کی سب سے نچلی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے قریب آ گئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا،

''اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میری موت سے خائف ہو تم موت کو نہیں پہچانتے اور تم اپنے نبی کی موت کو اچھا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ تمہارے نبی کی وفات کوئی حیرت کی بات نہیں نہیں۔ کیا میں نے تمہیں موت کی خبر نہیں دی اور خود تمہیں موت کی خبریں نہیں ملیں؟ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ زندہ رہا کہ میں بھی ہمیشہ رہو؟ اسے جان لو کہ میں بھی اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اسی سے ملنے والے ہو میں تمہیں مہاجرین اولین کے متعلق نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو ایک دوسرے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور حق کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہے اور تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہیں کسی معاملہ کے دیر ہونے پر جلدی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی جلد بازی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا جس نے اللہ تعالیٰ پر غلبہ پانے کی

کوشش کی وہ خود مغلوب ہو گیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی وہ خود دھوکہ میں رہے گا۔ پس تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں والی بنایا جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔''

انصار کے متعلق وصیت:

اور میں تمہیں انصار کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور تم سے پہلے ایمان لائے۔ لہٰذا تم ان سے نیکی کرو۔ کیا انہوں نے پھلوں میں تمہارا حصہ نہیں رکھا۔ کیا انہوں نے تمہیں گھروں میں نہیں بسایا؟ کیا انہوں نے تمہیں اپنی جانوں پر ترجیح نہیں دی حالانکہ وہ خود تنگ دست تھے۔ باخبر رہو۔ جو شخص اس بات کا والی بنایا جائے کہ وہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے پس چاہیے کہ وہ ان کے نیک کو قبول کرے اور ان کے بُرے سے در گزر کرے۔ باخبر ہو جاؤ ان پر خود کو ترجیح نہ دو! باخبر رہو میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ آگاہ رہو کہ تمہارے اترنے کی جگہ میرا حوض ہے۔ میرا حوض شام کے شہر بصرہ اور صنعا یمن کے درمیانی مسافت کے برابر ہے اس میں کوثر کے پرنالا سے ایسا پانی انڈیلا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس سے جس نے بھی پی لیا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی کنکریاں موتیوں کی اور زمین اس کی مشک کی ہے جو کل کھڑے ہونے کے دن اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ جو یہ چاہتا ہے کل میرے پاس آئے اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو ناجائز باتوں سے روکے۔

قریش کے لیے وصیت:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قریش کے متعلق وصیت فرمائیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

”قریش کو میں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ لوگ ان کے تابع ہیں ان کا اچھا ان کے اچھے کے لیے ہے اور ان کا بُرا ان کے بُرے کے لیے۔ اے آل قریش! لوگوں کے ساتھ نیکی کرو۔ اے لوگو! گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں اور قسمت کو تبدیل کر دیتے ہیں اس لیے جب لوگ اچھے ہوتے ہیں تو ان کے حکمران بھی اچھے ہوتے ہیں اور جب لوگ تابعداری نہیں کرتے وہ نافرمان کہلاتے ہیں یعنی ان کے حکمران ظالم ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”اور ہم اسی طرح بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ولی بنا دیتے ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے“۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ پوچھو! عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت قریب ہے؟ آپ نے فرمایا وقت بالکل ہی قریب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! جو کچھ اللہ کے ہاں ہے آپ کو مبارک ہو کاش ہم اپنے ٹھکانے کو جانتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی طرف سدرۃ المنتہیٰ کی طرف پھر جنت الماویٰ کی طرف شراب طور کے بھرے ہوئے جام جہاں رکھے ہیں۔ اس طرف فردوس اعلیٰ کی طرف رفیق اعلیٰ کی طرف مبارک، زندگی اور اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں۔

غسل و کفن کے متعلق وصیت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کے غسل کے لیے انتظام کس کا ہوگا؟ فرمایا میرے قریبی اور ان کے قریبی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں کا کفن دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے ان کپڑوں، یمنی چادر اور سفید مصری چادر میں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم آپ کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں۔ چنانچہ ہم رو پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو دیئے اور فرمایا

ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور تمہیں اپنے نبی سے بہتر جزا دے۔ جب تم مجھے غسل دے لو اور کفن پہنا لو تو مجھے میرے اسی گھر میں میری چارپائی پر میری قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر مجھے تنہا چھوڑ کر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھے گا جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے بعد فرشتے تمہارے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں پھر فرشتوں کو مجھ پر درود کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے اللہ کی مخلوق میں سے جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئیں گے وہ مجھ پر درود پڑھیں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل اور پھر ایک جماعت کثیر کے ساتھ عزرائیل علیہ السلام دردو پڑھیں گے پھر تمام فرشتے آئیں گے اور اس کے بعد تم گروہ در گروہ داخل ہونا اور گروہوں کی صورت میں مجھ پر درود وسلام پڑھنا۔ چیخ و پکار اور رونے دھونے کے باعث مجھے تکلیف نہ دینا سب سے پہلے تم میں سے امام ہی آغاز کرے میرے اہل بیت قریب قریب شروع کریں۔ پھر عورتوں کا گروہ پھر بچوں کا گروہ آئے مجھ پر درود پڑھتا ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ آپ کو قبر اطہر میں کون اتارے گا؟ ارشاد فرمایا، میرے سب سے قریبی گھر والے پھر ان سے قریبی، فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے لیکن وہ تمہیں دیکھیں گے۔ کھڑے ہو جاؤ اور میرے بعد آنے والوں تک پہنچا دو۔

ملک الموت کی آمد:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس دن وصال فرمایا اُس دن کے شروع میں لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت کو ہلکا پایا، چنانچہ وہ خوشی کے ساتھ اپنے گھروں اور کاموں کی طرف واپس چلے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے درمیان تنہا رہ گئے۔ ہم بہت خوش تھے اور اس سے قبل اس قدر خوشی ہمیں کبھی نہیں ملی تھی۔ اچانک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم ساری عورتیں باہر

نکل جاؤ کیونکہ یہ فرشتہ مجھ سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے، چنانچہ میرے سوا تمام عورتیں گھر سے باہر چلی گئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر اطہر میری گود میں تھا، آپ بیٹھ گئے اور میں گھر کے ایک گوشے کی طرف ہوگئی۔ پھر فرشتہ نے لمبی سرگوشی کی اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بلایا اور اپنا سر اطہر اسی طرح میری گود میں رکھتے ہوئے عورتوں سے فرمایا کہ اندر آجاؤ۔

میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ یہ آہٹ مجھے جبرائیل (علیہ السلام) کی محسوس نہیں ہوئی۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ جو میرے پاس آیا تھا ملک الموت تھا اور کہہ رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر میں آپ کے پاس نہ آؤں۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں اندر آجاؤں اور یہ حکم بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر روح پاک کو قبض نہ کروں۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ چنانچہ میں نے کہا کہ جبرائیل (علیہ السلام) کے آنے تک تم ٹھہر جاؤ۔ یہ وقت جبرائیل (علیہ السلام) کے آنے کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ایسی بات ہمارے سامنے آئی کہ جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں تھا اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی رائے تھی۔ خوفزدہ ہوکر ہم چپ ہوگئے۔ گویا کوئی ایک بھی اہل بیت میں سے اس عظیم امر کے باعث کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ اس کی ہیبت کی وجہ سے ہمارے جسموں میں خون بھر گیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس لمحہ میں حاضر ہوئے اور ان کی آہٹ کو میں نے پہچان لیا۔ گھر والے باہر نکل گئے تو جبرائیل علیہ السلام اندر تشریف لائے اور عرض کی یا نبی اللہ! پروردگار عالم آپ پر سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں حالانکہ وہ آپ سے زیادہ آپ کے بارے میں علم رکھتا ہے مگر

اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ آپ کی عزت و مرتبہ میں اضافہ فرمائے اور مخلوق پر آپ کی عزت و مرتبہ تکمیل کے آخری حد تک پہنچ جائے اور آپ کی امت میں مثال ہو جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تکلیف محسوس کرر ہا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ کو خوشخبری ہو اللہ رب العزت نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کو ان انعامات سے نوازے جو اس نے آپ کے لیے تیار کرر کھے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جبرائیل! ملک الموت نے مجھ سے اجازت طلب کی اور مجھے بات بتا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ کا پروردگار آپ کے دیدار کا اشتیاق رکھتا ہے کیا آپ کو اس نے یہ نہیں بتایا کہ اللہ رب العزت آپ سے کس چیز کا ارادہ فرماتا ہے۔ واللہ! ملک الموت نے کبھی بھی کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی وہ کبھی آئندہ کسی سے اجازت مانگے گا۔ آگاہ ہو جایئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے شرف کو مکمل فرمانے والا ہے اور آپ کا مشتاق ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو مجھے اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک کہ میں بارگاہ الٰہی میں نہ پہنچ جاؤں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گفتگو:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمادی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آگئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے سرگوشی فرمائی۔ جب انہوں نے سر اُٹھایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ غم کی شدت کے باعث بول بھی نہ سکتی تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا، اپنا سر میرے قریب کرو، چنانچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹ گئیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو انہوں نے ہنستے ہوئے اپنا سر اُٹھایا مگر بات کرنے کی ہمت پھر بھی نہیں تھی۔

اس حیرت انگیز بات کو ملاحظہ کرنے کے بہت بعد ہم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے یہ بات بتائی کہ آج میں وصال کرنے والا ہوں تو میں رو پڑی اور پھر جب فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں میں نے دعا کی ہے کہ وہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تجھے مجھ سے ملائے اور تمہیں میرے ساتھ رکھے (اور یہ دعا قبول ہوئی) تو میں ہنس دی۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں بیٹوں کو بلایا اوران کو پیار کیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ملک الموتؑ نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ ملک الموت نے عرض کی کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اب مجھے میرے پروردگار کے پاس لے چلو۔ ملک الموت نے عرض کی (آپ کی رضا سے) آج ایسا ہی ہوگا اور آپ کا پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور آپ کے سوا میں کبھی کسی اور کے پاس بار بار نہیں آیا اور نہ ہی مجھے حکم ہے کہ آپ کے سوا کسی اور کے پاس جا کر اجازت طلب کروں مگر آپ کی ساعت آپ کے سامنے ہے اس کے بعد وہ چلے گئے۔

جبرائیل علیہ السلام کی آخری آمد:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے جانے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم یہ آخری موقعہ ہے کہ میں زمین پر اترا ہوں اب وحی الٰہی لپیٹ دی گئی ہے اور سلسلہ وحی منقطع کر دیا گیا ہے اور دنیا لپیٹ دی جائے گی۔ دنیا میں میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی آنا جانا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اور کوئی حاجت نہیں اب میں اپنے مقام پر رہوں گا اور کہیں نہیں جاؤں گا۔ اللہ کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنایا ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرانور اپنے سینہ پر رکھ کر اسے تھام لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا میں نے ایسا پسینہ اس سے قبل چہرہ انور پر کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر یہ پسینہ بہنے لگا۔ اس پسینہ کی عمدہ خوشبو کسی چیز میں نہیں پائی ۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس وقت عرض کیا ۔ جب ذرا افاقہ ہوا۔ کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں ۔ یہ پسینہ کیوں جاری ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ! مومن کی جان پسینہ سے نکلتی ہے اور کافر کی جان اس کے جبڑوں سے گدھے کی سانس کی طرح نکلتی ہے ۔ پھر ہم سب گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجا۔ سب سے پہلا آدمی جو ہمارے پاس آیا وہ میرا بھائی تھا جسے میرے والد نے میری طرف بھیجا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کی آمد سے قبل ہی وصال فرمایا۔

حِکمت کی بات:

اللہ تعالیٰ کے مردوں کو روک دینے میں یہ حکمت تھی کہ اس وقت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اختیار دیا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کلام کرتے تو فرماتے نماز نماز جب تک تم اس سے وابستہ رہو گے سلامت رہو گے یعنی جب تک تم نماز پڑھتے رہو گے ہمیشہ ایک دوسرے کے معاون رہو گے ۔ پھر فرمایا نماز نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وصیت کرتے ہوئے کہ نماز کو نہیں چھوڑنا اس کی مکرر تاکید کرتے ہوئے وصال فرما گئے۔

وصال کا وقت:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے بروز پیر (سوموار) چاشت اور دوپہر کے درمیانی وقت میں وصال فرمایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوموار کو میں نے تنہا مصیبت نہیں دیکھی واللہ اس روز امت کو بہت سے مصائب ملے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غمزدہ ہونا:

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو لوگوں کا ہجوم ہوگیا اور رونے کی آوازیں آنے لگیں فرشتوں نے دو کپڑوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لپیٹ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے متعلق صحابہ کرام میں فرطِ غم کی وجہ سے اختلاف ہوا کسی نے غم کے جذبات میں کہہ دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غم سے زبانیں بند ہوگئیں۔ کافی دیر کے بعد بول سکے۔ الغرض مسلمانوں پر یہ عجیب کیفیت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین نہ تھا۔ یہ سب شدتِ غم کے باعث تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ غم کے مارے بیٹھ گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے کہ ان کی غم سے زبان بند ہوگئی۔ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا حال بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما جیسا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کے ساتھ سچائی کی گفتگو کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت گھبرائے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ البتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موت کا مزا چکھ چکے ہیں۔ اور آپ نے انہیں اپنی موجودگی میں کیا یہ نہیں فرمادیا تھا۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○

(الزمر: ۳۰-۳۱)

تحقیق تجھے بھی فوت ہونا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تحقیق تم قیامت کے دن اپنے پروردگار سے جھگڑا کرو گے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کی خبر اس وقت ملی جب آپ بنو الحارث بن الخزرج کے ہاں تھے اور وہ آئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پروردگار عالم آپ کو دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا۔ پس البتہ اللہ کی قسم! رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی طرف آئے فرمایا، اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو (وہ سن لے کہ) بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروردگار کی عبادت کرتا ہے تو اس کا پروردگار زندہ ہے جو کبھی فوت نہیں ہوگا۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ.

"اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تحقیق رسول ہیں اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزرے ہیں۔ پس اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے"۔

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو سن کر لوگوں کو سکون ہوا گویا اس سے قبل انہوں نے یہ آیت نہیں سنی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو وہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت اطہر میں داخل ہوئے (اس حالت میں کہ) وہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درُود پاک بھیج رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے ہچکی اس طرح بندھی ہوئی تھی کہ جیسے پانی سے بھرا ہوا برتن اُچھلتا ہے اس کے باوجود انہوں نے بولنے میں اور کوئی حرکت کرنے میں صبر کا دامن تھامے رکھا۔ وہ آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھک گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اطہر سے کپڑا ہٹا کر پیشانی مبارک اور رخساروں کو بوسہ دیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اطہر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رو پڑے اور کہا، میرے ماں باپ، جان اور گھر بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت دونوں میں طاہر و پاکیزہ ہیں۔ آپ کے وصال سے وہ سلسلہ ختم ہو گیا جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے ختم نہیں ہوا تھا آپ ہر وصف سے بلند تر اور رونے دھونے سے برتر ہیں۔ آپ تسلی کا سبب ہیں۔ آپ کا جود و کرم سب کے لیے عام ہے اگر آپ کے اپنے ایثار سے آپ کا وصال نہ ہوتا تو ہم مر جاتے اور اگر ہمارے آنسو بہانے سے کچھ ہو سکتا تو ہم آپ کے لیے اپنی آنکھوں کا پانی خشک کر دیتے مگر جس چیز کو ہم اپنے سے دور نہیں کر سکتے جو آپ کا غم اور یاد ہے جو ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ اے اللہ! اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں ہمارا یہ پیغام پہنچا دے۔ (پھر فرمایا) اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ اپنے پروردگار کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارا دھیان اپنے دل میں رکھیں اگر آپ ہمیں سکون کے ذرائع مہیا نہ فرماتے تو ہم میں سے کوئی بھی وحشت کے باعث اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکتا۔ اے اللہ! تو ہمارے یہ جذبات اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچا دے اور ان کا فضل و کرم ہمارے شامل حال فرما۔ اے اللہ! یہ ہمارے جذبات و احساسات ہیں تو ہمیں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہی یہ امید وابستہ کرتے ہیں کہ تُو ہماری غلطیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمائے گا اور ہمیں ایمان کی حالت میں بارگاہ نبوت

میں حاضری کا شرف عطا فرمائے گا۔ اے پروردگار عالم! تُو ہی ہم سب کی امیدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ ہماری دُعا کو قبولیت کا شرف عطا فرما۔ والحمدلِلّٰہ ربِ العالمین.



www.ahlehaq.org